علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی دینی، علمی اور ملّی خدمات کا تحقیقی جائزہ

مقالہ برائے پی ایچ ڈی

تحقیق کار

اشرف علی

زیرِ نگرانی

پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین

شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی 2008ء

علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی دینی، علمی اور ملّی خدمات کا تحقیقی جائزہ

مقالہ برائے پی ایچ ڈی

تحقیق کار

اشرف علی

زیرِ نگرانی

پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین

شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی 2008ء

تصدیق نامہ

تصدیق کی جاتی ہے کہ:

اشرف علی ولد طاہر علی نے ''علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی دینی، علمی اور ملّی خدمات'' کے موضوع پر اپنا تحقیقی کام برائے پی ایچ ڈی مکمل کر لیا ہے۔

کام کی نوعیت اور مواد صحیح معنوں میں تحقیقی ہے لہٰذا امیدوار کو مقالہ جمع کرانے کی اجازت دی جاتی ہے۔

مطابق: ۲۷ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ

07/01/08

ڈاکٹر ناصر الدین

DR. NASIR UDDIN
Assistant Professor
Deptt. of Islamic Learning
University of Karachi.

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَللّٰهمَّ صَلِّ وَسَلِّم وَبَارِك عَلٰی سَیِّدِنا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِه کَمَا لَا نِهَا یَةَ لِکَمَا
لِكَ وَعَدَدَ کَمَالِه

اَللّٰهمَّ صَلِّ وَسَلِّم وَبَارِك عَلٰی سَیِّدِنا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِه وَ عِترَتِه بِعَدَدِ کُلِّ
مَعلُومٍ لَّك ط

اَللّٰهمَّ صَلِّ وَسَلِّم وَبَارِك عَلٰی سَیِّدِنا مُحَمَّدٍ خُذُوا بِیَدِی قَد ضَاقَت حِیلَتی
اَنتَ وَسِیلَتِي اَدرِکنی یَا رَسُولَ اللهِ

ابوابِ مقالہ

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

مقدمہ

علمائے حق نے تاریخ کے ہر دور اہے پر مذہب وملت کی عزت وآبرو کے تحفظ کے لیے اپنا فریضہ انجام دیا اور رہبری فرمائی۔ برِصغیر پاک وہند میں جب انگریز ہندوستان پر قابض ہوگیا اور مسلم اقتدار کا چراغ اپنی روشنی اندھیروں کے سپرد کر چکا تھا مسلمان منتشر اور غیر منظم تھے مسلم تشخص اپنا وقار اور عروج کھو چکا تھا اقتصادی و معاشی لحاظ سے مسلمانوں کا استحصال کیا جارہا تھا، حق و باطل، کفر و اسلام کے فرق کو پسِ پشت ڈال کر ہندو مسلم دوستی اور بھائی چارہ کا پرچار کیا جارہا تھا قومیت کی بنیاد وطنیت کو قرار دیا جانے لگا اسلامی شعار کو بالائے طاق رکھکر غیر اسلامی شعار اپنانے کو مصلحت سے تعبیر کیا گیا اور ایک نظریہ اور ایک قوم کا نعرہ لگایا گیا۔ اس نازک دور میں مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے علمائے حق نے جدو جہد فرمائی اور مسلمانوں کو جداگانہ قومیت کے تصور سے آگاہ کیا کہ قومیت کی بنیاد وطنیت نہیں بلکہ مذہب ہے جسکی ترجمانی اقبال نے یوں فرمائی تھی۔

☆ قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں

جذب باہم جو نہیں محفلِ انجم بھی نہیں (اقبال)

علماء و مشائخ نے ان اسلام دشمن فتنوں اور عقائد باطلہ کا رد فرمایا اور برِصغیر کے مسلمانوں میں ایک علیحدہ وطن کے حصول کی لو کو بھڑکا کر شعلہ جوالہ بنادیا۔ ۱۹۳۰ء اور ۱۹۴۰ء کی دھائی مسلمانوں کی تحریکِ آزادی کے حوالے سے انتہائی اہم ہے علماء و مشائخ نے مسلمان قوم میں علیحدہ وطن کے حصول کا جذبہ اسطرح جگایا کہ قریہ قریہ شہر شہر گاؤں گاؤں ہر ایک کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا ''پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ'' اور ''بٹ کے رہے گا ہندوستان۔ لے کے رہیں گے پاکستان'' وغیرہ

علماء و مشائخ کی اس تائید وحمایت نے تحریک آزادی کو کامیابی سے ہمکنار کر دیا اور اسے منزلِ مقصود پر پہنچا دیا علیحدہ وطن حاصل ہوگیا۔ علماء و مشائخ اپنی اپنی خانقاہوں میں چلے گئے اور ☆☆ ع ''منزل انھیں ملی جو شریک سفر نہ تھے'' (محسن بھوپالی) کے مصداق اقتدار پر مفاد پرست ٹولے کا قبضہ ہوگیا اسلام کے نام پر قائم ہونے والے وطن میں اسلامی نظام نافذ نہ ہوسکا یہ مفاد پرست عناصر مستقل اسکی راہ میں رکاوٹ بنے رہے اور اپنے قیام کے ۹ ماہ تک ملک کے بے آئین رکھا گیا چنانچہ ایک بار پھر

☆ کلیاتِ اقبال، محمد اقبال ڈاکٹر، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز ۱۹۷۳ء ص ۲۰۱

☆☆ روشنی تو دیے کے اندر ہے، محسن بھوپالی، کراچی، ایوانِ ادب، ۱۹۹۷ء ص ۹۲

علماء و مشائخ نے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کیا۔ سب سے پہلے دستورِ اسلامی پر زور دیا گیا اور علماء کے وفود نے قائداعظم سے ملاقاتیں کیں مگر بدقسمتی کہ قائداعظم پاکستان کے قیام کے گیارہ ماہ بعد انتقال کر گئے اور یہ کام ادھورا رہ گیا مگر اسکی جدوجہد جاری رہی اور پہلی کامیابی لیاقت علی خان کے قراردادِ مقاصد کے اعلان کی صورت میں سامنے آئی۔ پھر جب ۱۹۵۶ء میں آئین کی تدوین کا مرحلہ آیا تھا تو کچھ اذہان صرف کتاب کو لائق اتباع قرار دیتے تھے سنت انکے نزدیک لائق اعتبار نہ تھی۔ پھر ملک میں عورت کی حکمرانی کا راستہ ہموار کرنے کے لیے از روئے شریعت اسکے جواز ڈھونڈے جانے لگے۔ کچھ عرصہ بعد سیکولر ازم کا غلغلہ اٹھا، سرخ انقلاب کے نعرے لگائے گئے، لوگوں کو روٹی کپڑا اور مکان کے پرفریب نعروں سے گمراہ کیا گیا اور سوشلزم کو سیاسی، معاشی اور معاشرتی لحاظ سے بہتر گردانا گیا۔ فتنہ قادیانیت اس ملک کے قیام کے بعد سے ہی اپنی جڑیں مضبوط کرنے لگا اور اپنی ریشہ دوانیاں جاری رکھیں۔ اسی طرح اس مملکت اسلامی میں اسلامی بھائی چارہ کی فضا کو متعفن کرنے کے لیے کچھ شرپسند عناصر نے ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کی آگ بھڑکا دی، لیکن جسطرح قیام پاکستان کے لیے علماء و مشائخ نے اپنے کردار کو فراموش نہ کیا بلکہ قیام پاکستان کے بعد بھی جب کبھی کوئی غلط تحریک اٹھی، کسی فتنے نے سر اٹھایا علماء اسکی سرکوبی کے لیے خانقاہوں اور دینی مدارس سے باہر آ کر رسم شبیری ادا کرنے لگے۔ ان تمام علماء و مشائخ میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا نام تاریخ پاکستان کے صفحات پر چمکتا دمکتا نظر آتا ہے۔ آپکا عرصہ حیات مسلم امہ کی تاریخ کا ہنگامہ خیز اور پرآشوب دور ہے۔ قیام پاکستان سے قبل اپنے اکابرین کے ساتھ ملکر مسلمانانِ ہند کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ قیام پاکستان کے بعد بھی عوام کی دینی رہنمائی کے ساتھ ساتھ ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کی بالادستی کی جدوجہد جاری رکھی۔ دستور پاکستان کے لیے تدوینی خدمات، سیکولرازم اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی، قیامِ پاکستان کے بعد انتقال آبادی کا مسئلہ ہو یا مسئلہ کشمیر، ملک میں سیلاب زدگان کی خدمت ہو یا بیرون ملک عالمِ اسلام کو درپیش مسائل۔ ہر تحریک، ہر جدوجہد اور ہر مسئلے کے حل میں آپکا کردار مثالی نظر آتا ہے۔ آپکی شخصیت داعی امن، داعی الی الخیر تھی۔ آپ اپنی متوازن شخصی خصوصیات کی بناء پر ہر طبقہ فکر کے لیے قابلِ احترام سمجھے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے علامہ کاظمیؒ کی ذات میں بیشمار خوبیاں ودیعت فرمائی تھیں۔ آپ بیک وقت مترجم، مفسر، محدث، فقیہہ اور ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ، سیاسی و مذہبی رہنما اور روحانی پیشوا تھے۔ مختصر یہ کہ آپکی پوری زندگی اسلام

کی بالا دستی کے لیے ایک مکمل جد و جہد تھی ۔

ایسے نامور علماء و مشائخ جنھوں نے امتِ مسلمہ کی ناخدائی کا فریضہ انجام دیا انکے کارہائے نمایاں کو عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ عوام الناس اور نئی نسلیں اپنے اکابرین کے کارناموں سے روشناس ہوسکیں جو انکے لیے زندگی کے ہر مرحلے پر رہنمائی کا ذریعہ ثابت ہوں اور وہ انکی خدمات اور قربانیوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے استحکام پاکستان کے لیے ویسی ہی خدمات انجام دیں سکیں ۔ جس طرح انکی زندگیاں دین کے لیے وقف تھیں ہمیں بھی انکے حالات کے مطالعے سے یہ ادراک نصیب ہو جائے کیونکہ ہم اسلام دشمن اور غیر اسلامی حکومتوں اور معاشروں کی دنیا میں رہ رہے ہیں جن کا مذہب سے رابطہ تقریباً کٹ چکا ہے اپنے اسلاف کے تذکرے ان سے اور اپنے مذہب سے تعلق جوڑنے کا یقیناً سبب ہو سکتے ہیں ۔ علامہ کاظمیؒ کی دینی ، علمی اور ملّی خدمات صفحہ تاریخ پر جلی حروف میں لکھنے کے لائق ہیں ۔ اس مقالے میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ علامہ کاظمیؒ ایک تاریخ ساز شخصیت کے حامل ہیں ۔ یہ مقالہ چار ابواب پر مشتمل ہے ۔ پہلا باب علامہ کاظمیؒ کی سوانح و شخصیت کے متعلق ہے ، دوسرا باب دینی خدمات ، تیسرا باب علمی خدمات اور چوتھے باب میں ملی خدمات کا تذکرہ ہے ۔

اس تحقیقی کام میں جن حضرات کی نظرِ عنایت اور تعاون شاملِ حال رہا ان میں مولانا محمد عیسیٰ سعیدی صاحب اور میرے مشفق و محترم استاد اور سپروائزر پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین صاحب ، اور دیگر علماء و مشائخ جن کا میں تہہ دل سے ممنون و مشکور ہوں ۔

احقر
اشرف علی

139/11 Sector II-F
New karachi
karachi

Synopsis

Righteous Scholars always performed their duty to guide the muslim nation and to safegaurd their honor and dignity throughout the history. When British seized subcontinent,Muslim rule had lost it's glory, Muslims were dispersed and unorganized and had lost distinguish esteem, they were overpowered in financial and economic affairs.Bringing the dividing line of faith and disbelief into mist, Muslims-Hindu culture was being legitimized and a roar of one conception and one nation was chanted in the sub- continent.In this delicate era, scholars struggled for the guidance of Muslims and highlighted the distinction of Muslim nation that identity of a nation is not based on citizenship but on religion.

Dr. Iqbal depicted this concept as,

☆ *"Quom Mazhab sey hay Mazhab jo nahi tum bhi nahi*
Jazbe Baham jo nahi Mehfil-e Anjum bhi nahi "

Islamic scholars turned down these anti-Islamic arguments and controversial creeds. They lit up the flame of securing a separate country for the Muslims of subcontinent.The decade of 1930 to 1940 is very crucial pertaining to the struggle of Muslim Indpendence in the subcontinent. Scholars motivated Muslim nation for separate country so extensively that each Muslim in all towns, city and village was roaring only one slogan that "Pakistan ka matlab kia La Ilaha Illallah- (Pakistan stands for there is no god but Allah)" and " Butt kay rahay ga Hindustan-ley kay rahain gey Pakistan-(Hindustan would divide, we would get Pakistan)" etc.

The favor and support of these scholars led the struggle of independence to the victory. It got in its destination i.e. a separate country was acquired. Then Scholars went into their monasteries and like ☆☆" Manzil unhain mili jo shareek-e safar na thay "- (arrived to the destination those who were not accompanied in the journey)- a group of self-interested people seized the government.Islam could not be implemented in the country that was established on the name of Islam.These selfish people remained a major barrier to the true Islamization in the country.

Therefore, once again, scholars realized their responsibility and first of all they stressed on Islamic constitution mainly. They met with Quaid-e-Azam but unfortunately Quaid-e-Azam died just after eleven months of the Pakistan's establishment and this task remained unaccomplished. But the

☆ *Kulliyat-e-Iqbal, Muhammad Iqbal Dr., Lahore, Shaikh Ghulam Ali & Sons, 1973, Page 201.*

☆☆ *Roshni tu Diye kay ander hay. Mohsin Bhopali,Karachi, Aiwan-e-Adab,1997, Page 92*

struggle continued and first success was achieved in the announcement of Liaqat Ali Khan's resolution.And in 1956 during compilation of the constitution, some people believed that only Holy Quran should be followed-Sunnah was not reliable for them. Some were looking for the legitimacy of the woman rule according to the islamic jurisprudence. After sometime a trend of secularism was raised,red-revolution was introduced; people were deluded with the roar of Roti,Kapra, aur Makaan(food,cloth and shelter) and socialism was promoted and appreciated politically, economically and socially. Apostasy movement of Qadiyanism was consolidating itself and continuing the devilish teachings among Muslims. Similarly, to aggravate the Islamic brotherhood and stablity in this Muslim country, some rioters inflamed sectarian violence among Muslims.But as scholars never forgot their duty during the struggle of Pakistan, they also came out of their monasteries and seminaries whenever any foul campaign rose against Pakistan after it's establishment. Among all these scholars, Allama Kazmi (may Allah bless him) stands in forefront. Period of his life time is very violent and lamentable. Before the establishment of Pakistan, along with his teachers he performed his duty to guide the Muslims of Hindustan. And after establishment, he continued his guidance and the struggle for implementing Holy Prophet's (peace be upon him) system of governance. For the constitution of Pakistan, he worked for the compilation, for declining secularism and Qadyaniat. After establishment, whether it is the problem of migration of population or Kashmir dispute, help of earthquake or flood victims or problem faced by Islam in the foreign world, in each struggle, every campaign and resolving all such problems, he performed his legitimate duty and exemplary services.He was a symbol of peace and welfare. Due to his balanced personality he was respected by the people of all schools of thoughts.Almighty ALLAH bestowed him with abudant qualities. He was a translator (of the Holy Quran), commentator (of the Holy Quran),and an expert in Hidith of the Holy Prophet (peace be upon him), a staunch jurist and proficient of written and intellectual knowledge.He was a political and religious leader and a spiritual guide as well. In short, his whole life was a struggle for the supermacy of Islam.

Among scholars who are the sailors of the Muslim nation, his works, struggle and efforts should also be highlighted so that people and coming generation could know the achievements of their earlier scholars. This would help them in every walk of life and they could also perform their role in serving this country in the light of the sacrifices of these scholars. As these scholars devoted their life for religion, after study of their biography, we could also gain this passion. At present, we are surrounded by the anti Islamic governments and societies that are almost isolated from the religion. The study of
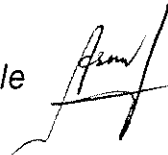
the glory and achievments of our scholars would help us connect with our religion.

Religious, educational and patriotic services of Hazrat Allama Kazmi deserve golden words in the history. Is this different aspects of his personality are discussed so that he would be acknowledged as a great historic personality. This thesis is divided into four sections; first is related with his biography and personality, second his about religious services, third section deals with his educational services and fourth discusses his patriotic national efforts.

In this research work those who helped me are "Moulana Muhammad Esa Saeedi" and my respected and affectionate teacher and supervisor Professor Dr. Nasiruddin Sahib and other scholars whom I am obliged and much thankful.

Humble

ASHRAF ALI

139/11 Sector II-F, New karachi,

Karachi

باب اول

سوانح و شخصیت

باب اوّل

سوانح وشخصیت

نام:

آپکا اسم گرامی سیّد احمد سعید ہے۔ مشہور عام نام علامہ سیّد احمد سعید کاظمی ہے۔

کنیت:

آپکی کنیت ابو النجم ہے۔ (۱)

ولادت وجائے ولادت:

علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ بمقام امروہہ مضافات مراد آباد محلّہ کٹوتی (بھارت) میں چار ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ بمطابق ۱۳ امارچ ۱۹۱۳ء بدھ کے دن صبح چار بجے ساداتِ امروہہ کے ایک علمی اور روحانی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ (۲)

القاب:

آپ ایک جیّد متبحر عالم دین، محدث، مفسر، محقق، فقیہہ، مصنف، مناظر، مدرس، خطیب، صوفی، پیر اور قومی ومذہبی رہنما تھے۔ وقت کے جلیل القدر علماء ومشائخ نے آپکے روحانی فضل وکمال کا اعتراف اور علمی وعملی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے انھیں غزالی زماں، رازی دوراں، بیہقی وقت، امام اہلسنت اور ضیغم اسلام جیسے القاب سے نوازا۔ علامہ سردار احمد لائلپوریؒ آپکو غزالی عصر کے نام سے پکارا کرتے تھے اور جمہور علماء اہلسنت آپکو رازی دوراں، محدث پاکستان، بیہقی وقت، استاذ العلماء ضیغم اسلام، اور امامِ اہلسنت کے القابات سے پکارتے تھے۔

غزالی زماں کا خطاب:

علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی تبحر علمی کے اعتراف میں اپنے وقت کے ایک جیّد عالم دین حضرت علامہ محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے ایک جلسہ عام جسمیں عوام کی ایک بڑی تعداد کے علاوہ جیّد علماء کرام بھی شریک تھے آپکو غزالی زماں کا خطاب دیا جسکی بھرپور تائید عوام کے جم غفیر نے کی اور غزالی زماں کا یہ خطاب آپکا عرف قرار پایا اور آپکے اصل نام سے زیادہ یہ خطاب مشہور ہوگیا۔ (۳)

والدگرامی:

آپکے والدگرامی سیّد مختار احمد کاظمی علیہ الرحمہ ولد سیّد یوسف علی چشتی علیہ الرحمہ ہیں ۔ آپ متقی و پرہیز گار بزرگ تھے ۔ اور اپنے وقت کے نامور علماء کرام میں شمار کیئے جاتے تھے ۔ حضرت سیّد مختار احمد کاظمی علیہ الرحمہ کی شخصیت علمیت کے لحاظ سے بہت مشہور و معروف تھی ۔ آپکے والد حضرت سیّد یوسف علی شاہ بھی ایک جیّد عالم فقیہہ بے بدل تھے ۔ دور دور تک آپکی شہرت تھی ۔ سیّد مختار احمد کاظمی علیہ الرحمہ انتالیس (۳۹) برس کی عمر پا کر وصال فرما گئے ۔ اسوقت علامہ سید سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی عمر چھ (۶) برس تھی ۔ آپکا وصال ۳ ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ/ ۶ مئی ۱۹۲۹ء میں ہوا ۔ (۴)

والدہ ماجدہ: (علامہ کاظمیؒ)

علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ کی والدہ کا نام وحیدۃ النساءؒ تھا ۔ آپ عالمہ اور بڑی عابدہ، زاہدہ خاتون تھیں ۔ (علامہ کاظمیؒ کے والدِ گرامی) سیّد مختار احمد کاظمیؒ کی صحبت نے والدہ ماجدہ (غزالی زماں) کے علم و فکر کو سنوار دیا تھا ۔ آپ انکی صحبت سے فیض یافتہ تھیں ۔ آپکا وصال (۱۳۶۳ھ/۱۹۴۳ء) میں ہوا اور امروہہ انڈیا میں مدفون ہیں ۔ (۵)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے چچا:

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کے چچاؤں کے اسم گرامی یہ ہیں ۔

(۱) سیّد ایوب علی کاظمیؒ (۲) سیّد حبیب احمد کاظمیؒ (۳) سیّد علی احمد کاظمیؒ

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے چچاؤں میں علامہ سیّد حبیب احمد کاظمی بہترین شاعر اور جامعہ انوار العلوم کے ناظم اعلیٰ بھی رہے ۔ آپکا تخلص ''افق'' تھا ۔ (۶)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے بھائی

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کے بھائیوں کے اسم گرامی یہ ہیں ۔

(۱) علامہ سیّد محمد خلیل کاظمی علیہ الرحمہ (۲) حافظ سیّد جمیل احمد کاظمی مرحوم

(۳) سیّد لئیق احمد کاظمی (۴) سیّد فرید احمد کاظمی (۷)

آباءواجداد علامہ کاظمی علیہ الرحمہ

علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ امروہہ کے ایک علمی وروحانی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپکے والد سیّد مختار کاظمی علیہ الرحمہ کے والد سیّد یوسف علی چشتی علیہ الرحمہ کے والد سیّد شاہ وصی اللہ نقشبندی مجدّدی علیہ الرحمہ کے والد سیّد ضیف اللہ کاظمی علیہ الرحمہ کے والد سیّد سیف اللہ کاظمی علیہ الرحمہ اور انکے والد سیّد میر محمد اشرف کاظمی علیہ الرحمہ امروہہ کے سادات خاندان کے جیّد علماء میں شمار کیے جاتے تھے۔ یہ خاندان اکبراعظم کے دور میں دہلی میں آکر آباد ہوا اور پھر جدامجد میر محمد اشرف شاہ کاظمی علیہ الرحمہ نے امروہہ کو اپنا مسکن بنایا۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے آباءاجداد میں سب سے پہلے میر محمد اشرف شاہ کاظمی علیہ الرحمہ دہلی سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ اور پھر پورا خاندان امروہہ میں آکر آباد ہوگیا۔ (۸)

میر محمد اشرف کاظمی دہلویؒ:

میر محمد اشرف کاظمیؒ بن میر محمد احسن دہلویؒ ایک صوفی منش اور ذی علم شخصیت تھے۔ آپ مولانا حاجی سید محمد اعتماد الدین دہلوی چشتی قادریؒ سے بیعت تھے۔ آپکا شجرہ نسب ۳۴ واسطوں سے امام موسیٰ کاظم سے ملتا ہے۔ میر محمد اشرف کاظمی دہلویؒ مغل بادشاہ محمد شاہ کے آخری عہد میں امروہہ تشریف لائے اور مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ اور سرزمین امروہہ میں ہی آپکا مزار مرجع خلائق ہے۔

آپکے تین فرزند تھے۔ (۱) شاہ ضیف اللہ (۲) عبداللہ (۳) شمس الدین کاظمی (۹)

شاہ سیف اللہ کاظمیؒ بن میر محمد اشرف کاظمی دہلویؒ:

شاہ سیف اللہ کاظمیؒ بن میر محمد اشرف کاظمی دہلویؒ ۱۱۴۵ھ/۱۷۳۲ء میں اہل وعیال کے ساتھ دہلی سے سفر کر کے امروہہ تشریف لائے اور مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ آپ مولانا حاجی سید اعتماد الدین چشتی قادریؒ کے داماد اور مرید تھے۔ آپ نے ۱۱۶۵ھ/ ۱۷۴۸ء میں وفات پائی اور دروازہ مسجد (کٹکوئی) بالائے چبوترہ مدفون ہیں۔ آپکے چار فرزند ہوئے۔

(۱) شاہ ضیف اللہ (۲) احسان اللہ (۳) فیض اللہ (۴) رفیع اللہ (۱۰)

شاہ ضیف اللہ کاظمیؒ بن شاہ سیف اللہ کاظمیؒ:

شاہ ضیف اللہ کاظمیؒ بن شاہ سیف اللہؒ بن سید محمد اشرف کاظمی خاندان سادات امروہ کی ایک علمی اور روحانی شخصیت تھے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی اور علوم دینیہ کی ابتدائی تعلیم بھی ان ہی سے حاصل کی۔ پھر آپ نے دہلی میں اکابر علماء سے حدیث وتفسیر وفقہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ روحانی بزرگ شخصیت کے مرتبے کے حامل تھے۔ آپ کے نام پر امروہہ اور کراچی میں دو تعلیمی ادارے بھی ہیں اور حنفیہ ایجوکیشن سوسائٹی کے نام سے رجسٹرڈ ہیں۔

کراچی میں حاجی منور حسن بن شاہد حسن بن محمود حسن بن حکیم فضل حسین سید اسد اللہ بن شاہ ضیف ضیفیہ میموریل ہائی اسکول کے بانی ہیں شاہ ضیف اللہ کاظمی علیہ الرحمہ نے ۹ رجب ۱۲۴۰ھ/ ۲۷ فروری ۱۸۲۵ء کو بوقت عصر حالت سجدہ وصال فرمایا۔ آپ اپنی خانقاہ کے صحن میں مدفون ہیں۔ (۱۱)

شاہ وصی اللہ کاظمیؒ بن شاہ ضیف اللہ کاظمیؒ

مولانا شاہ وصی اللہؒ اپنے دور کے روحانی بزرگ شمار کیے جاتے تھے آپ نے علوم ظاہری وباطن اپنے والد ماجد شاہ ضیف اللہ کاظمیؒ سے حاصل کی۔ آپ نے راجپوتانہ اور گوالیار کے علاقہ میں تبلیغ واشاعت دین کا کام انجام دیا۔ آپکا معمول تھا اکابر اولیا کے مزار پر چلہ کش ہوکر باطنی فیوض حاصل فرماتے۔ آپکا وصال بمبئی میں ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء میں ہوا۔ (۱۲)

سید یوسف علی چشتی قادریؒ بن شاہ وصی اللہ کاظمیؒ (دادا علامہ کاظمی علیہ الرحمہ)

آپ ۱۴ ربیع الاوّل ۱۲۶۱ھ/ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ آپ نے سید شاہ امانت علیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور پیر ومرشد کی صحبت میں ظاہری وباطنی تعلیم وتربیت کی منازل کیں۔ آپ نے ۱۳ جمادی الاوّل ۱۳۱۵ھ/ میں وفات پائی اور امروہہ میں مدفون ہوئے۔ آپکے چار فرزند ہوئے۔

(۱) مولوی مختار احمد (۲) ایوب علی (۳) علی احمد (۴) حبیب احمد افق (۱۳)

سید مختار احمد کاظمیؒ بن سید یوسف علیؒ: (والد علامہ کاظمی علیہ الرحمہ)

آپکے پانچ فرزند ہوئے۔

(۱) مولوی محمد خلیل کاظمیؒ (۲) حافظ جمیل احمد کاظمی (۳) مولانا احمد سعید کاظمیؒ

(۴) لئیق احمد (۵) فرید احمد (۱۴)

شجرہ نسب:

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کا سلسلہ نسب حضرت سیّدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سینتیسویں (۳۷) پشت میں جا ملتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ کاظمی کہلائے۔ (۱۵)

حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت موسیٰ بن جعفر بن الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ساتویں امام ہیں۔ آپکی کنیت کاظم ہے۔ آپکی والدہ حمیدہ بربریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت مقام ابواہ پر جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے ہوئی۔ یہ اتوار کا دن تھا سن ۱۲۸ھ/ ۷۴۵ء تھا۔

کتابیں آپکے فضائل ومناقب سے بھری پڑی ہیں۔

آپ اپنے زمانے کے بہت بڑے عبادت گذار، فقیہہ، سخی اور کریم تھے۔ آپ نے بروز جمعۃ المبارک بمطابق ۲۵ رجب المرجب ۱۸۶ھ/ ۸۰۲ء ہارون رشید کی قید میں وصال فرمایا۔ آپ کی قبر مبارک بغداد میں ہے۔ آپکو یحیٰی بن خالد برمکی نے ہارون رشید کے حکم سے کھجوروں میں زہر ملا کر کھلائی تھی۔ (۱۶)

علامہ سیداحمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کا سلسلہ نسب
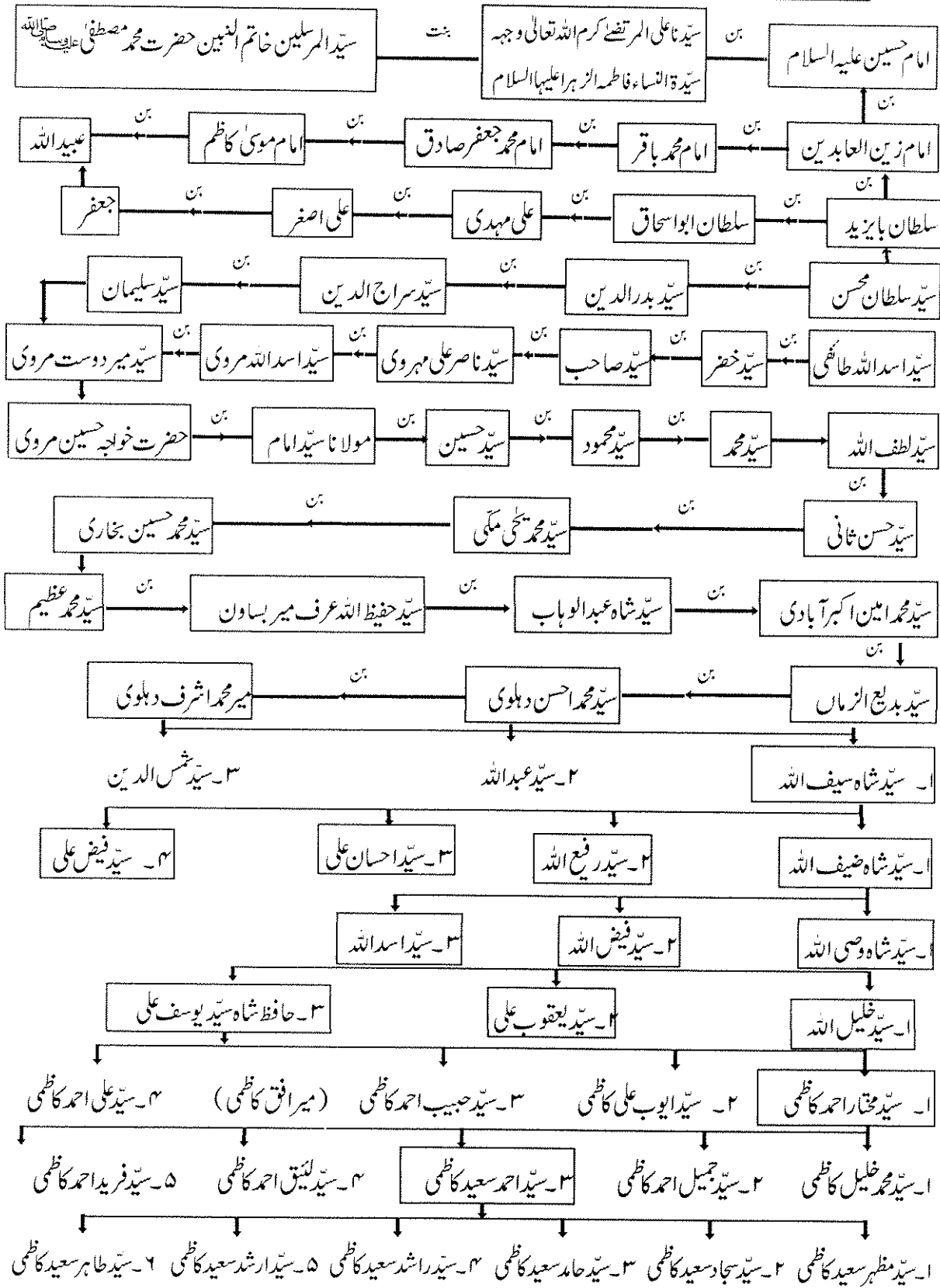
بچپن :

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ اپنے بچپن کے واقعات میں بیان کرتے ہیں کہ میں بچہ تھا اپنے والد کے پاس بیٹھا تھا انھوں نے اپنی دستار اتار کر میرے سر پر رکھدی اور پھر سر پر رکھی ہوئی دستار کے اوپر اپنا دست شفقت کئی بار تھپکی کے انداز میں پھیر کر فرمایا میرا یہ بچہ بہت بڑا عالم بنے گا بہت بڑا عالم بنے گا۔

اسی طرح آپکے بچپن کا زمانہ تھا آپ چھوٹی سی عمر میں اپنے بڑے بھائی محدث امروہہ علامہ خلیل کاظمی علیہ الرحمہ کے ساتھ اعلحضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے انھیں اپنی گود میں اٹھالیا اور دیر تک اپنی دعاؤں اور شفقتوں سے نوازتے رہے۔ یہ آپکے والد گرامی سید مختار احمد کاظمیؒ اور امام احمد رضا فاضل بریلوی کی دعاؤں کا ثمر اور فیضان تھا کہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ علم کے مہتاب بن کر چمکے اور اپنی کرنوں سے نہ صرف ملتان بلکہ تمام عالم اسلام کو منور و فیضیاب کیا۔ (۱۸)

تعلیم و تربیت:

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کا فریضہ آپکی والدہ محترمہ نے انجام دیا۔ آپ نے دینی علوم کا اکثر حصہ اپنی والدہ سے پڑھا۔ ''ہدایہ آخرین'' آپکی والدہ نے پڑھایا۔ علامہ کاظمی ذکر کرتے تھے کہ میری والدہ میری تربیت کے دوران رات سوتے وقت اور اٹھتے بیٹھتے مجھے رسول اللہ ﷺ کے واقعات و احادیث سنایا اور سمجھایا کرتی تھیں۔ اور اسکے بعد آپ نے باقاعدہ اپنی ابتدائی تعلیم شاہ جہاں پور میں مدرسہ بہار العلوم میں اپنے برادر معظم علامہ سید محمد خلیل کاظمی علیہ الرحمہ سے حاصل کی جو محدث امروہہ کہلاتے تھے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنی ابتدا سے انتہا تک اپنی تعلیم برادر معظم سے حاصل کی۔ آپ نے ان سے الہیات، تصوف، منطق، علم الکلام، اخلاقیات، حدیث، فقہ، علم تفسیر، جملہ علوم نقلی و عقلی میں کمال حاصل کیا۔ اور سولہ سال کی عمر میں علوم و فنون سے فراغت حاصل کر لی۔ آپ نے مدرسہ محمدیہ سے درس نظامی کی سند اعلیٰ نمبروں سے پاس کی۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اپنے ایام طالب علمی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ بچپن میں تعلیم کے بعد اکثر و بیشتر کھانے کو بہت کم ملتا تھا اور اکثر فاقوں میں زندگی بسر ہوتی تھی اس حالت میں بھی روزانہ حدیث کے چالیس چالیس صفحات یاد کرلیا کرتا تھا۔ اس سے آپکی علم سے فطری محبت اور لگن کا اندازہ ہوتا ہے۔ (۱۹)

اساتذہ:

آپکی والدہ کے علاوہ علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کے اساتذہ میں آپکے بڑے بھائی سید محمد خلیل کاظمی علیہ الرحمہ ہیں جنکے سامنے آپنے زانوئے تلمذ طے کیے اسکے علاوہ آپ نے ''ہدایۃ النحو'' کے دو سبق تاج العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمہ سے پڑھے۔ (۲۰)

دورانِ تعلیم علمی کارنامہ:

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ ابھی کمسن ہی تھے۔آپکی عمر اسوقت ۱۳ سال تھی زمانہ طالب علمی تھا۔آپنے امتناع کذب کے موضوع پر ایک رسالہ تحریر فرمایا۔یہ آپکی پہلی علمی تحریر تھی جو آپنے ۱۹۲۶ء میں قلمبند کی۔بعنوان ''تسبیح عن الرحمان عن الکذب والنقصان'' آپکی یہ پہلی تصنیف انجمن احیاء السنہ امروہہ نے شائع کی۔اسکی شرح علامہ مفتی غلام سرور قادری نے ''تنزیہ الغفار عن تکذیب الاشرار'' کے نام سے لکھی ہے (۲۱)

سندِ فراغت ودستارِ فضیلت:

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ نے سولہ سال کی عمر میں ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء میں مدرسہ محمدیہ امروہہ سے سند فراغت حاصل کی۔صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی (۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) حضرت مولانا معوان رامپوری (۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء)، حضرت مولانا نثار احمد کانپوری (۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۴ء) جیسے مشاہیر وقت کی موجودگی میں فخر مشائخ ہند حضرت سید علی حسین شاہ اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ (۱۸۵۰ھ/ ۱۹۳۵ء) کے مبارک ہاتھوں سے دستار فضیلت زیب سر فرمائی۔(۲۲)

بیعت وخلافت:

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ (۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء) میں اپنے برادر معظم محدث امروہہ حضرت علامہ سیّد محمد خلیل کاظمی علیہ الرحمہ سے سلسلہ چشتیہ قادریہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور (۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء) میں اجازت وخلافت حاصل کی۔آپکو چشتی سلسلے میں خلافت اپنے برادر علامہ خلیل کاظمی علیہ الرحمہ سے اور قادری سلسلہ میں خلافت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ سے ملی۔آپ زیادہ تر چشتیہ سلسلے میں بیعت فرماتے تھے۔آپ کے مریدین سعیدی کہلاتے ہیں۔ (۲۳)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے پیرومرشد:

علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کے پیرومرشد آپکے بڑے بھائی علامہ سیّد محمد خلیل کاظمی علیہ الرحمہ تھے۔ آپ ایک جیّد عالم دین اور محدث امروہہ کہلاتے تھے۔ آپ یکم شوال ۱۳۱۳ھ بمطابق ۱۶ مارچ ۱۸۹۶ء کو صبح صادق کے وقت امروہہ ضلع مرادآباد (صوبہ یوپی) انڈیا میں پیدا ہوئے۔ آپ فطرتاً نہایت سادہ مزاج اور انتہائی خلیق تھے۔ صالحیت آپکی جبلت تھی۔ آپ صوفی، متقی، پرہیزگار اور عابد شب بیدار تھے ہمیشہ باوضو رہتے تھے۔ آپنے ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد محترم سیّد مختار احمد کاظمی امروہی علیہ الرحمہ سے حاصل کی بہت قلیل مدت میں اردو، فارسی، اور ابتدائی دینی تعلیم گھر میں مکمل فرماکر عربی پڑھنا شروع کردیا شرح جامی تک کتابیں پڑھکر مدرسہ عالیہ رام پور میں داخلہ لیا اور وہاں جلیل القدر اساتذہ سے تمام علوم وفنون کی تعلیم مکمل فرمائی اور مدرسہ عالیہ رام پور سے سند فراغت حاصل کی۔

شاہ جہاں پور میں شمس المحدثین علامہ محمد ریاست علی خاں شاہ جہاں پوریؒ (المتوفی ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء) سے حدیث شریف اور تفسیر قرآن مجید کا خصوصی درس لیا۔ مدرسہ عالیہ رامپور کے آخری سال کے امتحان کا دور تھا کہ آپکو حفظِ قرآن مجید کا خیال آیا اور آپ نے تین ماہ کے مختصر عرصے میں قرآن پاک حفظ کرلیا۔ آپنے شاہ جہاں پور میں جامعہ محمدیہ حنفیہ (امروہہ) اور چونڈیر ضلع بلند شہر میں تدریسی فرائض انجام دیے۔

مدرسہ عربیہ انوارالعلوم ملتان میں آپنے ۱۹۶۴ء سے پہلے کچھ عرصہ تدریسی فرائض انجام دیے۔ مدرسہ انوارالعلوم کا پہلا دورہ حدیث شریف بھی آپنے پڑھایا تھا۔ آپکو فن تفسیر و حدیث میں یدطولیٰ حاصل تھا۔ علامہ خلیل کاظمی علیہ الرحمہ ایک بہت اچھے نعت گو شاعر بھی تھے اور خاکیؔ تخلص فرماتے تھے۔ آپکے اردو اور فارسی کے علیحدہ علیحدہ دیوان تیار ہوئے۔ اردو دیوان کا ایک حصہ ''نور و نکہت'' کے نام سے بزم سعید جامعہ اسلامیہ انوارالعلوم نے شائع کیا ہے۔ طریقت، سلوک وتصوف میں بھی علامہ خلیل کاظمی علیہ الرحمہ کو ممتاز مقام حاصل ہے۔ سلاسل اربعہ، چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ میں آپکو اپنے والد ماجد سیّد مختار احمد کاظمی امروہی علیہ الرحمہ سے شرف و بیعت واجازت اور سلوک کی تعلیم حاصل ہوئی۔

آپکے مریدین اطراف واکناف میں پھیلے ہوئے ہیں۔

آپکی صاحبزادیوں کے علاوہ سات صاحبزادے ہیں۔

(۱) مولانا سیدمحمد عقیل کاظمیؒ (۲) سیّد ضیاء المتین کاظمی مرحوم (۳) سیّد مرغوب امین کاظمی

(۴) سیّد صغیر احمد کاظمی (۵) سیّد نور الامین کاظمی (۶) سیّد قریب احمد کاظمی

(۷) سیّد شان حق کاظمی

علامہ خلیل کاظمی علیہ الرحمہ کے تمام صاحبزادے دینی علوم کے ساتھ دنیوی تعلیم سے بھی بہرہ ور ہیں۔ بڑے صاحبزادے مولانا سیّد عقیل کاظمیؒ نے تمام علون وفنون اور علم تفسیر و حدیث کی تکمیل اپنے والد علامہ خلیل کاظمی علیہ الرحمہ ہی کی بارگاہ میں کی تھی اوران سے ہی دورہ حدیث پڑھکر سندفراغت حاصل کی تھی دوسرے صاحبزادے ضیاء المتین مرحوم دسمبر (۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء) آپ علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کے داماد بھی تھے۔

علامہ سیّد خلیل کاظمی علیہ الرحمہ کا وصال بروز ہفتہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ بمطابق ۲۸ نومبر ۱۹۷۰ء بحالت روزہ صبح ۶ بجے ہوا۔ آپکا مزار امروہہ ضلع مراد آباد (یوپی) بھارت میں ہے۔ (۲۴)

پہلی شادی:

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کے سسر نواب تہور علی خان رام پور ریاست کے رؤساء میں سے تھے، بہت بڑے جاگیردار تھے اور علامہ سعید کاظمی علیہ الرحمہ کے والد سیّد مختار کاظمی علیہ الرحمہ سے بیعت تھے۔ دونوں گھرانے نہایت قریب تھے۔ علامہ سعید کاظمی علیہ الرحمہ کے بڑے بھائی سید خلیل کاظمی علیہ الرحمہ کے رشتہ مانگنے پر نواب تہور علی خان نے اپنی بیٹی شوکت جہاں (۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) میں علامہ سعید کاظمی علیہ الرحمہ کے عقد میں دی۔ اسوقت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی عمر ۲۱ سال تھی اور آپکی شریک حیات کی عمر ۱۴ سال تھی۔ مرحومہ آپکے نکاح میں ۹ سال رہیں۔ اور پھر انکا انتقال ہوگیا۔ ان ۹ سالوں میں انکے ہاں چار بچوں نے جنم لیا سب سے بڑی بچی کا نام خورشید گوھر تھا۔ وہ ڈھائی سال کی عمر میں فوت ہوگئیں۔ انکے بعد دوسری لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام نسیم اختر مرحومہ تھا آپکا ضیاء المتین مرحوم سے نکاح ہوا تھا۔ آپ ۲۸ رمضان، مارچ ۱۹۶۱ء علالت کے باعث انتقال کرگئیں۔ پھر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی شریک حیات کے بطن سے تیسری بچی پیدا ہوئی جسکا نام ماجدہ رکھا گیا مگر وہ اپنی پیدائش کے چالیس دن بعد فوت ہوگئیں۔ اسکے بعد چوتھی بچی شمیم اختر کی ولادت ہوئی جو اسی دن فوت ہوگئیں۔ (۲۵)

دوسری شادی:

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ پہلی شریک حیات شادی کے ۹ سال بعد ہیضہ کے عارضہ میں مبتلا ہوکر فوت ہوگئیں ان سے ایک بچی تھی جو ابھی چھوٹی تھی اسلیے خاندان کے مشورے سے سوتیلی ماں کے روایتی کردار سے بچانے کے لیے اس بچی کی سگی خالہ اور علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا سالی قیصر جہاں سے ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۳ء میں نکاح ہوا۔ آپکی یہ شریک حیات آپکے بڑے بھائی علامہ خلیل کاظمی علیہ الرحمہ کی مریدہ بھی تھیں۔ آپنے اپنی عمر کے ۴۵ سال علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ ساتھ گذارے۔

آپکے بطن سے چھ بیٹیاں اور چھ بیٹے پیدا ہوئے۔ جن میں سے پانچ بیٹیوں کی شادی علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اپنی زندگی میں ہی کر گئے اور ایک بیٹی کی شادی آپکے وصال کے بعد حضرت صاحبزادہ سیّد آل شاہد معینی سے ہوئی جو اجمیر شریف کے سجادہ نشین حضرت دیوان آل مجتبیٰ معین اجمیری کے چھوٹے بھائی دیوان آل سیدی معینی اجمیری کے صاحبزادے ہیں۔ صاحبزادہ سیّد آل شاہد معینی خواجہ غریب نواز کے خانوادے کے چشم و چراغ اور علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے داماد ہیں۔ (۲۶)

اولاد:

اللہ تعالیٰ نے علامہ کاظمیؒ کو اولاد کی نعمت سے بھی کثیر حصہ عطا فرمایا۔ جو آپ کی علمی اور عملی عظمتوں کے امیں ہیں۔ آپ کی چھ صاحبزادیاں اور چھ صاحبزادے ہیں۔

صاحبزادگان کے نام یہ ہیں۔

(۱) سیّد مظہر سعید کاظمی (۲) سیّد سجاد سعید کاظمی (۳) سیّد حامد سعید کاظمی
(۴) سیّد راشد سعید کاظمی (۵) سیّد ارشد سعید کاظمی (۶) سیّد طاہر سعید کاظمی

صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) سیّدہ نسیم اختر (م ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء) (۲ سیّدہ قمر جہاں (۳) سیّدہ مسلمہ خاتون
(۴) سیّدہ سعیدہ خاتون (۵) سیّدہ راشدہ خاتون (۶) سیّدہ حامدہ خاتون
(۷) سیدہ عارفہ خاتون (م ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء) (۲۷)

پروفیسر سیّد مظہر سعید کاظمی :

آپ علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کے سب بڑے فرزند اور سجادہ نشین ہیں ۔آپکا سن پیدائش ۱۹۴۶ء ہے ۔مظہر سعید کاظمی نے باقاعدہ حروف شناسی کی ابتداء اپنی والدہ محترمہ سے کی اور پھر اپنے دادا ابو میر احمد افق کاظمی مرحوم جو اپنے دور کے شاعر، ادیب اور ایک سلجھے ہوئے سیاسی رہنما بھی تھے اور علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے انھیں انوارلعلوم کا ناظم مقرّر کر رکھا تھا) سے باقاعدہ تعلیم کا آغاز کیا اور زانوئے تلمذ تہہ کیے اور ان سے فارسی پڑھی ۔قرآن کی تعلیم کا آغاز انوارلعلوم کے شعبہ تجوید وقراءت کی خدمات انجام دینے والے جناب قاری محمد یوسف صاحب سے کیا اور ان سے تجوید وقراءت کے ابتدائی قواعد سیکھے پھر قاری عبدالرزاق نقشبندی صاحب سے بھی فیضیاب ہوئے ۔قصیدہ بردہ شریف آپ نے اپنے والد علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے پڑھا۔اسکول کی تعلیم کا آغاز جامعہ تعلیم وتربیت اندرون بوہڑگیٹ سے کیا اسکول سے پرائمری پاس کرنے کے بعد ملت ہائی اسکول میں داخلہ لیا۔ ۱۹۶۱ء میں اچھے نمبروں سے میٹرک پاس کرلیا۔ پھر ایف اے کے لیے ایمرسن کالج کچہری چوک میں داخلہ لے لیا بعد میں یہ کالج بوٹ بیسن روڈ نئی عمارت میں منتقل ہوگیا۔۱۹۶۳ء میں ایف اے کیا اور ۱۹۶۵ء میں بی اے اور پھر ۱۹۶۸ء میں ایم اے انگلش کیا۔آپ کی شادی ۱۹۶۹ء میں ہوئی آپکے چار بیٹے ہیں ۔جن میں ایک کا انتقال ہو چکا ہے ۔(۱) سیّد اظہر سعید کاظمی (۲) سیّد انور سعید کاظم مرحوم (جو برین ٹیومر کے باعث ۱۸، ۱۹ جون کی درمیانی شب ایک بج کر ۱۰ منٹ پر اپنے والد علامہ مظہر سعید کے ہاتھوں میں انتقال فرما گئے ۔علامہ مظہر سعید کاظمی نے ۲۰ جون ۲۰۰۶ء شاہی عیدگاہ سے متصل سبزہ زار میں اپنے جوان لختِ جگر کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور غزالی زماں سیّد احمد سعید کاظمیؒ کے مزار کے قریب دادی کے پہلو میں سپردِ خاک کیے گئے) (۳) سیّد آصف سعید کاظمی (۴) سیّد احسن سعید کاظمی ۔آپکی کوئی بیٹی نہیں ہے ۔

پروفیسر مظہر سعید کاظمی انگریزی کے پروفیسر کی حیثیت سے بہاءالدین زکریا یونیورسٹی میں فرائض انجام دیتے رہے تھے۔ آپ صدر شعبہ انگریزی بھی رہے، پھر آپ نے ۸، ۹ سال پہلے خود ریٹائرمنٹ لے لی تھی ۔ آپکے والد علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے آپکو اپنی زندگی میں ہی انوارلعلوم کا مہتمم اور متولی مقرر فرما دیا تھا۔آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن بھی رہے حقوق انسانی بل کے خلاف آپ نے استعفیٰ دے دیا تھا۔آپ اسوقت جماعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی امیر ہیں اور آستانہ عالیہ سعیدیہ کاظمیہ کے سجادہ نشین ہیں ۔آپ اپنے والد علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ترجمہ قرآن کا انگریزی ترجمہ بھی کر رہے ہیں ۔ (۲۸)

سیّد سجاد سعید کاظمی :

آپ علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کے دوسرے فرزند ہیں ۔آپ ۱۰ جنوری ۱۹۴۸ء میں ملتان میں پیدا ہوئے ۔ میٹرک ۱۹۶۶ء میں بہاولپور سے کیا ، انٹر ۱۹۶۸ء میں بہاولپور سے اور بی اے پنجاب یونیورسٹی سے کیا ۔
دینی تعلیم اپنے والد (علامہ کاظمیؒ) سے گھر میں ہی حاصل کی ۔آپ نے مشکوٰۃ شریف اپنے والد سے پڑھی اور کچھ کتابیں مولانا منظور احمد فریدی سے پڑھی تھیں ۔آپ کی شادی ۱۹۶۹ء میں ہوئی ۔آپکا ایک بیٹا اور چار بیٹیاں ہیں ۔ بیٹے کا نام سیّد جاوید سعید کاظمی ہے ۔بیٹیوں کے نام بالترتیب سیّدہ آمنہ سعید کاظمی ، سیّدہ فرہینہ سعید کاظمی ، سیّدہ ثمینہ سعید کاظمی اور سیّدہ سارہ سعید کاظمی ہیں ۔ سیّد سجاد سعید کاظمی نیشنل بنک ملتان میں ملازمت کرتے رہے پھر آپ نے خود ملازمت کو چھوڑ دیا ۔آپ اسوقت ''مدرسہ جامعہ مہریاں کبیر والا'' ضلع خانیوال کے مہتمم ہیں ۔اسکے علاوہ چار اسکول ''السعید پبلک انگلش میڈیم / سیکنڈری اسکول'' کے نام سے ضلع رحیم یار خاں میں اور ایک ''گرلز سیکنڈری اسکول'' نواں کوٹ تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خاں اور دوسرا ''بوائز سیکنڈری اسکول'' فیروزہ تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خاں میں چلا رہے ہیں ۔ (۲۹)

علامہ سیّد حامد سعید کاظمی :

آپ علامہ کاظمیؒ کے تیسرے فرزند ہیں ۔آپ ۱۰ اگست ۱۹۵۷ء میں ملتان میں پیدا ہوئے ۔آپ نے میٹرک ۱۹۷۲ء میں ، انٹر ۱۹۷۴ء میں ، بی اے ۱۹۸۳ء میں اور ایم اے ۱۹۸۵ء میں ملتان بہاء الدین زکریا یونیورسٹی سے کیا ۔ دینی تعلیم میں سندِ حدیث اپنے والد علامہ کاظمیؒ سے حاصل کی ۔آپ کی شادی جنوری ۱۹۸۷ء میں ہوئی ۔
آپکے دو بیٹے (۱) سیّد احمد سعید کاظمی (۲) سیّد محمد سعید کاظمی اور دو بیٹیاں
(۱) سیّدہ قرۃ العین کاظمی (۲) سیّدہ مصباح العین کاظمی ہیں ۔
علامہ حامد سعید کاظمی اسوقت جامعہ انوار العلوم ملتان کے ناظمِ اعلیٰ ، السّعید ملتان کے مدیرِ اعلیٰ اور نظامِ مصطفیٰ پارٹی کے جنرل سیکریٹری ہیں ۔ (۳۰)

سیّد راشد سعید کاظمی :

آپ علامہ کاظمیؒ کے چوتھے فرزند ہیں۔آپ ۱۹۶۳ء میں ملتان میں پیدا ہوئے۔آپ نے میٹرک ''اولیول'' بہاولپور سے ۱۹۷۷ء میں صادق پبلک اسکول سے کیا۔ایف ایس سی ۱۹۸۰ء میں گورنمنٹ کالج ملتان سے کیا اور ایم بی بی ایس ۱۹۸۷ء میں نشتر میڈیکل کالج ملتان سے کیا۔۱۹۸۹ء میں میڈیسن کے ہائر ایگزام پاس کرنے کے لیے برطانیہ تشریف لے گئے۔اور ۱۹۹۲ء میں برطانیہ سے''MRCP''امراضِ خون سے متعلق اسپیشلائزیشن کی ٹریننگ حاصل کی اور ۱۹۹۸ء میں یہ ٹریننگ مکمل کر لی۔پھر آپ نے'' MRCPATH''کا امتحان پاس کیا اور ۲۰۰۶ء میں اسکی اعزازی ڈگری حاصل کی۔
آپ نے اپنے والد علامہ کاظمیؒ کے ہاتھ پر ۱۹۸۳ء میں بیعت کی۔آپکی شادی ۱۹۹۲ء میں ہوئی۔آپکا ایک بیٹا فارقلیط سعید کاظمی اور دو بیٹیاں (۱) طوبیٰ سعید کاظمی (۲) ثوبیہ سعید کاظمی ہیں۔آپ اسوقت برطانیہ کے شہر آکسفورڈ میں رہ رہے ہیں اور وہاں'' Consultant''ہیں۔آپ نے اپنے والد علامہ کاظمیؒ کی کتاب ''توحید اور شرک'' کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو مقامی طور پر چھپ چکا ہے اور علامہ کاظمی کی دیگر کتابوں کا انگریزی ترجمہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔(۳۱)

علامہ سیّد ارشد سعید کاظمی :

آپ علامہ کاظمیؒ کے پانچویں فرزند ہیں۔آپ مارچ ۱۹۶۳ء میں ملتان میں پیدا ہوئے۔آپ نے جامع العلوم سے درسِ نظامی کیا اور تنظیم المدارس سے شہادت عالیہ کی ڈگری حاصل کی۔آپ نے جامع انوار العلوم ملتان میں مولانا عبدالحکیم چشتی سے تعلیم حاصل کی اور ۱۹۸۷ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے آپکو داتا دربار میں رات دو بجے علامہ عبدالغفور ہزارویؒ کے سامنے سندِ حدیث عطا فرمائی تھی۔آپ جامعہ صدام عراق عربی کی تعلیم بھی حاصل کرنے گئے تھے مگر انوار العلوم ملتان میں کچھ ایسے معاملات ہوئے کہ آپکو بغیر امتحان دیے واپس آنا پڑا۔ آپ کی شادی ۱۹۹۶ء میں ہوئی۔علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ نے آپکا نکاح پڑھایا تھا۔آپکی اب تک

کوئی اولاد نہیں تھی ۔آپکو اللہ نے ۱۱ سال بعد بیٹا ابھی حال ہی میں اکتوبر ۲۰۰۲ء میں عطا فرمایا جسکا نام ''سیّد احد سعید کاظمی'' رکھا گیا ہے۔ علامہ ارشد سعید کاظمی نے اپنے والد علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر جنوری ۱۹۸۲ء میں اصحابِ صفّہ کے چبوترے پر بیعت کی ۔آپکو چاروں سلسلوں میں مولانا فضل الرحمٰن مدنیؒ سے خلافت ملی ۔آپ اسوقت جامعہ انوارالعلوم ملتان میں شیخ الحدیث ہیں ۔(۳۲)

سیّد طاہر سعید کاظمی :

آپ علامہ کاظمیؒ کے چھٹے فرزند ہیں ۔آپ ۱۵ ستمبر ۱۹۶۸ء میں ملتان میں پیدا ہوئے ۔آپ نے اپنے سرپرستوں میں سرپرستی میں بنیادی تعلیم حاصل کی ۔آپکی شادی ۲۰۰۰ء میں ہوئی ۔آپکے دو بیٹے (۱) سیّد منور سعید کاظمی (۲) سیّد حمزہ سعید کاظمی اور ایک بیٹی سیّدہ ھدیٰ سعید کاظمی ہیں ۔
سیّد طاہر سعید کاظمی اسوقت ملتان میں ''House of Perfect'' انگلش میڈیم بوائز اینڈ گرلز سیکنڈری اسکول چلارہے ہیں ۔اسکے علاوہ کئی ایجوکیشن کالجز contract پر آپکے ماتحت چل رہے ہیں ۔اسکے علاوہ آپ Consultant ہیں ایک گورنمنٹ ادارہ یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور میں ۔ (۳۳)

اولاد کی تربیت :

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے ایک بھرپور زندگی گزاری ۔آپکا ہروقت درس وتدریس وعظ وتقریر اور تصنیف وتالیف میں گزرتا تھا ۔کہ آپکی حیات مبارکہ بے حد مصروف تھی آپکو گھر میں بہت کم وقت ملتا تھا کئی کئی ماہ گھر سے باہر رہتے تھے اسکے باوجود آپنے اولاد کی تربیت وتعلیم کی ذمہ داری کو ہرممکن طور پر نبھایا ۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے چھوٹے داماد صاحبزادہ سیّد آلِ شاہد معینی لکھتے ہیں کہ ''میں بذات خود ایسے گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں جو اللہ کے فضل سے تربیت گاہِ طریقت ہے ۔مگر یہ بات میرے لیے باعثِ فخر ہے کہ میں حضرت کے خاندان میں شامل ہوکر اپنی اہل خانہ سے حضرت کے بارے میں جان کر کہ وہ اپنی اولاد سے کیسے پیش آتے تھے اپنے لیے رہنمائی پاتا ہوں تاکہ میں اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرسکوں ۔بچوں کے ساتھ اگر دسترخوان پر تشریف فرما ہوتے تو مستقل آدابِ نبوی سے روشناس کرواتے رہتے ۔آپس کے حقوق بچوں کو بتاتے اور ایک دوسرے سے محبت کا درس دیتے ۔

حضرت کا درس تعلیم یہ تھا کہ آپ ہمیشہ یہ بیان فرماتے کہ وہ کام کرو جس سے اللہ اور اسکے پیارے حبیب کی رضا حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ سے خوفزدہ نہ فرماتے بلکہ اسکی رضا اور کریمی کے حصول کی ترغیب دیتے اور اس چیز کو ناپسند کرتے کہ ہم ہمیشہ خوف کو پہلو کیوں بیان کریں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کو اپنی رضا کی خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ بے شک سرکار دو عالم نذیر بھی ہیں لیکن پہلے آپکے مبشر ہونے کا بیان ہے۔ بچوں کو درس دینے میں بھی حضرت کا منطق سے کمال درجے کا شغف ظاہر ہوتا کہ ہر بات کو سمجھانے کے لیے دلیل عطا فرماتے اور اپنی مثال بھی ایک طریقے سے پیش کر دیتے تا کہ بچوں کے دل کو اطمینان ہو جائے۔ ایک مرتبہ صاحبزادوں کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اس دوران ایک گیند صحن میں بچوں کے پاس انکے صاحب زادے کے کھانے میں آ کر گری۔ حضرت نے فرمایا یہ گیند ناپاک نہیں نہ تو یہ نالی میں گئی نہ کسی گندگی میں۔ صرف زمین پر اس سے کھیلا گیا ہے اور زمین تو خود پاک کرنے والی ہے بھلا گیند کو کیسے گندہ کرے گی پھر خود ہی یہ کہکر اس طعام میں سے کھانا شروع کر دیا تا کہ صاحب زادہ کے دل میں یہ بات نہ آئے کہ خود تو کھا نہیں رہے اور مجھے کھانے کو کہہ رہے ہیں۔ اسطرح حضرت نے دو باتوں کی بیک وقت تعلیم دی۔ ایک تو یہ جو چیز پاک ہے اسکو صرف شک کی وجہ سے ناپاک قرار نہ دیا جائے۔ اور دوسرا یہ کہ رزق کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ جب میں نے یہ واقعہ سنا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمل یاد آ گیا جب آپ نے زمین سے لقمہ اٹھا کر اعرابی کے سامنے تناول فرما لیا تھا''۔

اسی طرح سیّد شاہد آل معینی صاحب علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی طرز تعلیم کے ضمن میں ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ''جب واشنگ مشین کا دور آیا تو کپڑوں کے پاک ہونے یا ناپاک ہونے کا مسئلہ پیش آیا تو آپ نے اپنی صاحبزادی کو حکم دیا کہ بیٹا میرے سامنے سارے عمل کو کریں۔ صاحبزادی نے پہلے کپڑے دھوئے اسکے بعد انکو خشک کرنے والے حصے میں ڈالدیا تین مرتبہ ان پر پانی ڈالکر نکالا جب حضرت نے مکمل عمل دیکھ لیا پھر فرمایا بیٹا اسطرح کپڑا بہت اچھا پاک ہو جاتا ہے کیونکہ اب کپڑا مکمل طور پر نچڑ بھی گیا اور اس سے ناپاک پانی تینوں مرتبہ نکل گیا''۔ یہ بھی حضرت کا ایک طرزِ تحقیق اور طرزِ تعلیم تھا۔ اسی طرح اعتقادی معاملات میں بچوں کی رہنمائی فرماتے صاحبزادہ آل معینی کے مطابق ''ایک مرتبہ آپکی اہلیہ جو علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی صاحبزادی ہیں ایک مرتبہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے سامنے سورۃ القدر کی تلاوت کر رہی تھیں پہلی آیت میں حرف جر ''فی'' کے بعد آنے

والے لفظ لیلۃ القدر کو ضمہ کے ساتھ پڑھنے پر حکم فرمایا بیٹا قرآن کی آیات صحیح یاد کر کے تلاوت کیا کریں کیونکہ اسطرح غلط پڑھنا تحریف کرنے کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ آئندہ اسطرح کبھی نہ کرنا اور اب آپ میرے سامنے کلمہ طیبہ پڑھیں اور اللہ سے استعاذہ کریں۔ اسی طرح آپکے چھوٹے صاحبزادے طاہر سعید نے ایک مرتبہ بچپن میں کہہ دیا کہ دعا سے کیا ہوتا ہے۔ حضرت کا رنگ سرخ ہو گیا اور غصہ میں فرمایا کہ ''کفر مت کہو'' جس بات کا معلوم نہ ہو اپنے منہ سے مت نکالو کلمہ طیبہ پڑھو اور فرمایا کہ '' بیٹا اگر تم شادی شدہ ہوتے تو میں آپکا نکاح دوبارہ پڑھاتا'' اس بات سے دینی معاملات میں آپکی احتیاط اور بچوں کی اصلاح قابل تعریف ہے۔ صاحبزادیوں پر شفقت اور محبت کا یہ عالم تھا بعض اوقات یوں معلوم دیتا کہ گویا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کا جو ذکر سنتے تھے اسکا عملی مظاہرہ حضرت فرما رہے ہیں۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اولاد کے حقوق و فرائض کو جو انکے ذمہ تھے احسن طریقے سے ادا کیا۔ اب اگر کوئی اس معیار پر پورا نہیں اترتا تھا جسکی امید اور تلقین حضرت خود فرماتے تھے تو یہ عمل نہ کرنے والے کی اپنی کوتاہی ہے'' (۳۴)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی اہلیہ :

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی دوسری اہلیہ کاظمی صاحبزادگان کی والدہ ماجدہ نے عمر کے ۴۵ سال علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی رفاقت میں گذارے۔

آپ بذات خود علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے بڑے بھائی محدث امروہہ علامہ سید خلیل کاظمی علیہ الرحمہ کی مریدہ تھیں۔ آپ ایک نیک طبیعت، سادہ لوح، متقی پرہیزگار تہجد گذار، سلیقہ شعار خاتون خانہ تھیں۔ اور ٹوٹ کر محبت کرنے والی ماں تھیں۔ آپ نے جس طرح اپنے عظیم المرتبت شوہر کی خدمت اور اپنے بچوں کی پرورش کی وہ ان ہی کا حصہ ہے۔ آپ اپنے گھر کے سارے کام گھر کی صفائی ستھرائی، ہانڈی چولھے سے لیکر کپڑوں کی دھلائی اور سلائی تک جب تک بیٹیاں اس قابل نہ ہو گئیں اور پھر گھر میں بہوؤں کے آجانے تک اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھیں۔ آپ اپنی گھریلو ذمہ داریوں میں مصروف رہنے کے باوجود صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ قرآن پاک کی تلاوت کرتیں اور محلے کی بچیوں کو قرآن پاک پڑھایا کرتی تھیں۔

محرم کے دنوں میں رقت آمیز انداز میں ترنم سے منظوم شہادت نامہ پڑھا کرتی تھیں اسی طرح قصیدہ بردہ شریف بھی کثرت سے پڑھا کرتی تھیں ۔ سادہ زندگی گذاری اور صاف ستھرہ لباس زیب فرماتی تھیں ۔ضرورت مند دکھی اور دعاؤں کے لیے آنے والی خواتین سے نہایت خوش اخلاقی سے پیش آتی تھیں ۔ اور انکے دکھوں اور مصائب کے حل کے لیے دعائیں فرماتیں ۔غریب نادار اور ضرورت مند خواتین کی دل کھولکر مدد فرماتیں ۔ ہر قسم کی لسانی عصبیت سے پاک تھیں اور اسکا عملی مظاہرہ یہ تھا کہ انکی دو بہوئیں اردو اسپیکنگ ، دو پنجابی اور دو سرائیکی تھیں ۔ اپنے تمام بیٹے بیٹیوں اور بہوؤں سے بے پناہ محبت کرتی تھیں ۔ بہوؤں کے ساتھ آپکے حسن سلوک کا ثبوت یہ تھا کہ آپ نے اپنی فہم وفراست اور حکمت عملی سے گھر میں ساس بہو کے جھگڑے والی روایت قائم نہ ہونے دی ۔آپ توکل ، ایثار اور دینی خدمت کا جذبہ رکھنے والی اور دنیاوی زیبائش اور آرائش اور دھن دولت کی طمع سے خالی تھیں ۔ ان تمام اوصاف کا اس سے بخوبی ہوجاتا ہے کہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ پر جب قاتلانہ حملہ کیا گیا اور آپ زندگی اور موت کی کشمکش میں تھے تو فرماتے تھے کہ ایک حسرت ہے دل میں کاش کوئی ادارہ قائم کر جاتے جو اشاعت دین کا کام کرتا ۔ آپ اپنے شوہر کی خواہش کی تکمیل کے لیے اپنا سارا زیور اور گھر میں بچائی ہوئی رقم آپکے پاس بجھوادیتی ہیں حالانکہ زیور تو عورت کی کمزوری ہوتا ہے ۔مگر یہ آپکے ایثار وقربانی ،شوہر کی اطاعت گزاری ومحبت ، دنیاوی مال سے بے نفسی اور دینی خدمت کا اعلیٰ مظاہرہ تھا جو دارالعلوم انوارالعلوم کی شکل میں آج قائم ودائم ہے ۔آپنے کئی حج کیے اور متعدد بار آپکو حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی معیت میں اور انکی وفات کے بعد بھی ۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد آپ گھر کے تمام کاموں سے دست کش ہوگئیں تھیں اور زیادہ تر وقت عبادت وریاضت ، ذکرواذکار ، تسبیح وتحلیل میں گذارتی تھیں ۔ اور درود شریف کثرت سے پڑھتی تھیں اور نعت سے بھی بڑا شغف رکھتی تھیں اور گھر میں حمد ونعت اور میلاد النبی ﷺ جیسی مبارک محفلوں کا انعقاد ہوتا تھا ۔ آپ ٦ نومبر ۲۰۰۱ء بروز منگل صبح ۷ بجے وصال فرماگئیں ۔آپ سخت علیل تھیں اور علالت میں شدت اگست کے مہینے میں آئی ۔ آپکا انتقال نشتر اسپتال کے انتہائی نگہداشت وارڈ میں ہوا ۔ ٦ نومبر کو شام ۵ بجے شاہی عیدگاہ ملتان میں آپکی نماز جنازہ ادا کی گئی ۔ جنازے کی امامت مرحومہ کے بڑے بیٹے پروفیسر مظہر سعید کاظمی نے کی اور عیدگاہ کے مغربی دیوار کے باہر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے سرہانے کی طرف کچھ فاصلے پر آپکی تدفین کی گئی ۔ (۳۵)

شجرہ طریقت:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا سلسلہ طریقت سلسلہ چشتیہ، صابریہ، قدوسیہ، میں ۴۰ واسطوں سے۔ سلسلہ قادریہ قدوسیہ میں ۴۱ واسطوں سے۔ سلسلہ سہروردیہ میں ۳۶ واسطوں سے اور سلسلہ نقشبندیہ کبرویہ قدوسیہ میں ۴۲ واسطوں سے حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچتا ہے۔ آپ اکثر سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بیعت فرماتے تھے۔ (۳۶)

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ غلام حیدر صاحب امروہوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت امانت علی شاہ امروہوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت حافظ موسیٰ مانکپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت سیّد اعظم روپڑی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ سیّد سالم روپڑی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز حضرت سیّد بھیک میراں تھسکوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ ابوالمعالی انبھیٹھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ داؤد گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ صادق گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت مولانا جلال الدین تھانیسری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد عارف ردولوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ احمد عارف ردولوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ عبدالحق ردولوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت حاجی سیّد شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت خواجہ مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ ابو یوسف چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ ابو محمد محترم چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ ابو احمد ابدال چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ ابو اسحٰق شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت خواجہ علو ممشاد دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ ابوہبیرہ امین الدین بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت حذیفہ مرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت سلطان ابراہیم ابن ادھم بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت جمال الدین فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز سیدنا و مولانا امیر المومنین امام الاشجعین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

خلیفہ مجاز سیدنا و مولانا حضرت سیّد المرسلین خاتم النبین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم (۳۷)

شجرہ طیبہ قادریہ قدوسیہ

فقیر سیّد مظہر سعید کاظمی خلیفہ مجاز

↓

خلفاء مجازین

سیّد سجاد سعید کاظمی

سیّد حامد سعید کاظمی

سیّد راشد سعید کاظمی

امام اہلسنّت غزالی عصر شیخ المشائخ

سیّدنا و مرشدنا و مولانا استاذ المحدثین

حضرت سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمتہ اللہ علیہ

خلفاء مجازین

سیّد راشد سعید کاظمی

سیّد طاہر سعید کاظمی

خلیفہ مجاز

↓

شیخ المشائخ سیّدنا و مرشدنا

حضرت سید محمد خلیل کاظمی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مولانا ملک محمد خاں صاحب نکوڑوی

خلیفہ مجاز

↓

شیخ المشائخ حضرت مولانا

سید مختار احمد صاحب کاظمی امروہی رحمتہ اللہ علیہ

حاجی بشیر احمد صاحب رامپوری

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ غلام حید رصاحب امروہوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت امانت علی شاہ امروہوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت حافظ موسیٰ مانکپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت سیّد اعظم روپڑی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ سیّد سالم روپڑی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز حضرت سیّد بھیک میراں ٹھسکوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ ابوالمعالی انبھیٹھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ داؤد گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ صادق گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت مولانا جلال الدین تھانیسری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ درویش بن محمد قاسم اودھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت سیّد بدھن بھڑائچی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت سیّد اجمل بھڑائچی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۔ **خلیفه مجاز** شیخ المشائخ حضرت مخدوم جہانیاں سیّد جلال الدین بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز میر سیّد احمد کبیر بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت جلال بزرگ بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت عبید بن عیسٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ عبید بن ابی القاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالقارم فاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ شمس الدین ابوالغیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ شمس الدین علی افلح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ شمس الدین حداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ امام الاولیاء شیخ محی الدین حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوسعید مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالحسن القرشی الہکاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز عبدالعزیز التمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ داؤد طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز سیدنا و مولانا امیر المومنین امام الاشجعین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

خلیفہ مجاز سیدنا و مولانا حضرت سیّد المرسلین خاتم النبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم (۳۸)

نوٹ: ا۔ سلسلہ قادریہ کے بعض شجروں میں یہ غلطی چلی آرہی ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سیّد جلال الدین بخاری کو انکے دادا سیّد جلال الدین بزرگ سرخ بخاریؒ کا خلیفہ بتایا گیا ہے حالانکہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی ولادت ۷۰۷ھ ہے اور انکے دادا کا وصال سن ۶۰۰ھ کو ہو چکا تھا حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنے والد حضرت سیّد کبیر بخاریؒ (م ۷۴۵ھ) کے خلیفہ ہیں۔

(بحوالہ: مشائخ قادریہ رشیدیہ، ص ۱۵، پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین مطبوعہ اسلامک فاؤنڈیشن آف پاکستان ۲۰۰۶ء)

۲۔ شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیزؒ (م ۴۲۵ھ) کو اپنے والد حضرت شیخ عبدالعزیز حکیمیؒ (م ۳۳۲ھ) سے خلافت حاصل تھی۔

(بحوالہ: مشائخ قادریہ رشیدیہ، ص ۱۴، پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین مطبوعہ اسلامک فاؤنڈیشن آف پاکستان ۲۰۰۶ء)

شجرہ طیبہ سہروردیہ قدوسیہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ غلام حیدر صاحب امروہوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت امانت علی شاہ امروہوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت حافظ موسیٰ مانکپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت سیّد اعظم روپڑی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ سیّد سالم روپڑی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز حضرت سیّد بھیک میراں ٹھسکوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ ابو المعالی انبھیٹھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ داؤد گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ صادق گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت مولانا جلال الدین تھانیسری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ درویش بن محمد قاسم اودھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت سیّد بدھن بھڑائچی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت سیّد اجمل بھڑائچی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سیّد جلال الدین بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ شیخ رکن الدین ابوالفتح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ شیخ صدر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ امام الطریقہ شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ شیخ وجیہہ الدین عبد القادر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ شیخ ابو محمد بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ شیخ احمد دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ شیخ علوممشاد دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ شیخ سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ شیخ داوٗد طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز سیدنا و مولانا امیر المومنین امام الاشجعین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

خلیفہ مجاز سیدنا و مولانا حضرت سیّد المرسلین خاتم النبین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

(۳۹)

شجرہ طیبہ نقشبندیہ کبرویہ قدوسیہ

فقیر سیّد مظہر سعید کاظمی خلیفہ مجاز

↓

خلفاء مجازین

سیّد سجاد سعید کاظمی
سیّد حامد سعید کاظمی
سیّد راشد سعید کاظمی

امام اہلسنّت غزالی عصر شیخ المشائخ
سیّدنا و مرشدنا و مولانا استاذ المحدثین
حضرت سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمتہ اللہ علیہ

خلفاء مجازین

سیّد راشد سعید کاظمی
سیّد طاہر سعید کاظمی

خلیفہ مجاز

↓

شیخ المشائخ سیّدنا و مرشدنا
حضرت سید محمد خلیل کاظمی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مولانا ملک محمد خاں صاحب نکوڑوی

خلیفہ مجاز

↓

شیخ المشائخ حضرت مولانا
سید مختار احمد صاحب کاظمی امروہی رحمتہ اللہ علیہ

حاجی بشیر احمد صاحب رامپوری

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ غلام حیدر صاحب امروہوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت مولانا سیّد امانت علی شاہ امروہوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت حافظ موسیٰ مانکپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت سیّد اعظم روپڑی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ سالم روپڑی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز حضرت سیّد بھیک میراں ٹھسکوی رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ ابوالمعالی انبھیٹھوی رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ داؤد گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ صادق گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت مولانا جلال الدین تھانیسری رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت شیخ درویش بن محمد قاسم اودھی رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت سید بدھن بھڑائچی رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت سید اجمل بھڑائچی رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز شیخ المشائخ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سیّد جلال الدین بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز شیخ المشائخ شیخ حمید الدین ثمرقندی رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز شیخ المشائخ شیخ شمس الدین بن ابی محمد بن محمود بن ابراہیم ادھم رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز شیخ المشائخ شیخ عطایا خالدی رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز شیخ المشائخ شیخ احمد مولانا رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز باباکمال جندی رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز شیخ المشائخ شیخ نجم الدین کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز شیخ المشائخ شیخ عمار یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنه

خلیفه مجاز شیخ المشائخ شیخ ابوالخیب سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ شیخ احمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ شیخ ابوبکر نساج رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ شیخ ابوالقاسم گورگانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ شیخ خواجہ ابوعثمان مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ شیخ ابوعلی کاتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ علی رودباری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ شیخ سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ شیخ داؤد طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز شیخ المشائخ خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفه مجاز سیدنا و مولانا امیر المومنین امام الاشجعین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

خلیفه مجاز سیدنا و مولانا حضرت سیّد المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم (۴۰)

مدینۃ الاولیاء ملتان:

ملتان ایک قدیم شہر ہے۔ سندھ کو باب الاسلام بنانے والا لشکر اسی تاریخی شہر سے گزرا تھا۔ ملتان کو سینکڑوں اسلام کی عظیم ہستیوں کی گزرگاہ ہی نہیں بلکہ جائے قیام و مدفن ہونے کی سعادت نصیب ہے۔ ملتان ''مدینۃ الاولیاء'' کہلاتا ہے کیونکہ اس سرزمین میں ولایت کے کئی آفتاب ومہتاب چھپے ہوئے ہیں۔

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ انکے استاد گرامی حضرت مولانا عبدالرشید کرمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاالدین زکریا ملتانی کے صاحبزادے حضرت مولانا صدرالدین عارف رحمۃ اللہ علیہ اور آپکے پوتے شاہ رکن عالم نوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ یوسف گردیز رحمتہ اللہ علیہ، حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ، حضرت موسیٰ پاک شہید، حضرت حافظ جمال چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قطب الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سراج الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ جیسے درخشاں آفتاب و ماہتاب ہیں جنھوں نے ملتان کو اپنی نورانی چمک دمک سے روشن کیا انکے فیوض و برکات کا سلسلہ آج بھی اہل ملتان کے لیے جاری وساری ہے۔ اپنے ان اسلاف اوراکابرین کے جھرمٹ میں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ بھی اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ ملتان میں جلوہ گر ہوئے اور پھر بعد وصال اسی سرزمین اولیاء میں مدفون ہوئے۔

عیدگاہ ملتان:

عیدگاہ ملتان نواب عبدالصمد خان کی حسین یادگار ہے۔ یہ عیدگاہ چنگی نمبر ۹ سے شمال کی جانب لاہور روڈ پر واقع ہے۔ اس قدیم عیدگاہ کو نواب عبدالصمد خان نے (۱۱۴۰ھ/ ۱۷۲۷ء) میں خود اپنے سامنے تعمیر کروانا شروع کیا تھا جو اسکی زندگی میں مکمل نہ ہوسکی تھی پھر نواب زکریا خان نے ۱۱۵۱ھ/ ۱۷۳۸ء) میں اسکو پایہ تکمیل تک پہنچایا تھا چھیاسٹھ کنال اراضی پر عیدگاہ کی تعمیر نواب عبدالصمد خان کی عظیم الشان نشانی ملتان کے باسیوں کے باعث مسرت وافتخار ہے۔ اورآج تک ڈھائی سوسال کی مدت سے مرجع خلائق بنی ہوئی ہے۔ عیدگاہ کا محراب دار دالان دوسو چالیس ۲۴۰ فٹ لمبا اور ۵۴ فٹ چوڑا ہے۔ درمیانی دروازہ ۲۴ فٹ بلند ہے جسکے اطراف ملتانی کاشی کاری میں قرآنی آیات مزین ہیں اسکے دروازے کے سرمحراب پر صحن کے رخ اسکا سن تعمیر اسطرح درج ہے۔

’’بتوفیقات سبحانی وتائید ربانی بیمن منت حق طویت نواب معلٰی القاب سیف الدولہ عبدالصمد خان در بہادر دلیر جنگ اجراے ایں عیدگاہ عالی در در یک ہزار و یک صد و چہل ہجری را تمام رسید‘‘

جب انگریز ۱۸۴۸ء میں ملتان میں داخل ہوا تو اسنے عیدگاہ کو اپنا فوجی ہیڈ کوارٹر بنالیا۔ اور اس عید گاہ میں انگریزوں نے بے گناہوں کو اس کے صحن میں سولیوں پر لٹکایا۔ پھر اس عیدگاہ کو کمشنر ملتان کی کچہری بنا دیا گیا جو بعد میں پیلی کوٹھی میں منتقل کر دی گئی تھی مگر یہاں فوجی اور سول عدالتیں قائم رہیں۔ ۱۸۵۸ء میں موجود کچہری چوک کے سرہانے جب کچہریاں بن گئیں مگر عیدگاہ پر انگریزوں کا قبضہ قائم رہا اور اسطرح ۲۰ برس تک عیدگاہ مسجد کے طور پر استعمال نہ ہوسکی اور اس میں نمازیں ادا نہ کی جاسکیں۔ ۱۸۶۸ء میں انگریزوں کی عملداری کا خاتمہ ہوا۔ اب یہ عیدگاہ دوبارہ آباد ہے اور علامہ کاظمیؒ کے حوالے سے مرجع خلائق بنی ہوئی۔ (۴۱)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی ملتان آمد:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء میں امروہہ سے لاہور تشریف لائے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے بڑے بھائی علامہ سیّد خلیل کاظمی علیہ الرحمہ نے آپکو ہدایت کی کہ آپ سید نفیر عالم کی خدمت میں حاضری دیا کریں۔ حضرت سیّد علی احمد شاہ صاحب المعروف حضرت نفیر عالم رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۸ء) ایک درویش صفت بزرگ تھے۔ آپ شعر بھی کہا کرتے تھے اور نفیر عالم انکا تخلص تھا۔ آپ سلسلہ چشتیہ کے بزرگ تھے محلّہ قدیر آباد میں حکیم شیر محمد اعوان والی گلی میں قیام پذیر تھے۔ آپ ہر سال خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا عرس کیا کرتے تھے۔ اور اسکے علاوہ اکثر و بیشتر محافل میلاد اور دیگر علمی نشستوں کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ ۱۹۳۵ء میں حضرت نفیر علام علیہ الرحمہ نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کو محفل میلاد میں وعظ کے لیے دعوت دی۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اسوقت اوکاڑہ کے خطیب تھے آپ نے دعوت قبول فرمائی اور حکیم شیر محمد اعوان کے احاطہ مکان پر شان اولیاء پر جامع تقریر فرمائی۔ سامعین آپکے گرویدہ ہو گئے چناچہ آپ ۱۹۳۵ء میں حضرت نفیر عالم رحمتہ اللہ علیہ کی دعوت پر مستقل ملتان میں رہنے کے لیے تشریف لے آئے اور بس یہیں کے ہو رہے۔ دم آخر (۱۹۸۶ء) تک سرزمین ملتان میں قیام رہا۔ (۴۲)

ملتان سے بہاولپور عارضی منتقلی:

جب علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شیخ الحدیث کا منصب سنبھالا تو جامعہ میں ہفتہ وار تعطیل جمعہ کو ہوا کرتی تھی تمام اہل خانہ اسوقت ملتان میں رہائش پذیر تھے اس لیے ہر جمعرات کو فارغ ہوکر ملتان کے لیے روانگی ہوتی تھی اور بہاولپور واپسی رات کو شاہین ایکسپریس سے ہوتی تھی۔ بہاولپور سے گھر ملتان آنا جانا اور سفر کی صعوبتوں سے بچنے کے لیے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے سب گھر والوں کو بہاولپور منتقل کرنے کا فیصلہ کیا اور دسمبر ۱۹۶۵ء میں سب گھر والے ملتان سے بہاولپور منتقل ہو گئے۔ بہاولپور میں بابا نذیر احمد الوری علیہ الرحمہ جو نقشبندی سلسلے کے بزرگ تھے ڈیڑھ ماہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ انکے ہاں بطور مہمان رہے پھر محلّہ کجل پورہ میں شاہی بازار کے قریب دھوبیوں والی گلی میں تین کمروں کا مکان کرائے پر لیا گیا پھر وکٹوریہ اسپتال کے سامنے ایک کرائے پر مکان لیا گیا اور کچھ عرصے بعد سیٹلائیٹ ٹاؤن کے مکان نمبر ۳۸۔ B میں منتقل ہو گئے۔ بہاولپور میں بی وی اسپتال کے سامنے بھی آپ کچھ عرصہ مقیم رہے۔ (۴۳)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا عزم و استقلال:

ملتان آمد کے بعد ابتدائی دور میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کو مذہبی مخاصمت رکھنے والے عناصر نے بہت پریشان کیا۔ آپ گذرتے تو آپ پر کوڑا پھینک دیتے تھے۔ جب آپ اپنے مکان میں اندر جاتے تو باہر سے کنڈی لگا دیتے۔ آپکے گھر کے باہر گندگی کا ڈھیر پھینک جاتے کہ صبح نماز کے لیے نکلیں تو کپڑے اور پاؤں ناپاک ہو جائیں اور آپ درس قرآن کے لیے نہ جا سکیں۔ لیکن آپکا عزم و استقلال کہ فرماتے کہ آقا ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہونے کا موقع مل رہا ہے آخر آپ ﷺ کو بھی تو لوگوں نے اذیتیں دیں تھیں۔ اور اسی طرح ستایا تھا۔

درس قرآن کو روکنے کے لیے شرپسندوں نے اپنے گمان کے مطابق آپ مطالعہ کر کے درس قرآن دیتے ہونگے اسلیے اگر انکا کتب خانہ تباہ کر دیا جائے اور کتابیں چرالی جائیں تو درس قرآن کا سلسلہ ختم ہو جائے گا چنانچہ انھوں نے آپکے کتب خانہ میں نقب لگائی اور کتابیں نکالکر لے گئے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ چونکہ علم سینہ و علم سفینہ دونوں سے مزین تھے لہٰذا آپ صرف کتابوں کے محتاج نہ تھے۔ تبلیغ دین کے سلسلے میں آپ پر قاتلانہ حملہ بھی ہوا لیکن آپکے عزم و استقلال میں کوئی فرق نہ آیا۔ جب علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی

ملتان میں شہرت پھیلنے لگی تو ہر طرف سے لوگ آپکو محافل میں تقاریر کے لیے دعوت دینے لگے ۔

ایک بستی بلہ جھلن ہے جو مدینۃ الاولیاء اوچ شریف سے ۱۵ کلومیٹر مغرب کی جانب یہ ایسی جگہ تھی جہاں سے اسٹیشن بھی دور تھا اور تھانہ بھی ۔ تھانہ چنی گوٹ اور اسٹیشن اوچ شریف تھا ۔ اس بستی بلہ جھلن میں مولوی امام دین مرحوم ایک سنّی اور راسخ العقیدہ شخص تھے اور اس علاقے کے نمبردار تھے انھیں آستانہ عالیہ پر اراں شریف سے گہری عقیدت تھی مولوی امام دین مرحوم نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے خواجہ دین محمد رحمتہ اللہ علیہ کے درس کے موقعہ پر بلہ جھلن کے لیے وقت لیا اور تقریر کی دعوت دی یہ ۱۹۴۳ء کا واقعہ ہے ۔ جمعہ کے دن محرم کی ۷ تاریخ کو علامہ کاظمی علیہ الرحمہ خطاب کے لیے بلہ جھلن تشریف لے گئے اس پروگرام کے انعقاد میں مولوی امام دین مرحوم ، حاجی محمد کمال مرحوم ، منشی محمد بخش مرحوم اور علاقہ کے کافی بزرگ شریک تھے جب مخالفین کو اس جلسے اور علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی شرکت کی خبر ملی تو مخالفین نے مستوعی ، گمانی اور بڈانی برادری کو لڑائی اور فسادات کے لیے بھڑکایا ۔ حاجی محمد کمال جھلن مرحوم جو پوری جھلن برادری کے سردار اور علاقے کے زمیندار تھے انھوں نے مخالفین سے رابطہ کیا اور انھیں سمجھایا کہ خوامخواہ جلسہ میں رکاوٹیں نہ ڈالیں ۔ حاجی کمال جھلن مرحوم نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے سب سے بڑے مخالف مولوی حبیب اللہ گمانوی (جو اس علاقے میں عالم مانا جاتا تھا) کو علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا خطاب سننے اور کسی قسم کا جھگڑا نہ کرنے پر آمادہ کر لیا تھا ۔ مولوی حبیب اللہ گمانی نے جلسہ میں کسی قسم کی گڑ بڑ نہ کرنے اور مکمل تعاون کی یقین دھانی کروائی ۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اس جلسہ میں کذب امکان باری تعالیٰ پر تقریر شروع کی تو مولوی حبیب اللہ گمانی نے کھڑے ہو کر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا گریبان پکڑ لیا اور اسکا ایک شاگرد قائم دین کلہاڑی اور خدا بخش اللہ وسایا وغیرہ اور مولوی حبیب اللہ گمانی کا چھوٹا بھائی عزیز اللہ گمانی کے علاوہ گمانی ، بڈانی اور مستوی برادری کے بہت سے لوگ جو لاٹھیوں سے مسلح تھے ان سب نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ پر قاتلانہ حملہ کر دیا ۔ صاحب دعوت اور منتظمین جلسہ اللہ وسایا مرحوم جھلن ، منشی محمد بخش مرحوم ، حاجی محمد کمال مرحوم اور سنّی حاضرین جلسہ نے مزاحمت کی مگر مخالفین چونکہ مسلح تھے اور عوام انکے عزائم سے بے خبر تھے انکے لیئے یہ حملہ غیر متوقع تھا اسلیے وہ حملہ آوروں کو روکنے میں کامیاب نہ ہو سکے اس دوران قائم دین نے موقعہ پا کر علامہ کاظمی علیہ الر کے سر پر کلہاڑی سے وار کر دیا ۔ آپ شدید زخمی ہو گئے خون بہنے لگا اور لہولہان ہو گئے ۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کو رحیم بخش جھلن کے گھر لے جایا گیا آپکو کلہاڑی کی تین ضربیں لگیں تھیں رحیم بخش کی اہلیہ جندن خاتون اور دیگر خواتین نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے زخموں پر اپنے مطابق مرہم پٹی کی پھر رات کو علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کو حاجی محمد کمال جھلن مرحوم کے گھر لے جایا گیا اور پھر لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے آپکو رضائی میں لپیٹ کر اونٹ کے کجاوے کے اوپر سوار کر کے اوچ شریف روانہ کیا اور وہاں سے حضرت مخدوم شمس الدین صاحب کی کار میں احمد پور شرقیہ لایا گیا۔ مولوی امام دین مرحوم ،بستی طیب بلوچ سے سیّد قلندر بخش، سیّد محبوب شاہ، حاجی منشی محمد بخش مرحوم (بانی مدرسہ بلہ جھلن)، حاجی محمد کمال مرحوم اور علاقہ عوام کی مدد سے حبیب اللہ گمانی اور اسکے ساتھیوں پر کیس کیا گیا لیکن اس سلسلے میں مرکزی کردار پیر بکن میاں شیدانی شریف نے ادا کیا اور کیس کی پیروی کے تمام اخراجات پیر بکن میاں نے برداشت کیے۔ مولوی حبیب اللہ گمانی، قائم دین اور انکے دیگر ساتھیوں کو جیل بھجوا دیا گیا۔ (۴۴)

متبع شریعت وسنت:

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے جن بندوں کو نورِ بصیرت عطا فرماتا ہے انکا ہر قول وفعل محبوب کی اداؤں کا آئنہ دار بنا دیتا ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے حال وقال میں کوئی تضاد نہیں تھا۔ ہر حال میں اتباع رسول ﷺ اور پیروی سنت کا خیال رکھتے تھے۔ اپریل ۱۹۸۱ء میں آپکا آپریشن ہوا اور آپریشن میں چار گھنٹے یا اس سے زائد وقت لگ گیا۔ اور اتنا وقت گذرنے کے بعد آپکو ہوش آیا تو پوچھا وقت کیا ہوا ہے موجود لوگوں نے جواب دیا دن کے دس بجے ہیں سن کر چہرے پر ملال اور حزن کی کیفیت اتر آئی فرمایا آہ فجر کی نماز قضا ہوگئی میں رحمۃٌ لِلعالمین کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ اور پھر آپ نے اہتمام کے ساتھ بستر پر لیٹے لیٹے نماز ادا فرمائی۔ اسکے بعد پھر غشی کا عالم طاری ہوا۔ چھ سات گھنٹے بعد ہوش آیا پھر وقت پوچھا اور پھر لیٹ کر ہی نماز ادا فرمائی۔ کیونکہ آنت کی تکلیف اور آپریشن کے لیے صرف چادر ٹانگوں پر ڈال دی گئی تھی۔ آپ نے جب محسوس کیا کہ ٹانگوں میں شلوار نہیں ہے اضطراب کی کیفیت پیدا ہوئی آپکا ایک صاحبزادہ پائنتی کی جانب جا کر چادر اٹھا کر آہستہ آہستہ شلوار پہنانے لگا آپ نے آنکھ کے اشارے سے اسے سمجھایا پہلے دائیں ٹانگ میں شلوار پہناؤ کہ سنت یہی ہے۔

کیونکہ جلد بازی میں صاحبزادے نے بائیں ٹانگ سے ابتداء کی تھی۔ اتباع سنت کا یہ ایک اعلیٰ مظاہرہ تھا کہ سخت تکلیف اور اضطراب میں بھی فکر مند ہیں کہ کوئی عمل خلاف سنت نہ ہو جائے۔

صاحبزادہ حامد سعید کاظمی لکھتے ہیں کہ ۴ جنوری ۱۹۸۵ء کو جب والد بزرگوار کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہوئی۔ ڈاکٹر کو گھر پر لایا گیا نبض دیکھی اور انھیں فوراً اسپتال لے جانے کا مشورہ دیا گیا۔ آپکو وہیل چیئر پر بٹھایا گیا چونکہ آپکو مصلے سے اٹھا کر بٹھایا گیا تھا اسلیے انکے پاؤں میں جوتا نہیں تھا جب میں نے جوتا پہنانا چاہا پریشانی اور اضطراب کی وجہ سے حواس قابو میں نہ تھے۔ پہلے الٹے پاؤں میں جوتا پہنانے لگا لیکن آپ نے جوتا پہنے کے لیے پاؤں نہیں پھیلایا اور اشارے سے دائیں پاؤں کی طرف اشارہ کیا کہ پہلے سیدھے پاؤں میں جوتا پہناؤ۔ یہ آپکی اتنی شدید بیماری اور ضعف میں سنت کی پاسداری کا اعلیٰ مظاہرہ تھا۔ اس حالت میں بھی خلاف سنت کوئی کام گوارا نہیں فرمارہے تھے۔

ایک مرتبہ میلسی کے مضافات میں ایک سنی مدرسہ کے افتتاح کے لیے آپ تشریف لائے اس موقعہ پر اخباری نمائندوں اور فوٹو گرافروں نے آپکی تصویریں اتارنا چاہیں آپ نے بڑی ناگواری سے انھیں منع کرتے ہوئے فرمایا ''جب کوئی میرا فوٹو اتارتا ہے اور تصویر بناتا ہے تو میرے دل پر تیر لگتا ہے اور پشت سے نکل جاتا ہے آجکل لوگ منکرات پر جری ہوتے جارہے ہیں''۔ (۴۵)

حسنِ اخلاق، سادگی اور عجز وانکساری:

ایک انسان روحانی اعتبار سے جتنا بلند ہوتا جاتا ہے اعلیٰ انسانی فضائل اور مکارم اسکی ذات کا وصف بنتے چلے جاتے ہیں۔ ایک طرف روحانی طور پر وہ بلندیوں کی طرف گامزن ہوتا ہے اور دوسری طرف انسانی شرف وعظمت کے پیکر میں ڈھلتا چلا جاتا ہے اور ایک مثالی انسان کا روپ دھار لیتا ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اتنے علم وفضل کے مالک ہونے کے باوجود آپکی طبیعت میں تکبر کا شائبہ تک نہ تھا۔ آپ نہایت خوش خلق کریم اور منکسر المزاج تھے انکے حسن اخلاق کا اعتراف ہر شخص کرتا تھا۔ کسی ملنے والے کو محروم نہ فرماتے تھے۔ اپنے تمام لواحقین، مریدین، متوسلین اور شاگردوں کے دکھ سکھ میں برابر کے شریک رہتے تھے اور آپکی شفقتیں صرف واقف کار لوگوں اور خدام تک محدود نہیں تھیں۔ بلکہ ہر جانا انجانا شخص آپکی عنایتوں سے بہرہ مند ہوتا تھا۔ آپ ہر آنے والے سے انکے مقام ومرتبہ کے مطابق خندہ پیشانی سے ملتے تھے اور بے پناہ مصروفیت کے باوجود کبھی آنے والوں سے

ملا قات پر کوئی قید نہیں لگائی لوگ دور دور سے اشتیاقِ دید کے لیے آتے مگر آپ انھیں محروم نہ فرماتے اور کبھی ملاقات کے لیے اوقات مخصوص نہ کیے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے وصال سے چند ہفتے قبل پنجاب یونیورسٹی کے ایک پروفیسر صاحب مدرسہ انوارالعلوم میں تشریف لائے انکے ہمراہ امریکہ کی یونیورسٹی کے ایک پروفیسر بھی تھے تقریباً دوپہر بارہ بجے کا وقت تھا پروفیسر صاحبان نے کہا ہم علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی زیارت کرنا چاہتے ہیں لیکن تاخیر ہوگئی ہے اب انکے آرام کا وقت بھی ہوگا اور ہم نے زیارت بھی ضرور کرنی ہے ہم سب حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہاں اور نیاز مند بھی بیٹھے ہوئے تھے جب ان پروفیسر صاحبان کا آپ سے تعارف کروایا گیا تو آپ نے ان پر اسقدر شفقت فرمائی اور اسطرح خلوص سے پیش آئے کہ وہ پروفیسر صاحبان آپکے حسن اخلاق سے بے حد متاثر ہوئے اور کہنے لگے حضور ہم پاکستان کے بہت سے مدارس میں گئے ہیں کیونکہ ہم نے ایک سروے رپورٹ تیار کرنی ہے۔ آپکی زیارت کرنے کے بعد ہمیں یقین ہوگیا کہ بلاشبہ اس دور میں آپ اپنی مثال آپ ہیں آپ جیسے اخلاق و مروت کے پیکر بہت کم نظر آتے ہیں اور خصوصاً ہم جیسے لوگوں کو دیکھ کر تو بہت سے مدعیان علم سیدھے منہ بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے جبکہ آپ جیسی عظیم ترین علمی شخصیت نے ہمیں اسقدر متاثر کیا اور شفقتوں سے نوازا ہے ہم آپ سے ملاقات کے بعد آپکی محبت کے انمٹ نقوش اپنے دل پر لے کر جارہے ہیں۔ رضوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''میں نے آپکی شخصیت میں جو بات خصوصیت سے محسوس کی وہ یہ تھی کہ آپ سادگی کا اعلیٰ نمونہ تھے بارہا ایسا ہوا کہ گرمی کے موسم میں پسینے سے شرابور ہوتے تو کرتہ اتار دیتے اور اپنے کپڑے فوری دھونا شروع کردیتے آپ کے شاگرد جب اصرار کرتے کہ ہمیں خدمت کا موقعہ دیں تو آپ مسکراتے ہوئے فرماتے اپنا کام اپنے ہاتھ ہی سے اچھا لگتا ہے۔ آپکی سادگی کا ایک واقعہ جو کبھی نہیں بھول سکے گا وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ مدرسہ انوارالعلوم کے سالانہ جلسہ کے سلسلے میں انتظامات کیے جارہے تھے تو آپ نے مولانا حسن الدین ہاشمی اور مجھے حکم دیا کہ آپ لوگ میرے ساتھ چلیں تاکہ کہیں سے قالینوں کا انتظام کرلیا جائے۔ محلّہ قدیر آباد کے دو گھروں سے ہمیں دو قالین ملے جو ہم اٹھا کر مدرسہ میں لائے اور ساتھ ہی ہمیں یہ فرمایا کہ فلاں گھر جارہا ہوں آپ لوگ یہ قالین مدرسہ میں رکھ کر وہاں آجائیں۔ لیکن ہمیں کچھ دیر ہوگئی پھر جب ہم آپکے حکم کے مطابق اس مکان کی طرف گئے تو راستے میں دیکھا کہ آپ اپنے سر پر قالین رکھے ہوئے تشریف لارہے تھے ہماری آنکھوں میں آنسو آگئے۔ ہم

نے عرض کیا حضور ہمارا انتظار فر مالیا ہوتا آپ نے تکلیف کیوں فرمائی ۔آپ نے فرمایا یہ دین کا کام ہے اوران باتوں سے کسی کی عظمت میں کوئی فرق نہیں پڑتا''۔(۴۶)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے پریس سیکریٹری ڈاکٹر محمد صدیق خان قادری لکھتے ہیں کہ''آپ اسقدر علمی عظمت کے باوجود تواضع وانکساری کا پیکر تھے۔آپ مدرسے کے ہر کام میں اساتذہ مخلصین ومعاونین سے ضرور مشورہ فرماتے اور کوئی کام مشورے کے بغیر انجام نہ دیتے تھے''۔(۴۷)

علامہ منظور احمد فیضی علیہ الرحمہ (م ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء) احمد پور شرقیہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ایک انتہائی قابل شاگرد رشید تھے۔ لکھتے ہیں''حضرت غزالی زماں کی عام زندگی بالکل سادہ تھی عجز و انکساری کے پیکر تھے درویشانہ طرز زندگی تھی سلف صالحین کے طرز زندگی کا کامل نمونہ تھے بلکہ آپ ساری زندگی فقر محمدی علیہ السلام کے پیروکار رہے۔فقر کے باعث استغناء کمال درجے کا تھا کبھی سرمایہ داروں اور اہل ثروت سے لجاجت نہیں کی مستغنی رہے سرکار اور دربار اور ارباب اقتدار سے بے حد اجتناب فرماتے''۔(۴۸)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے چھوٹے داماد صاجزادہ سید آل شاہد معینی لکھتے ہیں کہ''میں آپکی حیات مبارکہ میں صرف ایک مرتبہ ملاقات کرسکا مگر وہ ملاقات جو چند منٹوں یعنی تیس یا چالیس منٹ پر محیط تھی اپنے لیے تربیت کا ذریعہ سمجھتا ہوں کیونکہ اتنے عظیم علم کے مالک کو جسطرح عجز وانکسار کرتے دیکھا تو اپنی حقیقت کا احساس ہوا۔آپکا انداز تکلم یہ تھا کہ دین کی شرح بھی فرماتے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے کہ علماء سے مفتی صاحبان سے معلوم فرمائیں ۔ میں تو ایک ادنیٰ طالب علم ہوں''۔(۴۹)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی شخصیت ہر قسم کی بڑائی اور نخوت سے خالی تھی ۔ دین کی خدمت میں کبھی بیزاری اور بدمزاجی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ایک مرتبہ ۱۹۵۵ء میں محمود کوٹ میں ایک جلسہ میں آپ شرکت کے لیے تشریف لے گئے اسوقت جانے کے لیے وہاں کوئی پکی سڑک نہیں تھی ریتیلا علاقہ تھا اور سائیکل یا گھوڑے کے سوا کوئی دوسری سواری نہ تھی آپ نے فرمایا گھوڑے پر ہم نے کبھی سواری نہیں کی اور کچا راستہ ہونے کی وجہ سے سائیکل بھی محفوظ سواری نہیں ہے چنانچہ آپ نے پیدل چلنا پسند فرمایا اور پورے دو میل سے زائد فاصلہ پیدل طے کیا اور کسی قسم کی ناگواری کا اظہار نہیں کیا۔اور نہ اس مشقت پر کچھ کہا۔ (۵۰)

آپ دوسروں کی عزت کا ہمیشہ پاس رکھتے تھے ہر آنے والے سے خوش اخلاقی اور نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ جب رخصت کرتے تو نہایت خلوص کے ساتھ۔ آپکا اندازِ تبلیغ آپکے حسن خلق، نرم خوئی اور شفقت ومحبت سے بھرپور ہوتا جو سامنے والے کے دل میں گھر کر جاتا۔ ملتان کی تاریخی عید گاہ جہاں آپ نے پچاس سال سے زائد جمعہ اور عیدین کی امامت اور خطابت کے فرائض انجام دیے ایک نوجوان ننگے سر نماز پڑھ رہا تھا ایک مولوی صاحب نے اسے ننگے سر نماز پڑھتا دیکھ کر زور وشور سے شرمندہ کیا اور غصے میں سخت سُست کہا وہ نوجوان لوگوں میں یوں بے عزتی سے کافی شرمندہ ہو رہا تھا اور ایسا لگتا تھا کہ یوں عزت نفس مجروح ہونے سے مولویوں سے برگشتہ ہو جائے گا اور ہو سکتا تھا کہ مسجد بھی آنا چھوڑ دیتا۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اس نوجوان کو اپنے قریب بلایا اپنے سینے سے لگایا نہایت شفقت سے اسکی دلجوئی فرمائی اور ڈانٹنے والے مولانا کو بلا کر انھیں اس طرح برہم ہونے پر انھیں سمجھایا۔ وہ نوجوان نہایت شرمندہ اور روہانسو تھا اب نہایت مسرور اور شاداں ہوگیا اور علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی شخصیت اور شفقت ومہربانی سے بے حد متاثر ہوا اور آپکا گرویدہ ہوگیا۔ (۵۱)

آپ ہر ایک کی دل جوئی فرماتے اور کسی کو محروم نہ فرماتے ایک مرتبہ ایک صاحب نے آپ سے نکاح پڑھانے کے لیے عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت لیا لیکن بارات دیر سے آنے کی وجہ سے مغرب ہو گئی وہ صاحب مغرب کے بعد پہنچے جبکہ کاظمی علیہ الرحمہ کے پوتے کا عقیقہ تھا اور سارے مہمان موجود تھے لیکن آپ نے اس شخص کو کوئی سرزنش نہ فرمائی۔ اسکے ساتھ جا کر نکاح پڑھایا اور آدھے گھنٹے تک پوری خوش دلی اور دلجمعی سے دعائیں فرمائیں۔ کسی قسم کی جلدی اور ٹالنے والی صورتحال کا اظہار نہ فرمایا حالانکہ آپ کے گھر میں تقریب تھی۔ یہ آپکی محبت ومہربانی کا ایک اظہار تھا۔ (۵۲)

آپ غریب طبقے پر اپنی خصوصی مہربانی کا اظہار فرماتے تھے ایک مرتبہ ایک دیہاتی آپکے پاس حاضر ہوا لباس سے اسکی غربت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا تھا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے اسے خوش آمدید کہا اور پاس بٹھاتے ہوئے آنے کی وجہ پوچھی تو اس نے عرض کیا کہ فلاں جگہ فلاں تاریخ کو آپکی تقریر کا میں نے پروگرام بنایا ہے۔ آپ یہ وقت عنایت فرمائیں ابھی آپ اس شخص کی بات سن ہی رہے تھے کہ دروازے پر ایک کار آ کر رکی اور ایک بہت بڑے امیر آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بھی کسی پروگرام کے لیے تاریخ لینے آئے تھے اور اتفاقاً وہی تاریخ تھی جسکے لیے وہ شخص عرض کر چکا تھا۔

اور جب اس غریب آدمی نے دیکھا کہ یہ تو بہت امیر آدمی ہیں تو وہ کچھ پریشان ہوگیا کہ شاید حضرت مجھے تاریخ نہ دیں لیکن علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا بابا جی آپ فکر نہ کریں میں آپکے ہاں چلوں گا اور آپ نے بعد میں آنے والے شخص کو جواب دے دیا اور فرمایا آپ امیر آدمی ہیں آپکے لیے کسی دوسرے مقرر کا انتظام کرنا مشکل نہیں لیکن یہ غریب آدمی کہاں جائے گا آپ نے اس غریب کی دعوت قبول کر کے اسکی دل جوئی فرمائی۔ (۵۳)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا حسن عمل صرف اپنوں کے لیے ہی نہیں بلکہ غیروں کے ساتھ بھی وہی ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ آپکی دیوبندی مکتب فکر کے عالمِ دین مولانا عطا محمد بندیالوی (م ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء) سے ایک فقہی مسئلے پر خط و کتابت کے ذریعے بحث شروع ہوگئی۔ بندیالوی صاحب جب کسی بات کا جواب دیتے تو سخت الفاظ استعمال کرتے تھے۔ لیکن علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اخلاق کے دامن کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ آپ ہمیشہ انھیں امام المناطقہ کے لقب سے یاد فرماتے تھے۔ کاظمی علیہ الرحمہ کے ایک مرید وہاں موجود تھے انھوں نے عطا محمد بندیالوی صاحب کا خط پڑھا اور کہنے لگے مولانا جب ملتان آئیں گے تو ہم ان سے پوچھیں گے کہ علامہ کاظمی صاحب کے لیے اتنے سخت الفاظ کیوں لکھتے تھے۔ کاظمی علیہ الرحمہ نے جونہی مولانا اللہ دتہ سعیدی صاحب کے یہ الفاظ سنے آپ فوراً جلال میں آگئے فرمایا آپ نے یہ بات کیسے کہہ دی بندیالوی صاحب ایک جید عالم دین ہیں اور تم انکے لیے ایسے الفاظ استعمال کرتے ہو آپ لوگ اس سے پہلے بھی ایک مرتبہ میرے دل کو زخمی کر چکے ہو جب تم نے مولوی قائم دین دیوبندی کو پکڑ کر میرا بدلہ لینے کی کوشش کی تھی، تم نے میرے اجر میں کمی کر دی ہے۔

مولوی قائم دین دیوبندی علامہ کاظمی علیہ الرحمہ پر قاتلانہ حملے میں مولوی حبیب اللہ گمانی کے ساتھ شامل تھا۔ مولوی قائم دین ایک مرتبہ تقریر کے لیے جلال پور پیروالا کے علاقے میں گیا تو مولانا اللہ دتہ صاحب اور علاقہ والوں نے پکڑ کر اسکی پٹائی کر دی تھی اس واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا کہ تم نے میرے اجر میں کمی کر دی۔ اس جملے سے آپکے اعلیٰ ظرف اور اعلیٰ اخلاق کا اندازہ ہوتا ہے کہ نیک دل انسان دشمن کے ساتھ بھی نیک سلوک سے نہیں چوکتے۔ صندل کا درخت اس کلہاڑے کے منہ کو بھی خوشبودار بنا دیتا ہے جو اسے کاٹتا ہے۔ (۵۴)

ایک مرتبہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ خان پور سے ملتان آرہے تھے ریل گاڑی کے انٹر کلاس میں آپ سوار تھے اور دیوبندی مکتب فکر کے عالم مولانا محمد علی جالندھری علیہ الرحمہ (م ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء) بھی اسی ڈبے میں

سوار تھے۔علامہ کاظمیؒ نے مولانا جالندھریؒ کوڈبے میں جگہ نہ ہونے کے باعث اپنے قریب جگہ بنا کر بٹھالیا اور مشروبات سے انکی تواضع فرمائی۔راستے میں بہت سے مسافر اتر گئے تو جالندھری صاحبؒ لیٹ گئے اور انھیں گہری نیند آگئی اور آپ سوتے رہے کہ ملتان آ گیا سب مسافر اتر گئے علامہ کاظمی صاحب نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ وہ جا کر جالندھری صاحبؒ کو اٹھادے وہ صاحب کہنے لگے کہ حضرت انھیں سونے دیں تا کہ خانیوال جا کر انھیں احساس ہو کہ غفلت کی نیند کتنی نقصان دہ ہوتی ہے۔آپ نے فرمایا یہ طرزِعمل حسن اخلاق کے خلاف ہے آپ خود جلدی سے آگے بڑھے اور مولانا جالندھریؒ صاحب کو بیدار کیا۔(۵۵)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ایک شاگرد مولانا اللہ وسایا سعیدی آپکے صاحبزادے سیّد سجاد سعید کاظمی سے کسی بات پر الجھ پڑے جب آپکو اسکا علم ہوا تو کوئی اور ہوتا تو اپنے اس شاگرد کو بلا کر ڈانتا اور مرید کو سخت برا بھلا کہتا اور ہوسکتا تھا کہ اپنی شاگردی اور مریدی سے ہی نکال باہر کرتا مگر کاظمی علیہ الرحمہ کا حسن اخلاق اور اعلیٰ ظرفی کہ بجائے مرید کو کچھ کہتے اپنے صاحبزادے کو بلا کر ڈانٹا اور ان پر برہم ہوئے۔(۵۶)

عالم،مقرر اور خطیب کو خطاب کے لیے مدعو کیا جائے تو وہ ایک بڑے اجتماع اور جلسہ گاہ کے متمنی ہوتے ہیں اور خلافِ منشاء صورتحال پر منتظمین پر برس پڑتے ہیں لیکن علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا عجز وانکسار اور حسن خلق دیکھیے کہ اندرون بوہڑ گیٹ کتب فروشوں کے بازار سے ایک غریب آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے گھر میں محفل میلاد میں خطاب کی دعوت دی جو حضرت نے قبول فرمائی آپ حسبِ وعدہ اس شخص کے گھر پر عشاء پڑھ کر پہنچ گئے وہ شخص آپکو اپنے گھر کی دوسری منزل پر لے گیا اور وہاں حاضرین مجلس ندارد۔ایک شخص خود وہ تھا اور اسکے دولڑکے اور ایک دو آدمی اور تھے یہ تھا وہ اجتماع جس سے اپنے دور کے بے مثل خطیب کو خطاب کرنا تھا اگر کوئی اور ہوتا تو اس شخص کو خوب ڈانٹتا اور شرمندہ کرتا لیکن اس پیکرِ حسن خلق کے ماتھے پر کوئی شکن نہ آئی اور آپ نے خوش اخلاقی کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اس شخص کو محروم بھی نہ فرمایا اور آپ پوری خوش دلی کے ساتھ تقریر کے اختتام پر واپس ملتان تشریف لے گئے اور راستے میں غلام مصطفیٰ رضوی جو حضرت کے ساتھ تھے ان سے فرمایا''اگر اسوقت تقریر نہ کرتا تو اس شخص کی کتنی دل شکنی ہوتی اور اب وہ کتنا خوش تھا۔(۵۷)

آپکی مہربانیاں اور عنایتیں ہر ایک کے لیے یکساں تھیں چاہے مرید خاص ہوں یا عام معتقدین،چاہے کسی سے رسمی واقفیت اور جان پہچان ہو ہر شخص کی دادرسی پورے خلوص سے فرماتے۔اپنی ذات سے کسی کے لیے جو فائدہ ممکن ہو سکتا تھا اسے اس سے محروم نہ فرماتے تھے۔میاں خالق داد جو علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی خدمت میں چند بار ہی حاضری

کا تعلق رکھتے تھے۔ ۱۹۵۵ء میں وہاڑی میں انگلش کے استاد مقرر ہوئے تھے اور کچھ دنوں تبادلہ کسی دوسری جگہ کروایا تھا اب اپنا تبادلہ ملتان کروانا چاہتے تھے۔ تبادلے کے تمام اختیارات ڈسٹرکٹ کونسل ملتان کے چئیر مین سید رحمت حسین گیلانی کے پاس تھے آپ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی بے حد قدر فرماتے تھے۔ میاں خالق داد علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی خدمت میں آکر درخواست گزار ہوئے کہ تبادلہ ملتان میں ہو جائے تو اچھا ہے علامہ کاظمی صاحب خود اٹھ کر سائل کے ساتھ ڈسٹرکٹ کونسل ہال میں گیلانی صاحب کے پاس تشریف لے گئے اور ایک معمولی واقف کار پر یوں کرم نوازی فرمائی اور انکا مسئلہ حل کروایا۔ (۵۸)

اپنی غلطی کو تسلیم کر لینا اور برملا اسکا اعتراف کرتے ہوئے معافی مانگ لینا اعلیٰ ظرفی اور حسن اخلاق کا بہترین ثبوت ہوتا ہے ایک مرتبہ کاظمی علیہ الرحمہ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے ہوئے بہ حیثیت مکبر ایک مولانا نے تکبیر کہی نماز کے اختتام پر آپ نے مکبر مولانا سے کہا کہ مولانا آپ نے تکبیر کہکر غلطی کی جہاں تک امام کی آواز خود پہنچے مکبر کو تکبیر کہنے کی ضرورت نہیں۔ دعا کے بعد کاظمی علیہ الرحمہ نے برملا مولانا سے کہا مولانا مجھ سے آپکو ٹوک کر غلطی ہوئی مجھے معاف کر دیجیے کیونکہ مکبر اگر یہ سمجھے کہ امام کی آواز نحیف اور کمزور ہے تو مکبر کو تکبیر بہ آواز بلند کہنا جائز ہے یہ آپکی عظمت کی دلیل ہے کہ سب کے سامنے اپنے مرید سے اپنی غلطی کو محسوس کرتے ہوئے اسطرح معافی چاہی۔ (۵۹)

نعتیہ شاعری:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نعتیہ شاعری بھی کرتے تھے اور کاظمی تخلص فرماتے تھے۔ آپ کی مشہور نعت یہ ہیں۔ (۶۰)

جلوہ والضحیٰ دیکھتے رہ گئے
حسنِ بدرالدجےٰ دیکھتے رہ گئے
روئے روشن پہ زلفِ سیہ دیکھ کر
ہم ضحیٰ اور سجےٰ دیکھتے رہ گئے
عرش پر پہنچے آقا تو روح الامیں
سدرۃ المنتہیٰ دیکھتے رہ گئے
حسنِ اقراء دیکھا تھا جبرئیل نے
ہم تو غارِ حرا دیکھتے رہ گئے۔

کیا شان شہنشاہ کونین نے پائی ہے
ختم آپکی ہستی پر ہر ایک بڑائی ہے۔
ہر ایک فضیلت کے ہیں مظہر کامل وہ
کیا ذاتِ شہ والا خالق نے بنائی ہے
کون انکے برابر ہو کون انکے مماثل ہو
ایسی تو کوئی ہستی آئے گی نہ آئی ہے
جنت کا تصور اب کیا آئے میرے دل میں
تصویر مدینے کی آنکھوں میں سجائی ہے
آزادِ دو عالم ہے وہ کاظمی مسکیں
آقائے دو عالم سے لو جس نے لگائی ہے

حج:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی میں تین حج کیے۔آپ نے پہلا حج ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۸ء میں کیا اور آخری حج ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں کیا۔آپ دن کے وقت بیت اللہ شریف کا طواف نہیں کرتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بیت اللہ شریف کے سائے پر پاؤں پڑ جائے۔(۶۱)

آپریشن:

صاحبزادہ حامد سعید کاظمی کے مطابق علامہ کاظمی علیہ الرحمہ ۱۹۸۰ء میں پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہو گئے۔شدید درد کچھ کھاتے تو قے ہو جاتی۔کھانا پینا موقوف ہو گیا۔نقاہت ہو گئی ڈاکٹرز آپریشن کو فوری اور ناگزیر قرار دیتے تھے۔پہلے ڈاکٹرز نے اسے پیٹ کی تکلیف قرار دیا لیکن پھر تشخیص بدل گئی۔ اب پتے کی تکلیف اور پھر اپنڈکس۔فوری آپریشن کا فیصلہ ہوا۔نشتر اسپتال کے وارڈ نمبر ۴ میں داخلہ ہوا۔تین اور چار اپریل کی درمیانی شب آپریشن ہوا۔آپریشن میں چار گھنٹے لگ گئے صبح کے قریب ڈاکٹرز کے برآمد ہونے پر پروفیسر ڈاکٹر بشیر ناڑو صاحب جو اسوقت سرجن تھے انھوں نے اور انکے رفقاء نے بتایا کہ پتے میں ایک پتھر تھا جو پتے سے چھوٹی آنت میں آ گیا تھا اور وہاں اسکے گرد مواد جمع ہوتا رہا اور وہ چھوٹی آنت میں ایک رکاوٹ بن گیا پھر آنت میں دو تین فٹ کا حصہ پھٹنے کے قریب ہو گیا تھا اگر ایک آدھ دن آپریشن اور نہ ہوتا تو آنت پھٹنے کا اندیشہ تھا اور پھر یہ صورتحال لاعلاج ثابت ہوتی۔آپریشن کر دیا گیا چونکہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کو دل کا مرض بھی تھا اور ضعف و بڑھاپا بھی جلد صحتیابی کی راہ میں بڑی رکاوٹ تھا اسلیے ڈاکٹرز بہت احتیاط سے کام لے رہے تھے۔ اسپتال کی انتظامیہ اور ڈاکٹرز کی طرف سے بھرپور تعاون حاصل تھا۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی دیکھ بھال کے لیے ایک ڈاکٹر اور ایک نرس کی ڈیوٹی ہر وقت کمرے میں رہتی تھی۔عام طور پر ایسے آپریشن کے دو سے چار دن بعد مریض کو رقیق غذا دی جاتی ہے لیکن ڈاکٹرز نے احتیاط کے باعث پورے ہفتے پانی تک نہیں دینے دیا۔مسلسل ڈرپس لگی رہیں لیکن گرمی کا موسم اور شدید پیاس پر ضبط کی کیفیت ناقابل بیان تھی تقریباً ڈیڑھ ہفتے پانی اور خوراک بند رہی اور کاظمی صاحبؒ کی زبان اتنی خشک ہو گئی کہ زبان سے پوری کھال اتر گئی تھی جسکے باعث مزید دس پندرہ دن ڈاکٹر کی اجازت کے باوجود کچھ کھانا پینا تکلیف دہ عمل ہو گیا۔ (۶۲)

عارضہ قلب اور شدید بیماری:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کو ۱۹۵۷ء میں عارضہ قلب کی شکایت ہوئی۔ آپکو پہلا دورہ ۱۹۷۲ء میں پڑا۔ آپ بی وی اسپتال کے فیملی وارڈ میں ۱۷ دن زیر علاج رہے۔ آپ لاہور کے مشہور ماہر امراضِ قلب کے ڈاکٹر شہر یار خاں کے زیر علاج رہے۔ بہاولپور سے ملتان آنے کے بعد ملتان میں ڈاکٹر عبدالرؤف جو اس وقت نشتر اسپتال میں پروفیسر آف میڈیسن تھے اور کرنل ڈاکٹر آفتاب جو اسوقت سی۔ ایم۔ ایچ میں ماہر ترین امراض قلب کے معالج شمار ہوتے تھے کے زیرِ علاج رہے پھر نشتر کالج کے پرنسپل ڈاکٹر حیات ظفر کا علاج کرواتے رہے اور نشتر کالج کے پروفیسر آف میڈیسن اور معروف ترین فزیشن ڈاکٹر عالم کبیر خان مرحوم کے زیر علاج رہے۔ ویسے تو آپ بوجہ عارضہ قلب کے کئی مرتبہ اسپتال میں داخل ہوئے لیکن ۴ جنوری ۱۹۸۵ء کو جمعہ کے دن کاظمی علیہ الرحمہ کی طبیعت بے حد ناساز ہوگئی تھی اسی ناسازی میں جمعہ پڑھایا۔ رات عشاء کا وضو کرتے ہوئے دل کی تکلیف میں اضافہ ہوگیا۔ وضو کے بعد مصلے پر بیٹھے دل کے عارضے کے باعث سانس بہت تیز چل رہی تھی۔ آگے کی طرف جھکے اور تقریباً گر گئے اور سانس مفقود ہوگئی۔ گھر کے بیشتر افراد آپکی طبیعت کی ناسازی کے باعث آپکے پاس ہی موجود تھے آپکا سر حامد سعید کاظمی صاحب کی گود میں تھا اور ڈاکٹر راشد سعید کاظمی اسوقت میڈیکل کے طالب علم تھے انھوں نے نبض چیک کی اور جب نبض نہ ملی تو انھوں نے ہاتھ چھوڑ دیئے اور بے اختیار رونا شروع کر دیا۔ دیگر افراد خانہ نے بھی رونا شروع کر دیا۔ اہل خانہ میں سے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے نواسے ڈاکٹر فاروق کو لینے بھاگے اور صاحبزادہ طاہر سعید کاظمی ڈاکٹر رؤف کو لینے گئے۔ بہ ظاہر لگ رہا تھا کہ روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی ہے۔ چند منٹ اسی حالت میں گذر گئے پھر اچانک علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے سانس لی۔ سینے کی مالش کی گئی اور رفتہ رفتہ سانس بحال ہوگئی۔ ڈاکٹر فاروق نذیر نے آکر معائنہ کیا اور انھوں نے فوراً اسپتال لے جانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ آپکو نشتر اسپتال کے آئی سی یو میں داخل کیا گیا۔ اسپتال پہنچتے ہی ڈرپ اور ادویات بذریعہ انجیکشن دینے کے لیے آپکا بازو پکڑا لیکن آپ نے اپنے دونوں ہاتھ پیٹ پر رکھے ہوئے تھے غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ آپ نماز عشاء ادا فرما رہے تھے۔ اور اشاروں سے نماز مکمل کرنے کے بعد ڈاکٹرز نے علاج شروع کیا۔ (۶۳)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے لیے خصوصی دعائیں:

۱۹۸۵ء میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی شدید بیماری سے صحتیابی کے لیے کراچی میں علامہ عبدالمصطفیٰ الازہریؒ (م ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء)، مفتی ظفر علی نعمانی علیہ الرحمہ (م ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء)، مولانا

محمد حسن حقانی ، علامہ شاہ تراب الحق قادری ، حاجی حنیف طیب ، مولانا ابرار احمد رحمانی ، مولانا عثمان خان نوری ، مولانا کوکب نورانی ، حاجی حنیف بلو شہید (م ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء) ، مولانا اسلم نعیمی ، جناب محمد اسلم راہی ، اور جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی جوائنٹ سیکریٹری صوفی ایاز خان نیازی ، کراچی ڈویژن کے صدر مفتی عبدالسبحان قادری ، ناظم اعلیٰ سید ارشاد علی ، اسد شاہ نورانی ، مولانا فضل جوہر ، مولانا رجب علی نعیمی ، اور حاجی تجمل حسین نقشبندی نے ایک مشترکہ بیان میں کراچی کے تمام ائمہ وخطباء سے اپیل کی تھی کہ وہ نمازِ جمعہ میں خصوصی طور پر علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی صحت کے لیے دعا مانگیں ۔ چنانچہ ۱۶ اپریل ۱۹۸۵ء بروز جمعہ اجتماعات میں آپکی مکمل صحتیابی اور درازی عمر کی دعائیں مانگی گئیں تھیں ۔ مرکزی اجتماع جامع مسجد ایبی سینیا لائن میں علامہ شاہ احمد نورانیؒ (م ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء) نے خصوصی دعا کی تھی ۔ (۶۴)

صحتیابی:

نشتر اسپتال میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ دو دن آئی ۔ سی ۔ یو میں رہے ۔ اور پھر چند دن بعد آپکی طبیعت سنبھل گئی ۔ (۶۵)

وفات:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کو پہلے دل کے دورے پڑ چکے تھے لیکن ۴ جون بروز بدھ ۱۹۸۶ء بمطابق ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ کو روزہ افطار کرنے کے فوراً بعد دل کا دورہ جان لیوا ثابت ہوا ۔ آپ نے وصال سے چند لمحے پہلے مظہر سعید کاظمی سے کہا تھا مظہر میاں میرا وضو تو ہے لیکن ذرا تازہ وضو کرلیں پھر نماز مغرب ادا کریں گے ۔ صاحبزادے نے آپکو سہارا دے کر اٹھنے میں مدد دینا چاہی اسی اثنا میں آپ پیچھے کی طرف گر گئے صاحبزادے نے سنبھالنا چاہا اور پھر سب بھائیوں کو چیخ کر بلایا سب وہاں پہنچے تو پتا چلا کہ آپ سفرِ آخرت پر روانہ ہو چکے تھے ۔ نشتر اسپتال سے ڈاکٹر چیمہ بھی آ گئے انھوں نے آپکی نبض دیکھی اور پلکیں اٹھا کر ٹارچ کی روشنی ڈالی اور تصدیق کی کہ آپ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ خبر پورے ملک میں پھیل گئی ۔ مساجد میں اعلان ہو گیا ۔ (۶۶)

روزنامہ جنگ کراچی اسٹاف رپورٹر کے مطابق علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ بدھ کی شام گھر پر روزہ افطار کرنے کے بعد تقریباً ساڑھے سات بجے ہاتھ دھونے کے لیے اٹھے تھے کہ نیچے گر پڑے اور اسی عالم میں انکی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ وصال کے وقت آپ کی عمر سن ہجری کے مطابق ۷۵ سال اور سن عیسوی کے مطابق ۷۳ سال تھی۔ (٦٧)

نمازِ جنازہ

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا جنازہ جمعرات ۵ جون ۱۹۸٦ء کو بعد نمازِ ظہر آپکی رہائش گاہ شاداب کالونی سے اٹھایا گیا۔

روزنامہ جنگ کراچی کی نیوز تھی کہ: ''علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی اقامت گاہ پر سارا دن عقیدت مندوں ۔مریدین اور شاگردوں کا اجتماع رہا اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ سارا دن قطاروں کی شکل میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا آخری دیدار کرتے رہے۔آخری دیدار کے لیے ملک بھر سے انکے عقیدت مند اوراہم شخصیات ملتان پہنچی تھیں۔ جب جنازہ اقامت گاہ سے اٹھایا گیا تو رقت انگیز مناظر دیکھنے میں آئے عقیدت مند دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے''۔(٦٨)

اسلم سعیدی خانیوال سے آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہیں کہ'' علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے سفرِ آخرت کے وقت بہت سے رقت انگیز مناظر دیکھنے میں آئے لوگ بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہے تھے۔ جنازے کا آخری دیدار کرنے لوگ چلے آرہے تھے۔آپکی رہائش گاہ پر تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی۔ رات اسی کیفیت میں گذر چکی تھی اور جمعرات کے دن ظہر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر خواتین کو آخری دیدار کرانے کی خاطر دروازہ بند کیا گیا تو ہزاروں عقیدت مند تشنہ دیدار کھڑے تھے اس موقعہ پر صاحبزادہ حامد سعید کاظمی نے کہا ابا حضور نے تمام زندگی آپکے درمیان گذاری اب چند لمحات اہل خانہ کے درمیان بھی گذارنے دیجیے۔ یہ سن کر لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔

جب جنازہ اٹھا تو ایک کہرام مچ گیا لاکھوں عقیدت مند اشھد ان لا الہ الا اللہ کا ورد کرتے ہوئے جنازے کو کندھا دے رہے تھے اسپورٹس گراؤنڈ میں جنازے کا طویل جلوس پہنچنے سے قبل ہی ملک بھر سے عقیدت مندوں کی ایک بڑی تعداد ملتان پہنچ چکی تھی۔

پروفیسر اکرم رضا کے مطابق: ''جنازے میں دنیائے اسلام سے علماء وفضلاء، طلباء مشائخ، دانشور، سیاستدان، صحافی، وزراء اور افسران حکومت شامل تھے۔ خاص طور پر سجادہ نشین درگاہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، گورنر پنجاب مخدوم سجاد حسین قریشی، مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ، درگاہ حضرت موسیٰ پاک کے سجادہ نشین مخدوم وجاہت حسین گیلانیؒ وفاقی وزیر مملکت مقبول احمد خان، پروفیسر شاہ فرید الحق، مولانا محمد حسن حقانی، مولانا غلام علی اوکاڑوی، میجر جنرل حمید گل، پیر سیّد ولی محمد چادر والے، مولانا محمد صدیق ہزاروی علیہ الرحمہ، مولانا منظور احمد ہاشمی، مخدوم زادہ شفاعت حسین گیلانی، مولانا شبیر احمد ہاشمی، مولانا محمد اقبال اظہری، پیرزادہ عبدالسعید، مفتی غلام سرور قادری، مولانا خدا بخش اظہر شجاع آبادیؒ، مفتی عبدالشکور ہزاروی، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہریؒ کراچی، سابق ایم این اے خواجہ غلام معین الدین تونسوی، سابق ایم این اے مفتی محمد حسین نعیمیؒ، مولانا خورشید احمد فیضی، مولانا عبدالغفور الوری، صاحبزادہ غازی فضل احمد رضا فیصل آباد، جسٹس شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ، مولانا سعادت علی قادری علیہ الرحمہ، علامہ شاہ تراب الحق قادری سابق ایم این اے کراچی، مولانا مفتی مختار احمد نعیمی، دیوان شاہ آلِ مجتبیٰ اجمیری ودیگر''

جنازے کا اعلان ساڑھے تین بجے تھا مگر اسپورٹس گراؤنڈ میں جنازہ تقریباً سوا چھ بجے پہنچا جنازے کے لیے لمبے لمبے بانسوں کا انتظام کیا گیا تھا مگر کثرت ہجوم کے باعث ہزاروں لوگ بانس کو بھی ہاتھ لگانے کی سعادت سے محروم رہے۔ اس موقعہ پر صاحبزادہ حامد سعید کاظمی نے جب یہ اعلان کیا کہ آپ صبر کیجیے اطمینان رکھیے ابا حضور تشریف لا رہے ہیں تو اپنے مرشد کی فرقت میں غم کے مارے مریدوں کی چیخیں نکل گئیں۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے سوگوار بیٹوں کی حالت دیکھ کر ہر شخص اشکبار تھا۔ اس موقعہ پر موجود صحافیوں نے نمازِ جنازہ کے اجتماع کو اسپورٹس گراؤنڈ کی تاریخ کا سب سے بڑا عوامی اجتماع قرار دیا۔ آپ کی نمازِ جنازہ بروز جمعرات ۵ جون ۱۹۸۶ء بمطابق ۲۶ رمضان المبارک شام ساڑھے ۵ بجے وسیع وعریض ڈویژنل اسپورٹس گراؤنڈ ملتان میں آپکے بڑے صاحبزادے پروفیسر سیّد مظہر سعید کاظمی نے پڑھائی تھی۔ نماز جنازہ کے بعد لحد میں تابوت اتارتے وقت صاحبزادگان نے خود قبر میں کھڑے ہو کر اپنے عظیم باپ کو آخری آرام گاہ میں لٹایا۔ (٦٩)

مدفن :

تابوت حاجی محبوب صاحب (الفلاح فرنیچر والے) نے بنایا تھا۔ تدفین کے لیے پہلے رہائش سے متصل سیّد معصوم شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے مزار کے احاطے کے بارے میں سوچا گیا کیونکہ گھر سے قریب ہونے کے باعث اہل خانہ کے لیے حاضری آسان تھی لیکن علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ایک چہیتے مرید حافظ عبدالواحد صاحب نے عیدگاہ کا مشورہ دیا جہاں آپ ۵۱ برس تک جمعہ وعیدین کی خطابت اور امامت فرماتے رہے تھے۔ چنانچہ عیدگاہ کا انتخاب کیا گیا۔ عیدگاہ کا انتظام ملتان کارپوریشن کے ذمہ تھا، چنانچہ اسکے لیے ملتان کے مئیر قاسم خان خاکوانی سے اجازت لی گئی اور آپکو عیدگاہ ملتان میں دفن کردیا گیا۔ قبر کی جگہ کے انتخاب میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ عیدین کے موقع پر نمازیوں کو جگہ کی کمی کا مسئلہ نہ ہو۔ چنانچہ آپکی لحد امام محراب سے مغرب کی طرف ہے کیونکہ نمازیوں کی صفیں امامِ کے پیچھے سے شروع ہوتی ہیں۔ تو اب علامہ کاظمی کے مزار کے باعث نمازیوں کو جگہ کی کمی کی شکایت نہیں ہوسکتی۔ مقبرہ کی تعمیر کی سعادت بھی علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے اسی چہیتے مرید کے حصے میں آئی اور تعمیر کا کام بھی محبوب احمد کے سپرد کردیا گیا۔ تقریباً ۴۵ لاکھ روپے کا اسٹیمٹ **estimate** لگا۔ حاجی حنیف طیب صاحب نے کراچی کے باشندوں کی طرف سے دو لاکھ روپے کے عطیے کا اعلان کیا تھا۔ زمین سے چھ فٹ کی اونچی کرسی پر ۲۷ فٹ بلند ہشت پہلو سطح پر مقبرہ بنایا گیا جسپر قوسی انداز کا گنبد ہے۔ چار نصف قوسی چہار اطراف اور اسی طرح شمال جنوب اور مشرقی دروازہ پر خوشنما گنبد ہیں۔ (۷۰)

رسم قل:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی رسم قل جمعہ چھ جون ۱۹۸۶ء کو مرکزی عیدگاہ میں رکھی گئی تھی۔ اسمیں جسٹس مولانا شجاعت علی قادریؒ (م ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء)، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ (م ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء)، حاجی حنیف طیب، اور دیوان صاحب اجمیر شریف کے علاوہ بڑی تعداد میں عقیدت مندوں نے شرکت کی۔ رسم قل کے موقعہ پر وفاقی شریعت کورٹ کے جج مسٹر جسٹس مولانا شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ نے کہا مجھے علامہ کاظمی جیسے استاد پر فخر ہے۔ (۷۱)

ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی و فاتحہ خوانی:

دار العلوم امجدیہ کراچی میں مفتی ظفر علی نعمانیؒ (م ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء) کی زیرِ صدارت دار العلوم امجدیہ میں اجلاس منعقد ہوا تھا جسمیں فیصلہ کیا گیا تھا کہ شہر میں مکتبہ اہلسنت کی تمام مساجد میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی روح کو ایصالِ ثواب کے لیے ظہر تا عصر قرآن خوانی ہوگی اور شام پانچ بجے دار العلوم امجدیہ میں تعزیتی اجلاس ہوگا۔ (۷۲)

قومی اسمبلی اسلام آباد میں فاتحہ خوانی :

قومی اسمبلی اسلام آباد میں بھی ۵ جون بروز جمعرات کو ممتاز عالم دین علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی۔ اجلاس کے آغاز پر لیاقت بلوچ نے پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے ایوان کی توجہ فاتحہ خوانی کی طرف دلائی جس پر سید اسعد گیلانی کی قیادت میں فاتحہ خوانی کی گئی۔ (۷۳)

پنجاب اسمبلی میں فاتحہ خوانی :

لاہور سے نمائندہ جنگ کے مطابق جمعرات ۵ جون کو پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں رکن اسمبلی مولانا غیاث الدین نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی رحلت پر تعزیت کے لیے فاتحہ خوانی کی درخواست کی جس پر ایوان میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے فاتحہ خوانی کی گئی۔ (۷۴)

جنگ اخبار کا خراجِ تحسین: (اداریہ)

ممتاز عالم دین، مفسر و محدث علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کا بدھ کی شب ملتان میں وصال ہوگیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم کی عمر تقریباً ۷۳ برس تھی۔ بیشتر عمر قرآن و حدیث کا درس دیتے ہوئے گذری۔ علامہ مرحوم نے محض مکتب کی چار دیواری میں بیٹھ کر ہی دین کی خدمت نہیں کی بلکہ تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران قائدانہ کردار

ادا کر کے اسلام کے عروج ونفاذ کے لیے عملی جد و جہد کا بھی حق ادا کر دیا۔آپ مجاہد ملت عبدالحامد بدایونیؒ اور پیر آف مانکی شریف ایسے بزرگوں کی معیت میں صوبہ سرحد کے ریفرنڈم میں بھی تاریخی کردار ادا کیا آپکا تعلق امروہہ کے کاظمی سادات خاندان سے تھا۔آپ انتقال کے وقت جماعت اہلسنت کے مرکزی صدر اور تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے سربراہ تھے آپ اسلامی نظریاتی کونسل اور مرکزی زکوٰۃ کونسل کے بھی رکن رہے آپکو قرآن کے مترجم اور مفسر ہونے کی سعادت بھی حاصل ہے۔ بے مثال علمی اور دینی خدمات کے لیے آپ غزالی زماں کے لقب سے بھی مشہور تھے اقلیمِ علم و دین میں آپکو بلاشبہ ایک ایسا بلند اور منفرد مقام حاصل تھا جسکا پُر ہونا ممکن نہیں خدا آپکو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ (۷۵)

اخبار سنگ میل کا خراجِ تحسین:

ملتان سے شائع ہونے والے پیپلز پارٹی کا ترجمان اخبار ''سنگ میل'' لکھتا ہے۔

امام اہلسنت جمعیت علماء پاکستان کے ممتاز رہنما علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ حرکتِ قلب بند ہونے کے باعث رحلت فرما گئے۔ ''انا للہ و انا الیہ راجعون'' محترم علامہ کی وفات ایک شخص کی موت نہیں ہے۔ دین کے ایک ایسے ادارے کا سکوت ہے جس سے پاکستان ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے ممالک میں دین کا نور پھیل رہا تھا۔ علامہ صاحب کے انتقال سے جہاں لاکھوں مریدین اور ہزاروں شاگردان انکے سائے سے محروم ہوگئے ہیں وہاں پاکستان کی پوری قوم ایک ایسے بطلِ جلیل سے خالی ہوگئی ہے جو تحریکِ پاکستان کا ایک مکمل باب تھے۔ اسطرح جہاں انکی وفات کے بعد دین کی تبلیغ اور رشد و ہدایت کے سلسلے میں ایک خلا واقع ہوا ہے۔ وہاں انکی جدائی کسی قومی المیہ سے کم نہیں۔ قومی حلقوں میں پیدا ہونے والے اس خلا کو مدتوں پر نہیں کیا جا سکے گا۔ اللہ انھیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔ (۷۶)

ملک کے سیاسی ، مذہبی، سماجی رہنماؤں کے تعزیتی پیغامات اور خراجِ تحسین:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے وصال پر ملک کے مختلف سیاسی ، مذہبی اور سماجی رہنماؤں نے شدید رنج وغم کا اظہار کیا انھوں نے اپنے بیان میں کہا کہ '' علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی مسلمانوں کے لیے خدمات نا قابل فراموش ہیں' ' ۔

سابق صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم : (م ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء)

پی پی آئی (نیوز ایجنسی) کے مطابق صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی وفات پر انکے بڑے بیٹے سیّد مظہر سعید کاظمی کے نام تعزیتی پیغام میں کہا تھا کہ: '' انھیں علامہ کاظمی کی اچانک وفات کا سن کر گہرا صدمہ پہنچا ہے ۔ علامہ کاظمی ایک مانے ہوئے مسلمان دانشور تھے ۔ جو اپنے مذہبی معاملات میں آزادانہ خیالات اور حق گوئی کے لیے پہچانے جاتے تھے ۔ انھوں نے اپنی تمام عمر اسلامی تعلیمات کی تبلیغ میں گذاری انکی وفات سے پیدا ہونے والا خلا کبھی پر نہ ہو سکے گا اللہ تعالیٰ انھیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے'' ۔ (۷۷)

سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو مرحوم: (م ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء)

وزیر اعظم محمد خان جونیجو مرحوم نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے وصال پر انتہائی رنج وغم کا اظہار کیا تھا انھوں نے کہا تھا: '' علامہ کاظمی بہت بڑے عالم تھے انھوں نے اسلام کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں اور انکی وفات سے پیدا ہونے والا خلا کبھی پر نہ ہو سکے گا ۔ وزیر اعظم نے دعا کی اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے'' ۔ (۷۸)

علامہ شاہ احمد نورانیؒ: (م ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے وصال پر شاہ احمد نورانیؒ نے رقت انگیز لہجے میں اپنے تعزیتی پیغام میں علامہ کاظمی کو خراج تحسین پیش کیا تھا ۔ آپ نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی رحلت کو اہلسنت کے

لیے غمِ عظیم قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ مرحوم علم وفضل کا روشن مینار تھے۔ انکے وصال سے پاکستان عظیم المرتبت علامہ، محدث اور مفسر قرآن سے محروم ہوگیا ہے انکی بیشتر عمر قرآن وحدیث کا درس دیتے ہوئے گذری۔ وہ اپنے وقت کے حدیث وتفسیر کے امام تھے اور موجودہ وقت میں پورے ملک میں ایسا جید عالم دین موجود نہیں تھا۔ آپ کی موجودگی میں ہمیشہ جمعیت علماء پاکستان اپنے اہم فیصلے کرتی تھی وہ ہمیشہ جمعیت کی سرپرستی فرماتے رہے جمعیت کو انکے مشوروں اور دعاؤں کی سخت ضرورت تھی مگر حیف کہ ہم انکی سرپرستی سے محروم ہوگئے۔ (۷۹)

سابق رکن سندھ اسمبلی مولانا حسن حقانی:

سابق رکن سندھ اسمبلی مولانا محمد حسن حقانی نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے وصال پر اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''عوام اہلسنت ایک عظیم عالم، مدبر اور محدث سے محروم ہوگئے ہیں۔ انکے علم وفضل کے باعث انھیں غزالی زماں کا خطاب دیا گیا تھا۔ وہ اسلامی نظریاتی کونسل اور مرکزی زکواۃ کونسل کے بھی رکن رہے۔ علامہ کاظمی میرے بڑے شفیق استاد تھے میں ۱۹۵۷ء اور ۱۹۵۸ء میں دو سال تک انکے ہاں پڑھتا رہا ہوں۔ علم میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے بہت بڑے محقق تھے۔ زندگی کے آخری لمحوں تک وہ علمی جستجو اور تلاش میں سرگرداں رہے۔ جستجو کی یہی راہیں وہ اپنے شاگردوں کو بھی دکھایا کرتے تھے۔ حضرت کی طبیعت انتہائی سادہ مگر پروقار تھی۔ (۸۰)

علامہ شاہ تراب الحق قادری: (امیر جماعت اہلسنت کراچی)

سابق ایم این اے اور موجودہ جماعت اہلسنت کراچی کے امیر علامہ شاہ تراب الحق قادری نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے وصال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔ آپ نے کہا کاظمی صاحب نے درس وتدریس میں تقریباً نصف صدی صرف کی اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ پاکستان ہی نہیں بلکہ بیرون پاکستان میں بھی انکے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں شاگرد ہیں علم وفضل کا یہ عالم تھا کہ طالب علمی کے زمانے میں بھی آپ نے ایک رسالہ لکھا ہے ''تسبیح الرحمان عن الکذب والنقصان'' جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ (۸۱)

سابق وفاقی وزیر پیٹرولیم وقدرتی وسائل حاجی حنیف طیب :

حاجی حنیف طیب صاحب (مرید علامہ کاظمیؒ) نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا کہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے انتقال سے عالمِ اسلام ایک بطل جلیل سے محروم ہوگیا ہے اور آج انکی موت پر سارا عالم سوگوار ہے انھوں نے اس سانحہ پر عید تک کے لیئے اپنی تمام سرکاری ونیم سرکاری تقریبات میں شرکت منسوخ کردی تھیں ۔ حاجی حنیف طیب صاحب نے گہرے صدمے کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ میرے روحانی رہنما تھے وہ حقیقی معنوں میں ایک عظیم اسکالر تھے انکی پوری زندگی سراپا عشق رسول تھی ۔ (۸۲)

پروفیسر ڈاکٹر طاہرالقادری :

بانی وسرپرست ادارہ منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے بھی علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے کچھ اسباق واحادیث کا درس لیا تھا ۔ قادری صاحب نے اس طرح کاظمی صاحب کو خراج تحسین پیش کیا ۔

''علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ اس دور میں سلف صالحین کی زندہ تصویر تھے ۔ آپکی پوری زندگی قرآن وسنت اور شریعت محمدی ﷺ کی بے لوث اور انتھک خدمت میں بسر ہوئی ۔ آپکے فیضان علم ومعرفت سے لاکھوں افرادِ ملت سیراب ہوئے علم حدیث میں آپ سے تلمذ رکھنے والوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے ۔ حضرت کی پوری زندگی عشق ومحبتِ رسول ﷺ کا عملی پیکر تھی ۔ آپکی شخصیت میں امتِ مسلمہ کے لیے دردمندی ، بہی خواہی ، ایثار وقربانی ، فکر وسوز جیسے اوصاف بہت نمایاں تھے ۔ آپ ہر ایک کے لیے پیکرِ شفقت ومحبت تھے ۔ امتِ مسلمہ کے لیے بالعموم اور مسلکِ اہلسنت کے لیے بالخصوص آپکی دینی وعلمی خدمات ایک نا قابلِ فراموش باب ہیں ۔ اس مرحلے پر جبکہ آپ قرآن پاک کا ترجمہ مکمل کر چکے تھے ۔ ، حدیث کے موضوع پر بھی ایک جامع ذخیرہ علم مرتب فرما چکے تھے اور تفسیر قرآن کا کام جاری تھا ۔ آپکے انتقال پُر ملال سے دینی حلقوں میں ایک نا قابل تلافی خلا پیدا ہو گیا ہے ۔ علامہ کاظمی اپنے دور کی عدیم النظیر اور بے مثال شخصیت تھے ۔ انکی شخصیت بڑی جامع بھرپور اور ہمہ گیر تھی ۔ وہ محض عالم ایک محقق ہی نہ تھے بلکہ ساتھ ہی ساتھ ایک بے بدل مدرس تھے ۔

بہت بلند پایہ استاد اور بلند پایہ خطیب اور مقرر تھے۔ بہت عظیم اخلاق کے حامل انسان تھے اور بلند پایہ صوفی تھے صاحب طریقت اور صاحب نسبت تھے ایک ایسے عالم تھے جو بلا شک وشبہ عالم باعمل تھے۔جن لوگوں کو انکے قریب رہنے کا موقع ملا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ انکی شخصیت دراصل یادگار اسلاف تھی۔علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی اپنے بعد نہایت ہی شاندار علمی وعملی نقوش چھوڑ گئے ہیں آپکی خدمات عالم اسلام کے اتحاد کے لیے امتِ مسلمہ کی بہتری کے لیے اور دینِ مبین کی خدمت اور فروغ کے لیے ناقابل فراموش ہیں''۔ (۸۳)

جسٹس مفتی سیّد شجاعت علی قادریؒ :

مجھے حضرت علامہ کی خدمت میں تقریباً ۹ سال تک رہ کر علمِ دین حاصل کرنے کا شرف حاصل رہا ہے۔حضرت علامہ ایک متبحر عالم اور ایک فاضل مدرس تھے۔تفہیم اور سمجھانے کا مادہ اللہ تعالیٰ نے آپ میں گویا کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا علامہ وعظ وتقریر میں بے مثال تھے ان کا اساتی اور بنیادی موضوع حبِ رسول ہی تھا وہ نہایت ہی متواضع اور منکسر المزاج تھے انکی تواضع کا یہ عالم تھا کہ جب ان سے ملنے کے لیے انکے پرانے شاگرد کبھی آتے تو وہ کھڑے ہوکر انکا استقبال کیا کرتے تھے۔حضرت علامہ کی خصوصی صفت یہ تھی کہ وہ فرقہ واریت اور لڑائی جھگڑے سے پرہیز کیا کرتے تھے۔نہ صرف یہ کہ اس عہد کے جلیل القدر عالم تھے بلکہ وہ خدارسیدہ بزرگ تھے وہ لوگوں کو تقویٰ، پاکبازی اور سچ بولنے کی اور اسلام کے دوسرے اخلاق عالیہ کی تعلیم دیتے تھے۔(۸۴)

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہریؒ :

سابق ایم این اے علامہ عبدالمصطفیٰ ازہریؒ نے کہا تھا'' میں علامہ کاظمی صاحب کو تقریباً ۱۹۳۹ء سے جانتا ہوں اس سال انکو جامعہ رضویہ مسجد بی بی جی میں حضرت شیخ الحدیث محدث پاکستان مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ نے جلسہ دستار بندی میں بلایا تھا اور اسکے بعد شہر بریلی شریف میں ایک عرصہ تک لوگ انکی تقاریر سے متمتع ہوتے رہے۔۱۹۴۸ء میں پاکستان آ گیا تو سال میں متعدد بار مختلف جلسوں میں تقریر سننے اور ملاقات کا موقع ملتا رہا۔۱۹۵۳ء

میں جامعہ رضویہ مظہر الاسلام ہارون آباد کا انتظام میں نے سنبھالا، وہاں جلسہ سالانہ کے موقع پر ہر سال حضرت غزالی دوراں تشریف لاتے رہتے تھے۔ ۱۹۵۸ء میں کراچی دارالعلوم امجدیہ کو از سر نو منظم کیا گیا اسکے بعد اکثر سالانہ جلسوں پر آپ دارالعلوم امجدیہ میں اعلیحضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ کے فضائل ومناقب اور مذہبِ اہلسنت کی حقانیت اور اسلام کی عظمت پر اپنے خاص انداز سے خطاب فرمایا کرتے تھے۔ سوائے شدت علالت کے کبھی بھی آپ نے دارالعلوم کے جلسہ میں شرکت سے انکار نہ کیا ان تمام تعلقات کی بناء پر اور دینی وسیاسی وسماجی و مذہبی اور تمدنی اسباب کی وجہ سے حضرت علامہ کاظمی سے میرا اور دارالعلوم کے مہتمم مفتی ظفر علی نعمانی علیہ الرحمہ اور مدرسین کا ہمیشہ گہرا لگاؤ اور پختہ عقیدت وابستہ رہی۔ مدرسہ انوارالعلوم ملتان کے سالانہ جلسوں میں بھی اکثر و بیشتر حسب الحکم علامہ کاظمی صاحب حاضری اور تقریر کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔ امسال جلسہ میں مختصر ملاقات ہوئی لہٰذا آپکے دولت کدے پر بعد نماز مغرب ملاقات نصیب ہوئی۔ حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ ایک مفسر، محدث، فقیہ، معقول ومنقول وادب علوم وفنون کے جامع تھے۔ تقریر وخطابت بالخصوص طریقہ چشتیہ کے پیر اور تمام ہی طریق کے جامع تھے انکی وفات سے درحقیقت موت العالم کا منظر سامنے آگیا اس قحط الرجال کے زمانے میں یہ اور زیادہ روح فرسا سانحہ ہوگیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ''۔(۸۵)

محترم مولانا طالب ہاشمی صاحب:

حضرت علامہ کاظمی نور اللہ مرقدہ ملتِ اسلامیہ کے لعلِ شب وچراغ تھے۔
اللہ تعالیٰ نے انکی ذات میں علم وعمل کی تمام خوبیاں جمع کر دی تھیں۔

لیس من اللہ بمستنکر　　　ان تجمع العالم فی واحد

انھوں نے اپنے تبحر علمی، وسیع النظری، پاکیزگی باطن اور بلندی کردار کے جو نقوش صفحہ تاریخ پر مرتسم کیے زمانے کی ہزاروں گردشیں بھی انکی درخشانی کو ماند نہ کرسکیں گی۔ افسوس کہ علم وفضل اور اخلاق و اخلاص کا یہ پیکر مجسم ایسے وقت میں ہم سے بچھڑ گیا جب ہمیں اسکی شدید ضرورت تھی انکی وفات صرف اہلسنت و جماعت ہی کا نقصان نہیں بلکیہ پوری ملتِ اسلامیہ کا نقصان ہے۔ ایسی جامع صفات ہستی کسی

قوم میں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہے۔
اگر چہ ظاہری طور پر علامہ کی آرام گاہ بننے کا شرف سرزمینِ ملتان کو حاصل ہوا لیکن فی الحقیقت ان کا اصل مزار سرورِ کونین صاحبِ قاب قوسین محمد عربی ﷺ کے غلاموں کے دل میں ہے جسمیں انکی یاد ہمیشہ بسی رہے گی۔ بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ وہ حضرت علامہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور انکے پسماندگان کو (جن میں فی الحقیقت برّ کو چک پاک و ہند کے تمام فرزندان توحید شامل ہیں) صبرِ جمیل عطا فرمائے۔آمین ثمہ آمین''۔(۸٦)

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم: (سابق مرکزی جنرل سیکریٹری جماعت اہلسنت پاکستان)

''حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ اس دورِ حاضر کی نابغہ روزگار ہستی تھے۔آپ ایک جامع شخصیت کے مالک تھے۔ بیک وقت آپ محدث، فقیہ اور مفسرِ قرآن تھے۔ آپ بجا طور پر رازئ وقت اور غزالی دوراں تھے۔آپکی شخصیت مختلف علوم وفنون کی جامع تھی۔سب سے بڑی بات آپ کا بے مثال تقویٰ تھا ہر شخص کے لیے آپکی نظرِ شفقت باعثِ اطمینان تھی کئی محفلوں میں علمی مباحث ہوئے تو آپکی علمی قدر ومنزلت اور جلالتِ شان سامنے آئی۔رسول اللہ ﷺ سے آپکو سچا عشق تھا آپکی ہر تقریر اور تحریر میں عشق رسول ﷺ کی جھلک موجود ہوتی تھی۔انکا اچانک ہمیں داغِ مفارقت دے جانا بہت بڑا حادثہ ہے۔پوری دنیائے اسلام اس محبت آشنا اور علم افروز شخصیت سے محروم ہوگئی ہے اب ایسے عالمِ دین کا دنیائے اسلام کو میسر آنا محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔آپ ہمیشہ مجھے اپنے مفید مشوروں سے نوازتے تھے اور جماعت اہلسنت کے لیے انکے دل میں ایک تڑپ تھی وہ چاہتے تھے کہ قریہ قریہ اور شہر شہر میں صداقت وحقانیت اسلام کے پرچم گاڑ دیے جائیں۔عمرِ عزیز کے اس حصے میں بھی جبکہ ضعف اور بیماری نے ان پر پوری طرح گرفت جمائی ہوئی تھی۔وہ مسلک کی خدمت سے کبھی بھی کوتاہی نہ برتتے تھے۔اکثر مجھے انکے مفید انکے مفید مشوروں سے رہنمائی حاصل ہوتی تھی بلاشبہ انکی رائے اور تجربے کی عمیق گہرایوں میں ایک وزن ہوتا تھا۔دنیائے اسلام انکی وفات حسرتِ آیات کا غم بھلا نہیں سکتی''(۸۷)

علامہ ڈاکٹر مسعود حفیظ رفاعی: (صدرِ محفل تذکارِ سیرت لاہور)

''حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ سچے عاشق رسول، وسیع فہم رکھنے والے مفسر، قدیم و جدید تقاضوں سے آشنا محدث، فقیہ اور نامور ماہرتعلیم تھے انھیں علومِ دینیہ کا بحرِ بے کراں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا انکی وفات سے عالمِ اسلام کو نا قابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ وفات سے چند ماہ پیشتر میں نے ان سے صحیح بخاری کی شرح لکھنے کے لیے درخواست کی تھی جسے انھوں نے از راہِ کرم قبول فرمالیا تھا۔ اس مقصد کی خاطر ہم نے ایک املانویس کا بھی انتظام کرلیا تھا۔ جو انکی خدمت میں حاضر رہ کر ان سے بخاری شریف کی شرح سن کر قلم بند کرتا رہے لیکن افسوس انکی موت سے یہ منصوبہ نامکمل رہ گیا اللہ تعالیٰ انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے وہ اس دور میں سلف صالحین کا نمونہ تھے''(۸۸)

حضرت خواجہ غلام معین الدین تونسوی: (سابق ایم این اے)

''حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی وفات حسرت آیات کی خبرسن کر دلی صدمہ ہوا۔ حضرت علیہ الرحمہ ایک نامور عالمِ دین تھے۔ آپکی وفات سے پاکستان ایک دینی، علمی، روحانی شخصیت سے محروم ہوگیا ہے۔ آپکی وفات سے جو دینی، علمی اور روحانی خلا پیدا ہوا ہے مجھے تو یہ خلا پُر ہوتا نظرنہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے وہی اس خلا کو پر کرسکتا ہے خدا ہمیں انکا نعم البدل عطا فرمائے۔ حضرت علامہ مرحوم کو میرے والدِ محترم میرے بابا سائیں حضرت خواجہ غلام نظام الدین صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی محبت تھی۔ آپ مجھ پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ الحمد للہ کہ آخری زیارت اور جنازہ مبارک نیازمند کو پڑھنا نصیب ہوگیا۔ الحمد للہ ایسی ہستی کا جنازہ پڑھنا نصیب ہوتو سراسر فائدہ ہے مجھ جیسے گناہگار پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی کہ مجھے جنازہ کی حاضری نصیب ہوگئی''۔ (۸۹)

شیخ الحدیث مولانا مفتی عبدالطیف صاحب : (جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

''حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ دنیائے اسلام کے جیّد عالم دین تھے۔ انکی رحلت اہلسنت و جماعت کے لیے سانحہ عظیم اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ مجھے انوار العلوم ملتان اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں انکے ساتھ کچھ عرصہ رہنے کا موقعہ ملا وہ نہایت شفیق استاد و تصنع سے پاک متواضع شخصیت اور مخلص عالم دین تھے۔ انھوں نے دین کی خدمت کے لیے مدرسہ انوار العلوم ملتان کی صورت میں جو ایک عظیم ادارہ چھوڑا ہے اور اشاعت دین کے لیے جو بلند پایہ تصانیف چھوڑی ہیں وہ ہمیشہ یادگار رہیں گے''۔ (۹۰)

حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمیؒ : (لاہور)

''غزالی دوراں حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ ان برگزیدہ ہستیوں میں سے تھے جن سے اس مادی دور میں بھی معرفت وطریقت کا بھرم قائم ہے۔ انکی حیثیت ایک ایسی شمع فروزاں کی تھی جو اندھیروں میں اجالے بکھیرتی اور گم کردہ راہوں کو صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ آپ نے تمام عمر خود کو خلق خدا کی خدمت کے لیے وقف رکھا۔ اگرچہ غزالی دوراں کا تعلق اہلسنت و جماعت سے تھا لیکن آپکی عظمتِ علمی، بلندی افکار اور درویشانہ بودوباش کی وجہ سے آپکو تمام دینی وعلمی حلقوں میں عزت وتکریم کا بلند مقام حاصل تھا۔ آپ ہر شخص سے محبت سے پیش آتے تھے اور مذہبی منافرت اور دینی عقائد میں اختلاف رائے کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپکے عقیدت مندوں میں آپکے شاگردوں اور مریدین کے علاوہ دوسرے عقائد سے تعلق رکھنے والے لاکھوں افراد بھی شامل ہیں۔ حضرت رازی دوراں ایک سچے عاشق رسول تھے۔ آپ نے نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ اور مقامِ مصطفیٰ کے تحفظ کو اپنی زندگی کا مشن بنا رکھا تھا آپکو عرصہ سے عارضہ قلب کی شکایت تھی لیکن اس طویل علالت کے باوجود آپکی علمی، دینی، اور تبلیغی سرگرمیوں میں کبھی کمی نہیں آئی۔ آپکی رحلت دنیائے اسلام کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپکی اولاد اور لاکھوں عقیدت مندوں کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین''۔ (۹۱)

سیّد شمیم حسین قادری: (ریٹائرڈ چیف جسٹس پنجاب ہائیکورٹ لاہور)

''مولانا سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ ایک متبحر متقی اور نفاست پسند شخصیت تھے۔ جنھوں نے اپنی زندگی دین کی خدمت میں گذاری۔ درس وتدریس انکا پسندیدہ مشغلہ اور تحقیق واجتہاد انکا شعار تھا۔ کوئی شخص انکے پاس آتا تو انکی ذات سے اسقدر متاثر ہوکے جاتا کہ پھر انکی ذات کا پرتو اسپر موجود رہتا۔ آپ نے ملتان میں ایک دارالعلوم قائم کررکھا تھا جسمیں ہزاروں طلباء نے دینی تعلیم حاصل کی، یہ ان کا صدقہ جاریہ ہے۔ آپ اسقدر پابند صوم وصلوٰۃ تھے کہ ڈاکٹروں کے مشورے کے باوجود آپ نے روزے رکھے جو انکی عمر اور صحت کے لحاظ سے قابلِ قضا تھے لیکن تقویٰ اور طہارت اور اللہ کے رسول سے وابستگی ہمیشہ انکے سامنے رہی اور اس مردِ حق نے روزے کے افطار کے بعد داعی اجل کو لبیک کہا دینی حلقوں میں آپ جیسی شخصیت کا پیدا ہونا خاصا مشکل ہے انکے جانے سے ایک ایسا خلا پیدا ہوا ہے جو شاید بہت دیر تک پُر نہ ہوسکے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا'' (۹۲)

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادریؒ:

''عالم اسلام کے عظیم عبقری عالمِ دین اور دین اسلام کی صداقت وحقانیت کی روشن دلیل علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے بلا مبالغہ حیاتِ مستعار کی آخری سانس تک دین اسلام کی اشاعت وسربلندی کے لیے کام کیا اور اپنے بعد محققین علماء کا جم غفیر یادگار چھوڑ گئے جو آپکے مشن کو آگے بڑھاتے رہیں گے اور آپکے پیغام کی روشنی دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچائیں گے انشاء اللہ العزیز۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ، امام اعظم ابوحنیفہ کی فقاہت، حضرت امام بخاری کی حدیث دانی، غوث الاعظم کی دعوت الی اللہ، امام غزالی کے فلسفہ ءاصلاحِ امت، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کے فقر وتصوف، امام رازی کے فکر عالی، علامہ آلوسی کی قوت تحقیق، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی حکمت، شاہ عبدالعزیز کی دانش اور امام احمد رضا بریلوی کے عشق رسول ﷺ اور صلابتِ مسلک کا

عکسِ جمیل اور حسین ترین مرقع تھے۔ وہ بے مثل مفسر قرآن تھے۔ لا ثانی محدث تھے، صوفی تھے، منطق اور فلسفی تھے، علم و بیان و کلام کے ماہر تھے۔ مختصر یہ کہ وہ جامع العلوم تھے خوبیوں کا پیکرِ مجسم تھے۔ وہ رہبرِ شریعت بھی تھے اور مرشدِ طریقت بھی انکے دلائل قاہرہ اور زورِ بیان سے مخالفین کے دل دہلتے تھے۔ ایک دفعہ آپ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا جو اس بات کا کھلا اعتراف تھا کہ مخالفین آپکی تحریر و تقریر کا جواب دینے سے عاجز تھے۔ حضرت کے وصال سے پیدا ہونے والا خلا پُر ہونا بہت ہی مشکل ہے۔ (۹۳)

صاحبزادہ قاری محمد میاں صاحب: (سجادہ نشین خانقاہ حامدیہ ملتان)

''امام اہلسنت حضرت علامہ کاظمی کی وفات پر ملتِ اسلامیہ کو شدید رنج و غم اور دکھ ہوا۔ آپ ایک بلند پایہ عالمِ دین اور روحانی پیشوا تھے۔ آپکی وفات سے ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جسکے پُر ہونے کے بظاہر کوئی آثار نہیں ہیں''۔ (۹۴)

حضرت میاں نور جہانیاں صاحب چشتی محمودی: (سجادہ نشین دربار قبلہ عالم)

حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ بیک وقت نامور محدث، مفسر قرآن اور علوم و فنون کے امام تھے۔ آپکے پائے کا علامہ دنیائے اسلام میں دکھائی نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ آپکی باطنی برکات سے ہمیں تا دیر مستفید رکھے۔ حضور قبلہ عالم (خواجہ نور محمد صاحب مہاروی۔ بہار شریف چشتیہ) کے آستانہ عالیہ سے آپکو والہانہ عقیدت اور محبت تھی۔ وفات سے کچھ عرصہ قبل آپ نے حاضری دی شاید نورِ بصیرت سے الوداع سلام کے لیے آئے ہونگے۔ (۹۵)

حضرت مولانا محمد بخش مسلم: (سابق رکن مجلس شوریٰ)

مولانا احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ حسباً نسباً سیّد تھے، امام اہلسنت تھے، مخدومِ ملت تھے، پیر طریقت تھے، رہبرِ شریعت تھے، قائدِ سیاست تھے، پیکرِ حکمت تھے، مجسمہ ذہانت تھے، سرتاپہ فضیلت، شرافت اور فطانت تھے۔ حدیث نبوی ہے کہ ''خیر کم من تعلم القرآن و علمہ'' بہترین خلائق وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور فرقان حمید پڑھائے۔ ماہر قرآن ارجمند ہوتا ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے عمر بھر کتاب الٰہی کے پڑھنے اور پڑھانے میں گذاری آپ نے ساری زندگی درس و

تدریس کتاب، احادیث، فقہ، علوم وفنونِ اسلامی میں گذاری۔
اسلامیات کی تفہیم، توضیح، تبلیغ، تعلیم کے باب میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے مہد سے لحد تک کا زمانہ اسی کارِ خیر میں گذارا۔ اور زندگی بھر اسی دشت کی سیاحی کی۔

آپ جامعہ انوارالعلوم کے موسّس ناظم اور معلّم اوّل تھے۔ استاذالاساتذہ تھے۔ آپکے تلامذہ ارشدان گنت اور مداح بے حد وشمار ہیں۔ آپ محسن قوم، عظیم مفکر، مدبر، مبصر، محدث، فقیہ، مناظر اور مفکر تھے۔ پاسبان ونگہبان پاکستان تھے نظریہ پاکستان کے بے نظیر ترجمان تھے۔ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: ''قابل رشک ہیں دو شخص ایک وہ جو قرآن کا ماہر ہو شب وروز اسی کا پڑھانے والا ہو دوسرا وہ جو مالدار ہو اور اپنا مال دن رات راہِ خدا میں صرف کرتا ہو'' آپ دونوں صفات کے جامع تھے۔ خوشحال تھے اول درجے کے کریم النفس تھے آپکی تصانیف اشاعت پذیر ہو چکی ہیں۔
جمیعت علمائے پاکستان کے ناظم اعلیٰ اور اہلسنت کے صدرِ مکرم تھے۔ میرے خاص مربی اور مہربان تھے جتنے فاضل تھے اتنے ہی سادہ شریف الطبع اور حلیم وشفیق تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے خصوصی فضل وکرم سے نوازے انکی اولاد اور انکے احباب وارادت کیش کو انکے کردار کو اپنانے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ (۹۶)

جنرل ریٹائرڈ ایچ ایم انصاری صاحب:

''علامہ سیّد احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمہ کی رحلت سے اہلسنت وجماعت کی قیادت میں ایک ناقابل تلافی خلا پیدا ہو گیا ہے۔ آپ ایک ممتاز اور عظیم عالمِ دین تھے۔ ان سے میری نیازمندی کافی دیرینہ تھی۔ اپنی فوجی ملازمت کے دوران ۱۹۶۴ء سے ۱۹۶۶ء تک جب میں ملتان میں مقیم تھا تو مولانا موصوف کی خدمت میں باقاعدگی سے جایا کرتا تھا۔ کاظمی صاحب کی خدمت میں میں اپنے استاد قاری محمد اشتیاق علی صاحب کے ہمراہ جایا کرتا تھا۔ جن سے میں نے ملتان میں قیام کے دوران قراءت سیکھی تھی اور وہ حضرت مولانا سید احمد سعید شاہ کاظمیؒ کے مرید تھے بعد میں گاہے گاہے ملتان جانا ہوتا تھا تو حضرت سے ضرور ملنے جایا کرتا تھا۔ انکی رحلت سے کچھ روز پہلے بھی نیاز حاصل ہوئی جب جمیعت علمائے پاکستان کے جلسے کے سلسلے میں ملتان جانا پڑا۔ کاظمی شاہ صاحب نے پچاس سال کے لگ بھگ

شرعی علوم کی شمع انوار العلوم کی صورت میں روشن رکھی ان کا فیض انشاء اللہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔گذشتہ دنوں جب ملاقات ہوئی تو جسمانی نقاہت کے باوجود وہ ہشاش بشاش نظر آتے تھے۔ انکی مشفقانہ طبیعت اور مہمان نوازشخصیت ہمیشہ یادگارر ہے گی انکی صحبت میں تھوڑی دیر بیٹھ جانے سے بھی روح بالیدہ ہوجاتی تھی۔دینی ملکی اور سیاسی مسائل پر ایسی پرلطف جامع اور دلنشین گفتگوفرماتے کہ بار بار انھیں ملنے کو جی چاہتا۔آپ نے پاکستان میں نفاذِ اسلام کوزندگی کا مشن بنارکھا تھا۔وہ پہلے عالم دین تھے جنھوں نے قادیانیوں کو پاکستان میں غیر مسلم قرار دینے کی تجویز پیش کی تھی۔جمیعت علمائے پاکستان کا قیام بھی انہی کا مرہونِ منت ہے۔آپ دینی مسائل ایسے دلنشین انداز میں بیان فرماتے کہ انسان کا دل انھیں تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا۔انکی گفتگونکھری ہوئی اور بڑی لطیف ہوتی تھی۔میں نے اپنی زندگی میں کم لوگ ایسے دیکھے ہیں جنھیں کاظمی شاہ صاحب کی طرح بھاری بھرکم بات کو ہلکے پھلکے انداز میں بیان کرنے کا ملکہ حاصل ہو۔حسن دوطرح کا ہوتا ہے ایک خدوخال کا حسن یعنی جسمانی حسن اور دوسرا روحانی حسن۔کاظمی صاحب کی شخصیت دونوں قسم کے حسن سے مزین تھی اور انکی آنکھوں میں روحانیت کی خاص چمک تھی۔اللہ رب العزت انھیں اپنے جوارِ رحمت میں خصوصی اوراعلیٰ مقام عطا فرمائے اور انکے پسماندگان کوجن میں بے شمار معتقدین بھی شامل ہیں صبرجمیل عطا فرمائے''۔(۹۷)

حضرت صاجبزادہ مولانا محمد امین سیالوی: (صدر انجمن فدایان رسول)

''حضرت علامہ قبلہ کاظمی شاہ صاحب مرحوم ومغفور نامور واحد شخصیت تھے جن سے خواص اورعوام یکساں طور پر مستفید ہوا کرتے تھے۔آپکے اوصاف وکمالات بیان کرنے سے ہماری زبانیں بے بس ہیں۔آپ سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔آپکے علمی کمالات اور دینی وفکری صلاحیتوں کے پیش نظر میں انھیں خاتم المحققین والمحدثین کہنے میں ذرا بھی جھجک محسوس نہیں کرتا۔گستاخان رسول کے لیے آپ درّۂ فاروقی تھے۔ملتِ مرحومہ کے لیے آپکی شخصیت سراج منیر تھی''۔(۹۸)

حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزارویؒ:

حضرت علامہ کاظمی صاحب کی ذات ستودہ صفات جامع خصوصیات کی حامل تھی۔

مشتے نمونہ ازخروارے کے مصداق چند ایک قابلِ ذکر باتیں پیش خدمت ہیں۔

۱۔آپ جس طرح دینی بصیرت میں یکتائے روزگار تھے اسی طرح آپ اعلیٰ سیاسی بصیرت کے بھی

مالک تھے۔ چنانچہ آپ نے جوانی کے عالم میں دوقومی نظریہ کی تائید میں بنارس سنی کانفرنس ۱۹۴۶ء کے انتظامات میں بھرپور حصہ لیا۔صوبہ سرحد کو پاکستان میں شامل کروانے کے لیے رائے عامہ کو ہموار کرنے میں پیر صاحب آف مانکی شریفؒ، علامہ عبدالحامد بدایونیؒ، علامہ ابوالحسنات قادری علیہ الرحمہ کے ساتھ دورے فرمائے۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں جمیعۃ العلماء پاکستان کے قیام میں آپکی کاوشیں بدرجہ اتم کارفرماتھیں جو آپکی سیاسی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ نیز ۱۹۵۳ء میں تحریک ختمِ نبوت کی قیادت ۱۹۶۲ء میں تنظیم المدارس پاکستان کا قیام آپکی دینی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

۲۔ حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ ایک طرف اعلیٰ پائے کے محقق تھےتو دوسری طرف بے مثال مبلغ اورمقرر کی حیثیت سے شہرہ آفاق تھے حالانکہ تحقیق کے لیے یکسوئی اورتنہائی ضروری ہے جبکہ تقریر وتبلیغ کے لیے اجتماعیت لازمی ہے اسی طرح آپ بیک وقت بے مثل مدرس بھی تھے اورروحانی تربیت کے میدان میں مرشد کامل بھی جبکہ موجودہ دور میں تدریسِ علوم اورسجادگی دومتضادسمتیں شمار کی جاتی ہیں۔

۳۔آپکی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ تمام علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہر بھی تھےاوراعلیٰ درجے کے مصنف اورادیب بھی حالانکہ علومِ عربیہ کی تدریس خودعرق ریزی کا تقاضا کرتی ہے جبکہ تصنیف وتالیف ایک الگ دردِ سری ہے۔

۴۔ حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے فضائل وکمالات میں سے یہ بھی ہے کہ ممکنہ جملہ علمی مشاغل اورانکے لیے لازمی سنجیدگی کے باوجود آپکی طبیعت میں خوش مزاجی پائی جاتی تھی۔

۵۔آپ تمام خوبیوں کے جامع ہونے کے باوجود ہرخوبی میں درجہ کمال پر فائز تھے حالانکہ عادیات میں یہ بات مسلم ہے کہ قوت جب منقسم ہوتی ہےتو اسمیں ضعف وکمزوری لازمی امر ہےمگر تعجب ہے کہ آپ نے وعظ و تقریر، تصنیف وتالیف، سیاسی و مذہبی معاملات، تبلیغی وسیاسی سفر پھر خانگی اورمنصبی فرائض کی ادائیگی میں نہایت اعلیٰ ریکارڈ قائم فرمایا جس کا اپنوں اورغیروں سب کو اعتراف ہے۔ حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے علمی ذوق کا یہ عالم تھا کہ متعدد جسمانی آپریشن اورمتعدد باردل کے دورے اورجسمانی نقاہت کے باوجود آخری وقت تک تصنیف وتحقیق کے کام میں مشغول رہےشریعت کی پابندی کا یہ عالم تھا کہ میری دانست کے مطابق آپ نے نماز کی قدرت ہوتے ہوئے کبھی بغیر جماعت نماز ادانہیں کی۔آپکی رہائش گاہ کے قریب مسجد تھی نمازِ پنجگانہ میں حاضری کے لیے تانگہ یا کسی سواری کے ذریعہ مسجد میں باجماعت نماز ادافرماتے بلکہ جب تک نماز میں رکوع وسجود کی قدرت رہی جماعت خود کراتے رہے۔ (۹۹)

حضرت صاحبزادہ میاں منیر صاحب منگھیروی:

''حضرت علامہ قبلہ کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے ہم شریعت و طریقت کے ایک عظیم رہنما سے محروم ہو گئے ہیں اہلسنت کے تحفظ و بقا کا خیال جسقدر انھیں رہتا تھا اسکی مثال ملنا مشکل ہے۔ اہلسنت کے عقائد حقہ کے سلسلے میں جس علمی انداز میں انھوں نے تحریر وتقریر کے میدان میں کام کیا وہ قیامت تک یادر ہے گا وہ بلاشبہ غزالی زماں اور رازی دوراں تھے اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے اور ہمیں انکے حسن عمل کو اپنی زندگیوں میں جاری وساری کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے''۔ (۱۰۰)

علامہ مفتی مختار احمد نعیمی:

''حضرت علامہ کاظمی جیسے شفیق رہبر اور روحانی پیشوا کانعم البدل بہت ہی مشکل ہے۔ انشاء اللہ جماعت اہلسنت کا ہر فرد حضرت علامہ کاظمی کی تعلیمات پر عمل کر کے آپکی یاد تازہ رکھے گا۔ ہم اپنے رہبر اعلیٰ کے نقش قدم پر چلنا اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ آپکے درجات بلند فرمائے''۔ (۱۰۱)

حضرت خواجہ عبدالمناف سلیمانی:

حضرت غزالی زماں علامہ کاظمی صاحب قبلہ اہلسنت کے عظیم محسن ہیں۔ انکی وفات حسرت آیات اسلامیان پاکستان کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وطنِ عزیز میں جو سنیت کی بہار ہے اسمیں آپکی لازوال کوششوں کا بہت بڑا حصہ ہے اللہ تعالیٰ آپکو اعلیٰ مقام بخشے۔ بارہا تونسہ شریف آپ تشریف لائے اور مسلمانوں کو اپنے خطاب سے فیض عام بخشا نور اللہ مرقدہ'' (۱۰۲)

مولانا محمد رمضان ضیاء الباروی:

''غزالی زماں، رازی دوراں، ضیغمِ اسلام امامِ اہلسنت، حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی صاحب نور اللہ مرقدہ شیخ الحدیث و بانی مدرسہ انوار العلوم ملتان و امیر جماعت اہلسنت

پاکستان کا شمار ان جامع کمالات شخصیتوں میں ہوتا ہے جن پر عالمِ اسلام فخر کرتا ہے۔آپ آسمان علم و حکمت کے مہر درخشاں تھے جنکی ضیاء پاشیوں سے ہزاروں طالبانِ تبرّات سے فیض یاب ہوکر پاک و ہند بلکہ بلاد اسلامیہ میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف عمل ہیں۔آپکے کمالات کی شہرت نہ صرف برِصغیر میں بلکہ دوسرے ممالک تک پھیلی ہوئی تھی اطراف و اکناف عالم سے تشنگان علم ومعرفت آپکی خدمت میں حاضر ہوتے اور سیراب ہوکر واپس جاتے۔آپ نہ صرف اپنے وقت کے جید محدث ،مفسر اور مفتی تھے بلکہ مرشد کامل بھی تھے ہزاروں افراد آپکی تربیت وتزکیہ اور بیعت وارشاد سے فیضیاب ہوکر شریعت کی پابندی اور استقامت علی الحق کی دولت سے مالامال ہوئے۔آپ نے ہمیشہ حق وصداقت کا ساتھ دیا۔خوف لالچ اور مصلحت راہِ حق میں آپکے لیے دیوار نہ بن سکی۔حضرت کی ذات گرامی عشق نبوی کی تصویر تھی اس عشق نے آپکو اتباع سنت کی معراج پر پہنچا دیا آپ خلق محمدی کے مظہر تھے دوست تو دوست دشمن بھی آپکی عنایات ونوازشات سے محروم نہ رہتے دعا ہے اللہ تعالیٰ آپکے درجات بلند فرمائے اور ہمیں انکے نقش قدم پر چلنے اور آپکی تعلمات پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے''۔آمین (۱۰۳)

سردار علی احمد خاں صاحب:

''حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ کی وفات سے ہماری قومی زندگی میں جو خلا پیدا ہوگیا ہے وہ تادیر پُر نہ ہو پائے گا۔حضرت موصوف ایک سچے اور باعمل مومن کی جیتی جاگتی تصویر تھے اور انکی پاکیزہ زندگی سے بلا مبالغہ ہزاروں طالبان حق کے سینے نورِ ایمان سے منور ہوئے۔ علامہ موصوف گفتار کے نہیں کردار کے غازی تھے۔انھوں نے قیام پاکستان کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا تھا۔آپ تحریک ختم نبوت اور ملک میں نفاذِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی جدو جہد میں سرخیل وسالار تھے۔ اہلسنت والجماعت کے آپ مسلمہ ومحبوب قائد تھے آپکی ذات تاریخ پاکستان کا ایک سنہرا باب تھی۔ حضرت احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ آسمان علم وحکمت کے درخشندہ آفتاب اور بزمِ تحقیق کی شمع فروزاں تھے۔علومِ قدیم وجدید کی جامع ہستی اور دنیائے اسلام کے جید فاضل تھے۔آپکی گفتار، کردار نشست و برخاست ،منکسر المزاجی تواضع اور عفو وحلم میں اولیائے کرام کی صحبتوں کا عکس جمیل ضوفشاں تھا۔راقم خاکسار کو حضرت علامہ کاظمی سے بارہا شرفِ ملاقات اور انکی علمی وروحانی مجالس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ریڈیو پاکستان سے انکی وفات کی خبرسن کر میں کتنے ہی ثانیے سکتے کے عالم میں

رہا یہ چند سطور جناب خواجہ عابد نظامی مدظلہ العالی کے ارشاد میں ارتجالاً لکھ رہا ہوں جب کہ حالت یہ ہے کہ حضرت علامہ کاظمی کی وفات کی خبر سے دل و دماغ ماؤف ہیں۔

بدلا ہوا ہے دہر کا عنواں تیرے بغیر — امکانِ زیست ہے غمِ امکاں تیرے بغیر
تنظیم شش جہات میں آثارِ بے رخی — تقویمِ کائنات پریشاں تیرے بغیر
برہم سی زمیں پر ترتیبِ شمع و گل — دھندلا سا ہے فلک پہ چراغاں تیرے بغیر
کھویا ہے ہر زبان پر افسانہ فراق — سہا ہوا ملال فروزاں تیرے بغیر (۱۰۴)

محترم پروفیسر عارف عبدالمتین صاحب:

''حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ عقیدہ و عمل کی غیر معمولی ہم آہنگی کے ایسے درخشاں مظہر تھے۔ جسکی مثال فی زمانہ کمیابی سے نایابی کی طرف بڑی سرعت کے ساتھ مائل ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ مرحوم کے عظیم کردار میں اس ہم آہنگی کا ثبوت دراصل قرآن و سنت کی بے مثال ہم آہنگی کے عرفان اور اپنی شخصیت اور ماحول پر اسکے مکمل اطلاق کی سعی بلیغ کا ایسا فیضان تھا۔ جس نے انھیں عشق رسول ﷺ کے جلو میں سیرتِ طیبہ کے عملی قبول کا اعزاز بخشا۔ حدیث و فقہ کے حوالے سے انکی فاضلانہ تخصص کی صحیح تفہیم بھی اسی علمی تناظر ہی میں کی جاسکتی ہے جس نے اگر ایک طرف انھیں نہ صرف تحریک پاکستان کے بے خوف مجاہد کے طور پر ملت کی ارفع خدمات سرانجام دینے کا موقعہ ارزانی کیا بلکہ نفاذِ دین اور حرمت و تقدیسِ رسول ﷺ کے ہمہ جہت تقاضوں کی تکمیل کے لیے ظہور پذیر ہونے والے ہر عمرانی تحرک و تموّج کا ساتھ دینے اور اپنے وسیع دائرۂ ارادت و عقیدت میں اسکی رہنمائی کرنے کا شرف بھی مہیا کیا اور ظاہر ہے کہ اسی ضوبار حقیقت میں انکے اس ہمہ گیر احترام کا راز مضمر ہے جو انھیں عوام و خواص کے تمام طبقات سے قابل رشک انداز میں میسّر آیا۔ کاش ترجمہ قرآن کے دقیع کام کے بعد تفسیر قرآن کا جو منزہ کام وہ سرانجام دے رہے تھے زندگی انھیں اسکی تکمیل کی مہلت عطا کردیتی کہ وہ بھی یقیناً حدیث کے حوالے سے انکے منفرد کام کی طرح ایک عظیم کارنامہ ہوتا''۔ (۱۰۵)

حافظ ڈاکٹر محمد سلیم:

'' حضرت قبلہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ سے میرا تعارف ۱۹۸۴ء میں ملتان حاضری کے بعد سے خطباتِ جمعہ کے حوالے سے ہوا۔ خطبات جمعہ میں حضرت کے علمی و روحانی کمالات اس انداز میں مجتمع ہو کر سامنے آئے

سلف صالحین کی یا د تا ز ہ ہو جا تی ہے۔ آپ عالمِ با عمل اور صوفی با کمال تھے۔ آپکو ملتِ اسلامیہ کی زبوں حالی کا گہرا دکھ تھا۔ آپکی مجلس میں بیٹھنے سے سامعین کی فکری سطح محدود دائروں سے نکل کر ملت کے اجتماعی مفادتک پہنچ جاتی اور انکے دلوں میں غلبہ اسلام کا جذبہ موجزن ہو جاتا۔ آپ حضور مقدس ﷺ کے سچے عاشق تھے۔ اللہ تعالیٰ آپکا فیض تا ابد قائم رکھے''۔ (۱۰۶)

جنرل ریٹائرڈ کے ایم اظہر صاحب:

''حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ بلند پایہ عالم دین بہت بڑے محدث ومفسر اور باعمل بزرگ تھے۔ انکی وفات سے عالمِ اسلام اور بالخصوص سوادِ اعظم اہلسنت والجماعت کی قیادت میں ایک خلا واقع ہوگیا ہے جس کا مستقبل قریب میں پر ہونا ناممکن نظر آتا ہے۔ تحریکِ پاکستان، تحریکِ ختم نبوت اور تحریکِ نظامِ مصطفیٰ میں آپکی خدمات جلیلہ بےنظیر و بے عدیل ہیں پاکستان میں نظامِ مصطفیٰ کا تحفظ انکی زندگی کا واحد مقصد تھا جسکو جاری و قائم رکھنا اب ہم سب کی ذمہ داری ہے''۔ (۱۰۷)

جناب ڈاکٹر سعید اختر صاحب:

''حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی رحلت عالمِ اسلام کے لیے بالعموم اور اہلسنت کے لیے بالخصوص ایک نا قابل تلافی نقصان ہے۔ اتنی بڑی خوبیوں کی حامل شخصیت تاریخ میں کبھی کبھی پیدا ہوتی ہے۔ آپ بیک وقت ایک کامیاب مدرس، صاحبِ طرز مقرر، عظیم فقیہہ، ممتاز محدث، منفرد مفسر اور باکمال صوفی تھے۔ آپکو علومِ دینیہ میں امامت کا درجہ حاصل تھا یہی وجہ ہے کہ وقت کے علماء و مشائخ نے آپکو امامِ اہلسنت، غزالی زماں، رازی دوراں، بیہقی وقت اور محدث اعظم کے القاب سے نوازا۔ آپ نے ہر مرحلہ پر ملتِ اسلامی کی رہنمائی فرمائی خواہ یہ تحریکِ پاکستان ہو یا قیام جمیعت علماء پاکستان، قرارداد مقاصد ہو یا مسئلہ ختم نبوت، تنظیم المدارس ہو یا تاسیس جماعتِ اہلسنت، تحریکِ تحفظ مقام مصطفیٰ ہو یا تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ہر مقام پر حضرت کی شخصیت ایک مینارہ نور تھی۔ آپ عالمِ اسلام کے ایک عظیم رہنما اور عشق رسول کے پیکر تھے۔ جب رسول اکرم ﷺ کا ذکر ہوتا آپکی آنکھیں آبدیدہ ہو جاتیں۔ آپ عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کے نگہبان تھے اور آخری دم تک یہی فریضہ سرانجام دیا۔ آپ سلسلہ عزم و ہمت کے بطلِ جلیل تھے۔ سلفِ صالحین کے تذکرے ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں، انکی عملی تصویر تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (۱۰۸)

علامہ مرزا یوسف حسین صاحب :

''علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ نہایت منکسر المزاج تھے انکے پرانے شاگرد جب ان سے ملنے کے لیے جاتے تو وہ کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے تھے۔ وہ فرقہ واریت اور لڑائی جھگڑے سے بہت پرہیز کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انکے اجتماعات ہمیشہ پرامن رہے''۔ (۱۰۹)

مولانا سید محمد متین ہاشمی :

''یہ دنیا فانی ہے۔ اصل چیز یہ ہوتی ہے کہ جانیوالا حسین یادیں چھوڑ کر چلا جائے کہ گردشِ زمانہ ان یادوں کو مٹا نہ سکے یہ جو شمعیں انھوں نے لوگوں کے دلوں میں جلائی ہیں انکے جانے کے بعد بھی زندہ رہیں گی اور انکی پاکیزہ یادیں اُمت شاید کبھی فراموش نہ کر سکے''۔ (۱۱۰)

سابق چئیر مین مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی :

مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے سابق چئیر مین علامہ سید محمود احمد رضویؒ نے کہا تھا کہ ''علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اہلسنت و جماعت کی ایک عظیم وجلیل روحانی وسیاسی شخصیت تھے۔ انھوں نے پوری زندگی پاکستان کو اسلام کا گہوارہ بنانے کے لیے صرف کی۔ وہ حدیث، فقہ، تفسیر اور تمام علومِ اسلامیہ کے بے نظیر عالم تھے''۔ (۱۱۱)

جسٹس پیر کرم شاہ ازہریؒ :

وفاقی شرعی عدالت کے جج مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے سابق چیر مین ممتاز عالم دین حضرت پیر کرم شاہ ازہریؒ نے حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا تھا: ''آہ آفتابِ علم وعرفان غروب ہو گیا خضر راہِ عشق ومحبت ہم سے جدا ہو گیا سالارِ کارواں ذوق وشوق کی راہنمائی سے ہم محروم ہو گئے وہ رخِ زیبا جسپر انوارِ الٰہی کی ہر وقت رم جھم برستی رہتی تھی جسکی آنکھیں خمار جذبہ مصطفوی سے سرشار رہتی تھیں۔ جسکی پلکوں پہ چمک چمک کر ٹپکنے والے آنسو محبتِ حبیبِ کبریا کے شاہد تھے جسکے بیان کی ندرت نطق کا اعجاز اور اندازِ کلام کا سحر دل کی دنیا کو ایمان ویقین سے منور کر دیا کرتا تھا۔ الٰہی اب ہمیں وہ کہاں نظر آئے گا۔ ہم اپنی آزمائش عشق کو تیز کرنے کے لیے کس کی محبت کا فیضان حاصل کریں

گے۔ ہمارے بے قرار دلوں کو کہاں سکون نصیب ہوگا ؟ الٰہی ہم تیری جناب میں تیرے حبیب کے نام پاک کے وسیلہ سے عرض کرتے ہیں کہ ہمیں اس جانکاہ صدمہ میں صبر کی توفیق عطا فرما''۔ (۱۱۲)

شیخ الحدیث علامہ مشتاق احمد چشتی:

حضرت غزالی زماں کے قائم مقام شیخ الحدیث اور مدرسہ عالیہ انوار العلوم ملتان کے نائب مہتمم علامہ مشتاق احمد چشتی نے فرمایا: ''استاذِ مکرم حضرت قبلہ غزالی زماں کے وصال سے اہلسنت و جماعت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ اہلسنت کا عظیم علمی سرمایہ اچانک نگاہوں سے اوجھل ہو گیا ہم لوگ انتہائی مشفق اور کریم النفس استاذ مکرم کی شفقتوں سے محروم ہو گئے۔ ہم لوگ علمی مشکلات میں جس عظیم ہستی کی طرف رجوع کرتے تھے اور اپنے سوال کے ساتھ ہی جواب کو حاضر پاتے تھے۔ اب اس علم و حکمت کے بادشاہ کی یادیں باقی ہیں اور ہماری علمی تشنگی۔ اللہ تعالیٰ مشائخ چشت اہل بہشت کی روحانی توجہات سے حضرت قبلہ غزالی زماں علیہ الرحمہ کے علمی و روحانی مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچائے اور آپکا ظاہری و باطنی فیض جاری رہے''۔ (۱۱۳)

علامہ محمد یوسف تونسوی:

''حضرت علامہ کاظمی صاحب قبلہ قدس سرہ صرف غزالی زماں، رازی دوراں نہ تھے بلکہ آپ سلطان العلماء محدثِ اعظم، بیہقی وقت، ابنِ حجر ثانی اور سلسلۂ اسلاف کی آخری کڑی تھے۔ جامع الاوصاف علامہ صدیوں بعد پیدا ہوئے ہیں۔ رشدِ اہلسنت، حضرت شاہ نظام الدین تونسوی محمودی سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے حضرت کاظمی صاحب قبلہ ہمارے زمانے کے اعلحضرت ہیں۔ مولانا ضیاء الدین مدنیؒ (م ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء) کی زبانی میں نے اعلحضرت کے کارناموں کو سنا ہے اور آپکی خوبیوں کا ہم نے بچشم خود مشاہدہ کیا ہے بلا شبہ کہنا پڑتا ہے آپکو ہندوستان سے قطبِ ملتان بنا کر بھیجا گیا ہے۔ فی الواقع وسط ایشیا کے مسلمانوں میں جو فکری خوبیاں نظر آتی ہیں اسمیں آپکی کوششوں کا خاصہ حصہ پایا جاتا ہے۔ خدا کی رحمتیں برسیں غزالی اور رازی پر'' (۱۱۴)

جناب محمود الحسن نقشبندی مجددی: (رہنما جمیعت علماء پاکستان)

'' حضرت علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی وفات ہر مکتبہ فکر کے لیے ایک عظیم سانحے کی حیثیت

رکھتی ہے۔ عالم اسلام ایک جید عالم اور روحانی پیشوا سے محروم ہوگیا ہے۔ علامہ کی شخصیت عوام الناس کے لیے مشعل راہ تھی۔ میں سمجھتا ہوں ایسی شخصیت صدیوں میں پیدا ہوتی ہے اور قرنوں اپنا تاثر قائم و دائم رکھتی ہے آپکی شخصیت کا سحر ہے کہ آج ملک اور بیرون ملک لاکھوں افراد آپکی یاد کے چراغ اپنے دلوں میں جلائے ہوئے ہیں۔ روحانیت کی وہ شمع جو انھوں نے فروزاں کی انشاء اللہ تا ابد روشن رہے گی''۔ (۱۱۵)

مفتی منیب الرحمٰن کا علامہ کاظمیؒ کے وصال پر رنج وغم:

''موجودہ رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین مفتی منیب الرحمٰن نے علامہ کاظمیؒ کے وصال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا تھا۔ (۱۱۶)

مفتی اطہر نعیمی و دیگر علماء کا رنج وغم:

دارالعلوم نعیمیہ کے مفتی اطہر نعیمی اور دیگر علماء کرام پروفیسر شاہ فرید الحق، صوفی ایاز خان نیازی، مولانا جمیل احمد نعیمی اور صدیق راٹھور نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ: ''علامہ کاظمیؒ کی وفات عوام اہلسنت کا بہت بڑا نقصان ہے''۔ (۱۱۷)

دیگر علماء ورہنما کی تعزیت ورنج وغم:

وزیر مملکت برائے مذہبی امور مقبول احمد خان، وزیر مملکت برائے تعلیم ناصر خان بلوچ اور وزیر مملکت برائے صنعت یونس الٰہی میرٹھی نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔ انکے علاوہ رکن سندھ اسمبلی عبد الغفار قریشی، حاجی عبد العزیز رنگیلا، بلدیہ کراچی کے کونسلر عوام اہلسنت کے رہنما حاجی حنیف بلو مرحوم (م ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء) اور دیگر جماعت اہلسنت کے رہنما جمیعت اہلسنت پاکستان کے صدر علامہ سید سعادت علی، مولانا ابرار احمد رحمانی، پیر سید اکبر علی شاہ (م ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء) اور مولانا شاہد ین اشرفی و دیگر نے تعزیت کی''۔ (۱۱۸)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اغیار کی نظر میں :

حضرت علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ ایک صاف گو، متقی اور عشق رسول رکھنے والے غیر متنازعہ معتدل مزاج عالم دین تھے ۔ آپ اپنے دینی مرتبے، تبحر علمی، سیاسی بصیرت کی بناء پر ایک غیر متنازعہ شخصیت تسلیم کیے جاتے تھے ۔ آپکا احترام ہر فرقے اور عقیدے کے لوگ کرتے تھے جسکا واضح ثبوت آپکے سفرِ آخرت کے موقعہ پر آپکے جنازے میں شامل تمام مکتبہ ہائے فکر کے لوگوں کی کثیر تعداد کا شامل ہونا تھا ۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اغیار کی نظر میں کیا تھے ذیل میں چند مخالف مکتبِ فکر کے رہنماؤں کے تاثرات سے اس کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔

علامہ کاظمیؒ کی موت عالمِ اسلام کے لیے عظیم نقصان ہے : (مولانا جالندھری) :

ملتان سے نمائندہ جنگ کے مطابق مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت خواجہ خان محمد اور جنرل سیکریٹری مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے ایک بیان میں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا تھا ۔ انھوں نے کہا کہ: ’’علامہ مرحوم نے ختم نبوت کے سلسلے میں گراں قدر خدمات انجام دیں ۔ انکی وفات سے پیدا ہونے والا خلا مشکل سے پورا ہوگا‘‘۔ (۱۱۹)

میاں طفیل محمد: (سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان)

’’علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ معروف عالم دین اور روحانی شخصیت تھے انکی تمام زندگی دینی علوم کی اشاعت اور درس وتدریس میں گذری انکی دینی وعلمی خدمات ناقابل فراموش ہیں وہ ان علماء میں شامل تھے جو عالمی اور ملکی سیاست پر گہری نظر رکھتے تھے‘‘۔ (۱۲۰)

مولانا وصی مظہر ندوی:

’’علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ نے علم کا جوخزانہ اپنی تصانیف اور شاگردوں کی صورت میں چھوڑا ہے وہ ہمارے لیے گراں بہا اثاثہ ہے وہ راسخ فی العلم تھے ۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے ہمیشہ وجوہ اختلاف کو دور کرنے کی کوشش کی ہمیں، انکے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے امتِ مسلمہ کی وحدت و اتحاد اور صحیح العقیدہ افراد کو منظم کرنے کے لیے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی تقلید کرنا ہوگی‘‘۔ (۱۲۱)

مولانا معین الدین لکھوی :(سابق امیر جماعت اہلِ حدیث)

مسلکی اختلاف کے باوجود میں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی دل سے قدر کرتا ہوں ۔ اس علم کی بناء پر جو اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضلِ خاص سے عطا کیا تھا۔ آپ نکتہ رس عالمِ دین تھے ۔ زہد وتقویٰ اور قوتِ بیانی میں اپنی مثال آپ تھے علامہ کاظمی کی رحلت سے نہ صرف اہلسنت کا بلکہ پوری دنیائے اسلام کا نقصان عظیم ہوا ہے ۔ (۱۲۲)

سید علی نواز گردیزی: (ممتاز شیعہ رہنما)

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ عہد حاضر میں مدینۃ الاولیاء کے روحانی تاجدار تھے وہ سچے عاشقِ رسول اور محبِ اہل بیت تھے علم وعمل کے پیر طریقت علامہ کاظمی شاہ صاحب کو انکی اتحاد بین المسلمین کی وجہ سے امام اہلسنت نہیں بلکہ '' امام اُمتِ مسلمہ '' کہنا چاہیے انھیں صرف امام اہلسنت کہکر آپ ہم اہلِ تشیع کو انکے قائدانہ استفاضہ سے کیوں محروم کرتے ہیں ۔ بلا شبہ آپکی وفات ایک عظیم قومی اور ملّی سانحہ ہے'' ۔ (۱۲۳)

مولانا سید حامد میاں: (سابق مرکزی صدر جمیعت علمائے اسلام)

'' علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ ایک جید عالمِ دین تھے انکے انتقال پر بے حد افسوس ہوا ہے ۔ انکے قائم مقام افراد کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں میں اتحاد پیدا کریں اور حضرت صاحب کی روح کو تسکین پہنچائیں'' ۔ (۱۲۴)

سید غضنفر مہدی: (سیکریٹری جنرل امام حسین کونسل پاکستان)

'' ملتان کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں ہر دور میں عظیم اولیاء کرام تشریف لاتے رہے ۔ علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ بھی ۵۱ برس قبل یہاں تشریف لائے اور آپ نے بھی حضرت غوث بہاء الدین زکریا کی طرح ایک مدرسہ انوار العلوم قائم کیا اور اپنی تمام زندگی مسلمانانِ برصغیر کے لیے وقف رکھی آپکے تلامذہ اور فیض یافتگان پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ۔ آپکی دینی وعلمی خدمات پر محققانہ کاوشوں کی ضرورت ہے ۔ آپکی وفات سے عالم اسلام ایک عظیم دینی رہنما سے محروم ہوگیا'' ۔ (۱۲۵)

جناب حفیظ الرحمٰن احسن : (جماعت اسلامی)

''اسی عرصے میں دو ایسی شخصیتوں نے کوچ کیا جو اپنے اعتدال پسند مسلک کی بناء پر علمائے دین میں معروف وممتاز تھیں ۔ ہماری مراد علامہ احمد سعید کاظمی (متوفی ۴ جون ملتان) اور مولانا گلزار احمد مظاہری (متوفی ۱۰ ستمبر لاہور) سے ہے ۔ اول الذکر جامعہ انوار العلوم کے بانی تھے ۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اور مولانا مظاہری علیہ الرحمہ ہمارے انتشار آمادہ معاشرے میں اتحاد و یگانگت کی علامت تھے ایسی شخصیتوں کی مساعی جمیلہ سے معاشرے میں ہمواری، محبت و یگانگت اور تحمل و برداشت کی جو فضا ہوتی ہے وہ دراصل ادب کے مقاصد عالیہ کی تکمیل کا ایک وسیلہ بنتی ہے ۔ جو شخصیتیں ہمارے درمیان سے اٹھ گئیں انکی جدائی پر ہمارے دل سوگوار ہیں ۔ ایسی قیمتی شخصیتوں کی مفارقت معاشرے کا ایک ایسا نقصان ہے جسکی تلافی کسی دوسری صورت ممکن نہیں ہوتی''۔ (۱۲۶)

سید قصور گردیزی: (جنرل سیکریٹری نیشنل پارٹی)

''مجھے علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی وفات پر گہرا رنج ہے ۔ علامہ مرحوم کی وفات سے پاکستان میں ایک روشنی کا مینار بجھ گیا ہے جس پر ہر مکتبِ فکر کے عوام کو رنج ہے'' (۱۲۷)

ملک خدا بخش ٹوانہ: (صوبائی وزیر اوقاف)

''ممتاز عالم دین علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی اشاعتِ اسلام اور تبلیغ دین کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکے گا ۔ اللہ تعالیٰ آپکی مغفرت فرمائے''۔ (۱۲۸)

مخدوم زادہ سیّد یوسف رضا گیلانی: (سابق وفاقی وزیر)

''جماعت اہلسنت کے سربراہ اور ممتاز عالم دین غزالی زماں حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی وفات کسی عظیم المیہ سے کم نہیں انھوں نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کی تبلیغ اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے وقف کر رکھی تھی انکی رحلت کی خبر سن کر بہت دکھ پہنچا ہے ۔ علامہ کاظمی مرحوم نے تحریک پاکستان اور استحکام پاکستان کے لیے بے پناہ خدمات انجام دیں تھیں ۔ علامہ مرحوم نے دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی خاطر جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے وہ ایسے انمٹ نقوش ہیں جو امتِ مسلمہ کے لیے مشعل راہ ثابت ہونگے''۔ (۱۲۹)

سعید احمد قریشی: (سابق صوبائی وزیر حکومت پنجاب)

''حضرت علامہ کی شخصیت مسحور کن شخصیات میں سے ایک تھی ۔آپ میری طرف خاص نظر التفات فرماتے تھے ۔ ناقابل فراموش اور ناقابل تلافی نقصان کو برداشت کرنے کی رب کریم ہمیں ہمت عطا فرمائے''۔ (۱۳۰)

جناب مخدوم سجاد حسین قریشی: (سابق گورنر پنجاب)

''علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی وفات سے ملتان ایک ایسے سرپرست سے محروم ہو گیا جسکی شفقت یہاں کے لوگوں کے لیے باعث رحمت تھی علامہ صاحب جہاں ایک بہت بڑے عالمِ باعمل تھے وہاں وہ رہبر شریعت بھی تھے آپ نے لاکھوں تشنگانِ علوم اسلامی کو سیراب کیا۔آپکے چشمۂ فیضان سے اکتساب کرنے والے لاکھوں علماء آج بھی پاکستان اور بیرون ممالک میں اشاعت اسلام کے لیے جدوجہد میں مصروف ہیں ۔اللہ علامہ صاحب کے درجات بلند کرے آپکے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے ایک بات واضح ہے کہ آپکی وفات سے علمی اور دینی حلقوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے ۔

غزالی زماں، رازی دوراں، حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے انھوں نے اپنے پیچھے ایک کثیر تعداد اپنے شاگردوں کی چھوڑی ہے اور دینی مدارس کی تعداد اگر گنیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان گنت ہے وہ نامور عالمِ دین بھی تھے، ممتاز محدث بھی، عظیم مفسر، جیّد محقق، بلند پایہ خطیب اور اُفقِ علم و دانش کے درخشندہ آفتاب تھے ۔غزالی دوراں حضرت علامہ احمد سعید کاظمیؒ عہدِ حاضر میں نہ صرف ملتان یا پاکستان بلکہ دنیائے اسلام میں ایک بہت بلند پایہ شخصیت رکھتے تھے ۔میری انکی ملاقات کا زمانہ اگر میں یاد کروں تو ۱۹۳۶ء سے شروع ہوتا ہے وہ ہمیشہ درگاہ حضرت غوث بہاء الدین زکریا اور درگاہ حضرت شاہ رکن عالم الدین ابوالفتح پر اعراس کے موقعہ پر اور ویسے بھی تشریف لاتے رہے ۔وہ اپنی عمر کے آخری حصے تک جبکہ انھیں دل کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا اور ڈاکٹروں نے ان پر کافی پابندیوں کی تاکید کی تھی لیکن وہ چھوٹے سے چھوٹے آدمی یا کسی کا بھی دل دکھانا پسند نہیں کرتے تھے ۔وہ کسی کی بھی دعوت پر اسکے ہاں تبلیغ کے سلسلے میں یا کسی اور ختم کے سلسلے میں ضرور تشریف لے جاتے ۔علامہ مرحوم صرف امامِ اہلسنت ہی نہیں تھے بلکہ ہر مکتبہ فکر ان کا احترام کرتا تھا انھوں نے پاکستان کے قیام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔انکی وفات سے دنیائے اسلام ایک عالمِ باعمل اور متبحر اور شیخ الحدیث سے ہی محروم نہیں ہوا بلکہ ایک بابرکت انسان کی حیثیت سے بھی سب اکیلے رہ گئے ہیں''۔(۱۳۱)

سیّدسرفراز حسین: (کمشنر ملتان ڈویژن)

''امام اہلسنت علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی رحلت سے جو خلا پیدا ہوا ہے صدیوں تک پر نہیں ہو سکے گا وہ بلا شبہ اپنے دور کے غزالی تھے انکے سینے میں علمِ دین کا دریا موجزن تھا انکا دل عشقِ رسول ﷺ سے منور تھا۔ انھوں نے اپنی زندگی میں ہزاروں کی رہنمائی کی لاکھوں ان سے اور انکی تعلیمات سے فیضیاب ہوئے مجھے یقین ہے انکی پر ہمت اور پر خلوص دینی خدمات کی وجہ سے انکی یاد رہتی دنیا تک قائم رہے گی وہ روشنی کا عظیم مینار تھے''۔ (۱۳۲)

مسٹر جسٹس شیخ خضر حیات: (جج لاہور ہائیکورٹ)

غزالی زماں حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی رحلت عالمِ اسلام کا عظیم سانحہ ہے۔ آپ ممتاز دینی شخصیت اور معتدل عالم تھے۔ آپ نے تحریکِ پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ ہر طبقۂ فکر کے لوگ آپکو احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ آپ بلا شبہ نیک دل اور پائے کے مفسر قرآن تھے۔ سیاسی دھڑے بندیوں کے باوجود آپ نے کبھی سیاست میں اسطرح حصہ نہیں لیا کہ دوسرے فرقے کی دل شکنی ہو۔ آپ اتحاد بین المسلمین کے علمبردار تھے میں تو اتنا کہوں گا۔

ع ایک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی۔ (۱۳۳)

مسٹر جسٹس عبدالجبار خاں:

''حضرت علامہ احمد سعید کاظمی ممتاز عالمِ دین اور طلباء و اساتذہ کے دلوں کی دھڑکن تھے۔ آپ کے جانے سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ برسوں پر نہیں ہو سکے گا۔ آپ قرآن وحدیث کے مطالب و مفاہیم پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ آپکی سب سے بڑی خوبی ملنساری اور شفقت تھی جسے آپ ہر چھوٹے بڑے میں بانٹتے تھے آپکی یاد ہمیشہ رہے گی''۔ (۱۳۴)

جناب محمد قاسم خان ایڈوکیٹ:

''غزالی زماں، رازی دوراں حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی عالمِ اسلام کی وہ عبقری شخصیت تھے جنکے تذکرے سے صفحاتِ تاریخ جگمگاتے رہیں گے۔ آپ ایک عظیم عالم اور بے بدل محقق تھے۔ اپنی بے مثیل

عظمتوں کے باوجود انکسار وتواضع کا مجموعہ تھے۔آپکوخُلقِ محمدی ﷺ کا مظہر کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا آپ ملتِ اسلامیہ کے وہ بطلِ جلیل تھے جنکی رحلت سے پیدا ہونے والا خلا پر ہونا محال نہیں تو مشکل ضرور ہے اللہ تعالیٰ آپکو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپکے مزارِ اقدس پر اپنے انوار کی بارش فرمائے''۔ (۱۳۵)

جناب نواز شریف: (سابق وزیر اعظم)

''مولانا سعید احمد شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ کی رحلت سے قوم ایک ممتاز مفکر اور مذہبی رہنماء سے محروم ہوگئی ہے جنھوں نے اپنی پوری زندگی اسلام کی تشہیر کے لیے کام کیا۔اسلامی نظریاتی کونسل کے بانی ورکن کی حیثیت سے انکی خدمات عرصہ تک یاد رکھی جائیں گی''۔(۱۳۶)

شیخ محمد ارشد سالار: (تحریک خاکسار)

''حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی رحلت ایک قوم ایک قومی و دینی نقصان ہے۔علامہ کاظمی انتہائی خاموش طبع اور بے ضرر رہنما تھے''۔(۱۳۷)

علامہ منظور احمد مرحوم دیو بندی: (ایڈیٹر ہفت روزہ مدینہ بہاولپور)

''ملک کے ممتاز اور مصروف صحافی،عالم دین اور دانشور علامہ منظور احمد رحمت مرحوم دیو بندی مسلک سے تعلق رکھتے تھے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے متعلق لکھتے ہیں:''حضرت احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا شماران مشاہیر میں ہوتا ہے جنکا متبادل کہیں نظر نہیں آتا اور جنکا خلا کبھی پورا نہیں ہوگا اور یہ ایک ایسی عظمت ہے جو خاص بندوں کو حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ یہ عظمت صرف ان ہستیوں کو عطا کرتا ہے جو اپنی ذات کے اعتبار سے آفتاب ومہتاب ہوتے ہیں اور اگر آفتاب ومہتاب خلاؤں میں گم ہوجائیں یا ڈوب جائیں تو پھر دنیا میں تاریکی پھیل جاتی ہے اور تاریکی موت کا دوسرا نام ہے۔

حضرت احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا مزاج درویشانہ تھا اور ادائیں قلندرانہ تھیں انکا علم بحرِ بے کراں تھا اور انکا فکر کوہِ ہمالیہ سے بلند تھا انکی سوچ قرآن وحدیث کا پرتو تھی اور انکی قامت نور کا ہالہ،انکی ذات میں فرشتوں کا جمال تھا اور انکی صفات میں رشد وہدایت کی روشنی تھی وہ متقدمین کی تقدیس کا عکس تھے اور اکابرین کے علم وہنر کے امین تھے،انکا وجود خیر وبرکت کا نقیب تھا اور انکا سراپا رحمتوں کا منبع اور مرکز تھا۔آہ حضرت مولانا سید احمد

سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ محدث تھے، یکتا مفسر تھے، بالغ نظر فقیہہ تھے اور بے مثال و بے نظیر خطیب تھے۔ انکی تقریر دریاؤں کی روانی کوشرماتی تھی۔ انکا استدلال پہاڑوں سے زیادہ مستحکم تھا۔ انکا لب ولہجہ پھولوں سے زیادہ شگفتہ تھا اور انکا اندازِ تدریس حکیمانہ اور کلیمانہ تھا۔ جب مولانا رحمۃ اللہ علیہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شیخ الحدیث کے عہدہ جلیلہ پر فائز رہے تو انکے درس میں نامور علماء بھی اکتساب فیض کے لیے شرکت کرتے تھے۔ جب مولانا کاظمی درس کے لیے لب کشائی کرتے ہیں اور احادیث کی تشریح کے لیے نکات پر بحث فرماتے ہیں۔ تو محسوس ہوتا ہے گویا انشرح صدر کے لیے انھیں ارواح قدسیہ کا تعاون حاصل ہو چکا ہے''۔ (۱۳۸)

نوابزادہ نصر اللہ خاں مرحوم : (سابق صدر پاکستان جمہوری پارٹی)

''دین کی ترویج واشاعت کے لیے علامہ صاحب کی خدمات نصف صدری پر محیط ہیں اور اس وقت انکے ہزاروں فیض یافتہ شاگرد ملک کے اکثر علاقوں میں تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ کاظمی صاحب نے ہمیشہ اتحاد بین المسلمین کے لیے کام کیا۔ اسلیے مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے آپکا بہت احترام کرتے تھے مجھے تحریک نظامِ مصطفیٰ کے دوران کچھ عرصہ آپکی رفاقت کا شرف حاصل رہا ہے۔ اور انھوں نے اس تحریک میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور اسکے بعد قومی اتحاد کی انتخابی مہم میں بھی علامہ صاحب نے بھرپور حصہ لیا۔ یہاں تک جنرل ضیاء الحق مارشل لاء نافذ کرنے کے بعد قومی اتحاد نے جلسوں کا اہتمام کیا تو انھوں نے اسمیں بھی شرکت فرمائی اور مجھے یاد ہے آخری جلسہ میں جو مظفرگڑھ میں منعقد ہوا۔ مولانا مفتی مرحوم آقائے مرتضیٰ پویا اور میرے علاوہ وہاں سید احمد سعید کاظمی نے بھی خطاب فرمایا اور اس سال جنرل ضیاء الحق نے کچھ عرصہ کے لیے انتخابات ملتوی کردیے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے زکوٰۃ وعشر کے منصوبے کا اعلان کیا تو مفتی محمود مرحوم نے اس سلسلے میں فتویٰ تیار کیا اور اسے علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ کی خدمت میں بھیجا اور علامہ صاحب نے بغیر کسی تعامل کے اسکی تصدیق فرمادی۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ دینی معاملات میں کتنے وسیع النظر تھے اور فرقہ وارانہ تعصّبات کے مخالف تھے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے''۔ (۱۳۹)

شہزادہ صلاح الدین عباسی :

امام اہلسنت علامہ سیّد احمد سعید شاہ کاظمی مرحوم نے برصغیر کے مسلمانوں میں اسلامی بیداری پیدا کرنے ،تحریک پاکستان میں سرگرم حصہ لینے اور گیارہ برس تک جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے خدمات سرانجام دینے کے قابلِ فخر کردار کو ایک عرصہ تک یاد رکھا جائے گا۔اللہ تعالیٰ آپکے درجات بلند کرے اور آپکے اہلِ خانہ اور لاکھوں عقیدت مندوں کو صبرِ جمیل عطا فرمائے''۔ (١٤٠)

محترم پروفیسر ڈاکٹر احمد حسین : (پرنسپل پاکستان ہومیو پیتھک کالج لاہور)

'' حضرت علامہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت سے جو خلا پیدا ہو گیا ہے وہ صدیوں تک پورا نہ ہو سکے گا آپ شیخ الحدیث والتفسیر ، بلند پایہ فقیہ ، بے مثل خطیب اور عظیم روحانی رہنما تھے ۔آپکی دینی وملی خدمات پر جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے آپ جماعت اہلسنت کے بانی و صدر تھے آپ نے علماء کرام کو متحد کرنے کے سلسلے میں جو نمایاں خدمات انجام دیں انھیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکے گا۔ ملتان میں ایک بہت بڑا دارالعلوم آپکی مساعی جمیلہ کی روشن مثال ہے جہاں سے ہزاروں طالبان علم آپکے زیر سایہ دینی علوم سے فیضیاب ہونے کے بعد آج دنیا کے گوشے گوشے کو اسمِ محمد ﷺ کے اجالے سے منور کر رہے ہیں''۔ (١٤١)

مولانا گل محمد : (فاضل دارالعلوم دیوبند)

''شیخ العلماء ، سلطان المدرسین ، رئیس المحدثین ، حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی مرحوم دنیائے اسلام کا راس المال اور گنجہائے گراں مایہ تھے ۔آپکا طرز استدلال بد مذہب کو مبہوت کر دیتا تھا بلا مبالغہ آپ ایسا روشن دماغ عالم طبقہ احناف میں نظر نہیں آتا ، بالیقیں آپ اپنے زمانے کے رازی و ماتریدی تھے ۔غزالی پر خدا کی رحمتیں ہوں''۔ (١٤٢)

سابق ناظم اعلیٰ: (جمیعت علماء اسلام صوبہ سرحد)

جناب جاوید پراچہ صاحب جمیعت علمائے اسلام صوبہ سرحد کے ناظمِ اعلیٰ رہے اور پھر ١٩٩٧ء کے انتخاب میں سرحد قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تھے ۔آپ جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں

میں زیرِ تعلیم رہے اور جامعہ اسلامیہ میں طلباء کی یونین کے عہدیدار رہے اسوقت جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ شیخ الحدیث اور دیوبندی مکتب فکر کے عالم مولانا شمس الحق افغانی شیخ التفسیر تھے۔ جاوید پراچہ صاحب نے دونوں بزرگ علماء سے استفادہ کیا اور دونوں سے براہِ راست علم حاصل کیا۔ پراچہ صاحب کہتے ہیں ''حضرت افغانی صاحب اور کاظمی صاحب دونوں اپنے اپنے میدان میں یعنی تفسیر و حدیث میں اپنے وقت کے امام تھے اور علم کا پہاڑ تھے۔ حضرت کاظمی علیہ الرحمہ بہت خوش لباس تھے اور اس بارے میں بہت اہتمام کرتے تھے جبکہ افغانی صاحب اس سلسلے میں بہت بے نیاز بلکہ لا پرواہ واقع ہوئے تھے بلکہ کئی کئی دن تک لباس تبدیل نہ فرماتے تھے اور دوسرا یہ کہ کاظمی علیہ الرحمہ بہت زیادہ مہمان نواز تھے۔ جامعہ سے کوئی شاگرد بھی اگر آپکے گھر جاتا تو وقت کے لحاظ سے کھانا کھائے اور چائے پیے بغیر کبھی واپس نہ آتا تھا۔ جبکہ حضرت افغانی صاحب کے گھر سے اگر کسی کو چائے مل جاتی تو وہ ہفتوں اس کا تذکرہ کرتا رہتا تھا۔ (۱۴۳)

ابوالاعلیٰ مودودی اور دیوبندی علماء :

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اپنے علمی مقام و منصب کی حیثیت سے ہر ایک کی نظر میں محترم اور لائق احترام مانے جاتے تھے اور مخالف بھی انھیں برملا اپنا قائد تسلیم کرتے تھے۔ علامہ شبیر احمد ہاشمی لکھتے ہیں کہ: ''خود علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مجھے ایک انٹرویو میں تفصیل بیان فرمائی تھی کہ ایک مرتبہ مودودی صاحب ملتان تشریف لائے اور پھول ہٹ مسجد میں گفتگو کے لیے مجھے بھی دعوت دی گئی اسوقت دیوبندیوں کے طرف سے سیّد عطا اللہ شاہ بخاریؒ اور مفتی محمودؒ تھے۔ مودودی صاحب کا موقف تھا کہ حنفی فقہ کہ بجائے سیدھا سادھا نظام رائج کر دیا جائے جبکہ مذکورہ محفل میں دیوبندیوں کے دونوں مذکورہ علماء نے مجھے فقہ حنفی کی آئینی حیثیت مودودی صاحب پر واضح کرنے کیلئے اپنا نمائندہ نامزد کیا۔ کاظمی علیہ الرحمہ نے بتایا کہ میں نے مودودی صاحب کے سامنے فقہ حنفی کی دستوری جامعیت اور پبلک لاء بننے کی صلاحیت پر دلائل دیے اسوقت تو مودودی صاحب دلائل کا جواب نہ دے سکے مگر بعد میں فقہ حنفی کی پبلک لاء بننے کی صلاحیت کو تسلیم کر لیا''۔ (۱۴۴)

سیّد عطاءاللہ شاہ بخاریؒ: (م ۱۸۹۱ھ/۱۹۶۱ء)

سیّد عطاءاللہ شاہ بخاری علیہ الرحمہ دیوبندی مکتب فکر کے بڑے علماء میں شمار کیے جاتے ہیں۔
آپ مذہبی وسیاسی حوالوں سے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے مخالفوں میں شمار کیے جا سکتے تھے کیونکہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ مسلم لیگی تھے اور عطاءاللہ شاہ بخاری علیہ الرحمہ احراری تھے۔نظریاتی اور مذہبی اختلافات کے باوجود عطاءاللہ شاہ بخاریؒ علامہ کاظمیؒ سے بہت محبت وعقیدت رکھتے تھے اور انکے علم وفضل کے معترف تھے۔جب علامہ کاظمی علیہ الرحمہ مدرسہ انوارالعلوم میں درس حدیث دیتے تو کبھی کبھی عطاءاللہ شاہ بخاری علیہ الرحمہ سننے کے لیے آجاتے۔مولانا محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں کہ: ''حضرت کاظمی صاحبؒ سے میں نے سنا کہ کبھی کبھار ایسا ہوتا کہ میں درس دینے میں محو ہوں اور طلباء کی کثرت کے باعث کمرے میں جگہ نہیں تو شاہ صاحب آئے اور میری بے خبری کے عالم میں طلباء کے پیچھے آکر بیٹھ گئے۔ مجھے بہت ندامت ہوئی اور کہا کہ آپ سیّد پیر اور عالمِ دین بھی ہیں اسلیے آپ یہ زیادتی نہ کریں اور آگے تشریف لے آئیں''۔

ایک مرتبہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ میبذی (فلسفے کی ایک نہایت ادق کتاب) پڑھا رہے تھے اور مولانا عطاءاللہ شاہ بخاری اس دوران وہاں آگئے جب انھوں نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا درس سنا تو بہت حیران ہوئے اور دوران درس پوچھ بیٹھے کہ آپ نے میبذی کس سے پڑھی ہے کاظمی صاحب نے کہا میں یہ باقاعدہ تو کسی سے نہیں پڑھی ہاں اسکے چند اوراق اپنے مرشد کریم علامہ سیّد خلیل کاظمی امروہی علیہ الرحمہ سے پڑھے تھے۔ مولانا محمد اسماعیل فاروقی۔ ملتان۔ لکھتے ہیں کہ: ''میں نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی زبان سے یہ واقعہ سنا کہ ۵۴-۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختم نبوت کے دور کی بات ہے ختم نبوت کی تحریک میں تمام مکاتب فکر کے علماء اکھٹے تھے پیارے مصطفیٰ ﷺ کے اوصاف وکمالات اور خصوصیات کا تذکرہ ہوتا تھا۔ جلسوں میں ختم نبوت کا عنوان سرکار دوعالم ﷺ کے دیگر محاسن ومحامد کے ہمراہ خوب نکھر کے سامنے آتا تھا۔اس پس منظر میں ایک جلسے میں خطاب کرتے ہوئے میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ بیان کیا کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام بغیر اذن کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں قبض روح کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپکے تمانچہ ماردیا جس سے ملک الموت کی آنکھ نکل آئی۔ میں نے یہ بھی بیان کیا کہ اگر تقدیر الٰہی حائل نہ ہوتی تو بات صرف ایک آنکھ پر نہ ٹلتی کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طمانچے میں وہ طاقت تھی کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اسکی تاب نہ

لا سکتیں اور چور چور ہو جاتیں ۔ اس واقعے کا اس ماحول اور عوام کے جذبات کے پیش نظر ایسا اثر ہوا کہ سارا مجمع پھڑک اٹھا نعرہ ہائے تکبیر و رسالت اور لوگوں کے جذبات نے وہ سماں باندھا کہ عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اسٹیج پر کھڑے ہو کر خود نعرے لگوائے اور بار بار کہا کہ کاظمی میرا پیر ہے کاظمی میرا پیر ہے''۔ (۱۴۵)

سونے میں تولا جائے :

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے سابق صدر جنرل ضیاء الحق مرحوم (م ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء) نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ: ''ان کو اگر سونے میں تولا جائے تو انکی خدمات کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا''۔ (۱۴۶)

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۱۔	السّعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۴۳
۲۔	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۲۷
	خطباتِ کاظمی (حصہ اوّل)	(خطبات) علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۱۶،۹
	ماہنامہ انوار الفرید ساہیوال جولائی ۱۹۸۶ء		۱۵
	روزنامہ جنگ کراچی ۱۳ اپریل ۱۹۹۰ء		۴۳
۳۔	السّعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۶۹
۴۔	دیکھ لیا ملتان	ڈاکٹر زاہد علی واسطی	۳۵۵
	السّعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۴۳
	خطباتِ کاظمی (حصہ اوّل)	(خطبات) علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۱۱۰
۵۔	السّعید ملتان اکتوبر ۲۰۰۷ء (انٹرویو علامہ کاظمیؒ)		۵۱تا۵۶
۶۔	گلدستہ سادات امروہہ	مستجاب احمد نقوی۔ امان علی نقوی	۵۴۰
۷۔	گلدستہ سادات امروہہ	مستجاب احمد نقوی۔ امان علی نقوی	۵۴۱
۸۔	السّعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۸۲
۹۔	گلدستہ سادات امروہہ	مستجاب احمد نقوی۔ امان علی نقوی	۵۳۲
۱۰۔	گلدستہ سادات امروہہ	مستجاب احمد نقوی۔ امان علی نقوی	۵۳۵
۱۱۔	گلدستہ سادات امروہہ	مستجاب احمد نقوی۔ امان علی نقوی	۵۳۶
۱۲۔	گلدستہ سادات امروہہ	مستجاب احمد نقوی۔ امان علی نقوی	۵۳۶
۱۳۔	گلدستہ سادات امروہہ	مستجاب احمد نقوی۔ امان علی نقوی	۵۳۸
۱۴۔	گلدستہ سادات امروہہ	مستجاب احمد نقوی۔ امان علی نقوی	۵۴۱
۱۵۔	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۲۸
	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۴۳

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
	مناقب کاظمی	محمد خدا بخش اظہرؒ	۱۳۲
۱۶۔	شواہد النبوت (مترجم)	حضرت نور الدین عبد الرحمٰن جامیؒ (مترجم) بشیر حسین ناظم	۳۳۶ تا ۳۳۷
۱۷۔	شجرہ طیبہ علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	پروفیسر مظہر سعید کاظمی	۴
۱۸۔	ضیائے حرم جولائی ۱۹۸۶ء		۳۱
	السعید ملتان نومبر ۲۰۰۵ء		۶۸
۱۹۔	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۷۳
	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۲۸
	خطبات کاظمی (حصہ اول)	(خطبات) علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۱۰
	ضیائے حرم جولائی ۱۹۸۶ء		۵۲
۲۰۔	حیات کاظمی کوئز	فیصل ندیم قادری	۲۱
۲۱۔	السعید ملتان فروری ۱۹۹۷ء		۲۲
	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۲۹
	حیات کاظمی کوئز	فیصل ندیم قادری	۴۲
۲۲۔	روزنامہ جنگ کراچی ۵ مئی ۱۹۸۹ء		۶
	روزنامہ جنگ کراچی ۱۳ اپریل ۱۹۹۰ء		۱۶
	ماہنامہ انوار الفرید ساہیوال جولائی ۱۹۸۶ء		
	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۱۰۷
	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۲۸ تا ۲۹
	غزالی وقت	محمد صغیر قریشی	۲۰
۲۳۔	ضیائے حرم جولائی ۱۹۸۶ء		۵۲
	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۷۳

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
	انوارِ سعید		۲۳
	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۲۹
	انٹرویو مظہر سعید کاظمی بذریعہ موبائل بتاریخ ۱۳/۹/۰۷		
۲۴۔	السعید ملتان فروری ۱۹۹۷ء		۹۵
	السعید ملتان جنوری ۱۹۹۹ء		۲۷
	السعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۳۵
	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۲۹
۲۵۔	السعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۳۵
	السعید ملتان جنوری ۱۹۹۹ء		۳۰
	دیکھ لیا ملتان	ڈاکٹر زاہد علی واسطی	۳۵۸
۲۶۔	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۳۶،۳۵
۲۷۔	انٹرویو مظہر سعید کاظمی بذریعہ موبائل بتاریخ ۹/۹/۰۷		
۲۸۔	انٹرویو مظہر سعید کاظمی بذریعہ موبائل بتاریخ ۹/۹/۰۷		
۲۹۔	انٹرویو سجاد سعید کاظمی بذریعہ موبائل بتاریخ ۹/۹/۰۷		
۳۰۔	انٹرویو حامد سعید کاظمی بذریعہ موبائل بتاریخ ۹/۹/۰۷		
۳۱۔	انٹرویو راشد سعید کاظمی بذریعہ موبائل بتاریخ ۹/۹/۰۷		
۳۲۔	انٹرویو ارشد سعید کاظمی بذریعہ موبائل بتاریخ ۹/۹/۰۷		
۳۳۔	انٹرویو طاہر سعید کاظمی بذریعہ موبائل بتاریخ ۹/۹/۰۷		
۳۴۔	السعید ملتان جنوری ۱۹۹۹ء		۹۲،۹۱
۳۵۔	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۱ء		۲۹تا۳۴
	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۳۷،۳۶
۳۶۔	حیات کاظمی کوئز	فیصل ندیم قادری	۲۰

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۳۷۔	شجرہ طیبہ علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	پروفیسر مظہر سعید کاظمی	۱۳تا۱۵
۳۸۔	شجرہ طیبہ علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	پروفیسر مظہر سعید کاظمی	۱۶تا۱۸
۳۹۔	شجرہ طیبہ علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	پروفیسر مظہر سعید کاظمی	۱۹تا۲۱
۴۰۔	شجرہ طیبہ علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	پروفیسر مظہر سعید کاظمی	۲۲تا۲۴
۴۱۔	دیکھ لیا ملتان	ڈاکٹر زاہد علی واسطی	۳۹۲تا۳۹۳
	السعید ملتان فروری ۲۰۰۰ء		۴۶
۴۲۔	خطبات کاظمی جلد اول	(خطبات) علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۱۱،۱۲
	دیکھ لیا ملتان	ڈاکٹر زاہد علی واسطی	۳۶۸
	السعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۸۵
	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۳۳
	دیدہ ور	محمد صدیق فانی، خلیل احمد رانا	۳۷
۴۳۔	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۳۱
	السعید ملتان جنوری ۲۰۰۱ء		۱۶
	السعید ملتان مارچ ۱۹۹۵ء		۱۱۸
۴۴۔	السعید ملتان مارچ ۱۹۹۵ء		۱۲۲،۱۲۳
	السعید ملتان فروری ۱۹۹۷ء		۱۱۷
	خطبات کاظمی جلداول	(خطبات) علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۱۶،۱۷
	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۴۸تا۵۰
۴۵۔	السعید ملتان نومبر ۲۰۰۳ء		۸۲
	سیرت کاظمی	داؤد احمد خان	۱۶۶تا۱۶۷
	السعید ملتان مارچ ۱۹۹۵ء		۲۸

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۴۶۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۳۸،۱۳۷
۴۷۔	السعید ملتان جنوری ۲۰۰۱ء		۱۰۸
۴۸۔	السعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۵۸،۵۷
۴۹۔	السعید ملتان جنوری ۱۹۹۹ء		۹۱
۵۰۔	السعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۱۱۰
۵۱۔	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۶۱
۵۲۔	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۸۲
۵۳۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۳۷
۵۴۔	السعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۹۸
۵۵۔	السعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۶۵
۵۶۔	السعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۱۰۰
۵۷۔	السعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۶۷،۶۶
۵۸۔	السعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۱۰۸
۵۹۔	السعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۱۰۱
۶۰۔	ضیائے حرم لاہور جون ۱۹۸۴ء		۱۸تا۲۴
۶۱۔	حیات کاظمی کوئز	حافظ امانت علی سعیدی	۱۸تا۲۰
	دیکھ لیا ملتان	ڈاکٹر زاہد علی واسطی	۳۶۲
۶۲۔	السعید ملتان فروری ۱۹۹۸ء		۴۵،۴۴
	السعید ملتان نومبر ۲۰۰۵ء		۶۳،۶۲
۶۳۔	السعید ملتان نومبر ۲۰۰۵ء		۶۶،۶۵
	حیات کاظمی کوئز	فیصل ندیم قادری	۱۸

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
	السعید ملتان فروری ۱۹۹۸ء		۴۶
	السعید ملتان فروری ۱۹۹۷ء		۷۱
	السعید ملتان مارچ ۱۹۹۵ء		۲۸،۲۷
۶۴۔	روزنامہ جنگ کراچی ۵ اپریل ۱۹۸۵ء		۲
	روزنامہ جنگ کراچی ۶ اپریل ۱۹۸۵ء		۹
۶۵۔	السعید ملتان مارچ ۱۹۹۵ء		۲۸
۶۶۔	السعید ملتان مارچ ۱۹۹۵ء		۳۳،۳۲
۶۷۔	روزنامہ جنگ کراچی ۵ جون ۱۹۸۶ء		۱
	روزنامہ جنگ کراچی ۶ جون ۱۹۸۶ء		۱
۶۸۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۸۰،۱۴۶،۱۴۵
	ماہنامہ انوار الفرید ساہیوال جولائی ۱۹۸۶ء		۷
	ضیائے حرم جولائی ۱۹۸۶ء		۳۸تا۳۵
۶۹۔	دیکھ لیا ملتان	ڈاکٹر زاہد علی واسطی	۳۶۳
	السعید ملتان مارچ ۱۹۹۵ء		۳۵تا۳۲
	السعید ملتان فروری ۱۹۹۸ء		۴۷
	روزنامہ جنگ کراچی ۶ جون ۱۹۸۶ء کالم ۶۔۷		۱
۷۰۔	دیکھ لیا ملتان	ڈاکٹر زاہد علی واسطی	۳۶۳
	السعید ملتان مارچ ۱۹۹۵ء		۳۵تا۳۲
۷۱۔	روزنامہ جنگ کراچی ۷ جون ۱۹۸۶ء کالم ۸		۱۱
	روزنامہ جنگ کراچی ۷ جون ۱۹۸۶ء کالم ۷،۸		۱۲
۷۲۔	روزنامہ جنگ کراچی ۵ جون ۱۹۸۶ء کالم ۵		۱

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۷۳۔	روزنامہ جنگ کراچی ۶ جون ۱۹۸۶ء کالم ۸		۱
۷۴۔	روزنامہ جنگ کراچی ۶ جون ۱۹۸۶ء کالم ۴		۱۹
۷۵۔	روزنامہ جنگ کراچی ۶ جون ۱۹۸۶ء اداریہ		۳
۷۶۔	روزنامہ سنگ میل ملتان ۷ جون ۱۹۸۶ء (ادارتی نوٹ)		
۷۷۔	روزنامہ جنگ کراچی ۶ جون ۱۹۸۶ء کالم ۴		۱۹
۷۸۔	روزنامہ جنگ کراچی ۵ جون ۱۹۸۶ء		۱
۷۹۔	روزنامہ جنگ کراچی ۵ جون ۱۹۸۶ء کالم ۵		۱۰
	السعید ملتان فروری ۱۹۹۷ء		۱۲۳
۸۰۔	روزنامہ جنگ کراچی ۶ جون ۱۹۸۶ء کالم ۵		۱۰
	ضیائے حرم جولائی ۱۹۸۶ء		۱۵
۸۱۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۱
	روزنامہ جنگ کراچی ۵ جون ۱۹۸۶ء کالم ۵		۱۰
۸۲۔	ماہنامہ انوار الفرید ساہیوال جولائی ۱۹۸۶ء		۳۲
	روزنامہ جنگ کراچی ۶ جون ۱۹۸۶ء کالم ۴		۱۹
۸۳۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۹۶
	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۱۴
۸۴۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۹۴
۸۵۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۹۸،۱۹۹
	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۱۹،۲۰
۸۶۔	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۱۵
۸۷۔	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۱۸

حوالہ جات

نمبر	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۹۷
۸۸۔	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۱۸،۱۹
۸۹۔	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۱۹
	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۹۷،۱۹۸
۹۰۔	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۱۶
	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۹۵
۹۱۔	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۱۶،۱۷
	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۹۵
۹۲۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۹۹
	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۲۰
۹۳۔	ضیائے حرم لاہور جوی ۱۹۸۶ء		۲۲
۹۴۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۴
۹۵۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۵
۹۶۔	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۲۱
۹۷۔	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۱۱،۱۲
	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۹۰،۱۹۱
۹۸۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۲
۹۹۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۹۲،۱۹۳
	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۱۳،۱۴
۱۰۰۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۹۴
	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۱۵

حوالہ جات

نمبر	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۱۰۱۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۴،۲۳۰
۱۰۲۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۶
۱۰۳۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۱۰،۲۰۹
۱۰۴۔	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۱۶،۱۵
۱۰۵۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۹۲،۱۹۱
	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۱۳،۱۲
۱۰۶۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۴
۱۰۷۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۹۱
	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۱۲
۱۰۸۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۸
۱۰۹۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۵
۱۱۰۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۲
۱۱۱۔	ماہنامہ انوار الفرید ساہیوال جولائی ۱۹۸۶ء		۳۲
۱۱۲۔	امام اہلسنت	مفتی محمد راشد نظامی	۱۳
۱۱۳۔	امام اہلسنت	مفتی محمد راشد نظامی	۵
۱۱۴۔	امام اہلسنت	مفتی محمد راشد نظامی	۶
۱۱۵۔	ہفت روزہ اذان شمارہ نمبر ۱۶ یکم تا ۸ جولائی		۱۶
۱۱۶۔	روزنامہ جنگ کراچی ۵ جون ۱۹۸۶ء کالم ۵		۱۰
۱۱۷۔	روزنامہ جنگ کراچی ۵ جون ۱۹۸۶ء کالم ۵		۱۰
۱۱۸۔	روزنامہ جنگ کراچی ۶ جون ۱۹۸۶ء کالم ۳،۴		۲
۱۱۹۔	روزنامہ جنگ کراچی ۷ جون ۱۹۸۶ء کالم ۴		۷

حوالہ جات

نمبر	نام کتاب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۱۲۰۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۱
	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۲۲
۱۲۱۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۱
	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۲۲
۱۲۲۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۰
	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۲۲
۱۲۳۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۰
	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۲۲
۱۲۴۔	ماہنامہ انوار الفرید ساہیوال جولائی ۱۹۸۶ء		۳۲
	ماہنامہ نوائے انجمن لاہور مارچ، اپریل ۱۹۹۳ء		۵۶
۱۲۵۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۰
	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۲۲
۱۲۶۔	ماہنامہ سیارہ لاہور ستمبر اکتوبر ۱۹۸۶ء (سالنامہ)		۱۰، ۱۱
۱۲۷۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۵
۱۲۸۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۸۹
۱۲۹۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۳
۱۳۰۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۷
۱۳۱۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۸۸، ۱۸۹
۱۳۲۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۷
۱۳۳۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۶
۱۳۴۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۷

حوالہ جات

نمبر	نام کتب	مصنفین/مؤلفین	صفحہ نمبر
۱۳۵۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۹
۱۳۶۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۸۹
۱۳۷۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۶،۲۰۵
۱۳۸۔	السّعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۸۱
۱۳۹۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۳،۲۰۲
۱۴۰۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۲۰۸،۲۰۷
۱۴۱۔	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۱۴
۱۴۲۔	امام اہلسنت	مفتی محمد راشد نظامی	۱۱
۱۴۳۔	السعید جنوری ۲۰۰۰ء		۷۴
۱۴۴۔	ماہنامہ ندائے اہلسنت لاہور نومبر ۱۹۹۵ء		۲۴
	السّعید ملتان مارچ ۱۹۹۵ء		۹۷
۱۴۵۔	السّعید ملتان مارچ ۱۹۹۵ء		۱۲۴،۱۲۳
	السّعید ملتان دسمبر ۲۰۰۱ء		۹۱
۱۴۶۔	روزنامہ جنگ کراچی ۷ جون ۱۹۸۶ء کالم ۸		۳

باب دوم

دینی خدمات

باب دوم
دینی خدمات

درس وتدریس:

علامہ سید سعید کاظمی علیہ الرحمہ ۱۹۳۰ء میں لاہور تشریف لائے۔ لاہور آمد کے بعد آپ لاہور کی تاریخی درس گاہ جامعہ نعمانیہ لاہور دیکھنے گئے وہاں علامہ حافظ محمد جمال ''مسلم الثبوت'' کا درس دے رہے تھے۔ جب سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا تو طلباء کے علاوہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے بھی اس میں حصّہ لیا۔ آپکی دینی فکر اور ذہانت نے جامعہ نعمانیہ کے علامہ حافظ محمد جمال صاحب علیہ الرحمہ کو بے حد متاثر کیا اور انھوں نے دبیر انجمن خلیفہ تاج الدین صاحب سے آپکی قابلیت کا تذکرہ کیا، انھوں نے آپ کو جامعہ نعمانیہ میں تدریس کی دعوت دی جس کو آپ نے اپنے برادرِ معظم کی اجازت کے ساتھ قبول کرلیا۔

اس طرح لاہور آمد کے بعد جامعہ نعمانیہ وہ پہلی درسگاہ تھی جہاں آپ نے تدریسی زندگی کا آغاز فرمایا۔ اسوقت جامعہ نعمانیہ لاہور سے آپکو ۳۰۰ روپے ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔ تدریسی زندگی کے پہلے سال آپ نے نورالانوار، قطبی، مختصر المعانی اور شرح جامی جیسی خالص علمی اور مشکل کتابیں پڑھائیں۔ (۱)

لاہور میں سولہ ماہ قیام کے بعد ۱۹۳۱ء میں آپ دوبارہ امروہہ تشریف لے گئے اور وہاں مدرسہ محمدیہ حنفیہ میں چار سال تدریس فرمائی۔ پھر ۱۹۳۴ء میں آپ اپنے عزیز دوست جناب حکیم جان عالم کے اصرار پر اوکاڑہ تشریف لے گئے اور وہاں درس وتدریس شروع کردی۔ آپ

ڈھائی سال تک اوکاڑہ میں رہے وہاں آپ نے گستاخانِ رسول اور فتنہ قادیانیت کی بیخ کنی کی اور اہلسنت کا بول بالا کیا۔ ۱۹۳۵ء میں ملتان آکر درس وتدریس کا سلسلہ اپنے گھر کی بیٹھک سے شروع کیا اسوقت تین طالب علم تھے ۱۔مولانا محمد خدا بخش اظہر مرحوم ۲۔مولانا محمد جعفر مرحوم ۳۔مولانا رحیم بخش مرحوم۔ (۲)

جامع اسلامیہ بہاولپور میں شیخ الحدیث:

تقسیم ہند سے پہلے سابق ریاست بہاولپور اسلامی علوم وفنون کا مرکز تھی اور اس ریاست کی ''جامعہ عباسیہ'' میں ہندوستان کے کونے کونے سے لوگ علم دین حاصل کرنے کی جستجو میں آتے تھے اور جب یہ ریاست ختم ہوئی تو جامعہ عباسیہ زوال کا شکار ہوگئی۔۱۹۶۳ء میں ایوب خان مرحوم) کے دور میں محکمہ اوقاف نے اسے زوال سے بچانے کے لیے اپنی تحویل میں لے لیا اور جامعہ عباسیہ کو ''جامعہ اسلامیہ'' کا نام دیا۔علوم اسلامیہ پر تحقیق اور تصانیف کے لیے اور اسے علوم دین کا عظیم مرکز بنانے کی منصوبہ بندی کی گئی اسمیں جدید اور قدیم علوم کے شعبے قائم کیے۔ڈاکٹر سیّد حامد حسن بلگرامی کو اسکا شیخ الجامعہ مقرر کیا گیا۔پھر اساتذہ کی تقرّری کا مرحلہ درپیش تھا اور بقول شیخ الجامعہ کے''ادارے درودیوار سے نہیں بلکہ اساتذہ کے علمی مرتبے پہچانے جاتے ہیں چنانچہ انھوں نے جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں علوم میں ممتاز مرتبے کی حامل شخصیتوں کو جمع کیا۔اس جامعہ کے لیے شعبہ حدیث میں بلند پایہ محقق اور ماہرِ حدیث کی ضرورت پیش آئی۔تو ملک بھر میں موجود شیوخ حدیث میں سے بالآخر محکمہ اوقاف کی نگاہیں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی ذات پر پڑیں آپکو مدرسہ انوارالعلوم کو چھوڑ کر آنا گوارا نہ تھا مگر یونیورسٹی میں مسلک

کے تحفظ ، اہلسنت کی نمائندگی اور گورنر مغربی پاکستان نواب امیر محمد خان آف کالا باغ کے اصرار پر آپ نے یہ عہدہ قبول فرمایا۔ ۱۹۶۳ء میں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ آپ ۱۹۷۴ء تک شیخ الجامعہ کے عہدے پر فائز رہے حکومت پاکستان نے جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں آپکی کارکردگی کا اعتراف آپکو تمغہ خدمت دے کر کیا تھا۔ (۳)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جب جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں بطور شیخ الحدیث منصب سنبھالا تو وہاں مخالف مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے اساتذہ اور طلباء بھی تھے۔ دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے مولانا شمس الدین افغانیؒ شیخ التفسیر تھے۔ مخالفین نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے خلاف پروپیگنڈا کیا کہ آپ کامیاب مدرس نہیں ہیں۔

ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ جو ان دنوں جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے صدر شعبہ تاریخ تھے اور سابق صدر شعبہ عربی گورنمنٹ کالج لاہور بھی رہے جب آپ لاہور تشریف لائے اور ان سے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے خلاف اس پروپیگنڈے کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا تھا ''ایسی بات نہیں ہے وہ ایک کامیاب مدرس ہیں'' اسی طرح جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے شیخ الادب اور ادب برائے عربی کے نامور محقق ڈاکٹر محمد حسن سے بھی یہی سوال کیا گیا تھا۔ انھوں نے جواب دیا تھا'' وہاں جتنے مدرس ہیں کاظمی صاحب ان میں سب سے زیادہ کامیاب مدرس ہیں اور سب سے زیادہ عربی جانتے ہیں''۔ (۴)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ جب درس حدیث دیتے تو اس وقت آپکے درس میں ہر فکر و مسلک کے طالب علم شریک ہوتے تھے۔ مختلف فکر و مسلک سے تعلق رکھنے والے ذہین طلباء ان پر سوالات و اعتراضات کی بوچھاڑ کر دیتے تھے بال کی کھال نکالتے اور سوالات کے ذریعے پریشان کرنے کی کوشش

کرتے کوئی منطق پر بحث چھیڑتا، کوئی اسماء الرجال پر، کوئی فلسفے میں اور کوئی نحو میں الجھانے کی کوشش کرتا۔ جتنی سوالات کی بوچھاڑ ہوتی کاظمی علیہ الرحمہ کی جلالت علمی اتنی ہی روشن نظر آتی اور سوالات کرنے والے کو بھرپور دلائل سے جواب ملتا۔ اسی طرح احادیث کے جو اسباق علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اگلے دن پڑھانے والے ہوتے تھے سب ملکر اعتراضات جمع کرتے اور پھر علامہ کاظمیؒ سے دریافت کرتے، اس خیال سے کہ شاید ہی جواب دے پائیں اور ثابت کر پائیں کہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ علم وفضل کے اعتبار سے شیخ الحدیث کے منصب کے اہل نہیں۔ لیکن علامہ کاظمیؒ کسی سوال کا جواب دینے سے پہلو تہی تو کجا بلکہ اسے دوسرے دن کے لیے بھی اٹھا نہ رکھتے اور اُسی وقت عقلی ونقلی دلائل سے کافی وشافی جواب دیتے اور پھر مزید خود اعتراضات پیدا فرماتے اور انکے جوابات دیتے اور بالآخر کچھ ہی عرصے بعد آپکی علمی عظمت کے سامنے سب نے گھٹنے ٹیک دیے۔ صاحبزادہ ڈاکٹر ساجد الرحمٰن رقم طراز ہیں کہ ۱۹۶۶ء میں جب میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد انھوں نے جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں داخلہ لیا تو ان دنوں جامعہ اسلامیہ کی مسندِ حدیث پر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ جلوہ افروز تھے۔ بقول آپکے وہاں جاکر مجھے معلوم ہوا کہ ملک کے بیشتر حصوں سے آنے والے طالبانِ علم کی بہاولپور میں آمد آپ ہی کے وجودِ مسعود کی وجہ سے تھی۔ (۵)

شوقِ تدریس:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کو تدریس کا اتنا شوق تھا کہ چاہے طبیعت ناساز ہو مگر طلباء کا ناغہ نہیں ہونا چاہیے۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود کراچی سے لکھتے ہیں کہ: '' میں جب علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی خدمت میں آخری بار حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ درس دے رہے تھے۔ گھر پر درس حدیث ایک

معمہ تھا اور ہم سب استادوں کے لیے ایک نصیحت ۔فقیر اندر گیا باہر ہی ایک طرف دالان میں بیٹھ گیا۔ درس حدیث سے جب فارغ ہوئے تو حاضر ہوا بہت خوش ہوئے مصافحہ اور معانقہ کیا ۔ چہرے پر تھکن اور کرب کے آثار تھے بار بار دل پر ہاتھ رکھتے فرمایا حضرت عارضہ قلب میں مبتلا ہوں ۔ دل کا دورہ پڑا اس قابل نہ تھا کہ انوارالعلوم جا کر درس حدیث دے سکوں اسلیے طلبہ کو یہیں بلا لیا شوقِ تدریس دیکھیے کہ عارضہ قلب میں تدریس ہو رہی تھی''۔ (٦)

علامہ حامد سعید کاظمی لکھتے ہیں کہ: ''۱۹۸۵ء میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ شدید علیل ہو گئے اور کئی دن سے علیل تھے جب آپکو اسپتال میں داخل کیا گیا ڈرپ لگی ہیں مگر حامد سعید کاظمی اور راشد سعید کاظمی کو بلا کر فرماتے ہیں کہ مدرسے کے طلباء پڑھنے کے لیے گھر آتے ہیں اگر ڈاکٹر صاحبان اجازت دیں تو طلباء اسپتال میں آجائیں تو میں انکو یہیں پڑھا دونگا۔ یہ شوقِ تدریس کہ بسترِ مرض پر ہیں مگر تدریس کے خواہاں ہیں''۔ (٧)

طلباء کی اصلاح، تربیت اور شفقت:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ طلباء کی ہر طرح اصلاح و تربیت فرماتے انھیں توحید و اتباع سنت کی ترغیب دیتے اور توجہ قلبی اور روحانی فیض سے دلوں کو منور کرتے ۔سلوک و معرفت کے حقائق دوران تدریس بیان فرماتے کہ طلباء کو وجد آجاتا۔ دورانِ درس حدیث طلباء سے عبارت پڑھواتے اور نہایت نرم خوئی اور نرم مزاجی کا مظاہرہ فرماتے، مولانا محمد امین صاحب ایک مرتبہ جامعہ انوارالعلوم کے دورہ حدیث میں شامل تھے اور پہلی مرتبہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے سامنے بخاری شریف کی عبارت پڑھتے وقت ڈر اور خوف سے ھمزہ وصل کا خیال نہ رکھ سکے آپ نے نہ ڈانٹا

اور نہ جھڑکا نہایت شفقت اور مہربانی کے انداز میں فرمایا بیٹے ایسے نہیں عبارت کو خود پڑھا اور همزہ وصلی وقطعی کا فرق سمجھایا۔ آپ طلباء کا بہت خیال رکھتے تھے اور ہمیشہ ان سے حسن سلوک سے پیش آتے اور انھیں درپیش مشکلات میں پوری توجہ کے ساتھ تشفی وتسلی کا سامان فرماتے۔

ایک مرتبہ تین طلباء مولانا محمد امین، نوید اختر، اور حافظ محمد یٰسین درجہ عالیہ کا امتحان دے کر فارغ ہوئے اور شام کو علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ اسوقت ترجمہ قرآن کے سلسلے میں مفتی محمد اقبال صاحب، مفتی محمد شفیعؒ اور دیگر علماء کرام کے ساتھ مصروف تھے جب خادم نے آکر اطلاع دی کہ تین طالبِ علم ملاقات کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے اپنی مصروفیت میں سے وقت نکالا اور علماء کرام کو فرمایا کہ تھوڑی دیر کے لیے باہر تشریف لے جائیں طالب علموں کو ہوسکتا ہے کوئی خاص بات کرنی ہو علماء کرام کے باہر تشریف لانے پر ہماری ملاقات ہوئی یہ طلباء پر آپکی خاص عنایت کا ثبوت ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اپنے شاگردوں کو مولانا کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔ آپکی شفقت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ شاگردوں پر کبھی ناراضگی اور برہمی کا اظہار نہ فرماتے۔

مدرسہ انوارالعلوم میں دورہ حدیث میں ایک حافظ صاحب جنکا نام حبیب اللہ تھا نابینا تھے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ انوارالعلوم پڑھانے تشریف لاتے تھے جب طبیعت خراب ہوتی تو طلباء کو گھر پر ہی بلا لیتے تھے۔ انوارالعلوم سے آپکے گھر کا فاصلہ تقریباً تین کلومیٹر تھا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حبیب اللہ صاحب کو کسی نے بتایا کہ آج حضرت گھر پر درس دیں گے انھوں نے رکشہ کیا اور گھر پہنچ گئے۔ وہاں کسی نے کہہ دیا کہ مدرسے میں پڑھائیں گے یہ رکشہ میں بیٹھے مدرسہ آگئے پھر پتہ چلا کہ نہیں گھر پر پڑھائیں گے یہ رکشہ میں بیٹھے پھر گھر پہنچ گئے اسطرح دیر ہوگئی۔ دوسرے سبق یعنی

ترمذی شریف میں شامل نہ ہو سکے اور کہنے لگے حضرت میں چونکہ نابینا ہوں مجھے آنے جانے میں تکلیف بھی ہوئی اور بارہ روپے بھی خرچ ہوئے آپ فرمادیا کریں سبق کہاں پڑھائیں گے یہ سن کر آپ نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دس دس روپے کے چار نوٹ نکالکر حافظ صاحب کو دیے اور تکلیف پر معذرت کی اور فرمانے لگے کہ یہ کرایہ میری طرف سے قبول کرلیں اور آئندہ جب بھی آپ آئیں کرایہ مجھ سے وصول کرلیا کریں۔ ان ہی حافظ صاحب کے کان میں ایک مرتبہ تکلیف ہوگئی اور یہ آپ سے کہنے لگے میرے کان میں تکلیف ہوگئی ہے آپ مدرسہ والوں سے کہیں کہ وہ علاج کے لیے میری مدد کریں۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک سو روپے کا نوٹ نکالا آپ حافظ صاحب سے فرمانے لگے آپ جانتے ہیں کہ میں ایک متوکل آدمی ہوں میری طرف سے یہ قبول کرلیں مدرسہ والوں کو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آپ اپنے مریدین اور تلامذہ سے بے حد محبت اور اپنائیت کا اظہار فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ سخت علیل ہوگئے اور نشتر اسپتال میں داخل تھے آپکے مریدین بھی عیادت کے لیے موجود رہتے تھے صاحبزادہ سجاد سعید کاظمی نے مولانا اللہ وسایا کو اللہ وسایا کہکر آواز دی تو علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سن رہے تھے فوراً صاحبزادے کو ڈانٹا اور کہا کہ تم نے اللہ وسایا کہہ کر کیوں پکارا یا تو بھائی اللہ وسایا کہو یا مولانا اللہ وسایا کہو۔ اس سے آپکی طلباء سے شفقت و محبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے''۔ (۸)

مساجد جہاں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے درس دیا:

حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مندرجہ ذیل (۹) مساجد میں درس دیا:

۱۔ مسجد حافظ شیر خان:

نومبر ۱۹۳۵ء میں مسجد حافظ شیر خان بیرون لوہاری دروازہ محلہ قدیر آباد میں درس کا آغاز فرمایا اور ۱۸ سال تک درس دیتے رہے۔ آپ نے بسم اللہ شریف پر چھ ماہ مسلسل درس فرمایا تھا۔

پہلے مشکوٰۃ شریف اور اسکے بعد بخاری شریف کا درس مکمل کیا۔ آپ یہ درس نماز فجر کے بعد دیا کرتے تھے۔ آپ درس قرآن کے بعد غوث بہاء الحقؒ کے مزار پر حاضری دیتے تھے۔ (۹)

۲۔ مسجد چپ شاہ:

آپ نے مسجد چپ شاہ میں بھی جامع مسجد حسنات کے قریب کڑی افغان میں بعد نماز عشاء درسِ حدیث شروع کیا۔ پہلے پہل مشکوٰۃ شریف اور پھر بخاری کے ادوار ہوتے تھے۔ (۱۰)

۳۔ جامع مسجد پھول ہٹ:

چوک شاہ مجید ملتان میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نماز فجر کے بعد درس دیتے رہے۔ آپ درس میں ترجمہ وتفسیر کے علاوہ تشریح الفاظ، شان نزول، متعلقہ احادیث اور مسائلِ فقہ بیان فرماتے تھے اور سوالات کے جوابات بھی دیا کرتے تھے۔ یہ مسجد شہنشاہ فرخ سیر کے حکم سے اٹھارویں صدی میں تعمیر ہوئی۔ (۱۱)

۴۔ مسجد درکھانا والی نواں شہر ملتان:

تقریباً ۱۰۰ سال پہلے یہ مسجد تعمیر ہوئی تھی مگر درس قرآن ۱۹۳۶ء میں شروع ہوا تھا۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ درس قرآن دیا کرتے تھے۔ (۱۲)

۵۔ مسجد مرکزی انوار العلوم کچہری روڈ ملتان:

۱۹۴۴ء میں یہ مسجد تعمیر ہوئی۔ اور اسوقت سے نمازِ فجر کے بعد علامہ کاظمی

علیہ الرحمہ درس قرآن دیتے رہے تھے۔آپ علمی وفکری مسائل کے علاوہ افکارِ حدیث بھی بیان فرماتے تھے۔ (۱۳)

۶۔مسجد غوثیہ قادری۔ضلع کہنہ ملتان:

مولانا حامد علی خانؒ (۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء) کے وصال کے بعد آپکی خانقاہ سے منسلک یہ مسجد تعمیر ہوئی تھی۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ مدتوں اس مسجد میں درس دیتے رہے تھے۔ (۱۴)

۷۔نوری مسجد ممتاز آباد ملتان:

۱۹۶۳ء میں یہ مسجد تعمیر ہوئی تھی۔ دیگر اکابرین کے علاوہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے بھی اس میں درس قرآن کی محفلیں سجائیں تھیں۔ (۱۵)

۸۔ شاہی مسجد عیدگاہ:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ ۱۹۳۵ء سے شاہی مسجد عیدگاہ میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے تھے اور نماز جمعہ وعیدین کی ساری زندگی امامت فرماتے رہے۔آپ نے دمِ آخر تک یہ فرائض انجام دیے۔تقریباً ۵۱ سال آپ نے بلا معاوضہ شاہی مسجد عیدگاہ میں امامت فرمائی۔ جامعہ اسلامیہ بہاولپور سے بھی جمعہ وعیدین پڑھانے کا یہ معمول جاری رہا۔ (۱۶)

۹۔مسجد دربار پیر:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے پیر سیّد صدرالدین شاہ گیلانی کے ارشاد پر مسجد دربار پیران

حضرت موسیٰ پاک شہید میں بعد نمازِ جمعہ مواعظ سے اہل ملتان کو فیضیاب کیا۔ اس کے علاوہ ہر جمعرات کو بعد نمازِ عشاء گھنٹہ گھر کے قریب ڈیرے والوں کے تھلہ پر بیان فرماتے تھے۔ (۱۷)

مدرسہ انوار العلوم ملتان :

جب بہاولپور میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ پر حملہ ہوا اور آپ شدید زخمی کر دیے گئے آپ تقریباً ایک ماہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہے بظاہر زندگی کی کوئی امید نہ تھی آپ نے فرمایا کہ ایک حسرت دل میں رہ گئی کہ کاش اتنی مہلت ملتی کہ کوئی ادارہ قائم کر جاتا جو اشاعت دین کا کام کرتا۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ایک قریبی ساتھی اور معتقد منشی اللہ بخش مرحوم (التوفی ۱۹۸۵ء/ ۱۳۷۹ھ) جو ایک متمول تاجر تھے نے تھوڑی دیر بعد ۱۰ ہزار روپے لا کر پیش کیے تا کہ ادارہ کا قیام عمل میں لایا جا سکے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنی اہلیہ کا زیور ایثار کرنے پر اسے بیچ کر اور ان ۱۰ ہزار روپوں سے ۱۳۶۳ھ بمطابق ۱۹۴۴ء میں ملتان کے محلّہ قدیر آباد میں کچہری روڈ پر انوارالعلوم کا سنگ بنیاد شوال ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۴ء میں حضرت مخدوم سیّد محمد صدرالدین شاہ گیلانیؒ (م ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۶ء) سجادہ نشین دربار حضرت موسیٰ شہید علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں رکھا۔ ایک تنگ و تاریک مکان میں قائم ہونے والا یہ ادارہ لوگوں میں علم کے فروغ میں اپنا کردار ادا کرتا رہا ہے اور اب علوم وفنون واسلامیہ کی ایک عظیم یونیورسٹی کی حیثیت اختیار کر کے جامعہ اسلامیہ عربیہ انوارالعلوم کے نام سے علم کی روشنیاں بکھیرنے میں مصروف عمل ہے۔ انوارالعلوم کے انوار سے عالمِ اسلام منور ہو رہا ہے۔ اس جامعہ کو قائم کر کے آپ نے ایک ایسا چراغ علم وحکمت روشن کیا ہے جسکی روشنی ہمیشہ جہالت کے اندھیروں کو اجالوں میں بدلتی رہے گی''۔ (۱۸)

مدرسہ انوار العلوم کے لیے نئی عمارت :

اپنے قیام کے بعد جلد ہی انوار العلوم ایک عظیم علمی مرکز بن گیا۔ اب کچہری روڈ والی عمارت ناکافی تھی۔ چنانچہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جامعہ انوار العلوم کی نئی عمارت کے لیے ملتان کی نئی آبادی نیو ملتان کے بلاک ٹی (چوک قذافی) (چوک کمہارانوالہ) سے جنوب میں ایک فرلانگ کے فاصلے پر ٹیلی فون ایکسچینج کے قریب ۱۹۸۴ء میں ہاؤسنگ سوسائٹی نیو ملتان سے ۵ کینال ۱۱ مرلہ پر محیط ایک پلاٹ خریدا۔

اس عمارت کا سنگِ بنیاد ۱۴ فروری ۱۹۸۵ء کو صبح ۱۱ بجے رکھا سنگِ بنیاد کی اس تقریب میں سجادہ نشین درگاہ عالیہ پیر سیّد وجاہت حسین گیلانی نے شرکت فرمائی۔ اس دارالعلوم کی نئی عمارت کی تعمیر کا آغاز صاحبزادہ علامہ سیّد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں ۱۹۸۹ء کو شروع ہوا۔ نقشہ کی تیاری اور دیگر امور کی انجام دہی میں عبدالسلام قریشی نے خلوص اور محنت سے دن رات کام کیا اور پھر ۲۹ جون ۱۹۹۴ء کو اس عمارت کی تعمیر کا باقاعدہ کام شروع ہوگیا۔ اسوقت جامعہ انوار العلوم کے متوّلی ومہتمم پروفیسر سیّد مظہر سعید کاظمی ہیں۔ اسکے ناظم اعلیٰ علامہ سیّد حامد سعید کاظمی ہیں اور شیخ الحدیث صاحبزادہ سیّد ارشد سعید کاظمی ہیں۔ مدرسہ انوار العلوم کی پرانی عمارت کچہری روڈ میں اب دارالقرآن انوار العلوم کا شعبہ البنات اور ماہنامہ السّعید کا دفتر کام کر رہا ہے۔ مدرسہ انوار العلوم سے ملحق دومنزلہ جامع مسجد انوار العلوم ہے۔ جامع مسجد کی تعمیر کی سعادت مرحوم چوھدری عبدالمجید سابق چیرمین رحیم بخش گروپ آف انڈسٹریز کے حصّہ میں آئی''۔ (۱۹)

جامعہ انوار العلوم کے ابتدائی اساتذہ کا مختصر تعارف :

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے انوار العلوم میں کیسے کیسے جواہر اساتذہ جمع کیے تھے اسکا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ ریلوے اسٹیشن ملتان کے قریب ایک قدیم بستی دائرہ کی ایک جامع مسجد ''اویس'' ہے۔ اس مسجد میں مولانا محمد صدیق جمعہ کی نماز پڑھایا کرتے تھے۔ آپ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ابتدائی شاگردوں میں سے تھے۔ نومبر ۱۹۵۰ء میں ایک نوجوان انگلینڈ سے کیمسٹری میں اعلیٰ تعلیم مکمل کر کے بستی دائرہ آیا۔ اس نوجوان کا نام الماس تھا۔ عربی اور فارسی خوب جانتا تھا۔ ہلکی داڑھی تھی۔ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر جب سب چلے گئے امام مسجد کے ساتھ چار پانچ آدمی رہ گئے تھے۔ الماس نامی اس نوجوان نے امامِ مسجد سے آکر باتیں شروع کر دیں اور اس نے طعن کی کہ تم ملاؤں کے پاس جدید دنیاوی علم نہیں جس سے مسلمان ترقی کر سکیں اور اس نے کیمسٹری میں اعلیٰ ڈگری کے گھمنڈ میں اس علم کی مبادیات کے بارے میں استفسار کیا امامِ مسجد اس نوجوان کی تشفی کے لیے اسے اپنے ساتھ لیکر امید علی گیاویؒ کے خدمت میں حاضر ہوئے اور الماس اور مفتی امید علی گیاویؒ کے درمیان گفتگو کا آغاز ہوا۔ مفتی صاحب نے روانی سے علمِ کیمیا اور اسکی مختلف شاخوں پر بات کی تو وہ نوجوان لندن کے انگریز استادوں کو بھول گیا اور پھر الماس ان کا شاگرد اور عقیدت مند بن گیا۔ (۲۰)

جامعہ انوار العلوم کے ابتدائی اساتذہ کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

جامعہ انوار العلوم کے پہلے صدر مدرس و شیخ الحدیث :

جامعہ انوار العلوم کے پہلے صدر مدرس و شیخ الحدیث علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ

کے بڑے بھائی اور پیر و مرشد اور استاد گرامی مولانا سیّد محمد خلیل کاظمی علیہ الرحمہ تھے آپکا مکمل تعارف علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی سوانح حیات میں دیا جا چکا ہے۔ (۲۱)

شیخ الحدیث عبدالحفیظ حقانیؒ:

علامہ محمد عبدالحفیظ حقانیؒ ابنِ مولانا عبدالمجیدؒ (۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) میں جامعہ عربیہ انوار العلوم میں بحیثیت شیخ الحدیث تشریف لائے تھے۔اور درس وتدریس فرماتے رہے۔آپ (۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء) میں بریلی کے محلّہ مداری دروازہ بریلی (انڈیا) میں پیدا ہوئے تھے۔ فارسی اور عربی کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی جو بہت بڑے عالم تھے۔بعض کتابیں مولانا عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ سے لکھنو میں پڑھیں۔ ۱۷ سال کی عمر اکثر و بیشتر علوم وفنون کی تحصیل کر لی۔آپ نے حضرت شاہ علی حسین اشرفیؒ سے بیعت و خلافت حاصل کی۔ ۱۹۲۰ء میں حضرت مفتی مبارک اعظم گڑھ کے مدرسہ میں مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۴ء میں انجمن تبلیغ الاحناف کی دعوت پر امرتسر تشریف لے گئے اور ''مسجد سکندر خان'' ہال میں خطابت کے فرائض انجام دیے۔ ۱۹۳۶ء مدرسہ نعمانیہ فراش خانہ دہلی میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ پھر ۱۹۵۵ء میں کراچی تشریف لے آئے ابتداء'' جناح مسجد'' میں مفتی وخطیب رہے پھر دارالعلوم مظہریہ کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔آپ نے کئی مناظرے بھی کیے اور اہلسنت کا بول بالا کیا اور مخالفین کو شکست دی۔آپ صاحبِ تصانیف بھی تھے اور آپ نے تصانیف کا قابلِ قدر ذخیرہ چھوڑا ہے۔

آپکا وصال ۵ ذی الحجہ، ۲۳ جون (۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء) میں ہوا۔ ملتان میں حسن پروانہ قبرستان میں سپردِ خاک ہوئے آپکے صاحبزادے مولانا محمد حسن حقانی اسوقت جامعہ انوار القرآن گلشن اقبال کے پرنسپل ہیں اور ممتاز عالمِ دین اور سابق رکن اسمبلی سندھ ہیں۔ (۲۲)

مفتی و مدرس و نائب مہتمم سیّد مسعود علی قادریؒ:

علامہ سیّد مسعود علی قادری رحمتہ اللہ علیہ ابن مولوی حافظ سیّد احمد علیؒ ۱۹۵۱ء میں دارالعلوم انوار العلوم ملتان تشریف لائے۔آپ نے انوار العلوم میں بحثیت مفتی و مدرس و نائب و مہتمم کے فرائض انجام دیے۔اور ۱۹۷۰ء تک یہیں اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔علامہ سیّد مسعود علی قادریؒ (۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء) میں علی گڑھ کی ایک ریاست بوڑھا گاؤں میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم مارہرہ ضلع ایٹہ میں پائی۔ ۱۹۱۹ء میں جامعہ لطیفہ علیگڑھ میں داخل ہوئے۔ یہاں مولانا عبدالرحمٰن علیہ الرحمہ سے عربی تعلیم حاصل کی۔آپ نے فاضل اساتذہ سے اکتسابِ علم وفیض کیا اور مختلف مدارس میں تدریسی فرائض انجام دیے۔مثلاً ۱۹۳۲ء مدرسہ نعمانیہ دہلی میں، ۱۹۳۴ء مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں میں مسندِ تدریس و افتاء پر فائز رہے۔ ۱۹۴۱ء مدرسہ عربیہ قادریہ بدایوں تشریف لے گئے اور تقریباً ۱۹۵۰ء تدریس افتاء اور انتظامِ مدرسہ پر فائز رہے اور پھر مدرسہ انوار العلوم آ گئے۔پھر دل کے عارضے کے باعث آپ بمعہ اہل وعیال کراچی منتقل ہوگئے اور دارالعلوم امجدیہ میں تدریس و افتاء کا کام شروع کر دیا اور جامع مسجد قصاباں صدر میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔آپ نے سلسلہ قادریہ میں حضرت مکھن میاں کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان ہی سے خلافت لی۔آپ نے دل کے دورے کے باعث ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء میں کراچی میں وصال فرمایا اور نارتھ ناظم آباد کے قبرستان میں ایک الگ قطعہ زمین حاصل کیا گیا جسمیں آپ آسودہ خواب ہیں (۲۳)

مفتی و مدرس امید علی گیاویؒ:

مفتی محمد امید علی گیاوی رحمتہ اللہ علیہ علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی دعوت پر (۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء) میں بحثیت مفتی و مدرس جامعہ انوار العلوم ملتان تشریف لائے اور تا حیات یہیں رہے۔آپکے والد کا نام دلاور حسین خان تھا۔مفتی امید علی خاں گیاوی علیہ الرحمہ (۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء) میں موضع سکھ ڈیرہ تحصیل شاہ آباد ضلع گیا (صوبہ بہار انڈیا) میں پیدا ہوئے تھے۔

آپ نے دینی تعلیم مولانا محمد رسول خاں ہزاروی صدر مدرس امداد الاسلام میرٹھ سے حاصل کی۔ متوسط کتابیں جامعہ اسلامیہ عربیہ امروہہ میں مولانا امین الدین سے پڑھیں۔ آخر میں مدرسہ عالیہ رامپور میں مولانا فضلِ حق رامپوری، مولانا وزیر محمد اور مولانا منور علی سے تکمیل علوم کی۔ آپ نے بعض مسائل کی تحقیق کے سلسلے میں مولانا شاہ احمد رضا فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ سے بھی استفادہ کیا۔ آپ بلند اخلاق، جامع العلوم اور بے مثال مدرس تھے۔ آپ نے (۱۳۸۳ھ/۱۹۲۴ء) میں وصال فرمایا اور حسن پروانہ قبرستان ملتان میں آسودہ خواب ہیں۔ (۲۴)

مفتی و مدرس عبدالکریم جامپوریؒ:

مولانا عبدالکریم جامپوری رحمتہ اللہ علیہ نے ۲۰ سال تک جامعہ انوار العلوم میں تدریسی فرائض انجام دیے۔ آپ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بمطابق جولائی ۱۸۹۸ء کو موضع گڑھ مضافات جام پور ضلع ڈیرہ غازی خاں میں پیدا ہوئے۔ آپکے والد کا نام مولانا محمد صدیق احمدانی بلوچ علیہ الرحمہ تھا۔ آپ ایک جیّد عالم دین تھے۔ مولانا عبدالکریم جامپوری نے ابتدائی تعلیم، قرآن مجید، کتب فارسی اور بعض کتب اپنے والد سے پڑھیں پھر کانپور میں مولانا مشتاق احمد کانپوریؒ سے حدیث کا درس لیا۔ آپکو فن رجال، حدیث، اصول حدیث اور فقہ حنفی پر مہارت حاصل تھی۔ خواجہ غلام حسن نقشبندی سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور انکے خلفائے مجاز میں سے تھے۔ آپ نے ملتان میں سکونت اختیار فرمائی۔ آپ مفتی امید علی خاں گیاوی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد شعبہ دارالافتاء انوار العلوم کے مفتی مقرر ہوئے۔ آپکا وصال ۱۹۶۴ء میں ہوا اور ڈیرہ غازی خاں جامپور میں آسودہ خواب ہیں۔ (۲۵)

مدرس مولانا سراج احمد خانپوریؒ:

سراج الفقہاء مولانا سراج احمد خانپوریؒ ابنِ مولانا احمد یارؒ نے بھی کچھ عرصہ جامعہ انوارالعلوم ملتان میں تدریسی فرائض انجام دیے۔ آپ (۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۶ء) میں قصبہ مکھن بیلہ مضافات خانپور ضلع رحیم یار خاں میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ پھر جامعہ فریدیہ چاچڑاں شریف سے مولانا غلام رسولؒ سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔ حدیث شریف کا درس مولانا امام بخشؒ سے لیا۔ ۱۳۱۷ھ میں تحصیل علوم سے فارغ ہوئے۔ دس سال کی عمر میں حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں بیعت ہوئے اور فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ آپ نے نوجوانی کے عالم میں تدریس کی ابتداء کی۔ پہلے ایک عرصہ تک رحیم یار خاں میں اور پھر اپنے گاؤں مکھن بیلہ میں تشنگانِ علم کو سیراب کیا۔ آخر میں مدرسہ عربیہ سراج العلوم خانپور میں بحثیت مفتی و مدرس عرصہ دراز تک کام کرتے رہے۔ آپ نے ۷۰ سال تک علوم دینیہ کا درس دیا اور بیشمار مشتاقانِ علم کو فیضیاب کیا۔ آپ کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ آپ تدریس کے علاوہ طویل عرصے تک منصبِ افتاء پر بھی فائز رہے۔ آپکی سراج الفتاویٰ ایک بلند پایہ علمی کتاب ہے۔ غزالی زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ آپکو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، مولانا سراج احمد خانپوریؒ کو سراج الفقہاء کا لقب علامہ کاظمی علیہ الرحمہ ہی نے دیا تھا۔ آپکا وصال (۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء) میں ہوا۔ آپ خانپور ضلع رحیم یار خاں میں آسودہ خواب ہیں۔ (۲۶)

جامعہ انوار العلوم کے پہلے ناظم اعلیٰ :

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ جب مدرسہ انوار العلوم قائم کیا تو علامہ سیّد حبیب احمد اُفق کاظمی ولد سیّد یوسف علی کاظمیؒ جو ۱۳۱۰ھ ۔ ۱۸۹۲ء امروہہ میں پیدا ہوئے ۔ اور ۱۳۹۶ھ بمطابق ۱۸، اگست ۱۹۷۶ء کو ملتان میں وفات پائی اور حضرت حسن پروانہ کے قبرستان میں دفن ہوئے) کو اس مدرسہ کا ناظمِ اعلیٰ منتخب فرمایا تھا ۔ (۲۷)

جامعہ انوار العلوم کے موجودہ اساتذہ :

اس وقت اسکے متولی ومہتمم جناب مظہر سعید کاظمی ہیں اور ارشد سعید کاظمی شیخ الحدیث انوار العلوم کے فرائض انجام دے رہے ہیں اور انکے ساتھ دیگر اساتذہ جناب مولانا ممتاز احمد چشتی ، مولانا عبد الحکیم چشتی ، مفتی غلام مصطفیٰ رضوی ، مولانا عبد العزیز سعیدی ، مفتی محمد اقبال سعیدی ، مولانا محمد آصف رضوی ، مولانا محمد اقبال سعیدی ، مولانا پیر الطاف حسین شاہ بخاری ، مولانا محمد اکرم سعیدی اور مولانا سعید احمد سعیدی خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ شعبہ حفظ کے اساتذہ اسکے علاوہ ہیں ۔ (۲۸)

جامعہ انوار العلوم کا تعلیمی بورڈ اور ڈگری :

جامعہ انوار العلوم ملتان کا تعلیمی نصاب تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان سے ہم آہنگ ہے ۔ اسکی آخری سند الشہادۃ العالمیہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن سے ایم اے عربی و اسلامیات

کے مساوی ومنظور شدہ ہے۔ ہر سال جامع انوارالعلوم سے مختلف طلبہ مختلف درجات میں تنظیم المدارس پاکستان کے تحت امتحانات میں شریک ہوتے ہیں۔تنظیم المدارس پاکستان کے تحت الشہادۃ الثانویہ الخاصہ (مساوی ایف اے)، الشہادۃ العالیہ (مساوی بی اے) کے امتحانات میں بھی جامعہ کے طلبہ شرکت کرتے ہیں۔ جامعہ انوارالعلوم میں تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، ادب، اسماء الرجال، علم الکلام، علمِ مناظرہ، عربی ادب، صرف ونحو اور منطق وفلسفہ کے ساتھ جدید تعلیم اور کمپیوٹر کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔مکمل عالم بنانے کا کورس ۸ سال کا ہوتا ہے اور مفتی بنانے کا کورس بھی شروع کر دیا گیا ہے۔اسکے علاوہ قرآن پاک بھی حفظ کروایا جاتا ہے۔ (۲۹)

جامعہ انوارالعلوم کی لائبریری:

''جامعہ انوارالعلوم ملتان کے کتب خانہ میں فنون کی درسی اور غیر درسی ہزاروں کتب کے ساتھ علمی نسخے بھی موجود ہیں اور جامعہ کی لائبریری میں اسوقت دس ہزار سے زائد کتب موجود ہیں''۔ (۳۰)

جامعہ انوارالعلوم سے فارغ التحصیل چند فضلاء:

اس عظیم درسگاہ سے ہزاروں علماء نے سندِ فراغت حاصل کی اسکے علاوہ بے شمار قاری اور حفاظ بھی اس درسگاہ سے فارغ ہوئے۔ جامعہ انوارالعلوم ملتان کی کارکردگی کا اندازہ جامعہ انوارالعلوم سے فیض یافتہ چند مشہور فضلاء کی فہرست سے بخوبی ہو جاتا

ہے۔ ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر مفتی سیّد شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ   ۲۔ علامہ مفتی محمد حسن حقّانی (کراچی)

۳۔ علامہ مشتاق احمد چشتی (شیخ الحدیث جامع انوار العلوم)

۴۔ علامہ مفتی منظور احمد فیضیؒ (احمد پور شرقیہ)   ۵۔ مولانا خورشید احمد فیضی ظاہر پیر

۶۔ علامہ مولانا عبد المجید اویسی (رحیم یار خان)   ۷۔ مولانا پیر محمد (پشاور)

۸۔ علامہ مفتی غلام سرور قادری (لاہور مشیر وفاقی شرعی عدالت)

۹۔ علامہ سیّد ارشد سعید کاظمی (ملتان)

۱۰۔ علامہ مفتی محمد اقبال سعیدی (نائب شیخ الحدیث انوار العلوم)

۱۱۔ علامہ مقصود احمد قادری (خطیب داتا دربار لاہور)

۱۲۔ علامہ حسن الدین ہاشمی لانس اینجلس امریکہ

۱۳۔ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ (کراچی)

۱۴۔ مولانا سیّد سعادت علی قادری (کراچی)   ۱۵۔ علامہ عبد العزیز چشتی (ملتان)

۱۶۔ شارح صحیح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی (دار العلوم نعیمیہ کراچی)

۱۷۔ مولانا مفتی عبد الغفور ہارون آباد   ۱۸۔ علامہ مولانا عبد الحکیم چشتی (ملتان)

۱۹۔ علامہ ممتاز احمد چشتی (ملتان)   ۲۰۔ علامہ مفتی غلام مصطفیٰ رضوی (ملتان)

۲۱۔ مولانا غلام فرید ہزارویؒ (گوجرانوالہ)   ۲۲۔ مولانا محمد شریف ہزاروی

۲۳۔ مولانا خدا بخش اظہرؒ (شجاع آباد)   ۲۴۔ علامہ مولانا محمد جعفر علیہ الرحمہ

۲۵۔ پروفیسر حافظ اللہ یار فریدی (ملتان) (سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج جلالپور پیروالا)

۲۶۔ مولانا مفتی ہدایت اللہ پسروری (مہتمم ہدایت القرآن ملتان)

۲۷۔ مولانا حاجی نذیر احمد مہروی (صدرِ مدرس جامعہ غوثیہ تعلیم القرآن لنگ ذولت گیٹ ملتان۔)

۲۸۔ علامہ مفتی احمد سعید سعیدی (انگلینڈ)

۲۹۔ مفتی حبیب رحمٰن کوئٹہ

۳۰۔ مفتی عزیز الحق قادری سعیدی (چٹاگانگ بنگلہ دیش) (۳۱)

تحریکوں کا مرکز:

جامعہ انوار العلوم ملتان ہر دور میں دینی اور اسلامی تحریکوں کا مرکز رہا ہے۔تحریکِ پاکستان سے تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ، تحریکِ ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء اور تحریکِ ختمِ نبوّت ۱۹۷۴ء تک انوار العلوم نے اپنا کردار بھرپور طریقے سے انجام دیا ہے۔ (۳۲)

جامع انوار العلوم کی علمی وفکری خدمات:

جامع انوار العلوم کی علمی وفکری خدمات کے ضمن میں بانی دار العلوم علامہ سیّد سعید کاظمی علیہ الرحمہ نے پہلے ''ماہنامہ قائد ملتان'' اور پھر ''ماہنامہ السّعید ملتان'' انوار العلوم ملتان سے جاری کیے انکے دفاتر انوار العلوم میں ہوتے تھے اور اسطرح جامعہ انوار العلوم نے فروغ علمی وفکری اور نشر و اشاعت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھا۔اشاعتی میدان میں دونوں رسالوں نے اپنے اپنے وقت میں علمی، ادبی، اور دینی حلقوں میں بے پناہ پذیرائی حاصل کی۔ اہلِ ذوق اشخاص آج بھی ماہنامہ السّعید کا مطالعہ کرتے ہیں۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد آپکے جانشین علامہ مظہر سعید کاظمی مہتمم جامعہ انوار العلوم کی قیادت میں ''کاظمی پبلیکشنز'' کچہری روڈ ملتان کے نام سے ایک فعال اشاعتی ادارہ وجود میں آیا جس نے کاظمی علیہ الرحمہ کی تفسیر التبیان پارہ اوّل اور ترجمہ قرآن البیان کے دو ایڈیشن اور دیگر کتب شائع کیں۔
انوار العلوم کے شعبہ نشر و اشاعت بزمِ سعید نے مقالاتِ کاظمی تین حصّے اور محدث امروہہ سیّد محمد خلیل کاظمی علیہ الرحمہ کا دیوان ''نور و نکہت'' شائع کیے ہیں۔ جبکہ صاحبزادہ سیّد ارشد سعید کاظمی کے رسائل میلاد النبی، زیارتِ قبور، تسکینِ دل، بدعت، تقدیر اور تدبیر، اصلاح المسلمین، موحد کی صدا، الفاتحہ، نظام کائنات میں مشیت و حکم کا ظہور، ترجمہ مجموعہ صد احادیث اور علم غیب ہزاروں کی تعداد میں چھپوائے ہیں۔ اسکے علاوہ حال ہی میں قدم الشیخ عبدالقادر علی رقاب الاولیاء الاکابر، انوار العارفین، انوار البیان مصنف علامہ مولانا ممتاز احمد چشتی (خطیب و مدرس جامعہ انوار العلوم ملتان) بھی شائع ہو چکی ہے اسکے علاوہ علماء کرام اور دیگر لکھنے والوں کے علمی مضامین ماہنامہ السعید کے توسط سے عوام تک پہنچتے رہتے ہیں۔ اسکے علاوہ ''بزمِ سعید'' انوار العلوم کی طرف سے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا ترجمہ قرآن اور تصانیف۔ تسبیح الرحمٰن عن الکذب والنقصان، تسکین الخواطر، معراج النبی، حیات النبی، تقریر منیر، حجیت حدیث، تحقیق قربانی، الظل والفی، کتاب التراویح، الحق المبین، اسلام اور سوشلزم، اسلامی معاشرے میں طلباء کا کردار، التبشیر برد التحذیر، اسلام اور عیسائیت جیسی کتب و رسائل کی اشاعت ہوئی۔ (۳۳)

جامع کے طلباء کی اخلاقی و روحانی تربیت:

جامعہ کے طلباء کی اخلاقی و روحانی تربیت کے لیے جامعہ انوار العلوم میں

تدریس سے پہلے با قاعدہ اسمبلی ہوتی ہے جسکا آغاز تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے اور پھر نعت اور قصیدہ بردہ شریف پڑھا جاتا ہے۔ پھر اساتذہ میں سے کوئی ایک اخلاقی تعلیمات پر مبنی درس دیتا ہے۔ اسکے علاوہ طلباء کی روحانی تربیت کے لیے جامع مسجد میں محفل ختم خواجگان منعقد ہوتی ہے۔ علامہ سیّد ارشد سعید کاظمی اسکے روح رواں ہیں۔ (۳۴)

جامع انوارالعلوم میں پہلا افتتاحی تاریخی جلسہ:

جامعہ عربیہ انوار العلوم کا افتتاحی جلسہ ۹۔۱۰۔۱۱ دسمبر ۱۹۴۴ء کو باغ لانگے خان ملتان میں منعقد ہوا تھا جسمیں برِ صغیر کے جلیل القدر علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی تھی۔ اس جلسے میں شرکت فرمانے والے ممتاز علماء کرام کے اسم گرامی یہ ہیں۔

۱۔ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ (بریلی شریف)

۲۔ مولانا محدّث کچھوچھوی علیہ الرحمہ ۳۔ مولانا سیّد محمد خلیل کاظمی علیہ الرحمہ

۴۔ مولانا سراج احمد خان علیہ الرحمہ (مکھن بیلہ) ۵۔ مولانا سیّد احمد ابوالبرکات علیہ الرحمہ

۶۔ مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ ۷۔ مولانا محمد عبدالحفیظ علیہ الرحمہ

۸۔ شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمہ ۹۔ مولانا محمد یار صاحب فریدی علیہ الرحمہ

۱۰۔ مولانا قطب الدین جھنگوی علیہ الرحمہ ۱۱۔ مولانا غلام جہانیاں علیہ الرحمہ (ڈیرہ غازی خان)

۱۲۔ مولانا محمد عمر علیہ الرحمہ (اچھرہ لاہور)

۱۳۔ مولانا حاجی شاہ صاحب فریدی علیہ الرحمہ (رحیم یار خان)

۱۴۔ مولانا محمد مظہر الدین صاحب مدراسی علیہ الرحمہ

۱۵۔ مولانا صوفی غلام ربّانی صاحب چشتی علیہ الرحمہ (لاہور)

۱۶۔ مولانا ابو یوسف محمد شریف صاحب سیالکوٹی علیہ الرحمہ

۱۷۔ مولانا محمد عبداللہ سندھی احمد پور علیہ الرحمہ (رحیم یار خان)

۱۸۔ مولانا محمد مفتی عبدالواحد علیہ الرحمہ (خان پور)

۱۹۔ مولانا حافظ سراج احمد صاحب علیہ الرحمہ (خان پور)

۲۰۔ مولانا عبدالکریم صاحب بہاولپوری رح (۳۵)

تنظیم المدارس کا قیام:

تنظیم المدارس اہلسنت کے عربی مدارس کی ملک گیر تنظیم ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے ملک بھر میں اہلِسنت مدارس میں باہمی رابطہ اور نصابِ تعلیم میں یکسانیت پیدا کرنے کی غرض سے تنظیم المدارس کی تشکیل کی۔ ۱۹۶۰ء میں جامعہ نعیمیہ میں اسکی باقاعدہ تنظیم کی گئی۔ تنظیم المدارس دینی مدارس کا وہ بورڈ ہے جو پورے پاکستان میں اہلسنت و جماعت کے مدارس کے طلباء کا امتحان لیتا ہے۔ اور اسکی ڈگری حکومتِ پاکستان نے ایم اے عربی اور اسلامیات کے مساوی کی ہوئی ہے۔ جب حکومت نے انتخابات میں حصہ لینے والے امیدواروں کا بی اے ہونا لازمی قرار دیا تو تنظیم المدارس (اہلسنت) کی سند پر بھی علماء کرام نے حصہ لیا۔ (۳۶)

تنظیم المدارس کے بانی وصدر:

جنوری ۱۹۷۴ء میں علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادریؒ تنظیم المدارس کے صدر منتخب ہوئے۔

انکی علالت کے باعث علامہ کاظمی علیہ الرحمہ تنظیم المدارس کے بانی ہونے کے علاوہ تا حیات صدر بنے۔ آپ ۲۸ نومبر ۱۹۷۶ء کو تنظیم المدارس کے صدر منتخب کیے گئے تھے اور آپکی وفات کے بعد جانشین علامہ سیّد مظہر سعید کاظمی تنظیم المدارس کے صدر منتخب کیے گئے۔ یہ اس دور کی بات ہے جب کسی کے ذہن میں اس قسم کا ادارہ بنانے کا خیال نہ تھا اور جب کاظمی علیہ الرحمہ نے اس ادارے کی بنیاد ڈالنا چاہی تو اسوقت کوئی شخص اس ادارے کی افادیت واھمیت تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھا اور علماء اہلسنت نے بھی اس ادارے کی اہمیت وافادیت کو نظرانداز کرتے ہوئے وقت دینا بے سود سمجھا۔ اسوقت اس ادارے کو اس مقام تک پہنچانے میں بنیادی کردار علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے انجام دیا۔ اسکے قیام سے لیکر اسناد کی منظوری تک کامیابی کے ہر مرحلے میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی پرخلوص قیادت کا دخل ہے۔ تنظیم المدارس کا تمام کام علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے تن تنہا چلایا۔ خود ہی پرچے بناتے تھے اور خود ہی ان پرچوں کو مختلف مدارس میں پہنچانے میں بھی سرگرم نظر آتے تھے۔ آپ طلباء اور اساتذہ کو ترغیب دلاتے تھے۔ اور ان امتحانات کی مستقبل میں اہمیت کو باور کرواتے تھے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی اس محنت وثمر کا نتیجہ آج تنظیم المدارس کی اہمیت وکارکردگی سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ اسوقت تنظیم المدارس کے ساتھ ہزار سے زائد سنّی مدارس ملحق ہیں انکے امتحانات مرکزی سطح پر ہوتے ہیں۔ (۳۷)

بحثیت خطیب:

منصبِ علم وتعلم تو بہت سوں کو نصیب ہے مگر حسنِ تکلم قدرت ہر ایک کو عطا نہیں کرتی۔ صاحب کتاب تو ہیں مگر وصفِ خطاب سے خالی ہیں۔ علم کا سمندر ہیں طالبانِ علم کی تشنگی کا مداوا نہیں کر پاتے، مگر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ وسعتِ علمی کے ساتھ ساتھ اعلیٰ ترین خطیبانہ صلاحیتوں کے بھی مالک تھے۔ آپ زورِ

بیان اور حسنِ بیان دونوں سے مزین تھے۔ جس موضوع پر خطاب فرمایا بحرِ علم کے آبدار موتی بکھیرتے چلے گئے۔

صاحبزادہ علامہ حامد سعید کاظمی کے بقول ''علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ کو فلسفہ و منطق سے بہت زیادہ شغف تھا اسی لیے آپکی تقاریر میں فلسفہ و منطق کا رنگ غالب رہتا تھا۔ چنانچہ ابتدائی دور کے خطابات بہت مشکل، فلسفیانہ اور منطقی ہوتے تھے اور فلسفے اور منطق کی اصطلاحات علماء کے لیے قابل فہم ہوسکتی تھیں چنانچہ ابتداء آپکے خطابات صرف علماء کے لیے ہوتے تھے اور تفسیر و حدیث میں مہارت اور تقاریر کے دشوار ہونے کے باوجود اکابر علماء و مشائخ نے آپکے لیے تقریر و خطابات کے مواقع فراہم کیے اور اپنے اپنے حلقوں میں آپکا تعارف کروایا۔ چنانچہ اکثر کتابوں میں تذکرہ ملتا ہے کہ آپ کسی نہ کسی بزرگ کی دعوت پر خطابات کے لیے آئے اور اسطرح عوام الناس میں شناسائی حاصل کی۔ آپ نے اپنے اندازِ خطاب کو عام فہم بنانے کے لیے عوام الناس کی سطحِ فہم کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنے ابتدائی دور کی فلسفیانہ اور منطقی استدلال کو روزمرّہ زندگی کی سادہ ترین مثالوں سے آسان اور عام فہم بنادیا کہ مجمع میں ہر شخص بآسانی سمجھ جاتا۔ جیسے ایک موقع پر آپ حب رسول کے حوالے سے معیار محبت کا ذکر فرمارہے تھے کہ محبت کا معیار خود زبانِ نبوت سے ملتا ہے نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں:

''حبك الشئی یعمی و یصم'' (۳۸)

ترجمہ: ''کسی بھی چیز کی محبت تجھے اندھا کردیتی ہے اور بہرہ کردیتی ہے''

تو اسکے عیب نہیں دیکھ سکتا، اسکی برائی نہیں سن سکتا۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! اس بات کو ایک مثال سے سمجھو ایک شخص کو ایک کبڑی عورت سے عشق ہوگیا لوگوں نے تمسخر کیا۔ وہ شخص کہنے لگا اے لوگو! یہ عورت کبڑی نہیں ہے لوگ حیران ہوئے اور مذاق اڑانے لگے کہ محبت کے مارے اسے اتنا بڑا عیب نظر نہیں آتا۔ اگر یہ کبڑی نہیں تو کیا ہے وہ شخص کہنے لگا کہ لوگو تم نے کبھی پھول کے بوجھ سے جھکی ہوئی شاخ دیکھی ہے شاخ نرم و نازک ہوتی ہے پھول کا وزن کتنا ہوتا ہے لیکن یہ شاخ اتنا وزن اور اتنا سا بوجھ بھی نہیں اٹھا سکتی اور جھک

جاتی ہے اسی طرح یہ عورت بھی اتنی نازک ہے کہ یہ اپنے حسن کا بوجھ برداشت نہیں کرسکی اور جھک گئی۔ اے لوگو! کبڑا پن عیب ہے برائی ہے لیکن محبت بھری آنکھ نے اس عیب کو کمال بنا دیا۔ محبت تو وہ چیز ہے جو عیب کو کمال بنا کر پیش کر دیتی ہے اگر کسی شخص کو بے عیب ذات میں عیب نظر آنے لگیں وہ ہستی جس میں رب نے کوئی نقص نہ چھوڑا ہو کوئی برائی کوئی خامی پیدا ہی نہ کی ہو اور کچھ لوگ اگر اس بے داغ، بے عیب ہستی میں عیب ڈھونڈنے لگ جائیں تو بتاؤ کیا وہ نبی پاک ﷺ سے محبت کے دعوے میں سچے ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ڈیرہ غازی خان میں خطاب کرتے ہوئے آپ نے نورانیت مصطفیٰ ﷺ پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''اے لوگو یہ پھول حسین ہے خوبصورت ہے دلکش ہے کلیوں میں بھی حسن ہے تتلیوں میں بھی حسن ہے ذرا یہ بتاؤ یہ چیزیں خود بخود اپنی مرضی سے حسین و جمیل بن گئیں یا یہ جمال یہ حسن کسی ہستی نے انکو بخشا ہے ہر مسلمان ذی شعور مانے گا کہ یہ حسن و جمال دراصل عطاءِ ربانی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے یہ حسن دراصل اسی خالق کا ہے جو پھولوں اور کلیوں میں تتلیوں اور جگنوؤں میں چھلکتا ہے۔ اسی طرح مجھے یہ بتاؤ کہ اسوقت آسمان پر چاند روشن ہے دن کو سورج طلوع ہوگا اسکی چمک اسکی چکا چوند سے کوئی بھی شخص آنکھیں چار نہ کر پائے گا۔ اے لوگو! یہ بتاؤ چاند کو سورج کو یہ روشنی یہ نور کس نے دیا ہے یا یہ از خود روشن ہو گئے یہ عطائے الٰہی ہے یہ نور حقیقتاً رب کا نور ہے جو کبھی سورج میں کبھی چاند میں کبھی شمع میں کبھی طور پر کبھی حرا میں چمکتا ہے۔ اے لوگوں اپنے آپ سے پوچھ کر اپنے دل سے پوچھ کر اپنے ضمیر سے پوچھ کر جواب دینا اگر ہمارے رب کا حسن پھولوں اور کلیوں میں جھلکے تو یہ شرک نہیں اگر اس کا نور چاند سورج میں چمکے تو یہ شرک نہیں تو اگر اس کا علم و اختیار اسکے محبوب میں نظر آئے تو یہ شرک کیوں کر ہو سکتا ہے۔ سلاستِ بیان، زورِ بیان اور پرزور دلائل کے باعث عوام کئی کئی گھنٹے تک نہایت دلجمعی اور اطمینان سے سماعت کرتے تھے۔ عام مبلغین سے ہٹ کر انکا

اندازِ خطابت جذباتی نہ تھا بلکہ مدلّل ،علمی اور تحقیقی تھا۔اشعار کا استعمال آپکی تقاریر میں کبھی کبھار ہی ملتا تھا۔آپ قرآن ،حدیث ،تفسیر وفقہ کی روشنی میں خطابات سے قلوب واذہان کو معطر کرتے تھے۔قرآن کریم کی چھوٹی سی آیت کریمہ یا مختصر حدیث نبوی ﷺ سے آپ ایسے ایسے مطالب و نکات نکال لیتے تھے جو عام پڑھے لکھے آدمی کو تو چھوڑیے بڑے بڑے فضلاء کی دسترس سے باہر ہوتے تھے۔آپ فلسفیانہ نکتہ نوازی اور پرزور استدلال کے ذریعے اپنی بات کو روح میں اتار دیتے تھے۔آپ کی تقریر میں اسوقت ایک خاص کیفیت پیدا ہو جاتی تھی جب نبی اکرم ﷺ کی صفات و کمالات کا بیان فرماتے۔آپ کی تقاریر کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ سامعین میں موجود مختلف عقائد اور نظریات کے حامل لوگوں کی دل آزاری نہ کرتے۔آپکی معتدل مزاجی کی وجہ تھی کہ ہر مسلک اور عقیدے کے لوگ آپکا احترام کرتے تھے۔آپکے خطابات میں اپنے مسلک کی ترجمانی ہوتی تھی اگر مخالفین اور معترضین کا رد بھی کرتے تو نہایت شستہ اور مہذبانہ انداز میں جس سے اعتراض بھی رفع ہو جاتا اور کسی کی دل آزاری بھی نہ ہوتی۔مخالفین کو گالیاں دینا ،برا بھلا کہنا اور نامناسب اندازِ گفتار سے آپکی تقریر پاک ہوتی تھی بلکہ آپ فرماتے تھے کہ آدمی گالی اسوقت دیتا ہے جب اسکے پاس دلیل ختم ہو جاتی ہے۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے خطابات کی ایک خاص بات یہ تھی کہ آپ اپنی تقاریر میں خود اعتراضات پیدا کرتے تھے اور ان کو سن کر ایسا لگتا تھا کہ انکا جواب تو شاید ہی ممکن ہو لیکن آپ خود ہی دلائل سے ان اعتراضات کے جوابات دیتے تو لگتا کہ یہ تو انتہائی بے وقعت ہیں۔سامعین نہ صرف مطمئن اور محظوظ ہوتے بلکہ دم بخود رہ جاتے اور آپکے دلائل کے انوار انھیں شکوک وشبہات سے نکال کر حقائق تک پہنچا دیتے اور کوئی تشنگی باقی نہ رہتی۔جامعہ انوارالعلوم کا سالانہ جلسہ جو لانگے باغ میں منعقد ہوا تھا۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا خطاب ہو رہا تھا۔

آپ نے اپنی تقریر کے دوران حسب عادت جب اعتراضات پیدا کرنا شروع کیے اور خود ہی انکے مدلل جوابات بھی دیے تو مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمہ جو اسٹیج پر بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے عرض کیا کہ کاظمی صاحب اگر آپکے اعتراضات لوگوں کے ذہنوں میں رہ گئے اور انکے جوابات ہماری یادداشت میں محفوظ نہ رہ سکے تو ہم ہر زمانے میں غزالی دوراں کہاں سے لائیں گے اور ان اعتراضات کے جواب کون دے گا تو آپ ایسے اعتراضات وارد نہ کریں جنکے جوابات دوسروں سے نہ بن پڑیں۔ اسی طرح ہیڈ پنج پر ایک جلسے میں جب علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنی تقریر کے دوران اعتراضات پیدا کرنے شروع کے تو وہاں پر موجود مولانا محمد ظریف صاحب نے بھی علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے درخواست کی تھی کہ حضرت آپ وہ اعتراض ڈھونڈ کر لاتے ہیں جو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ اگر ہمیں اعتراضات یاد رہ گئے اور جوابات فراموش ہو گئے تو ایمان کی حفاظت مشکل ہو جائے گی۔

اگر تقریر کے دوران کوئی اعتراض کرتا تو آپکے ماتھے پر کوئی شکن نہ آتی اور نہ ترش لہجہ اختیار فرماتے بلکہ نہایت مہذبانہ اور نرم انداز میں معترض کی بات کا جواب دیتے کہ وہ آپکی شائستگی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ ایک روز مسجد انوار العلوم میں آپ جمعہ کا وعظ فرما رہے تھے کہ ایک معترض نے اٹھ کر وعظ کے دوران اعتراض کیا اسپر چند لوگوں نے معترض کے لیے سخت انداز اختیار کیا مگر کاظمی علیہ الرحمہ نے لوگوں کو منع فرمایا اور پیار اور محبت سے اس معترض کے اعتراض کو سنا۔ اس نے اپنے اعتراض کے حق میں ایک مختصر سی تقریر کر ڈالی۔ آپ نے اسکی گفتگو صبر و سکون سے سماعت فرمائی اور پھر نہایت نرم خوئی سے اسکے شافی اور مضبوط دلیلوں سے جوابات دیے کہ وہ شخص روتا ہوا اٹھا اور کاظمی علیہ الرحمہ کے ہاتھ چوم لئے۔ (۳۹)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی تقریریں نکتہ آمیز اور بڑی دلیلوں سے مزین ہوتی تھیں جسکا اظہار ایک مرتبہ حضرت علامہ محدث اعظم ہند ابوالحامد سیّد محمد اشرفی جیلانی محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ جوخود ایک عظیم خطیب تھے، نے فرمایا تھا: ''میں جہاں جاتا ہوں بہت سے علماء کی تقاریر سننے کا اتفاق ہوتا ہے اور اپنے مسلک وعقیدہ کے اثبات میں وہی دلائل ہوتے ہیں لیکن مولانا احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ ایک ایک دلیل سے کئی کئی دلیلیں پیدا کرتے ہیں اور نئی نئی تحقیقی باتیں سننے میں آتی ہیں''۔ (۴۰)

مولانا قاری ضیاء الحامدی نقشبندی لکھتے ہیں کہ: ''ایک موقعہ پر پاکستان کے نامور علماء کا اجتماع تھا حضرت غزالی زماں خطاب فرمارہے تھے، حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا'' خدا عمر دراز فرمائے اسلام کا شیر گرج رہا ہے یہی بندہ کے جذبات ہیں''۔ (۴۱)

مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ کاظمیؒ کے مثل خطیب ہونے کا اظہار اسطرح فرمایا تھا کہ: ''علامہ ابوالبرکات محدث اعظم پاکستان تقریر کریں گے تو سو فیصد مسائل اور دلائل ہونگے۔ اور میں خود یا مولوی بشیر (مولانا ابوالنور کوٹلوی) تقریر کریں گے تو آدھے شعر ہونگے اور آدھے مسائل ہونگے اور فلاں فلاں تقریر کریں تو باتیں ہی باتیں مثالیں اور لفاظی محض ہوگی اور فرمایا علامہ کاظمیؒ کی تقریر سمجھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے''۔ (۴۲)

آپ کی تقریر اتنی جامع، فصیح وبلیغ اور علمی نکات سے مزین ہوتی تھی کہ لوگ متاثر ہوکر آپکے حلقہ ارادت میں شامل ہوجاتے تھے۔ جناب حکیم حاجی نور محمد صاحب مرحوم لاہور میں ہرسال ۱۲ ربیع الاول شریف اپنے گھر سے مرکزی جلوس عیدمیلا دالنبی کا افتتاح فرماتے تھے۔ آپ ساری زندگی کسی کے مرید نہ ہوئے تھے۔ علامہ کاظمیؒ کی تقریر جامع مسجد وزیر خاں میں ہونے والی تھی علامہ محمد فاضل عباسی سعیدی (لاہور) حاجی صاحب کو وہاں لے گئے۔ آپ علامہ کاظمیؒ کی تقریر سن کر اسقدر

متاثر ہوئے کہ انکے ہاتھ پر بیعت ہوگئے''۔ (۴۳)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی فصاحت و بلاغت کا اظہار شہزادہ اعلحضرت مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفٰی رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ الرحمہ نے بھی فرمایا تھا: ''قیام پاکستان سے پہلے یہ اسوقت کا واقعہ ہے جب علامہ کاظمی علیہ الرحمہ امروہہ میں ہی قیام پذیر تھے۔ اپنے برادرِ معظم محدث امروہہ علامہ خلیل کاظمی علیہ الرحمہ کے ساتھ مولانا احمد رضا فاضلِ بریلویؒ کے عرس میں شریک ہوئے۔ جلسہ تھا ہزاروں علماء اہلسنت رونق افروز تھے اور وقفہ وقفہ سے تقاریر کا سلسلہ جاری تھا۔ جب علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے خطاب کے باری آئی اور آپ نے اعلحضرت کے کارناموں پر فصیح و بلیغ تقریر فرمائی تو شہزادہ اعلحضرت جو اپنے دارالافتاء میں رونق افروز تھے، وہاں کاظمی علیہ الرحمہ کی تقریر کی آواز سن رہے تھے۔ آپکی روانی اور فصاحت جامعیت اور استدلال و بلاغتِ تقریر کی تعریف شہزادہ امام احمد رضاؒ نے اس طرح کی ''امروہہ کے چھوٹے شاہ صاحب تقریر کررہے ہیں ماشاء اللہ خوب فصاحت ہے بہت اچھا مطالعہ ہے ماشاء اللہ بارک اللہ''۔ (۴۴)

مفتی غلام مصطفٰی رضوی صاحب لکھتے ہیں کہ: ''علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا خطاب کا انداز انتہائی اچھوتا اور نرالا تھا۔ آپ نے واقعہ معراج پر انتہائی موثر اور دلنشین انداز میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ ''معراج کی رات مسئلہ حل ہوگیا اور بتادیا کہ دیکھ لو نورِ مبین نیچے ہے اور مصطفٰی ﷺ اوپر ہیں۔ اگر وہ اسکے محتاج ہوتے تو اسکے بغیر نہ رہ سکتے تھے کیونکہ جو چیز کا محتاج ہوتا ہے وہ اسکے بغیر نہیں رہ سکتا زمین کے بغیر جب آقا رہ گئے تو معلوم ہوا وہ زمین کے محتاج نہیں تھے اور حضور جب معراج پر تشریف لے گئے پانی نیچے رہ گیا۔ آگ نیچے رہ گئی، ہوا نیچے رہ گئی تاکہ پتا چلے کہ ہمارے آقا ان چیزوں کے محتاج نہیں ہیں شاید کوئی یہ گمان کر لیتا حضور آسمان کے محتاج ہیں تو اللہ تعالٰی

نے فرمایا کہ پیارے پہلے آسمان کو چھوڑ کر دوسرے آسمان پر آجا۔ تو آسمان کا بھی محتاج نہیں اور کوئی یہ سمجھتا ہے کہ دوسرے آسمان کے آپ محتاج ہیں تو فرمایا اسکو چھوڑ تیسرے آسمان پر آجا پھر چوتھے پر بلایا پانچویں چھٹے اور ساتویں پر بلایا پھر عرش پر بلایا حضور عرش پر پہنچے تو شاید لوگ یہ سمجھتے کہ آپ عرش کے محتاج ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا پیارے عرش کو چھوڑ دے تو اوپر چلا آ۔ آپ نے فرمایا اور اگر مجھ سے پوچھتے ہو تو میں تو ایک بات کہتا ہوں کہ مصطفیٰ ﷺ وہاں گئے کہ جہاں نہ مکان تھا نہ لامکان۔ مکان نیچے رہا مصطفیٰ اوپر تشریف لے گئے لامکاں نیچے رہ گیا۔ حضور اوپر تشریف لے گئے۔ معلوم ہوا جو کسی کا محتاج ہو اسکے بغیر نہیں رہ سکتا اور ہمارے آقا نہ زمین کے محتاج تھے نہ آسمان کے نہ وہ مکان کے محتاج ہیں اور نہ لامکاں کے محتاج ہیں وہ صرف خالق کے محتاج ہیں'' (۴۵)

علامہ محمود احمد رضویؒ نے سیّد احمد سعید کاظمیؒ کے بے مثل خطیب ہونے کا اسطرح اعتراف کیا کہ '' علامہ کاظمیؒ خطابت کے بادشاہ تھے اور اپنی تقریر میں علم و عرفان کے وہ دریا بہاتے تھے کہ جس سے عوام تو عوام علماء بھی مستفید ہوتے تھے۔ تبلیغی جلسوں اور اجتماعات کی دعوت نہایت خندہ پیشانی سے قبول فرمالیتے تھے اور بغیر کسی مطالبے کے تبلیغی اجتماعات میں شرکت فرماتے تھے انکے اس خلوص اور للّٰہیت ہی کا نتیجہ تھا کہ انکی تقریر دلوں پر اثر انداز ہوتی تھی اور سامعین ہدایت کی منزل پالیتے تھے''۔ (۴۶)

پروفیسر ڈاکٹر نذیر رومانی لکھتے ہیں '' علامہ کاظمی علیہ الرحمہ ایک سیرت کانفرنس میں بحیثیت مہمانِ خصوصی تشریف لائے اس موقعہ پر انکے بصیرت افروز اور فکر انگیز خیالات سننے کا موقعہ ملا انکے علم

کی وسعت اس کا اندازہ اگرچہ پہلے بھی تھا مگر اس روز انھوں نے جس بلیغ انداز سے خطاب فرمایا اس کا ایک ایک حرف نہایت اثر انگیز تھا''۔ (۴۷)

ڈاکٹر محمد طفیل ادارہ تحقیقات اسلامی (اسلام آباد) جنھیں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے شرفِ تلمذ بھی حاصل ہوا تھا، آپ لکھتے ہیں کہ: ''علامہ کاظمیؒ کو طرزِ استدلال کی بے پناہ دسترس حاصل تھی۔ وہ فلسفہ، حکمت اور دیگر عقلی وفکری موضوعات پر گفتگو فرماتے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ علمی نکات اور فکر و استدلال کہیں سے القاء ہو رہے ہیں حضرت غزالی دوراں کا ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنا موقف بیان کرتے وقت ٹھوس علمی دلائل اور عقلی ونقلی شواہد پیش کرتے اور اپنا مدعا اسقدر عمدہ اور فصیح انداز میں بیان کرتے کہ دل میں گھر کر جاتا کسی کا نام لیے بغیر یا کسی پر تنقید کئے بغیر اپنا موقف اور مسلک اس عمدہ طریقے سے بیان کرتے کہ اسکی سچائی اور حقانیت قلوب پر ثبت ہو کر رہ جاتی تھی''۔ (۴۸)

خطابات مع عنوانات: (تحریری شکل میں شائع کیے گئے)

۱۔ توحید اور شرک:

ترتیب: محمد مختار احسن مرحوم (خطبات کاظمی حصہ اوّل صفحہ ۴۵ تا ۷۵)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۲۔ مقصودِ کائنات:

ترتیب: خلیل احمد رانا (خطبات کاظمی حصہ اوّل صفحہ ۷۶ تا ۹۱)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۳۔ **عرفانِ ربانی کی ناطق دلیل :** (مدرسہ انوار العلوم ملتان کے منعقدہ جلسہ ۱۹۷۵ء کے موقعہ پر علامہ کاظمیؒ کی افتتاحی تقریر)

ترتیب: محمد صدیق فانی (خطبات کاظمی حصہ اوّل صفحہ ۷۶ تا ۹۱)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۴۔ **عبادت و استعانت:** (خطبات کاظمی حصہ اوّل صفحہ ۱۰۸ تا ۱۲۲)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۵۔ **مقامِ ولایت:**

ترتیب: محمد صدیق فانی (خطبات کاظمی حصہ اوّل صفحہ ۱۲۳ تا ۱۳۵)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۶۔ **مقامِ نبوت :**

ترتیب: خلیل احمد رانا (خطبات کاظمی حصہ اوّل صفحہ ۱۳۶ تا ۱۴۸)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۷۔ **خیر و شر:**

ترتیب: حاجی حنیف طیب (خطبات کاظمی حصہ اوّل صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۷)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۸۔ **امام اعظم بحیثیت محدث اعظم:**

ترتیب: محمد اسلم الوری (حاشیہ محمد صدیق فانی) (خطبات کاظمی حصہ اوّل صفحہ ۱۵۸ تا ۱۷۷)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۹۔ شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ :

ترتیب: محمد اسلم الوری (خطبات کاظمی حصہ اوّل صفحہ ۱۷۸ تا ۱۸۴)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۱۰۔ وسیلۂ قرب الٰہی: (ترتیب: قاضی محمد غوث ایم اے)

(خطبات کاظمی حصہ اوّل صفحہ ۱۵۵ تا ۲۰۲)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۱۱۔ آؤ رب کی رحمت کی طرف:

(خطبات کاظمی حصہ اوّل صفحہ ۱۲۳ تا ۱۳۵)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۱۲۔ تفسیر کلمہ طیبہ و شہادت:

ترتیب: علامہ محمد شفیع صاحب جان پوری

(خطبات کاظمی حصہ اوّل صفحہ ۲۱۲ تا ۲۱۸)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۱۳۔ اسلامی معاشرے میں طلباء کا کردار:

(انجمن طلباء اسلام کے مرکزی اجتماع سے خطاب کراچی بروز اتوار ۷ اپریل ۱۹۶۸ء)

ترتیب: غلام فرید سعیدی (خطبات کاظمی حصہ اوّل صفحہ ۲۱۹ تا ۲۳۳)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۱۴۔ فلسفہ نماز : (بمقام جامعہ اسلامیہ بہاولپور)

(خطبات کاظمی حصہ اوّل صفحہ ۲۳۴ تا ۲۵۰)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۱۵۔ حقیقتِ محمدیہ ﷺ (وحدت الوجود):

(خطبات کاظمی حصہ دوئم صفحہ ۱۴ تا ۲۹)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۱۶۔ آمدِ محسن بموقعہ عید میلاد النبی: (بمقام ملتان)

(خطبات کاظمی حصہ صفحہ دوئم ۳۰ تا ۴۱)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۱۷۔ نعمتِ کبریٰ ﷺ : (بمقام عید گاہ تاریخ ۱ مارچ ۱۹۷۸ء)

ترتیب: غلام فرید شکرانی (خطبات کاظمی حصہ دوئم صفحہ ۴۲ تا ۵۵)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۱۸۔ مجدّد مائتہ حاضرہ محدث اعظم **امام احمد رضا** رحمة الله عليه: (بمقام ملتان شریف)

(خطبات کاظمی حصہ دوئم صفحہ ۵۶ تا ۷۸)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۱۹۔ قربِ نبی ﷺ :

ترتیب: خلیل احمد رانا (خطبات کاظمی حصہ دوئم صفحہ ۷۹ تا ۸۴)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۲۰۔ انّا اعطینٰک الکوثر کی تشریح: (بمقام: مدینہ منورہ)

(خطبات کاظمی حصہ دوئم صفحہ ۸۵ تا ۹۶)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۲۱۔ نورِ مبین ﷺ: (بموقعہ میلاد النبی) (بمقام: ملتان شریف)

(خطبات کاظمی حصہ دوئم صفحہ ۱۱۲ تا ۱۲۶)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۲۲۔ حیاتُ النبی: (بمقام مدینہ منورہ اپریل ۱۹۷۸ء)

ترتیب: غلام فرید شکرانی (خطبات کاظمی حصہ دوئم صفحہ ۱۲۷ تا ۱۵۰)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۲۳۔ اسلام دین فطرت ہے: (بمقام: ملتان شریف ۲۴ مارچ ۱۹۷۸ء)

ترتیب: غلام فرید شکرانی (خطبات کاظمی حصہ دوئم صفحہ ۱۵۱ تا ۱۶۳)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۲۴۔ سفر نامہ حجاز مقدس: (بمقام عیدگاہ ۱۴ اپریل ۱۹۷۸ء)

(خطبات کاظمی حصہ صفحہ دوئم ۱۶۴ تا ۱۷۱)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۲۵۔ انجمن طلباء اسلام سے کالج میں خطاب:

(خطبات کاظمی حصہ دوئم صفحہ ۱۷۲ تا ۱۸۵)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۲۶۔ محبتِ رسول ﷺ: (۹ جنوری ۱۹۸۰ء منعقدہ نوری مسجد بلمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور)

ترتیب: خلیل احمد رانا (خطبات کاظمی حصہ دوئم صفحہ ۱۸۶ تا ۲۰۵)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۲۷۔ مقربینِ خدا:

(خطبات کاظمی حصہ دوئم صفحہ ۲۰۶ تا ۲۲۱)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۲۸۔ فضائلِ مدینہ منورہ: (بمقام: عیدگاہ ۲۰ اپریل ۱۹۷۸)

(خطبات کاظمی حصہ دوئم صفحہ ۲۲۲ تا ۲۳۱)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۲۹۔ دیدارِ مصطفیٰ: (بمقام: عیدگاہ ۲۸ اپریل ۱۹۷۸ء)

ترتیب: قاضی ندیم احمد ایم اے (خطبات کاظمی حصہ دوئم صفحہ ۲۳۲ تا ۲۴۳)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۳۰۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ: (بمقام: ملتان ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ)

ترتیب: قاضی ندیم احمد: محاشی غلام جیلانی (خطبات کاظمی حصہ دوئم صفحہ ۲۴۴ تا ۲۶۱)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۳۱۔ لا یکلف اللہ نفساً الاّ وسعھا کی تشریح: (بمقام: عیدگاہ ملتان ۵ مئی ۱۹۷۸ء)

ترتیب: قاضی ندیم احمد (خطبات کاظمی حصہ دوئم صفحہ ۲۶۲ تا ۲۶۷)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۳۲۔ نظامِ مصطفیٰ میں حدیث کی آئینی حیثیت : (یونیورسٹی میں انجمن طلباء اسلام سے خطاب)

(خطبات کاظمی حصہ صفحہ دوئم ۲۶۸ تا ۲۸۶)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۳۳۔ ان کنتم تحبون اللہ کا تیسرا پہلو : (بمقام : عید گاہ)

(خطبات کاظمی حصہ دوئم صفحہ ۲۸۷ تا ۲۹۵)

مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ زیر اہتمام تنظیم السعید علی پور (ضلع مظفر گڑھ)

۳۴۔ معارفِ اسم محمد ﷺ :

(السّعید عید میلاد النبی نمبر اپریل ۲۰۰۴ء صفحہ ۱۷ تا ۲۴)

۳۵۔ علمِ غیبِ نبی:

(السّعید عید میلاد النبی نمبر اپریل ۲۰۰۳ء صفحہ ۱۷ تا ۲۴)

۳۶۔ عقائدِ اہلسنت:

(السّعید جون ۲۰۰۴ء صفحہ ۷ تا ۱۶)

۳۷۔ حقائقِ کائنات بزبان سرورِ کائنات :

(السّعید اگست، ستمبر ۲۰۰۴ء صفحہ ۷ تا ۱۸)

۳۸۔ عظمتِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ :

(السّعید عید میلاد النبی نمبر مئی ۲۰۰۲ء صفحہ ۲۲ تا ۲۷)

۳۹۔ مقامِ اولیاء: (بمقام: پاک دروازہ ملتان ۱۹۷۶ء) (سالانہ جلسہ گیارہویں شریف)

(کل صفحات ۲۰ انجمن طلباء اسلام پاکستان)

۴۰۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری: (بمقام: عنائتیہ خانیوال بموقعہ عرس خواجہ خواجگان)

(ترتیب وتدوین: محمد اسلم سعیدی) (صفحہ ۱۲ تا ۱۶ نوائے انجمن: زیر اہتمام انجمن طلباء اسلام)

۴۱۔ مقامِ نبوت : یہ تقریر ۴ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ/ ۵ دسمبر ۱۹۷۸ء بروز منگل ریڈیو

پاکستان ملتان سے نشر ہوئی تھی۔

ترتیب: خلیل احمد رانا (ناشر: جمیل پبلی کیشنز جہانیاں ضلع خانیوال کل صفحات ۱۶)

۴۲۔ تعدّد ازواج: (السّعید دسمبر ۲۰۰۱ء صفحہ ۲۵)

۴۳۔ مفہومِ نبوت و رسالت:

(ترتیب: خلیل احمد رانا) (السّعید جنوری ۱۹۹۹ء صفحہ ۳۶ تا ۴۳)

۴۴۔ شہادتِ امام حسین: (السّعید فروری ۲۰۰۶ء صفحہ ۷ تا ۱۳)

۴۵۔ شہیدِ کربلا کانفرنس: (زیر اہتمام انجمن سرفروشانِ اسلام کراچی)

خبر روزنامہ جنگ کراچی ۲۹ نومبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۲)

۴۶۔ نمازِ جمعہ کا خطاب اور خطبہ: بمقام نکری گراؤنڈ کراچی

دو روزہ تبلیغی اجتماع زیر اہتمام دعوتِ اسلامی)

(خبر روزنامہ جنگ کراچی ۲۶ نومبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۲)

۴۷۔ دو روزہ سالانہ کانفرنس سے خطاب: (دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام بمقام نکری گراؤنڈ کراچی)

(خبر: روزنامہ جنگ کراچی ۲۹ نومبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۲)

۴۸۔ جلسہ تقسیم اسناد سے خطاب: بمقام دارالعلوم نعیمیہ کراچی

(خبر: روزنامہ جنگ کراچی ۲۵ نومبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۲)

۴۹۔ **جلسہ دستار فضیلت اور عرس اعلیٰحضرتؒ سے خطاب:**

بمقام دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی

(خبر : روزنامہ جنگ کراچی ۹ دسمبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۲)

۵۰۔ **توحید:** (خطباتِ کاظمی حصہ سوم صفحہ ۲۱ تا ۳۶)

(ناشر: کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوارالعلوم ملتان سنِ اشاعت ۲۰۰۷ء)

۵۱۔ **رحمتِ عالم ﷺ:** (خطباتِ کاظمی حصہ سوم: صفحہ ۵۲ تا ۸۲)

(ناشر: کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوارالعلوم ملتان سنِ اشاعت ۲۰۰۷ء)

۵۲۔ **وما ارسلنک اِلاّ رحمۃً لِلعالمین:** (خطباتِ کاظمی حصہ سوم : صفحہ ۸۴ تا ۱۰۹)

(ناشر: کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوارالعلوم ملتان سنِ اشاعت ۲۰۰۷ء)

۵۳۔ **رسالتِ عامہ:**

(خطباتِ کاظمی حصہ سوم: صفحہ ۱۱۲ تا ۱۲۳)

(ناشر: کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوارالعلوم ملتان سنِ اشاعت ۲۰۰۷ء)

۵۴۔ **نورانیتِ مصطفی ﷺ:**

(خطباتِ کاظمی حصہ سوم : صفحہ ۱۴۳ تا ۱۵۰)

(ناشر: کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوارالعلوم ملتان سنِ اشاعت ۲۰۰۷ء)

۵۵۔ **تخلیقِ آدم علیہ السلام:**

(خطباتِ کاظمی حصہ سوم : صفحہ ۱۵۳ تا ۱۶۶)

(ناشر: کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوارالعلوم ملتان سنِ اشاعت ۲۰۰۷ء)

۵۶۔ انسان اور تخلیقِ کائنات :

(خطباتِ کاظمی حصہ سوم : صفحہ ۱۷۰ تا ۱۷۹)

(ناشر: کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان سنِ اشاعت ۲۰۰۷ء)

۵۷۔ حقائقِ کائنات بزبانِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم :

(خطباتِ کاظمی حصہ سوم: صفحہ ۱۸۰ تا ۱۹۷)

(ناشر: کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان سنِ اشاعت ۲۰۰۷ء)

۵۸۔ فلسفۂ شہادت حسنین کریمین: (خطباتِ کاظمی حصہ سوم : صفحہ ۲۱۱ تا ۲۱۴)

(ناشر: کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان سنِ اشاعت ۲۰۰۷ء)

۵۹۔ شانِ صحابہ:

(خطباتِ کاظمی حصہ سوم: صفحہ ۲۲۰ تا ۲۲۹)

(ناشر: کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان سنِ اشاعت ۲۰۰۷ء)

۶۰۔ انعام یافتگانِ الٰہیہ:

(خطباتِ کاظمی حصہ سوم : صفحہ ۲۳۱ تا ۲۴۳)

(ناشر: کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان سنِ اشاعت ۲۰۰۷ء)

۶۱۔ اولیاء اللہ کی محبت و تعظیم امن کی ضمانت ہے:

(خطباتِ کاظمی حصہ سوم : صفحہ ۲۴۴ تا ۲۵۰)

(ناشر: کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان سنِ اشاعت ۲۰۰۷ء)

۶۲۔ **اعلٰحضرت، دینی علوم نبوت کے وارث اور نظریہ پاکستان کے موجد ہیں:**

(خطباتِ کاظمی حصہ سوم : صفحہ ۲۵۳ تا ۲۶۳)

(ناشر: کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوارالعلوم ملتان سنِ اشاعت ۲۰۰۷ء)

۶۳۔ **عید الاضحی تجدید عہد کا دن:** (خطباتِ کاظمی حصہ سوم : صفحہ ۲۸۰ تا ۲۸۵)

(ناشر: کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوارالعلوم ملتان سنِ اشاعت ۲۰۰۷ء)

۶۴۔ **تلاش راہ حق:** (خطباتِ کاظمی حصہ سوم : صفحہ ۲۸۶ تا ۳۰۴)

(ناشر: کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوارالعلوم ملتان سنِ اشاعت ۲۰۰۷ء)

بحیثیت مترجم :

ترجمہ قرآن کے سلسلے میں اردو زبان میں دو اسلوب عموماً اپنائے گئے ایک لفظی ترجمے کا دوسرا بامحاورہ ترجمے کا۔ برصغیر پاک و ہند میں سب سے پہلے شاہ رفیع الدین محدث دھلوی نے ۱۲۰۰ء میں قرآن مجید کا تحت اللفظ (لفظی ترجمہ) کیا اور یہ ترجمہ ۱۸۴۰ء میں پہلی دفعہ طبع ہوا تھا۔ اس ترجمے میں چونکہ ہر لفظ کے نیچے اسکا ترجمہ ہوتا ہے اسلیے قاری ہر لفظ کے مطلب سے تو واقف ہو جاتا ہے۔ لیکن عبارت میں تسلسل اور روانی بیان نہ ہونے کے باعث صحیح مطالب کے فہم میں مشکل محسوس کرتا ہے۔ چنا چہ اس کمزوری کو دور کرنے کے لیے بامحاورہ ترجمے کا آغاز ہوا۔ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے چھوٹے بھائی شاہ عبدالقادر دہلوی نے (۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء) میں اردو زبان میں سب سے پہلے بامحاورہ ترجمہ قرآن کیا۔ شاہ برادران کے بعد قرآنی تراجم کا اردو میں باقاعدہ آغاز ہو گیا اور یکے بعد دیگرے کئی تراجم منظر عام پر آچکے ہیں اور بڑی تعداد

میں شائع ہو چکے ہیں۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اسکے ترجمے کی سعادت حاصل کرنے والا اپنی بشری استعداد و لیاقت کے مطابق کلام الہی کی فصاحت و بلاغت اور حقیقی معانی و مقاصد کو مکمل طور پر سمجھنے اور بیان کرنے اور ترجمہ قرآن میں سمو دینے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔لیکن اللہ رب العزت کی ذات اپنے بعض مقبول و مقرب بندوں کو اپنی خاص رحمت سے انکے باطن کو منور کر دیتی ہے۔اور انکے ترجمہ قرآن کو اپنے مقدس کلام کی عظمتوں کا آئینہ دار بنا دیتی ہے اور وہ '' من یرد اللہ بہ خیراً یفقہ فی الدین'' (۴۹)

کا مظہر بن جاتا ہے۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا ترجمہ قرآن بھی اسی حقیقت کا آئینہ دار ہے۔ جس مترجم نے محض زبان دانی کی بنیاد پر ترجمہ کیا اور ترجمہ قرآن میں صحابہ کرام تابعین، سلف صالحین ومفسرین کا اتباع نہ کیا۔آزاد خیال مترجم اور مفسرین کے منہاج کو اپنایا آدابِ الوہیت کا خیال نہ رکھا۔احترام و تقدیس بارگاہِ مصطفوی ﷺ، ادبِ انبیاء اور مراتب وعظمت کا خیال نہ رکھا ان سے لغزشیں ہوئیں اور ترجمہ وتفسیر میں تھوڑی سے لغزش بھی ضلالت کا باعث بن جاتی ہے۔
علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا ترجمہ قرآن ان تمام لغزشوں سے پاک ہے۔آپ نے آزاد مترجمین کی راہ چھوڑ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین مفسرین اور سلف صالحین کا اتباع کیا۔
آدابِ الوہیت کا خیال رکھا اور احترام و تقدیس مصطفیٰ ﷺ اور ادب، مراتب وعظمت و عصمتِ انبیاء کو ملحوظ خاطر رکھا اور سلیس اور سادہ زبان کے ذریعے مفہوم قرآن کو عام فہم بنانے کی سعی فرمائی۔ جہاں لفظی ترجمے سے مفہوم واضح ہوتا محسوس نہیں ہوا اور اشکال کا رفع کرنا مقصود

ہوا وہاں آپ نے قوسین کے ذریعے وضاحت فرمائی۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنے زندگی کے آخری ایام میں قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمہ کیا آپ نے ۱۹۸۱ء میں ترجمہ قرآن شروع کیا اور اسی سال کے آخر میں مکمل کرلیا۔ آپکا ترجمہ قرآن پہلی بار ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔

البیان اور دیگر تراجم کا تقابلی جائزہ:

ادبِ الوہیت:

۱۔ و ابتغ فیما اٰتٰک الله (قصص۔آیت ۷۷)

فتح محمد جالندھری: اور جو (مال) تم کو خدا نے عطا فرمایا ہے۔

اشرف علی تھانوی: تجھ کو خدا نے جتنا دے رکھا ہے۔

امین احسن اصلاحی: اور جو کچھ خدا نے تمہیں دے رکھا ہے۔

سیّد احمد سعید کاظمی: اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے۔

قرآن حکیم میں جہاں کہیں بھی اسمِ جلالت لفظ اللہ وارد ہوا ہے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اسکی صراحت و وضاحت کسی اور لفظ مثلاً خدا سے نہیں فرمائی اگر چہ لفظ اللہ کا ترجمہ لفظ خدا سے کرنا ناجائز نہیں لیکن آپ نے اسمِ جلالت لفظ اللہ ہی ترجمے میں استعمال فرمایا کیونکہ جو جامعیت اور معنویت لفظ اللہ میں ہے لفظ خدا میں نہیں ہے اور لفظ اللہ لفظ خدا سے زیادہ اعرف ہے اور پھر ترجمہ پڑھنے والوں کی زبان سے بار بار لفظ اللہ کا ادا ہونا باعث ثواب وسعادت کا موجب ہے۔

۲۔ ان المنافقین یخادعون اللہ و ہو خادعہم (نساء: آیت۱۴۲)

شاہ رفیع الدین: تحقیق منافق فریب دیتے ہیں اللہ کو اور وہ فریب دینے والا ہے انکو۔

فتح محمد جالندھری: منافق (ان چالوں سے اپنے نزدیک) خدا کو دھوکا دیتے ہیں (یہ اسکو کیا دھوکا دیں گے) وہ ان ہی کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔

امین احسن اصلاحی: منافقین خدا سے چالبازی کرنا چاہتے ہیں حالانکہ چال وہ ان سے چل رہا ہے۔

مولانا مودودی: یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکے بازی کر رہے ہیں حالانکہ درحقیقت اللہ ہی نے انھیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔

سیّد احمد سعید کاظمی: بے شک منافق (اپنے خیال میں) اللہ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اس حال میں کہ اللہ انکے دھوکے کی سزا انھیں دینے والا ہے۔

دھوکہ اور دغا دینا انسانی کردار کی خرابی ہے جس سے اللہ کی ذات پاک ہے تمام مترجمین نے دغا اور دھوکہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دی جو اللہ کی شان کے منافی اور بے ادبی ہے۔ تمام مترجمین نے شانِ الوہیت کو ملحوظ خاطر نہ رکھتے ہوئے ترجمہ کیا کیونکہ ایک ہی آیت میں لفظ خدع منافقین کے لیے بھی استعمال ہوا ہے اور اللہ کے لیے بھی۔ چنانچہ مترجمین نے دونوں مقامات پر اسکے ایک ہی معنیٰ مراد لیے ہیں جبکہ قرآن مجید ایک ہی لفظ ایک جملے میں کبھی بطور فعل استعمال کرتا ہے اور کبھی بطور جزائے فعل کے مثلاً و جزؤ سیئۃٍ سئیۃٌ مثلُھا (شوریٰ: آیت نمبر۴۰)

ترجمہ: اور برائی کا بدلہ برائی ہے اسی کی مثل۔ (البیان)

اس آیت میں ''سیئۃ'' دو مرتبہ استعمال ہوا ہے ایک بطور فعل یعنی اس سے مراد برائی اور دوسری مرتبہ '' سئیۃ'' سے مراد اس برائی کی سزا۔

بالکل اسی طرح آیت ''ان المنافقین یخادعون اللہ و ھو خادعھم'' میں خدع کا لفظ ایک مرتبہ فعل کے معنیٰ میں جسکی نسبت منافقین کی طرف ہے اور دوسری مرتبہ یہی لفظ اس فعل کی سزا کے طور پر۔ چنا چہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اسی انداز پر ترجمہ کیا کہ منافق اپنے طور پر اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور انکے اس عمل کی اللہ تعالیٰ انھیں سزا دینے والا ہے۔ اور علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ترجمے کی ایک اور خصوصیت کہ آپ نے قوسین میں ترجمہ کیا ''اپنے خیال میں'' جبکہ دیگر مترجمین نے ترجمہ کیا منافقین اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ کسی منافق کی کیا مجال کہ اللہ کو دھوکہ دے سکے تو یہ ترجمہ شانِ الوہیت کے منافی تھا مگر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنے خیال میں کہکر واضع کردیا کہ کسی انسان کی کیا مجال کہ وہ اللہ کو دھوکہ دے سکے۔ چنانچہ یہ کہنا درست ہوگا کہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا ترجمہ قرآن ''البیان'' ادبِ شانِ الوہیت کا آئینہ دار ہے۔

۳۔ و مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین (آلِ عمران: آیت ۵۴)

شاہ رفیع الدین: اور مکر کیا انھوں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بہتر ہے مکر کرنے والوں کا۔

فتح محمد جالندھری: اور وہ (یعنی یہود قتل عیسیٰ کے بارے میں ایک چال چلے اور خدا بھی عیسیٰ کو بچانے کے لیے چال چلا اور خدا خوب چال چلنے والا ہے۔

مولوی محمود الحسن: اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔

سیّد احمد سعید کاظمی: اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے انکے خلاف خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر فرمانے والا ہے۔

اسی طرح **سورہ انفال** کی آیت نمبر۳۰ میں ہے۔

٤ ۔ و اذ یمکربك الذین کفروا لیثبتوك او یقتلوك او یخرجوك و یمکرون و یمکرُ اللہ ط واللہ خیر المٰکرین (الانفعال : آیت نمبر۳۰)

شاہ رفیع الدین: اور مکر کرتے تھے وہ اور مکر کرتا تھا اللہ تعالیٰ اور اللہ نیک مکر کرنے والوں کا ہے۔

فتح محمد جالندھری: اور (اے محمد اس وقت کو یاد کرو) جب کافر لوگ تمہارے بارے میں چال چل رہے تھے کہ تم کو قید کر دو یا جان سے مار دیں یا (وطن سے نکال دیں) تو (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (ادھر) خدا چال رہا تھا اور خدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔

مولانا مودودی: وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جبکہ منکرینِ حق تیرے خلاف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ تجھے قید کر دیں یا قتل کر ڈالیں یا جلا وطن کر دیں وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ: اور (یاد کیجیے اے محبوب) جب کافر آپکے خلاف خفیہ تدبیریں کر رہے تھے کہ آپکو قید کر دیں یا شہید کر دیں یا جلا وطن کر دیں اور وہ اپنے مکر

میں لگے ہوئے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرمارہا تھا اور اللہ بہترین

خفیہ تدبیر فرمانے والا ہے۔

مکر:

مکر اردو میں یہ لفظ دھوکہ اور فریب جیسی صفات کے استعمال ہوتا ہے لیکن خدا کی ذات کے لیے مکر اور داؤ کا لفظ سوءِ بے ادبی اور شانِ الوہیت کے منافی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مکر اور فریب جیسے افعال رذیلہ سے پاک ہے۔ تمام مترجمین کے ترجمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ مکر اور فریب بھی کرتا ہے۔ داؤ اور چالیں چلتا ہے۔

چناچہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے شانِ الوہیت کے تقاضوں کے مطابق ترجمہ کیا کہ اللہ نے انکے خلاف خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ بہتر خفیہ تدبیر فرمانے والا ہے۔

۵۔ قل اللہ اسرع مکرا ° (یونس: آیت :۲۱)

شاہ رفیع الدین: کہہ اللہ بہت جلد کرنے والا ہے مکر۔

فتح محمد جالندھری: کہہ دو خدا بہت جلد حیلہ کرنے والا ہے۔

مولوی محمود الحسن: کہہ دے اللہ سب سے بہتر جلد بنا سکتا ہے حیلے۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: آپ فرما دیجیے اللہ سب سے جلد خفیہ تدبیر فرمانے والا ہے۔

مندرجہ بالا آیت میں مترجمین نے اللہ تعالیٰ کے لیے حیلہ اور مکر جیسے الفاظ استعمال کیے جو کسی بھی لحاظ سے شانِ الوہیت کے مطابق نہیں مکر کے معنی، تدبیر چال، حیلہ وغیرہ ہیں اور اللہ کے لیے مکر کے صحیح معنیٰ خفیہ تدبیر ہی کرنا مناسب ہے۔ چناچہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے بارگاہِ رب العزت کا ادب واحترام قائم رکھتے ہوئے ترجمہ کیا۔

۶۔ قد مکر الذین من قبلھم فللہ المکر جمیعا ° (الرعد: آیت :۴۲)

شاہ رفیع الدین: اور تحقیق مکر کیا لوگوں نے جو پہلے ان سے تھے پس واسطے خدا کے لیے ہے مکر تمام۔

فتح محمد جالندھری: جو لوگ پہلے ان سے تھے وہ بھی (بہتیری) چالیں چلتے رہے سو چال تو سب اللہ ہی کی ہے۔

مولوی محمود الحسن: اور فریب کر چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے سو اللہ کے ہاتھ میں ہے سب فریب۔

مولانا مودودی: ان سے پہلے جو لوگ گذرے انھوں نے بھی چالیں چلیں لیکن چالیں سب اللہ کے اختیار میں ہیں۔

امین احسن اصلاحی: اور جو ان سے پہلے گذرے انھوں نے بھی چالیں چلیں لیکن چالیں سب اللہ کے اختیار میں ہیں۔

حافظ نذر احمد: اور جو ان سے پہلے تھے انھوں نے چالیں چلیں تو ساری چال تو اللہ ہی کی ہے۔

سیّد احمد سعید کاظمی: اور بے شک فریب کیا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے تو ساری خفیہ تدبیروں کا مالک اللہ ہی ہے۔

یہاں تمام مترجمین نے مکر کا ترجمہ مکر، چال اور فریب سے کیا ہے اور مولوی محمود الحسن نے مکر کو فریب کے معنی میں لیکر سارا فریب خدا کے ہاتھ میں دے دیا جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ معاذ اللہ

سب سے بڑا فریب کرنے والا اللہ ہے لیکن علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے کمال بصیرت کے ساتھ یہاں مکر کے معنی خفیہ تدبیر کے ہی کیا۔

۷۔ نسو الله فنسيهم ° (توبہ: آیت :۶۷)

شاہ رفیع الدین: بھول گئے خدا کو پس بھول گیا انکو اللہ۔

فتح محمد جالندھری: انھوں نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے انکو بھلا دیا۔

مولوی محمود الحسن: بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا انکو۔

مولانا مودودی: یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی انھیں بھلا دیا۔

مولوی محمود الحسن: بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا انکو۔

سیّد احمد سعید کاظمی: وہ اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے بھی انھیں (انکے حال پر) چھوڑ دیا۔

''نسی'' کے معنیٰ بھول جانے نظر انداز کرنے اور چھوڑ دینے کے ہیں تمام مترجمین نے ترجمہ کرتے وقت شان الوہیت کو پیش نظر نہیں رکھا اور بھول جانے کو اللہ سے منسوب کر دیا جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ معاذ اللہ اللہ کو بھی نسیان اور بھول جانا لاحق ہوسکتا ہے اور وہ بھی نسیان سے خالی نہیں ہے۔ بھول سے علم کی نفی ہوتی ہے۔ اللہ کے لیے بھلا دینا اور یا بھول جانا جیسے الفاظ کا استعمال اپنے معنیٰ ومفہوم کے اعتبار سے صحیح نہیں، اسکے برعکس علامہ کاظمی نے یہاں تفسیری ترجمہ کرکے شان اور ادبِ بارگاہ الٰہی کو اور واضح فرمادیا۔

۸۔ الله يستهزی بهم و يمدهم فی طغيانهم يعمهون ° (البقرہ: آیت :۱۵)

شاہ رفیع الدین: اللہ ٹھٹھا کرتا ہے ان سے اور کھینچتا ہے انکو بیچ سرکشی انکی کہ بہکتے ہیں۔

فتح محمد جالندھری: ان منافقوں سے خدا ہنسی کرتا ہے اور انھیں مہلت دیے جاتا ہے کہ شرارت وسرکشی میں پڑے بہک رہے ہیں۔

مولانا مودودی: اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے اور انکو اسکی سرکشی میں ڈھیل دیے جارہا ہے۔

امین احسن اصلاحی: اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے اور انکو اسکی سرکشی میں ڈھیل دیے جارہا ہے۔

حافظ نذر احمد: اللہ ان سے مذاق کرتا ہے اور انھیں انکی سرکشی میں بڑھاتا ہے۔

غزالی زماں: اللہ انکے مخول کا انھیں بدلہ دیتا ہے اور انکی سرکشی میں کھینچتا ہے اس حال میں کہ وہ بھٹکے ہیں۔

تمام مترجمین نے اس آیت کے ترجمے میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہنسی جیسے فعل کی نسبت کی ہے جو صرف انسان کی صفت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہنسی مذاق ٹھٹھہ بازی جیسے رذائل سے پاک ہے۔

۹۔ ولما یعلمه الله الذین جاهدوا منکم ° (آل عمران : آیت :۱۴۲)

فتح محمد جالندھری: (حالانکہ) ابھی خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں (اور یہ بھی مقصود ہے کہ) وہ ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کرے۔

مولانا مودودی: حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں کون وہ لوگ ہیں جو اسکی راہ میں جانیں قربان کرنے والے ہیں۔

اشرف علی تھانوی: حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنھوں نے تم میں سے جہاد کیا اور نہ انکو دیکھا جو ثابت قدم رہے۔

مولوی محمود الحسن: اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جولڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم نہیں کیا ثابت قدم رہنے والوں کو۔

شاہ عبدالقادر: اور ابھی معلوم نہیں کیے اللہ نے جولڑنے والے ہیں۔

غزالی زماں: حالانکہ اللہ نے تمہارے مجاھدین اور صبر کرنے والوں کو (انکے غیروں سے) ممتاز نہیں کیا۔

تمام مترجمین کے تراجم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے اس ذات باری تعالیٰ کو پہلے سے کسی بات کا علم نہیں۔ انکے نزدیک اللہ بھی معاذ اللہ بےعلم و بےخبر ہے یہ اللہ کے عالم الغیب ہونے کے منافی ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اللہ کی شان کے مطابق ترجمہ کیا کہ اللہ کوتو معلوم ہے مگر ابھی اس نے انھیں ممتاز نہیں کیا۔

۱۰۔ وما جعلنا القبلة التی کنت علیھاالا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب°

(البقرہ: آیت :۱۴۳)

شاہ رفیع الدین: اور نہیں کیا تھا ہم نے قبلہ جو تھا تو اوپر اسکے مگر تا کہ جانیں ہم اس شخص کو کہ پیروی کرتا ہے رسول کی اس شخص سے جو پھر جاتا ہے اوپر دونوں ایڑیوں اپنی کے۔

فتح محمد جالندھری: اور جس قبلہ پر تم (پہلے) تھے اسکو ہم نے اسلیے مقرر کیا تھا کہ معلوم کریں کہ کون (ہمارے) پیغمبر کی پیروی کرتا ہے اس شخص سے جو پھر جاتا ہے اپنی ایڑیوں پر (اُلٹے پاؤں)

اشرف علی تھانوی: اور جس سمت قبلے پر آپ رہ چکے ہیں (یعنی بیت المقدس) وہ تو محض اس مصلحت کے لیے تھا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون تو رسول ﷺ کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے ہٹتا ہے۔

حافظ نذر احمد: اور ہم نے مقرر نہیں کیا تھا وہ قبلہ جس پر آپ تھے مگر (اسلیے) تا کہ ہم معلوم کرلیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اس شخص سے جو پھر جاتا ہے اپنی ایڑیوں پر (الٹے پاؤں)

محمود الحسن: اور نہیں مقرر کیا تھا ہم نے وہ قبلہ کہ جسپر تو پہلے تھا مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کہ کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا الٹے پاؤں۔

غزالی زماں: اور حبیب آپ جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ ہم ظاہر (کر کے ممتاز) کر دیں ان لوگوں کو جو رسول کی پیروی کرتے ہیں ان سے جو الٹے پاؤں پھر جاتے ہیں۔

یہاں بھی تمام مترجمین کے ترجمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات معاذ اللہ علیم وخبیر نہیں ہے۔ یہاں سب مترجمین نے ''لنعلم'' کے لغوی معنیٰ لیتے ہوئے ترجمہ کیا ہے۔ جانیں معلوم کریں، ہم کہ معلوم ہو جائے لغوی اعتبار سے ترجمہ بالکل درست ہے لیکن کبھی کبھی لفظی ترجمے کے بجائے ادبِ الوہیت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ترجمانی انداز اختیار کرنا پڑتا ہے اور یہ فریضہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے بہ حسن وخوبی انجام دیا اور اللہ کے شایان شان ترجمہ کیا۔

۱۱۔ فاینما تولوافثم وجه الله ° (البقرہ: آیت :۱۱۵)

شاہ رفیع الدین: پس جدھر کو منہ کرو پس وہیں ہے منہ اللہ کا۔

فتح محمد جالندھری: تم جدھر رخ کرو ادھر خدا کی ذات ہے۔

مولانا مودودی: جس طرف بھی تم رخ کرو گے اُسی طرف اللہ کا رخ ہے۔

امین احسن اصلاحی: تو جدھر بھی رخ کرو اسی طرف اللہ ہے۔

حافظ نذر احمد: سو جس طرف تم منہ کرو اسی طرف اللہ کا سامنا ہے۔

غزالی زماں: تو جہاں کہیں تم (قبلہ کی طرف) منہ کرو وہیں اللہ (تمہاری طرف متوجہ) ہے۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ تمام مترجمین سے ہٹ کر اس آیت کا ترجمہ کیا جو اللہ تعالیٰ کی شان کے عین مطابق ہے۔

۱۲۔ جاء ربك و الملك صفاً صفّا (سورہ فجر: آیت نمبر۲۲)

شاہ رفیع الدین: اور آوے گا پروردگار تیرا اور فرشتے صف باندھکر۔

امین احسن اصلاحی: اور تیرا خداوند صف در صف فرشتوں (کے جلو) میں نمودار ہوگا۔

اشرف علی تھانوی: اور آپکا پروردگار اور جوق در جوق فرشتے (میدان محشر میں) آوینگے۔

مولوی نذر احمد: اور آئے تمہارا رب اور (آئیں) فرشتے قطار در قطار۔

سیّد احمد سعید کاظمی: آپکا رب جلوہ فرما ہو اور فرشتے صف بستہ حاضر ہوں۔

مندرجہ بالا تمام مترجمین نے اس آیت کے ترجمے میں اللہ تعالیٰ کے لیے آنے کا لفظ استعمال کیا ہے جو متشابہات سے ہے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے یہاں جلوہ فرما کا لفظ استعمال کر کے ذہنی اشکال کو دور فرما دیا۔

۱۳۔ و ما جعلنا الرُّءيا الّتی اریٰنك الا فتنةً لّلنّاس و الشّجره الملعونة و فی القرآن (بنی اسرائیل : آیت نمبر ۶۰)

شاہ رفیع الدین: اور نہیں کیا ہم نے وہ نمود یعنی خواب جو دکھلائی تجھکو مگر آزمائش واسطے لوگوں کے۔

فتح محمد جالندھری: اور جو نمائش ہم نے تمہیں دکھائی اسکو لوگوں کے لیے آزمائش کیا۔

اشرف علی تھانوی: اور ہم نے جو تماشا آپکو (شب معراج) اور جس درخت کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے ہم نے تو ان دونوں چیزوں کو موجب گمراہی قرار دیا۔

حافظ نذر احمد: اور جو نمائش ہم نے تمہیں دکھائی وہ ہم نے نہیں کیا مگر آزمائش لوگوں کے لیے۔ اور تھوہڑ کا درخت جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے۔

سیّد احمد سعید کاظمی: اور ہم نے نہ کیا وہ جلوہ جو آپکو (شبِ معراج) دکھایا گیا تھا مگر آزمائش لوگوں کے لیے اور (اسی طرح) وہ درخت (بھی) جسپر قرآن میں لعنت کی گئی۔

مندرجہ بالا تمام مترجمین نے اس آیت کے ترجمے میں اللہ تعالیٰ کی شان کو ملحوظ خاطر نہ رکھا اور ترجمہ کیا ''اور ہم نے جو تماشا آپکو دکھلایا تھا'' اللہ تعالیٰ کے لیے تماشا دکھانے کے الفاظ کسی طرح بھی شایان شان نہیں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنے ترجمے میں عظمتِ الٰہیہ کو سمو دیا ہے۔

۱۴۔ لا یکلمهم الله ولا ینظر الیهم۔ (سورہ آلِ عمران : آیت نمبر ۷۷)

شاہ رفیع الدین: نہ بولے گا ان سے اللہ اور نہ دیکھے گا طرف انکی۔

فتح محمد جالندھری: ان سے خدا نہ تو کلام کرے گا اور نہ قیامت کے روز انکی طرف دیکھے گا۔

مولانا مودودی: قیامت کے روز نہ ان سے بات کرے گا نہ انکی طرف دیکھے گا۔

امین احسن اصلاحی: اور اللہ نہ ان سے بات کرے گا نہ انکی طرف قیامت کے دن دیکھے گا۔

سیّد احمد سعید کاظمی: اللہ ان سے کلام نہیں فرمائے گا اور انکی طرف نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔

مندرجہ بالا تمام مترجمین نے اس آیت کا ترجمہ کیا کہ اللہ تعالیٰ دیکھے گا نہیں۔ نظر کا لفظ رحمت و احسان کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے اور علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے رحمت کا لفظ استعمال کر کے ابہام کو دور کر دیا۔

ادبِ بارگاہِ نبوت:

۱۵۔ ووجدك ضالاً فهدٰی (سورہ ضحیٰ: آیت نمبر ۷)

شاہ رفیع الدین: اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی۔

فتح محمد جالندھری: اور رستے سے ناواقف دیکھا تو سیدھا رستہ دکھا دیا۔

اشرف علی تھانوی: اور اللہ تعالیٰ نے آپکو شریعت سے بے خبر پایا سو (آپکو شریعت کا) رستہ بتلا دیا۔

امین احسن اصلاحی: اور جویائے راہ پایا تو راہ دی۔

مولانا مودودی: اور تمہیں ناواقفِ راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی۔

حافظ نذر احمد: اور آپکو بے خبر پایا تو راہ دی۔

سیّد احمد سعید کاظمی: اور آپکو (اپنی محبت میں) گم پایا تو (اپنی طرف) راہ دی۔

مندرجہ بالا تراجم کو پڑھ کر قاری کے ذہن میں آتا ہے کہ انبیاء بھی بھٹکے ہوئے ہیں تو نبی اور غیر نبی میں کیا فرق رہا جب تعلیم دینے والا بہکا ہوا ہے بھٹکا ہوا ہے تو اُمت کو کسطرح حق پر لاسکتا ہے۔
یہ تراجم بلا شبہ شان رسالت اور ادبِ بارگاہِ مصطفوی ﷺ کے منافی ہیں۔ مترجمین نے ایک لفظ ''ضال'' کے پیچھے پڑ کر یہ نہ سوچا کہ انکے قلم سے کس قدر عظیم القدر ہستی کا دامنِ عصمت چاک ہو رہا ہے۔ اس آیت کے ترجمے میں اس بات خیال رکھنا ضروری تھا کہ اس میں خطاب رسول اکرم ﷺ کی ذات ہے تمام مترجمین نے عصمتِ انبیاء کو نظرانداز کرتے ہوئے تمام مقامات پر ''ضالاً'' کا ترجمہ ''گمراہی'' کیا ہے۔

قرآن کریم میں مختلف مقامات پر ضلال کا ترجمہ:

۱۔ قالوا تالله انك لفى ضلالك القديم (سورہ یوسف: آیت ۹۵)

فتح محمد جالندھری: وہ بولے کہ واللہ یقیناً آپ اسی قدیم غلطی میں (مبتلا) ہیں۔

امین احسن اصلاحی: لوگ بولے خدا کی قسم آپ ابھی تک اپنے پرانے خبط ہی میں مبتلا ہیں۔

مولانا مودودی: گھر کے لوگ بولے'' خدا کی قسم آپ ابھی تک اپنے اسی پرانے خبط میں پڑے ہوئے ہیں۔

حافظ نذر احمد: وہ کہنے لگے اللہ کی قسم بیشک تو اپنے پرانے وہم میں ہے۔

شاہ رفیع الدین: قسم اللہ کی تحقیق تو البتہ بیچ وہم اپنے قدیم کے ہے۔

اشرف علی تھانوی: کہنے لگے باخدا آپ تو اپنے اسی پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں۔

علامہ کاظمی: وہ بولے اللہ کی قسم یقیناً آپ اسی اپنی پرانی محبت میں مبتلا ہیں۔

۲۔ انا ابانا لفی ضلٰل مبین ؕ (سورہ یوسف: آیت نمبر: ۸)

شاہ رفیع الدین: تحقیق باپ ہمارا البتہ بیچ غلطی ظاہر کے ہے۔

فتح محمد جالندھری: کچھ شک نہیں ابا صریح غلطی پر ہیں۔

امین احسن اصلاحی: بیشک ہمارا باپ ایک کھلی ہوئی غلطی میں مبتلا ہے۔

مولانا مودودی: سچی بات یہ ہے کہ ہمارے ابا جان بالکل ہی بہک گئے ہیں۔

حافظ نذر احمد: بے شک ہمارے ابا صریح غلطی پر ہیں۔

سیّد احمد سعید کاظمی: بے شک ہمارے باپ ضرور (محبت) کی کھلی وارفتگی میں ہیں۔

قرآن کریم میں ضالا کا غیر نبی کی طرف منسوب ترجمہ:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ انبیاء سے منسوب آیات میں ''ضالا'' کا ترجمہ ''محبت میں گم'' کرتے ہیں اور جب یہ کلمہ غیر نبی کی طرف منسوب ہو تو اسکا ترجمہ گمراہی کرتے ہیں جو سیاق وسباق کے لحاظ سے بالکل درست ہے۔ مثلاً:

۱۔ ثمّ کفرتم بہٖ من اضلُّ ممن ھو فی شقاق بعید (حٰمہ السجدہ: آیت نمبر: ۵۲)

ترجمہ: پھرتم اسکے ساتھ کفر کرو تو اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا (البیان)

۳۔ان الذین کفروا و صدوا عن سبیل اللہ قد ضلوا ضلٰلاً بعیدا ؕ (نساء: ۱۶۷)

ترجمہ: جنھوں نے کفر کیا اور (لوگوں) کو اللہ کی راہ سے روکا یقیناً وہ گمراہ ہوکر حق سے بہت دور جا پڑے۔ (البیان)

مختلف تفاسیر میں ضالا بمعنی محبت :

۱۔ علامہ فخر الدین رازیؒ نے ضلال کی توجیح فرماتے ہوئے لکھا:

" الضلال بمعنی المحبة کما في قوله انك لفی ضلالك القديم ای محبتك و معناه انك محب فهديتك الیٰ الشرائع التی بها تتقرب الی خدمة محبوبك ۔ (۵۰)

اس جگہ ضلال کے معنی محبت ہے جسطرح ''انك لفی ضلالك القديم'' میں ضلال کا معنی محبت ہے یہاں معنی نہ ہونگے کہ بے شک آپ محبّ ہیں (یعنی آپکو اپنی محبت میں وارفتہ پایا) ان احکام کی رہنمائی کی جنکی وجہ سے محبوب کی خدمت کا قرب حاصل ہوگا۔

۲۔ امین احسن اصلاحی: اپنی تفسیر تدبر القرآن میں ضالا کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''ضالا (سورہ والضحیٰ میں) یہاں گمراہ کے معنیٰ میں نہیں بلکہ وہ ''راہ پانے'' کے معنی میں ہے کیونکہ انبیاء علیہ السلام بعثت سے پہلے بھی فطرت سلیم پر ہوتے ہیں۔ (۵۱)

امام راغب اصفہانی اسپر قرآن پاک سے تائید پیش کرتے ہیں کہ زلیخا کو طعنہ دیتے ہوئے مصر کی عورتوں نے کہا تھا۔

''قد شغفها حُبًّا ط انّا لنرها فی ضلٰل مبین۠ (یوسف : ۳۰)

ترجمہ: اسکی محبت نے اسے دیوانہ کردیا ہے بیشک ہم اسے کھلی بے راہ روی میں دیکھتے ہیں۔(البیان)

تفسیر روح المعانی :

تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی رحمتہ اللہ علیہ ضالا کے معنی ''خالص محبت'' کے ہین، بیان کرتے ہیں۔

" و قیل (ووجدك ضالاً) عن معنی محض المودة " (۵۲)

ترجمہ: اور کہا گیا ''ووجدك ضالاً'' کے بارے میں کہ اسکے معنٰی ''خالص محبت'' کے ہیں۔

تفسیر خازن :

علامہ خازن علیہ الرحمہ ''ضالا'' کو استغراقی کیفیت بتاتے ہیں۔

" وقیل الضلال هنا بمعنی الحیرة و ذالك لانه صلی الله علیه واله وسلم یخلوفی غار حراء فی طلب ما یتوجه به الی ربه حتی هداه الله لدینه" (۵۳)

''کہا جاتا ہے یہاں ضلال سے مراد استغراقی کیفیت ہے کیونکہ حضورﷺ غار حرا میں تنہا قیام فرماتے تھے اور یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے یہاں تک کہ (پہلی) وحی کا نزول ہوا۔

امام راغب اصفہانی اور صاحب تاج العروس :

" قالو تا لله انك لفی ضلالك القدیم" (یوسف۔۹۵)

امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں "اشاره الیٰ شغفه بیوسف و شوقه الیه" (۵۴)

''ضلال سے حضرت یعقوب علیہ السلام سے محبت اور ان کا شوق مراد ہے''

علامہ زبیدیؒ نے اسکے ایک معنیٰ غائب ہونا اور گم ہونا بیان کیا ہے۔

" و ضل الشیٔ اذا اخفی و غاب ومنه ضل الماء فی اللبن" (۵۵)

''جب کوئی شے مخفی اور غائب ہو تو کہا جاتا ہے ضل الشیٔ اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے پانی دودھ میں گم ہو گیا''۔

تفسیر روح البیان : علامہ اسمٰعیل حقی تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں۔

و فی تاویلات النجمية اي متحيراًفی تيه الا لو هية فهدٰی إلی کمال المعرفة بالصحو بعد المحو و السکر و الضلال الحيرة کما قال انك لفی ضلالك القديم (۵۶)

'تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تجلیات الوہیت کے بیان میں بے قرار پایا تو استغراق و بے خودی کے بعد تمہیں اپنی کمال معرفت کی راہ دکھلا کر چین عطا فرمایا اور ضلال بمعنی حیرت و وارفتگی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد حضرت یعقوب علیہ السلام کا قول قرآن مجید میں نقل فرمایا ۔

''انك لفی ضللك القديم'' ''بے شک آپ اپنی اسی پرانی وارفتگی میں ہیں''

ضال کے معنی گمراہ کیوں نہ لیں اور کیوں محبت میں گم لیں:

اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ کیوں ہم یہاں ضال کے معنی گمراہ کے نہ لیں اور کیوں محبت میں محو اور گم کے لیں ۔اسکی دلیل یہ ہے کہ جس کتاب نے حضور سید المرسلین ﷺ کے متعلق یہ اعلان کیا ہو کہ

'' ماضل صاحبکم و ما غوٰی'' (النجم ۔آیت نمبر۲)

ترجمہ: تمہارے آقا نہ (کبھی) گمراہ ہوئے اور نہ بے راہ چلے (البیان)

جب ایک مقام پر رب کریم بے راہ اور گمراہ ہونے کی نفی کر رہا ہے تو پھر دوسرے مقام پر وہی کتاب کیسے کہہ سکتی ہے کہ تجھے بھٹکا ہوا پایا۔قرآن حکیم کا ایک اور ارشاد ملاحظہ فرمائیے ۔

یٰسٓ ۚ و القرآن الحکیم ۚ انك لمن المرسلين ۚ علی صراط مستقيم ۚ ط

(سورہ یٰسٓ ۔آیت ۱ تا ۳)

یٰسن :قسم حکمت والے قرآن کی بے شک ضرور آپ رسولوں میں سے ہیں ۔ (البیان)

مندرجہ بالا سورہ یٰسین اور سورہ نجم کی آیات کی روشنی میں رسول اکرم ﷺ کی نسبت کہنا کہ معاذ اللہ راہ حق سے بھٹکے ہوئے ۔ بے خبر یا گم کردہ راہ کی نسبت حضور کی طرف کرنا ایمان کے منافی ہے ۔غور طلب بات ہے کہ جسکا اپنا یہ حال ہو کہ وہ راہِ حق سے بھٹکا ہو کسطرح دوسروں کو ہدایت کی دولت سے بہرہ ور کرسکتا ہے نبی تو ہدایت یافتہ بن کر آتا ہے اور لوگوں کو سیدھی راہ دکھانے کے لیے آتا ہے ۔ چنانچہ قرآن خود کہتا ہے :۔

وانك لتهدى الىٰ صراطٍ مستقيم (شوریٰ :۵۲)

ترجمہ: اور (اے حبیب) بیشک آپ ضرور سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرماتے ہیں ۔ (البیان)

قل اننى هدٰنى ربى الىٰ صراطٍ مستقيم (انعام :۱۶۱)

(اے محبوب) فرما دیجیے بیشک میرے رب نے مجھے سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرمائی ۔

سورہ حج میں ارشاد ہوا۔ وادع الىٰ ربك انك لعلىٰ هدى مستقيم (حج :۶۷)

ترجمہ: اور اے (محبوب) آپ (انھیں) اپنے رب کی طرف بلائیں بے شک آپ ضرور سیدھی راہ پر ہیں''

تو ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف گمراہ کی نسبت قرآن کے اور آپ ﷺ کی شان کے منافی ہے ۔ بے ادبی اور گستاخی ہے ۔ ضالا کا ایک مطلب محبت اور وارفتگی بھی ہے ۔ جو انبیاء کے شایان شان ہے اور یہ قرآن سے ثابت ہو چکا ہے ۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ادب کا پہلو ہاتھ سے جانے نہ دیا اور دیگر مترجمین سے ہٹ کر ترجمہ کیا ۔

۱۶ ۔ قل انما انا بشرمثلکم یوحیٰ الی انما الھکم الہ واحد (کہف۔آیت ۱۱۰)

شاہ رفیع الدین: کہہ سوائے اسکے نہیں کہ میں آدمی ہوں مانند تمہاری وحی کی جاتی ہے طرف میری یہ کہ معبود تمہارا معبود ایک ہی ہے۔

فتح محمد جالندھری: کہدو کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں (البتہ) میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی) ایک معبود ہے۔

اشرف علی تھانوی: اور آپ (یوں بھی) کہہ دیجیے کہ میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں میرے پاس بس وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (برحق) ایک ہی معبود ہے۔

امین احسن اصلاحی: کہدو کہ میں تو بس تمہاری طرح ایک بشر ہوں مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود بس ایک ہی معبود ہے۔

مولانا مودودی: اے نبی کہدو میں تو بس ایک انسان ہوں تم ہی جیسا میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے۔

حافظ نذر احمد: آپ فرمادیں کہ میں تم جیسا بشر ہوں (البتہ) میری طرف وحی کی جاتی ہے تمہارا معبود معبودِ برحق ہے۔

سیّد احمد سعید کاظمی: (اے حبیب کافروں سے) فرمادیجیے میں (الوہیت کا مدعی نہیں بلکہ معبود نہ ہونے میں) تم جیسا ہی بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ (میرا اور) تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔

آیت کے پہلے حصّے ''قل انما انا بشر مثلکم'' سے اگر کوئی کلی مماثلت مراد لیتا ہے

اور آپ ﷺ کو اپنے مثل سمجھتا ہے تو یہ غلط ہے۔آیت میں ''قل'' سے مراد کہنا ہے اور اسکے مخاطب کفار ومشرکین مکہ ہیں جو آپ ﷺ کو اپنی طرح بشر کہا کرتے تھے۔ چنانچہ سورہ فرقان میں کفار کے اس عقیدے کا یوں بیان ہوا۔

و قالوا مال هذا الرسول يا كل الطعام و يمشى فى الاسواق ط لو لا انزل اليه فيكون معه نذيرا (سورہ فرقان: آیت۔ ۷)

ترجمہ: اور وہ بولے اس رسول کو کیا ہوا کہ کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے ہیں انکی طرف کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا جو انکے ساتھ (لوگوں کو) ڈر سنانے والا ہوتا۔ (البیان)

پچھلے زمانے کے امتّی بھی اپنے نبیوں کو اپنی طرح بشر کہا کرتے تھے جنکا قرآن حکیم میں اسطرح بیان ہوا۔

نوح علیہ السلام کے اُمتّی :

فقال الملا الذين كفروا من قومه ما نرك الا بشرا مثلنا (سورہ ھود: آیت ۲۷)

ترجمہ: تو انکے مخاطب لوگوں میں سے کفر کرنے والے سرداروں نے کہا (اے نوح) ہم تمہیں دیکھتے مگر اپنے جیسا بشر۔ (کنز الایمان:ص ۳۵۹)

ابراہیم علیہ السلام کے اُمتّی :

قالوا ان انتم الا بشر مثلنا ط (سورہ ابرہیم: آیت: ۱۰)

ترجمہ: وہ بولے تم تو ہم ہی جیسے بشر ہو۔ (کنز الایمان: ص ۴۱۰)

ھود علیہ السلام کے اُمتی:

ماھذا الا بشر مثلکم یا کل مما تاکلون منه ویشرب مما تشربون ولئن اطعتم بشرا مثلکم انکم اذا لخسرون ط (المومنون : آیت:۳۳،۳۴)

ترجمہ: ''کہ یہ تو نہیں تم جیسا آدمی جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اسی میں سے پیتا ہے اور اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو جب تو تم ضرور گھاٹے میں ہو''۔ (کنز الایمان : ص ۵۵۱)

شعیب علیہ السلام کے اُمتی:

قالوا انما انت من المسحرین وما انت الا بشر مثلنا و ان نظنك لمن الکذبین (الشعرا: آیت:۱۸۶)

''وہ بولے تم پر جادو ہوا ہے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور بے شک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

(کنز الایمان : ص ۵۹۹)

عیسٰی علیہ السلام کے امتی:

قالوا ما انتم الا بشر مثلنا وما انزل الرحمٰن من شئی ان انتم الا تکذبون (یٰسٓ : آیت: ۱۵)

ترجمہ: بولے تم نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور رحمٰن نے کچھ نہیں اتارا تم نرے جھوٹے ہو۔ (کنز الایمان : ص ۷۰۳)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے کفار ومشرکین :

وما منع الناس ان یومنوا اذ جاء ھم الھدی الا ان قالوا ابعث اللہ بشرا رسولاً ط (بنی اسرائیل :۹۴)

ترجمہ: اور کس بات نے لوگوں کو ایمان سے روکا جب انکے پاس ہدایت آئی مگر اس نے کہ بولے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا۔ (کنزالایمان :ص ۴۶۶)

ھل ھذا الا بشر مثلکم افتاتون السّحر و انتم تبصرون (الانبیاء: آیت :۳)

ترجمہ: کہ یہ نہیں ہیں مگر تم جیسے کیا تم جادو کے پاس جاتے ہو حالانکہ تم دیکھتے ہو۔

(کنزالایمان :ص ۵۱۷)

تو ازروئے قرآن بہ حوالہ تمام گذشتہ اقوام اور امتیوں کے ثابت ہوا کہ انبیاء کو اپنی طرح بشر کہنا یہ کافروں اور مشرکوں کا وطیرہ تھا تو اب اگر ہم مسلمان بھی ان کی طرح یہی کہیں تو یہ اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے اور گمراہی ہے اور قرآن کفار ومشرکین کی اس گمراہی کو یوں بیان کرتا ہے۔

انظر کیف ضربوا لک الامثال فضلوا فلا یستطیعون سبیلا (فرقان :۹)

ترجمہ: (اے محبوب) دیکھیے انھوں نے آپ کے لیے کیسی مثالیں بیان کیں تو وہ گمراہ ہو گئے اب وہ راہ پانے کی طاقت نہیں رکھتے۔

چنانچہ ثابت ہوا کہ انبیاء کو اپنی طرح بشر کہنا یہ کفار ومشرکین کا فعل ہے اہلِ ایمان اور صحابہ کرام نے کبھی نبی کو اپنی طرح بشر نہیں مانا۔

حدیث شریف میں ہے: ''رسول اکرم ﷺ کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے صحابہ کرام نے بھی اتباع کی ۔صحابہ کے چہروں پر نقاہت کے آثار دیکھ کر پوچھا تو صحابہ نے عرض کیا آپکی اتباع میں بغیر سحر وافطار کے پے در پے روزے رکھنے شروع کر دیے تو بخاری میں ہے ۔آپ ﷺ نے فرمایا: '' ایکم مثلی انی ابیت عند ربی یطعمی و یسقینی'' (۵۷)

ترجمہ: کیا تم میں کوئی مجھ جیسا ہے ہے؟ رات میں مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے''۔

اور ایک اور جگہ بخاری وصحیح مسلم میں اسطرح ہے۔

''انی لست کھئیتکم'' (۵۸) ترجمہ: ''میں تمہاری مثل نہیں''۔

'' قل انما انا بشر مثلکم'' کا ترجمہ کرتے وقت تمام مترجمین نے تمہاری طرح ،تم جیسا، بس تمہاری طرح سوائے اسکے جیسے الفاظ کا اضافہ کر کے زور دینے کی کوشش کی ہے اس آیت میں قل سے مراد محض کہنا ہے اور یہ بھی تواضع کے طور پر ہے ۔علامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں ۔ ''و اعلم انه تعالیٰ لم بین کمال کلام الله امر محمد ﷺ بان یسلك طریقة التواضع (فقال قل انما انا بشر مثلکم) (۵۹)

''یعنی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے کمال کو ظاہر فرمادیا تو نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ وہ تواضع کی شاہراہ پر چلیں چنانچہ فرمایا کہ فرمادو میں آدمی ہونے میں تمہاری طرح ہوں''۔

تفسیر روح البیان: میں اسمٰعیل حقیؒ فرماتے ہیں۔

''قل انما انا بشر مثلکم'' بمعنی قل یا محمد ما أناا لا آدمي مثلکم فی الصورة و مسابکم

فی بعض الصفات البشرية ۔ (٦٠)

''یعنی اے محمد ﷺ فرمادو میں نہیں ہوں مگر تم جیسا آدمی صورت میں (نہ کہ حقیقت میں) اور بعض صفات بشریہ (نہ کہ کل) کے ظہور میں تم جیسا ہوں''۔

امام بغویؒ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں

قال ابن عباس علم الله رسوله التواضع لئلايز هو علىٰ خلقه فامره أن يقر فيقول ء اني آدمي مثلكم الّاني خصُصت بالوحي و أكرمني الله بهٖ (٦١)

ترجمہ: ''یعنی اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں نبی کریم ﷺ کو اظہار تواضع کے لیئے حکم فرمایا۔ چنانچہ آیت کریمہ میں یوں ارشاد کیا گیا کہ پیارے محبوب فرما دیجیے کہ آدمی ہونے میں تمہاری مثل ہوں مگر مجھے وحی جیسی نعمت عظیمہ کے ساتھ مختص کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس وحی کی وجہ سے بزرگ کیا۔''

اور یہی امام بغویؒ ''قل انما انا بشر مثلکم'' کے تحت فرماتے ہیں۔

''قال الحسن علمه الله التواضع'' (٦٢)

ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے انھیں تواضع سکھائی''

تین صورتیں: رسول اکرم ﷺ کی تین صورتیں ہیں:

ایک صورت بشری جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے۔ '' ''قل انما انا بشر مثلکم'' (کہف:۱۱۰)

اور دوسری ملکی جیسے خود رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''لی مع الله وقت لا يسعني فيه ملك مقرب ولا نبی و مرسل'' (٦٣)

ترجمہ: ''میرے لیے اللہ کے ساتھ ایک خاص وقت ہے جسمیں کوئی مقرب فرشتہ یا نبی یا رسول نہیں آسکتا''۔

اور تیسری حقیقی: ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"یا ابا بکرٍ! لم یعرف حقیقۃً غیرَ رَبّی" (۶۴)

ترجمہ: ''اے ابوبکر میری حقیقت کو سوائے میرے رب کے کوئی نہیں جانتا''

پھر سورہ کہف کی آیت کا دوسرا حصہ "یوحی الی"مترجمین نے نبی اور عام انسان میں فرق اسطرح بتایا کہ بس آپ ﷺ کو وحی آتی ہے۔تو بشریت کا اقرار بے ادبی نہیں بشریت کا اصرار اور تکرار بے ادبی ہے۔

۱۷۔ قال ھؤلاء بنتی ان کنتم فٰعلین (الحجر۔آیت ۷۱)

شاہ رفیع الدین: کہا یہ ہیں بیٹیاں میری اگر ہو تم کرنے والے۔

مولوی محمود الحسن: بولا یہ حاضر ہیں میری بیٹیاں اگر تم کو کرنا ہے۔

اشرف علی تھانوی: (لوط نے) فرمایا کہ یہ میری (بہو) بیٹیاں موجود ہیں اگر تم (میرا کہنا) کرو۔

امین احسن اصلاحی: اس نے کہا اگر تم کچھ کرنے پر ہی تلے ہو تو یہ میری بیٹیاں موجود ہیں۔

مولانا مودودی: فرمایا یہ میری (قوم) کی بیٹیاں ہیں (ان سے نکاح کرلو) اگر تمھیں کچھ کرنا ہے۔

علامہ کاظمی: فرمایا یہ میری (قوم) کی بیٹیاں ہیں (ان سے نکاح کرلو) اگر تمھیں کچھ کرنا ہے۔

اس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے ہاں فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں حاضر ہوئے لوط علیہ السلام کی قوم کی عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں کی طرف بدکاری کی رغبت رکھتی تھی اور وہ اپنے شوق لواطت میں انکے پیچھے دوڑتے آتے ہیں اور انکو حاصل کرنے کی فرمائش کرتے ہیں تو حضرت لوط علیہ السلام ان سے کہتے ہیں' ' ھٰؤلاء بنتی ان کنتم فٰعلین'' اس آیت کے ترجمے پر غور کیجیے ترجمہ پڑھکر لگتا ہے کہ لوط علیہ السلام نے اپنے مہمانوں کو بچانے کے لیے شوق

لواطت سے مجبور افراد کو اپنی بیٹیاں پیش کر دیں۔ معاذ اللہ یہ بات ایک نبی تو کیا کوئی بھی معمولی سا شریف آدمی گوارا نہیں کر سکتا۔

تمام مترجمین نے جو ترجمہ کیا اس سے دامنِ لوط علیہ السلام پر حرف آتا ہے لیکن علامہ کاظمیؒ نے اس نکتہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے ترجمہ کیا کہ قوم کا سردار قوم کے تمام افراد کا باپ ہوتا ہے تو قوم کی بیٹیاں میری بیٹیاں ہیں اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو بدکاری سے بہتر ہے ان سے نکاح کر لو۔

۱۸ ۔ و ارسلنٰک للناس رسولا ط و کفیٰ باللہِ شھیدا (النساء:۷۹)

فتح محمد جالندھری: اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو لوگوں (کی ہدایت) کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا اور اس بات کا خدا ہی گواہ کافی ہے۔

مولانا مودودی: اے محمد ﷺ ہم نے تم کو لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا اور اسپر خدا کی گواہی کافی ہے۔

علامہ کاظمی: اور (اے محبوب) ہم نے آپکو سب لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا اور کافی ہے اللہ گواہ۔

مندرجہ بالا مترجمین اکثر آیات میں قوسین میں نبی کریم ﷺ کے نامِ نامی کو مخاطب کے صیغے میں (اے محمد ﷺ) لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں صرف چار مقامات پر اپنے محبوب کو نام لیکر مخاطب کیا ہے۔ سورہ محمدؐ، سورہ آلِ عمران، سورہ احزاب اور سورہ فتح میں۔ ان چار آیات کے علاوہ آپ ﷺ کا نام کہیں استعمال نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یا ایھا النبی، یا ایھا الرسول، یاَیھا المدّثر، یا ایھا المزّمّل کہکر پکارا۔ چنانچہ بارگاہِ مصطفوی ﷺ کے پیش نظر

رسول اکرم علیہ وسلم ﷺ سے محبت وتکریم کے تحت آپ کے اسمِ مبارک کے بجائے اے محبوب!، اے رسول! کہکر پکارنا مناسب ہے۔ چنانچہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنے ترجمے میں (اے محبوب) کا لفظ استعمال کیا ہے۔ قرآن پاک میں ایسی تمام آیات جہاں اللہ تعالیٰ حضور اکرم علیہ وسلم ﷺ سے مخاطب ہے، علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے وہاں ترجمہ اے محبوب، اے حبیب سے کیا ہے۔ مثلاً چند آیات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ انا اعطینٰك الکوثر (سورۃ کوثر: آیت ۱)

ترجمہ: (اے حبیب) بے شک ہم نے آپکو خیر کثیر عطا فرمائی۔ (البیان)

۲۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آلِ عمران: ۳۱)

ترجمہ: (اے محبوب) (اہل کتاب سے) فرما دیجیے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری فرمانبرداری کرو اللہ تمھیں اپنا محبوب بنا لے گا۔ (البیان)

۳۔ انا ارسلنك بالحق بشیرا وّ نذیرا۔ (بقرہ۔آیت ۱۱۹)

ترجمہ: اے حبیب یقیناً ہم نے آپکو حق کے ساتھ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا ہو بھیجا۔ (البیان)

۴۔ و اذ قال ربك للملئکۃ انی خالق بشرا (الحجر۔آیت ۲۸)

ترجمہ: اور اے حبیب یاد کیجیے جب آپکے رب نے فرشتوں سے فرمایا بے شک میں ایک بشر کو بنانے والا ہوں۔ (البیان)

۱۹ ۔ وذالنون اذ ذھب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیہ (سورہ انبیاء: ۸۷)

فتح محمد جالندھری: اور ذالنون (کو یاد کرو) جب وہ (اپنی قوم سے ناراض ہوکر) غصے کی حالت میں چل دیے اور خیال کیا کہ ہم ان پر قابو نہیں پائیں گے۔

علامہ کاظمی: اور ذوالنون کو یاد کیجیے جب وہ (راہِ حق میں) غضبناک ہوکر نکلے تو انھوں نے گمان کیا کہ ہم ان پر تنگی نہیں کریں گے۔

یونس علیہ السلام کے بارے میں مندرجہ بالا آیت کا دیگر مترجمین نے ترجمہ کیا کہ یونس علیہ السلام نے گمان کیا کہ معاذ اللہ یوں بغیر اجازت جانے سے اللہ تعالیٰ انکو پکڑ نہیں سکے گا ایک عام مسلمان یہ گمان نہیں رکھ سکتا کہ اللہ اسکو پکڑ نہیں سکے گا چہ جائیکہ اللہ کا نبی یہ گمان کرے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نفی ہے اور یہ گمان کرنا نبی کی شان کے منافی ہے ''**نقدر**'' قرآن پاک میں کئی مقامات پر تنگی کے معنوں میں آیا ہے مثلاً:

''یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر'' (سورہ شعریٰ آیت ۱۲)

ترجمہ: جس کے لیے چاہے رزق کشادہ کردیتا ہے اور (جسکے لیے چاہے) تنگ کردیتا ہے۔

''قل ان ربی یبسط رزق لمن یشاء من عبادہ ویقد'' (سبا: آیت ۳۶)

ترجمہ: ''آپ فرمادیجیے بیشک میرا رب کشادہ کردیتا ہے رزق جسکے لیے چاہے اور تنگ کردیتا ہے'' (جسکے لیے چاہے)۔

قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدر رلہ (سبا: آیت ۳۹)

ترجمہ: آپ فرمادیجیے بیشک میرا رب کشادہ فرمادیتا ہے رزق جسکے لیے چاہے اپنے بندوں میں سے اور تنگ کردیتا ہے (جسکے لیے چاہے)۔

اولم یعلموا ان اللہ یبسط الرزق لمن یشآء و یقدر ط (الزمر: آیت ۵۲)

ترجمہ: کیا انھوں نے نہ جانا کہ اللہ جسکے لیے چاہے رزق کشادہ کردیتا ہے اور تنگ کردیتا ہے۔ (جسکے لیے چاہے)۔

لينفق ذو سعة من سعته و من قُدر عليه رزقهٗ (طلاق: آیت نمبر ۷)

ترجمہ: گنجائش والے کو چاہیے کہ وہ اپنی گنجائش کے مطابق خرچہ دے اور جسپر رزق کی تنگی ہو تو ''

فقدر عليه رزقه (سورہ فجر: آیت ۱۵) ترجمہ: پھر اسکا رزق اسپر تنگ کر دے۔

علامہ ابنِ منظور افریقیؒ لکھتے ہیں:۔ ''قال الفراء فا ما من اعتقد ان يونس عليه السلام ظن ان لن يقدر الله عليه فهو كافر لان من ظن ذلك غير مومن و يونس عليه السلام رسول لا يجوز الظن عليه۔

الى قوله ـ قال الازهرى فاما ان يكون قوله ان لن نقدر عليه من القدرة فلا يجوز لان من ظن هذا كفر، والظن شك، والشك فى قدرة الله كفر وقد عصمه الله انبياءهٗ عن مثل ما ذهب اليه هذا المتاول ولا يتاول مثله الا الجاهل بكلام العرب و لغاتها'' (۶۵)

ترجمہ: ''فراء نے کہا جس شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ حضرت یونس علیہ السلام نے یہ گمان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپکو پکڑ نہیں سکے گا وہ کافر ہے کیونکہ جو شخص اللہ کے متعلق عدم قدرت کا گمان رکھے وہ مومن نہیں ہے اور حضرت یونس علیہ السلام رسول ہیں انکا یہ گمان کرنا ممکن نہیں ہے۔ ازہری نے کہا: '' ان لن نقدر کو قدرت سے ماخوذ ماننا جائز نہیں ہے کیونکہ جس نے اللہ کی عدم قدرت کا گمان کیا وہ کافر ہے گمان شک ہے اور اللہ کی قدرت میں شک کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو اسکی مثل سے معصوم رکھا ہے اور اس آیت کا یہ معنی وہ ہی شخص کرے گا جو کلامِ عرب اور اسکی لغات سے جاہل ہو''۔

علامہ سعد الدین تفتازانیؒ لکھتے ہیں:۔

"حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کے معاند کفار پر غضبناک ہوئے تھے نہ کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ پر اور "ان لن نقدر" کا معنیٰ ہے "ان لن تضیق علیہ"، یعنی انھوں نے یہ گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر جانے پر اللہ تعالیٰ ان پر گرفت اور تنگی نہیں کرے گا اسکا معنی یہ نہیں ہے کہ انھوں نے یہ گمان کیا کہ اللہ کو ان پر قدرت نہیں ہوگی یا وہ انکو پکڑ نہیں سکے گا، معاذ اللہ انکو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر شک نہیں تھا ان کا بلا اجازت جانا گناہ نہیں تھا ایک خلافِ اولیٰ کام تھا اور حضرت یونس علیہ السلام نے جو اسکو "انی کنت من الظالمین" میں ظلم سے تعبیر کیا یہ انکی تواضع اور انکسار ہے۔ (۶۶)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا ترجمہ دیگر مترجمین کے مقابلے میں زیادہ صحیح اور عصمتِ انبیاء کا ترجمان ہے۔

جامعیت:

۲۰۔ یٰمعشر الجن و الانس ان استعطتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوٰت و الارض فانفذوط لا تنفذون الا بسلطٰن

(الرحمٰن: آیت نمبر ۳۳)

شاہ رفیع الدین: اے جماعت جنوں کی اور آدمیوں کی اگر طاقت رکھتی ہو تم کہ پیٹھ جاؤ (یعنی نکل بھاگو) بیچ کناروں آسمانوں کے اور زمین کے پس پیٹھ جاؤ تم نہ پیٹھ جاؤ گے تم مگر ساتھ غلبہ کے۔

مولانا مودودی: اے گروہ جن وانس اگر تم زمین اور آسمان کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ دیکھو نہیں بھاگ سکتے اسکے لیے بڑا زور چاہیے۔

فتح محمد جالندھری: اے جن و انس کے گروہ اگر طاقت رکھتے ہو کہ نکل سکو آسمانوں اور زمینوں کے کناروں سے تو نکل جاؤ اور زور کے سوا تو تم نکل سکنے ہی کے نہیں۔

علامہ کاظمی: اے جن وانس کے گروہ اگر طاقت رکھتے ہو کہ نکل سکو آسمانوں اور زمینوں کے کناروں سے تو نکل جاؤ تم کہیں نہ جاسکو گے مگر وہاں اسی کی سلطنت ہے۔

مندرجہ بالا مترجمین کے ترجمے سے تاثر ملتا ہے کہ انسان کرہ ارض سے باہر نہیں نکل سکتا موجودہ دور میں سائنس نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ خلا باز زمین کو چھوڑ چاند تک پہنچ چکے ہیں اس قسم کے ترجموں سے نومسلم کے ذہنوں میں شکوک وشبہات جنم لیتے ہیں اور سائنس کے تجربات ومشاہدات کے خلاف انکو ترجمہ نظر آئے گا تو قرآن حکیم پر انکا ایمان وایقان متزلزل ہوجائیگا۔ تمام مترجمین کے ترجموں سے ظاہر ہوتا ہے انسان زمین کے کناروں سے نکل ہی نہیں سکتا جبکہ سورہ انشقاق میں فرمایا گیا۔

”و القمر اذا استسق لترکبن طبقا عن طبق فما لھم لا یومنون“ (انشقاق: ۱۸۔۱۹)

ترجمہ: اور چاند کی جب وہ پورا ہوجائے ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو گے (دنیوی زندگی میں) ایک حالت سے گذر کر دوسری حالت کی طرف جاؤ گے۔ (البیان)

سورہ انشقاق سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ انسان اتنی ترقی کرلے گا کہ زمین کے کناروں سے نکل کر چاند پر اور منزل بہ منزل مریخ اور دوسروں سیاروں پر پہنچ جائے گا مگر انسان جہاں جائیگا اس قادرِ مطلق کی سلطنت ہی پائے گا۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا ترجمہ سائنسی توجیہات پر بھی پورا اترتا ہے۔

۲۱۔ وللہ مافی السمٰوٰت و مافی الارض (آلِ عمران۔ آیت ۱۲۹)

شاہ رفیع الدین: اور واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے۔

فتح محمد جالندھری: اور جو آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔

اشرف علی تھانوی: اور اللہ ہی کی (ملک) ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

امین احسن اصلاحی: اور اللہ ہی کے اختیار میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

مولانا مودودی: اور زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اسکا مالک اللہ ہے۔

حافظ نذر احمد: اور اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

سیّد احمد سعید کاظمی: اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔

اس جیسی تمام آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ دیگر مترجمین نے ان مقامات پر صرف زمین کا لفظ استعمال کیا کیا ہے۔لیکن علامہ کاظمی علیہ الرحمہ ترجمہ میں لفظ "**ارض**" کے معنی کرتے ہوئے زمین کے بجائے زمینوں کا لفظ استعمال کیا ہے۔جسکی توجیہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنے مقدمہ میں اسطرح فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کی طرح سات زمینیں بھی پیدا فرمائیں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

"اللہ الذی خلق سبع سمٰوٰت و من الارض مثلھن"۔ (سورہ الطلاق:۱۲-۱۲)

ترجمہ: "اللہ ہی ہے جس نے سات آسمان پیدا فرمائے اور زمینوں سے (بھی) انکے برابر (سات) "(البیان)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے ثابت کیا کہ آسمانوں کی طرح زمینیں بھی سات ہیں۔

۲۲۔ انما حرم علیکم المیتة والدم و الحم الخنزیر و ما اُھل بہ لغیر اللہ (البقرہ۔آیت ۱۷۳)

شاہ رفیع الدین: سوائے اسکے نہیں کہ حرام کیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے ساتھ اسکے غیر اللہ۔

فتح محمد جالندھری: اس نے تو تم پر مرا ہوا جانور اور لہو اور سور کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔

اشرف علی تھانوی: اللہ تعالیٰ نے تو تم پر صرف حرام کیا ہے مردار کو اور خون کو (جو بہتا ہو) اور خنزیر کے گوشت کو (اسی طرح اسکے سب سب اجزاء کو بھی) اور ایسے جانور کو جو (بقصد تقرب) غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو۔

امین احسن اصلاحی: اس نے تو بس تمہارے لیے مردار، خون سور کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کر دیا ہے۔

مولانا مودودی: اللہ کی طرف سے اگر کوئی پابندی تم پر ہے تو وہ یہ ہے کہ مردار نہ کھاؤ خون سے اور سور کے گوشت سے پرہیز کرو اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جسپر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔

حافظ نذر احمد: درحقیقت (ہم نے) تم پر حرام کیا ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا (کسی اور کا نام) پکارا گیا۔

سیّد احمد سعید کاظمی: اللہ نے تم پر حرام کیا مردار اور (رگوں سے بہا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا۔

تمام مترجمین کے نزدیک ''أهل به لغير الله'' کا مفہوم یہ ہے کہ جس جانور کو بھی غیر اللہ کے نام سے ''منسوب کر دیا جائے'' پھر اگر ذبح کے وقت ''اللہ کا نام بھی پڑھا جائے تب بھی وہ جانور حرام ہی رہے گا''۔ انکے نزدیک اولیاء کرام کے لیے نذر مانے ہوئے جانور ما أهل به لغير الله میں داخل ہو کر حرام ہیں۔ تمام مترجمین کا زور غیر اللہ کے نام کے ذبیحہ پر ہے کہ وہ حرام

ہے جبکہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا ترجمہ حقانیت کا آئینہ دار ہے کہ وہ جانور حرام ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے اور یہ ذبح تقرب الی اللہ ہو۔ یعنی تشہیر لغیر اللہ موجب حرمت نہیں بلکہ ذبح لغیر اللہ موجبِ حرمت ہے۔ اسی طرح ردالمختار میں ہے۔

''ای علیٰ وجه العبادة لانهُ الکفر و هذا بعید من حال المسلم'' ﴿۶۷﴾

ترجمہ: ''یعنی تقرب علیٰ وجہ العبادۃ اسلیے کہ تقرب علیٰ وجہ العبادۃ ہی کفر کا موجب ہے اور ایسا تقرب مسلمان کے حال سے بہت بعید ہے''

یعنی حلت وحرمت کا دارومدار ذابح کی نیت پر ہے اور مسلمان اولیاء کرام کے ساتھ محبت وعقیدت رکھ سکتا ہے انھیں الہٰ نہیں مانتا۔ اوران سے منسوب جانورکوان کا ہدیہ جانتے ہیں اور وصال یافتہ بزرگوں کے لیے ایصال ثواب کی نیت کرتے ہیں اور اسکا ثبوت عہدِ رسالت میں بھی ملتا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

''ان ام سعد ماتت فایُّ الصدقه افضل ۔ قال الماءُ فحفرّ بیرا و قال هذہ لامِ سعد ﴿۶۸﴾

اگر بعداز وفات کسی بزرگ کے نام کسی چیز کو نامزد کردینا حرام ہوتا تو معاذ اللہ امِ سعد کے لیے نامزد کردہ کنواں بھی حرام ہوتا۔ اسی طرح تفسیرات احمدیہ میں ''اهل بهٖ لغیر الله'' کے تحت موجود ہے۔

''و من هھنا علم ان البقره المنذورة لاولیاء کما هو الرسم و فی زماننا حلال و طیب'' (۶۹)

ترجمہ: ''اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بیشک وہ گائے جسکی نذر اولیاء کے لیے مانی جائے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے حلال وطیب ہے''

اس نظر سے مراد نذرِ شرعی جو عبادت نہیں ہے۔ اسے نذرِ مجاز کہتے ہیں اور حاجت روا حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کو مانتے ہوئے اور اولیاء کو محض واسطہ اور وسیلہ سمجھنا ہرگز ناجائز نہیں۔

ہر ذبیحہ کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اس کا خون خالص اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیے بہایا جائے اور کوئی مومن معاذ اللہ ولی کی تعظیم وتقرب کے لیے جانور کا خون بہانے کی نیت نہیں رکھتا بلکہ بہ نیت ایصال ثواب ایسا ہے۔ اگر ناذر (نذر ماننے والا) تقرب لغیر اللہ کا قصد کیا اور غیر اللہ کی تعظیم مقصود ہو اور غیر اللہ کے لیے نامزد کردہ جانور دوسرے مصرف میں صرف کرنا حرام گردانا جیسا کہ مشرکین بحیرہ، سائبہ کے نام سے جانور اپنے معبودوں کے لیے نامزد کر کے انھیں اپنی طرف سے حرام قرار دے دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں انکی مذمت فرمائی۔

ما جعل الله من بحيرةٍ ولا سائبة ولا وصيلة ولا حام و لكن الذين كفروا يفترون على الله الكذب و اكثرهم لا يعقلون واذا قيل لهم تعالوا الىٰ ما انزل الله و الى الرسول قالو حسبنا ما وجد نا عليه اباً نا اولو كان اباء هم لا يعلمون شيئاً ولا يهتدون (سورہ مائدہ: آیت ۱۰۲ تا ۱۰۴)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے کوئی بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام، مقرر نہیں فرمائے لیکن کافر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور انکے اکثر بے عقل ہیں اور جب ان سے کہتے ہیں کہ کافی ہے ہمیں وہی جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اگر چہ انکے باپ دادا کچھ نہ جانتے ہوں اور ہدایت یافتہ نہ ہوں''

بحیرہ وہ اونٹنی ہے جس کا دودھ بتوں کے لیے روک دیا جائے چنانچہ اسے کوئی شخص نہیں دوھتا تھا اور سائبہ وہ جانور جنھیں مشرکین اپنے بتوں کے لیے چھوڑ دیا کرتے تھے اور وصیلہ جو اونٹنی ہے اور حام وہ

نرشتر ہے جومشرکین اپنے بتوں کے لیے چھوڑ دیتے تھے اور بار برداری سے انھیں باز رکھتے تھے۔ اسکے باوجود بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام یہ جانور حرام نہیں جیسا کہ علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''واذا قیل لھم تعالوا الیٰ ما انزل اللہ و الیٰ الرسول' کے تحت فرماتے ہیں ۔

''ای ھلموا الیٰ حکم اللہ و رسولہ بان ھذہ الا شیاء غیر محرمۃٍ'' (۷۰)

''یعنی اللہ اور رسول کے حکم کی طرف آؤ کہ یہ چیزیں یعنی بتوں کے نام چھوڑے ہوئے جانور) حرام نہیں'' مشرکین کے محض اعتقاد اور نامزدگی کے باعث وہ جانور حرام نہیں ہونگے جبتک ان کا ذبح کرنے والا مرتد یا مشرک و کافر غیر کتابی نہ ہو اور انھیں غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے اور ان کا خون بہانے سے غیر اللہ کی تعظیم وتقرب مقصود نہ ہو۔ چنانچہ مسلمان جو اولیاء کرام کو نہ تو **الٰہ** مانتے ہیں نہ انھیں مستحق عبادت جانتے ہیں۔ اگر ایصال ثواب کے لیے انکے نام پر جانور ذبح کردیں اسے ''ما اھل بہ لغیر اللہ'' کا فتویٰ لگا کر حرام قرار دینا جہالت اور ناسمجھی ہے اور گمراہی ہے۔

''اعلم ان المدار علی القصد عند ابتداء الذبح'' (۷۱)

''جاننا چاہیے کہ مدار مقصد پر ہے خاص ابتدائے ذبح کے وقت''

اسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم او الکافر لا لھتھم توکل لا نہ سمی اللہ تعالیٰ و یکرہ للمسلم'' (۷۲)

''مجوسی نے آتش کدہ کے لیے بکری نامزد کی یا کافر نے اپنے بتوں کے لیے کوئی جانور نامزد کیا اور ان جانوروں کو مسلمان نے ذبح کردیا اگرچہ مسلمان کے لیے ایسا کرنا مکروہ ہے مگر وہ جانور حلال وطیب ہے کھایا جائے گا''

فتاویٰ عالمگیری سے واضح ہو گیا کہ مشرکین وکفار کے بت خانہ اور بتوں کے نامزد کردہ جانور مسلمان کے ذبح کرنے سے حلال ہوں اور نذر اولیاء سے منسوب جانور ایک مومن کے حلال کرنے سے حرام ہو جائے عقل سے بالاتر ہے۔ چنانچہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ ترجمہ درست ہے۔

قوسین کے ذریعے اشکال کا ازالہ:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ترجمے کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے اپنے ترجمے میں یہ پہلو بطور خاص ملحوظ رکھا کہ جہاں کہیں بھی کوئی اشکال یا شبہ پیدا ہو سکتا تھا وہ قوسین لگا کر دور کر دیا تا کہ پڑھنے والا آیت کے مضمون کو سمجھنے کے ساتھ ذہنی الجھن سے محفوظ رہے چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۲۰۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۶)

شاہ رفیع الدین: جواب دیتا ہوں پکارنے کا پکارنے والے کے جب پکارتا ہے مجھکو۔

فتح محمد جالندھری: جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے میں اسکی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں۔

امین احسن اصلاحی: میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

مولانا مودودی: پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے میں اسکی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں۔

حافظ نذر احمد: میں قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی دعا جب وہ مجھ سے مانگے۔

سیّد احمد سعید کاظمی: دعا کرنے والے کی دعا کو (اپنی حکمت کے مطابق) قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرے۔

دیگر تمام تراجم پڑھ کر ایک عام ذہن میں اشکال پیدا ہوتا ہے جب قرآن حکیم میں ربِ کریم فرماتا ہے، میں دعا قبول کرتا ہوں تو پھر ہر بندہ مستجاب الدعوۃ کیوں نہیں اور بظاہر بعض دعائیں قبول

سیّد احمد سعید کاظمی: دعا کرنے والے کی دعا کو (اپنی حکمت کے مطابق) قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرے۔

نہیں ہوتیں تو علامہ کاظمی نے اس اشکال کو دور کر دیا کہ دعائیں اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے مگر اپنی حکمت کے مطابق۔

۲۱۔ والنّٰزعٰت غرقا وّالنّٰشطٰت نشطا (سورہ نازعات آیت نمبر ۱۔۲)

شاہ رفیع الدین: قسم ہے ان فرشتوں کہ زور سے کھینچتے ہیں جان ڈوب کر اور قسم ہے ان فرشتوں کی کہ بند کھول دیتے ہیں جان کا بدن سے بند کھول دینے کر۔

فتح محمد جالندھری: ان (فرشتوں) کی قسم جو ڈوب کر کھینچ لیتے ہیں اور ان کی جو آسانی سے کھول دیتے ہیں۔

امین احسن اصلاحی: ان فرشتوں کی قسم جو ڈوب کر کھینچ لیتے ہیں اور انکی جو آسانی سے کھول دیتے ہیں۔

مولانا مودودی: قسم ہے ان (فرشتوں) کی جو ڈوب کر کھینچتے ہیں اور آہستگی سے نکال لے جاتے ہیں۔

حافظ نذر احمد: قسم ہے گھسیٹ کر دشمن سے (جان) کھینچنے والے (فرشتوں) کی اور کھول کر چھڑانے والوں کی۔

سیّد احمد سعید کاظمی: قسم ان (فرشتوں) کی جو نہایت سختی سے (کافر کی جان) کھینچتے ہیں اور انکی جو بہت نرمی سے (مومن کی جان کے بند) کھولتے ہیں۔

دیگر تمام تراجم پڑھ کر ایک عام قاری تذبذب کا شکار ہو جاتا ہے کہ مگر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے قوسین کے ذریعے قاری کو اس ذہنی کشمکش سے بچا لیا اور اس پر آیت میں مذکور معاملے کو روشن کر دیا۔

۲۲۔ الذین یظھرون منکم من نسائھم ماھن اُمھتھم ؕ (مجادلۃ:۲)

شاہ رفیع الدین: جو لوگ کہ ظہار کرتے ہیں بی بیوں اپنی سے نہیں ہو جاتیں وہ مائیں انکی۔

مولانا مودودی: تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں انکی بیویاں انکی مائیں نہیں ہیں۔

امین احسن اصلاحی: تم میں جو اپنی بیویوں سے ظہار کر بیٹھتے ہیں وہ انکی مائیں نہیں بن جاتی ہیں۔

اشرف علی تھانوی: تم میں جو لوگ اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں (مثلاً یوں کہہ دیتے ہیں انتِ علی کظہر اُمی) وہ انکی مائیں نہیں ہیں۔

سیّد احمد سعید کاظمی: جو لوگ تم میں سے اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (جیسے اپنی بیوی سے کہتے ہیں تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے) وہ انکی مائیں نہیں۔

دیگر تمام تراجم پڑھ کر ایک عام ذہن ظہار کے مفہوم کو سمجھنے سے قاصر ہے مگر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے قوسین کے ذریعے اسکے مفہوم کو بھی واضح کر دیا۔

۲۳۔ و ھو فَضَّلکم علی العٰلمین ط (سورہ اعراف: آیت نمبر ۱۴۰)

شاہ رفیع الدین: اور اسی نے بزرگی دی تم کو اوپر عالموں کے۔

مولانا مودودی: حالانکہ وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں دنیا بھر کی قوموں پر فضیلت بخشی ہے۔

امین احسن اصلاحی: درآنحالیکہ وہی ہے جس نے تم کو اہلِ عالم پر فضیلت بخشی۔

فتح محمد جالندھری: حالانکہ اس نے تم کو تمام اہلِ عالم پر فضیلت بخشی ہے۔

اشرف علی تھانوی: حالانکہ اس نے تم کو تمام دنیا جہان والوں پر فوقیت دی ہے۔

مولوی نذر احمد: حالانکہ اس نے تمہیں سارے جہان پر فضیلت دی۔

سیّد احمد سعید کاظمی: حالانکہ اس نے (تمہارے زمانے کے) سب جہان والوں پر تمہیں فضیلت دی ہے۔

۲۴۔ یبنی اسراء یل اذکرو نعمتی التی انعمت علیکم و انی فَضَّلتکم علی العٰلمین۔

(بقرہ:۱۲۲)

شاہ رفیع الدین: اے بیٹو یعقوب کے یاد کرو میری نعمت جو انعام کی میں نے اوپر تمہارے اور یہ کہ تم کو بزرگی دی میں نے اوپر عالموں کے۔

مولانا مودودی: اے بنی اسرائیل یاد کرو میری نعمت کو جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا اور یہ کہ میں تمہیں دنیا کی تمام قوموں پر فضیلت دی تھی۔

امین احسن اصلاحی: اے بنی اسرائیل میرے اس فضل کو یاد کرو جو میں نے تم پر کیا اور اس بات کو کہ میں نے تمہیں اہل عالم پر فضیلت دی۔

فتح محمد جالندھری: اے بنی اسرائیل میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیے اور یہ کہ میں نے تم کو اہل عالم پر فضیلت دی۔

اشرف علی تھانوی: اے اولادِ یعقوب (علیہ اسلام) میری ان نعمتوں کو یاد کرو جن کا میں نے تم پر (وقتاً فوقتاً) انعام کیا اور اسکو (بھی) کہ میں نے تم کو بہت لوگوں پر فوقیت دی۔

مولوی نذر احمد: اے بنی اسرائیل میری نعمت یاد کرو جو میں نے تم پر کی اور یہ کہ میں نے تمہیں زمانہ والوں پر فضیلت دی۔

سیّد احمد سعید کاظمی: اے آلِ یعقوب یاد کرو میری وہ نعمتیں جو میں نے تم پر انعام کیں اور یہ کہ میں نے (تمہارے) زمانے کے سب لوگوں پر تم کو فضیلت دی۔

مندرجہ بالا سورہ ابراہیم اور سورہ بقرہ کی آیات کے دیگر مترجمین کے ترجمے سے ذہن میں اشکال پیدا ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل تمام جہانوں پر افضل ہیں جبکہ قرآن پاک میں حضورِ اکرم ﷺ کی امت کے بارے میں فرمایا جارہا ہے۔ كنتم خير أمة۔ (آلِ عمران: ۱۱۰) تم بہترین امت ہو۔تو ایک طرف بنی اسرائیل کو تمام زمانوں پر افضل قرار دیا جارہا ہے جبکہ دوسری جگہ حضور ﷺ کی

امت کو بہترین امت قرار دیا جارہا ہے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ قوسین کے ذریعے اس اشکال کو دور کردیا کہ بنی اسرائیل صاحب فضیلت تھے اپنے زمانے میں اورحضور اکرم ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے کے بعد انکا زمانہ ختم ہوگیا۔اوراب امتِ محمدی ﷺ تمام امتوں پر افضل ہے۔

۲۵۔ قالت لھم رسلھم ان نحن الا بشر مثلکم (ابراہیم : آیت نمبر۱۱)

شاہ رفیع الدین: کہا واسطے انکے پیغمبروں نے نہیں ہم مگر آدمی مانند تمہارے۔

مولانا مودودی: تم کچھ نہیں ہومگر ویسے ہی انسان جیسے ہم ہیں۔

امین احسن اصلاحی: انکے رسولوں نے جواب دیا ہم ہیں توتمھارے ہی جیسے آدمی۔

فتح محمد جالندھری: پیغمبروں نے ان سے کہا ہم تمہارے جیسے ہی آدمی ہیں۔

اشرف علی تھانوی: انکے رسولوں نے (اسکے جواب میں) کہا کہ ہم بھی تمہارے جیسے آدمی ہیں

مولوی نذر احمد: انکے رسولوں نے ان کہا(بیشک) ہم صرف تم جیسے بشر ہیں۔

سیّد احمد سعید کاظمی: انکے رسولوں نے ان سے فرمایا اے کافروں (ہم آدم کی نسل ہونے میں) تم جیسے ہی بشر ہیں۔

مندرجہ بالا تمام تراجم میں رسول اور کافر ایک ہی صف میں کھڑے کردیے گئے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے قوسین کے ذریعے نبی اور غیر نبی کے فرق کے واضع فرمادیا کہ ایک کافر اور رسول میں اگر مماثلت ہے تو وہ صرف آدم کی نسل ہونے میں ہے۔

۲٦۔ و النجم اذا ھویٰ (النجم آیت نمبر۱)

شاہ رفیع الدین: قسم ہے تارے کی جب گرے۔

مولانا مودودی: قسم ہے تارے کی جب وہ غروب ہوا۔

امین احسن اصلاحی: شاہد ہیں ستارے جب وہ گرتے ہیں۔

فتح محمد جالندھری: تارے کی قسم جب غائب ہونے لگے۔

اشرف علی تھانوی: قسم ہے مطلق ستارے کی جب وہ غروب ہونے لگے۔

مولوی نذر احمد: ستارے کی قسم جب وہ غائب ہونے لگے۔

سیّد احمد سعید کاظمی: قسم روشن ستارے (وجودِ محمدی ﷺ) کی جب وہ (شبِ معراج عرشِ بریں پر عروج فرما کر زمین کی طرف) اترا۔

متذکرہ تمام تراجم کو پڑھ کر قاری سوچنے لگتا ہے پتہ نہیں کس تارے کی قسم کھائی جارہی ہے آسمان پر تو بے شمار ستارے ہیں۔ سورہ نجم میں حضور اکرم ﷺ کی سیرِ آسمانی (معراج) کا ذکر ہے۔ تفسیر روح المعانی میں ہے۔

"و قال جعفرالصادق رضی الله عنه هو النبیﷺ و هو یة نزوله من السماء لیلة المعراج" (۷۳)

ترجمہ: ''امام جعفر صادقؓ نے فرمایا کہ جو نبی معراج کی رات آسمان سے اترے وہ یہ ہی (ہمارے) نبی ہیں''

چناچہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے دیگر مترجمین سے ہٹ کر واضح اور عام فہیم ترجمہ کر کے قاری کو ذہنی الجھن سے بچالیا اور وہ باآسانی سمجھ جاتا ہے کہ اس تارے سے مراد وجودِ مصطفوی ﷺ ہے۔ جیسا کہ آپ نے جبریل سے فرمایا تھا۔

"انا ذالك الكوكب" (۷۴) ''میں وہ ستارہ ہوں۔

۲۷۔ انا فتحنا لك فتحا مبینا لیغفرلك الله ما تقدم من ذنبك و ما تأخر (سورہ فتح:۱:۲)

شاہ رفیع الدین: تحقیق فتح دی ہم نے تجھکو فتح ظاہر تو کہ بخشے واسطے تیرے خدا جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں تیرے سے اور جو کچھ پیچھے ہو۔

فتح محمد جالندھری: (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو فتح دی فتح بھی صریح و صاف تا کہ خدا تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے۔

مولانا مودودی: اے نبی ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کردی تا کہ اللہ تمھاری اگلی پچھلی ہر کوتاہی درگذر فرمائے۔

امین احسن اصلاحی: بے شک ہم نے تمھیں ایک کھلی ہوئی فتح عطا فرمائی کہ اللہ تمہارے تمام اگلے اور پچھلے گناہوں کو بخشے۔

اشرف علی تھانوی:۔ بے شک ہم نے آپکو ایک کھلم کھلا فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ آپکی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے۔

سیّد احمد سعید کاظمی: (اے حبیب) بے شک ہم نے آپکو روشن فتح عطا فرمائی۔ تاکہ اللہ آپکے لیے معاف فرمادے آپکے اگلے پچھلے (بظاہر) خلاف اولیٰ سب کام (جو آپکے کمالِ قرب کی وجہ سے محض سورتاً ذنب ہیں حقیقتاً حسنات الابرار سے افضل ہیں)

۲۸۔ و استغفر لذنبك و للمومنين والمومنات° (سورہ محمد ﷺ: آیت: ۱۹)

شاہ رفیع الدین: اور بخشش مانگ واسطے گناہ اپنے کی اور واسطے ایمان والوں کے اور ایمان والیوں کے۔

فتح محمد جالندھری: اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے بھی۔

مولانا مودودی: اور معافی مانگو اپنے قصور کے لیے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بھی۔

امین احسن اصلاحی: پس اپنی اور با ایمان مردوں اور عورتوں کی خطاؤں کی معافی مانگتے رہو۔

اشرف علی تھانوی:۔ اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لیے بھی۔

سیّد احمد سعید کاظمی: اور آپ (امت کی تعلیم استغفار کے لیے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں (کے گناہوں) کے لیے (معافی طلب کریں)

۲۹۔ واستغفر لذنبك و سبح بحمد ربك بالعشی والابكار (مومن: ۵۵)

شاہ رفیع الدین: اور بخشش مانگ واسطے گناہ اپنے کے اور پاکی بیان کر ساتھ تعریف پروردگار اپنے کے۔

فتح محمد جالندھری: اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور صبح وشام اپنے پروردگار کی تسبیح کرتے رہو۔

مولانا مودودی: اپنے قصور کی معافی چاہو اور صبح وشام اپنے رب کی حمد کے ساتھ اسکی تسبیح کرتے رہو۔

امین احسن اصلاحی: اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتے رہو اور صبح وشام اپنے رب کی تسبیح کرتے رہو۔

اشرف علی تھانوی:۔ اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لیے بھی۔

سیّد احمد سعید کاظمی: اور آپ (امت کی تعلیمِ استغفار کے لیے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ شام اور صبح اسکی تسبیح کرتے رہیں۔

مسئلہ ذنب:

اردو زبان کے اکثر مترجمین قرآن نے سورہ فتح۔ سورہ محمد ﷺ۔ اور سورہ مومن میں رسول خدا ﷺ کو ذنب کا مرتکب ٹھہرایا ہے۔ اور محبوبِ خدا ﷺ کو معاذ اللہ گناہ گار اور قصور

وار بناڈالا۔ ان تراجم کو پڑھکر ایک عام مسلمان اور غیر مسلم کیا تاثر لیں گے کہ پیغمبرِ اسلام کا دامن بھی معاذ اللہ گناہوں پاک نہ تھا اوران تراجم سے عصمتِ انبیاء کا عقیدہ داغدار ہوتا ہے یانہیں۔

سورہ فتح، سورہ مومن، سورہ محمد، سورہ نصر یہ تمام وہ آیات ہیں جن میں غلبہ اسلام اور فتح اسلام کی بشارت دی گئی ہے اور اسکا کوئی موقعہ نہیں کہ اس موقعہ پر ذنب اور استغفار کے وہ معنی لیے جائیں جو اکثر مترجمین نے لیے ہیں۔ یہاں فتح اور مغفرت میں کوئی مناسبت نظر نہیں آتی۔

مختلف لغات میں "ذنب "اور" لیغفر" کے معنیٰ :

ذنب:

۱۔ عمامہ۔ شملہ (۷۵)

۲۔ پونچھ۔ دم۔آسمان کی ایک شکل کا نام جسکے ایک طرف کو''راس '' دوسری طرف کو ''ذنب'' کہتے ہیں، دم دارستارہ (۷۶)

۳۔ گناہ، عصیاں، معصیت (۷۷)

۴۔ پیچھے لگے رہنا (۷۸)

۵۔کسی کا پیچھا کر کے اسکے نشانات قدم کو نہ چھوڑنا۔کھوج لگانا۔گناہ۔قصور۔جرم (۷۹)

استغفار کا مادہ غفر کے معنیٰ: ڈھانپنے یا کسی چیز کو کسی جگہ محفوظ کردینے کے ہیں، مغفرت کے معنی عذاب سے محفوظ رکھنا۔(یعنی غفر کا معنی محفوظ رکھنا ہے)

المفرد میں ہے: " الغفر الباس ما یصونه عن الانس" (۸۰)

کسی کو ایسی چیز پہنا دینا جس سے وہ میل وغلاظت سے محفوظ رہے۔

علامہ سعید شرتونیؒ لکھتے ہیں: "غفر الشئی غفر استرالله له ذنبه غطی علیه و عفا عنه " (۸۱)

'' غفر الشئی کا معنیٰ ہے اسپر ستر کیا اور غفر اللہ ذنبہ کا معنیٰ ہے اللہ نے اسکی پردہ پوشی کی اور اسکو معاف کر دیا''

المنجد میں ہے: "غفر له الذنب غطی علیه و عفا عنه و غفر الشئی ستره" (۸۲)

'' غفرلہ الذنب کا معنیٰ ہے اسکی پردہ پوشی کی اور اسکو معاف کر دیا اور غفر الشئی کا معنیٰ ہے اسپر ستر کیا''

عصمتِ انبیاء:

امت کا متفقہ و مسلمہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں۔ اور ان متبرک اور مقدس ہستیوں سے ذنب و معصیت کا ارتکاب نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام اللہ کے منتخب شدہ، عارف باللہ اور گناہوں سے معصوم نفوس ہوتے ہیں۔ شرک، فسق و فجور اور گمراہی نبوت میں کسی صورت نہیں ہوسکتیں۔ وہ ہر قسم گمراہی فسق و فجور اور شرک سے آزاد ہوتے ہیں جسکی گواہی قرآن حکیم نے خود انبیاء کرام سے اسطرح دلوائی۔

قال يقوم ليس بی ضلالة و لكنی رسول من رب العلمين (اعراف۔۶۱)

(ترجمہ) کہا اے میری قوم مجھ میں گمراہی کچھ نہیں میں تو رب العلمین کا رسول ہوں۔

یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں:

ما كان لنا ان نشرك بالله من شئیً (یوسف:۳۸)

(ترجمہ) ہمیں (یعنی گروہ انبیاء) کو نہیں پہنچتا کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھرائیں۔

شعیب علیہ السلام فرماتے ہیں:

وما اريد ان اخالفكم الیٰ ما انهٰكم عنه (ہود۔۸۸)

(ترجمہ) اور میں نہیں چاہتا کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں میں آپ اس کے خلاف کرنے لگوں۔

چلتا جسکا اظہار قرآن حکیم میں شیطان لعین نے اسطرح کیا۔

ولا غوینهم اجمعین الا عبادك منهم المخلصین (سورۃ الحجر:۳۹،۴۰)

(ترجمہ) اورضرور میں ان سب کو بے راہ کرونگا مگر وہ جوان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے بھی شیطان کے شر سے انبیاء کی حفاظت کا اسطرح اظہار فرمایا ۔

ان عبادی لیس لك علیهم سلطن (بنی اسرائیل: ٦٥)

(ترجمہ) بے شک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں۔

معلوم ہوا ان لوگوں میں جن کو شیطان گمراہ کرسکتا ہے ایک مخلص بندوں کا گروہ ہے جو مستثنیٰ ہے جن کو شیطان گمراہ نہیں کرسکتا جن پر شیطان کا زور نہیں چل سکتا اور ان مخلص بندوں میں انبیاء کا گروہ سب میں اوّل اور ممتاز ہے۔

انبیاء کرام تک شیطان کی پہنچ نہیں اور وہ انھیں گمراہ نہیں کرسکتا۔تو پھر ان سے گناہ کیونکر سرزد ہوسکتے ہیں ۔تعجب ہے کہ شیطان تو انبیاء کو معصوم مان کر انکے بہکانے سے اپنی معذوری ظاہر کرے مگر امتی ان کو مجرم مانے ، گناہ گار جانے۔

حدیث شریف میں ہے۔فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ:

''عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ما منكم من احدا لا و قد و كل له قرينه من الجن و قرينه من الملئكة قالوا و اياك يا رسول الله قال و اياى و لكن الله اعانتى عليه فاسلم فلا يا مرنى الا بخير'' (۸۳)

ترجمہ:'' ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم میں

سے ایسا کوئی نہیں کہ جسکے ساتھ ایک جن اور ایک فرشتہ نہ ہو پھر لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپکے ساتھ بھی ہیں فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی ہیں لیکن اللہ نے مجھے اسپر مدد دے دی پس وہ مسلمان ہوگیا ہے اور مجھے سوائے بھلائی کے اور کسی چیز کا حکم نہیں دیتا''

انبیاء کے اقوال و افعال تمام احکام الٰہی کے تابع ہوتے ہیں چنانچہ فرمایا۔

'' و من یعص اللہ و رسولہ فان لہ نار جھنم خالدین فیھاابداً '' (جن ۔۲۳)

(ترجمہ) جوکوئی اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے گا اسکی سزا جہنم ہے۔ مدتوں اسی میں رہے گا۔

اس آیت میں اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کا ذکر ایک ہی کلمہ میں کر دیا گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر کے اقوال و افعال بغیر حکم الٰہی نہیں ہوتے ورنہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت کے ساتھ کی جانی ضروری نہ تھی۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

''و من یطع الرسول فقد اطاع اللہ'' (نساء: ۸۰)

(ترجمہ) جوکوئی رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔

اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رسول کی مرضی اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کیونکہ اگر پیغمبر کی ایک کام کی مرضی ہو جو اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہو تو ایسی صورت میں پیغمبر کی اطاعت اللہ کی اطاعت نہیں ہوسکتی۔

پیارے مصطفیٰ ﷺ کے ہر فعل کو ربِ کائنات اپنا فعل قرار دیتا ہے۔ ارشاد ہوا:

'' وما رمیت ولکن اللہ رمیٰ '' (انفعال: ۱۷)

مشرکین کی آنکھوں میں مٹی تو رسول اللہ ﷺ نے پھینکی تھی مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

(ترجمہ)'' پیارے وہ مٹی تو نے نہیں پھینکی تھی بلکہ وہ تو تیرے رب نے پھینکی تھی''

ایک اور مقام پر اسطرح ارشاد ہوا ۔

ان الذین یبعایعونك انما یبایعون الله یدالله فوق ایدیھم (سورہ فتح : آیت ۱۰)

(ترجمہ) بیشک جولوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں انکے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے''

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ محبوب و محبّ کے گہرے تعلق کو بیان کرتے ہوئے جو''بیعت رضوان'' آپ ﷺ کے ہاتھوں پر کی گئی تھی اس بیعت کو اپنے ہاتھوں پر قرار دیتا ہے اور تمام صحابہ کے ہاتھ پر اگرچہ پیارے مصطفیٰ ﷺ نے اپنا ہاتھ رکھا تھا مگر ربِ کائنات فرماتا ہے کہ محبوب ان کے ہاتھوں پر تیرا ہاتھ نہیں بلکہ تیرے رب کا ہاتھ ہے ۔ تاکہ سب جان لیں کہ ہم نے تیرے ہر فعل کو اپنا فعل بنالیا ہے ۔ اور ایک اور مقام پر اسکی مزید وضاحت اس طرح فرمائی ۔

'' وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ'' (نجم : ۳۔۴)

(ترجمہ) '' اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے ۔ نہیں ہوتا انکا فرمانا مگر وحی جو (انکی طرف) کی جاتی ہے''

ان تمام آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے تمام اقوال و افعال انسانی خواہش کا نتیجہ نہیں بلکہ امر الٰہی کے سرچشمے سے نکلتے تھے ۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے محبت کا اظہار اس طرح فرماتا ہے ۔ قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله و یغفرلکم ذنوبکم (آلِ عمران : ۳۱)

(ترجمہ) ''اے محبوب (اہلِ کتاب سے) فرمادیجیے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری فرمانبرداری کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا''۔

اس آیت سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ اگر رسول اکرم ﷺ نے کبھی گناہ کیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ایمان والوں کہ کیوں آپ ﷺ کی پیروی کا حکم دیتا اور پھر کیونکر اسے اپنا محبوب بناتا اور جس سے معاذ اللہ خود گناہ کا ارتکاب ہوا ہوا سکے نقش قدم پر چلنے سے گناہ کیونکر معاف ہوسکتے تھے۔ بلکہ قرآن کہتا ہے۔

لقد كان لكم فی رسول الله اسوة حسنة (احزاب۔۲۱)

(ترجمہ) بے شک اللہ کے رسول میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے (البیان)

اگر ہمارے پیارے نبی ﷺ معاذ اللہ گناہ گار ہوتے تو قرآن انکونمونہ قرار دیتا۔آقائے دو جہاں ﷺ کی زندگی ایسی پاکیزہ اور ہرعیب ونقص سے پاک ہے کہ دشمن رسول آپ ﷺ کی ساری زندگی میں ایک عیب نہیں نکال سکتا جسکے بارے میں قرآن حکیم نے اس طرح دعویٰ کیا۔

فقد لبثت فيكم عمراً من قبله افلا تعقلون (یونس:۱۶)

(ترجمہ) تو میں تم میں (اپنی) عمر (کا ایک حصہ) گذار چکا ہوں تو کیا تم نہیں سمجھتے۔

میں اس سے پہلے تمہارے درمیان بہت مدت رہا ہوں تم بتا سکتے ہو میں نے کونسا برا کام کیا ہے پس تم کیوں نہیں سمجھتے۔ یعنی جس ہستی سے ساری زندگی معمولی سے معمولی گناہ کا ارتکاب نہ ہوا ہو وہ ''افتراء علی الله'' جیسے گناہ کا ارتکاب کیسے کرسکتا ہے۔مندرجہ بالا آیت میں آپ ﷺ نے اپنے دعوے کی سچائی پر اپنی پہلی زندگی کی پاکیزگی اور بے عیبی کو بطورِ شہادت پیش کیا ہے جو مخالفینِ اسلام میں بھی اس وقت مسلّم تھی۔

سورہ فتح کے نازل ہونے کے بعد صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے فرمایا کہ مبارک ہو اللہ نے آپکے اگلے پچھلے ذنوب کی مغفرت فرمادی ہے رسول اکرم ﷺ نے یہ کہکر صحابہ کے اس خیال کی تائید نہیں فرمائی بلکہ جلال میں فرمایا۔''اِنیّ لا خشاكم لِله و اتقاكم له'' (۸۴)

(ترجمہ) ''اللہ سے میں تم سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اسکے لیے تم سے زیادہ میرے اندر تقویٰ ہے''

یعنی میری ذات سے ذنوب کا گمان رکھنے والو! میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں پھر گناہ کیونکر سرزد ہو سکتے ہیں۔ جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو اس سے گناہ کیوں کر ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح صحیح مسلم میں ہے۔

فقال له رسول ﷺ اما و الله انی لا تقاکم و اخشاکم له (۸۵)

(ترجمہ) خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔

مندرجہ بالا بیان کردہ دونوں احادیث سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ جو اللہ سے زیادہ ڈرتا ہے وہ کیسے خطا وقصور اور گناہ کے قریب جا سکتا ہے۔ اسی طرح صحیح مسلم میں ایک اور جگہ ہے۔

''و الله انی لارجو ان اکون اخشاکم لله و اعلمکم بما اتقی ''(۸۶)

(ترجمہ) ''خدا کی قسم مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور جن چیزوں سے بچنا چاہیے ان کا زیادہ جاننے والا ہوں''۔

مندرجہ بالا حدیث جو قابل غور بات ہے وہ آپ ﷺ کا یہ فرمانا ہے کہ ''جن چیزوں سے بچنا چاہیے ان کا سب سے زیادہ جاننے والا ہوں'' گناہ اور قصور کم علمی اور انجانے پن میں ہوتا ہے ۔لیکن جو چیزوں کے حقائق کا علم رکھنے والا اور خاص طور پر جن چیزوں سے بچنا چاہیے انکا تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس مقدس ہستی سے کوئی گناہ اور خطا سرزد ہو۔

صاحبِ روح المعانی بیان فرماتے ہیں ۔'' و جعل الاستغفار كناية عما يلزمه من التواضع و هضم النفس و الاعتراف بالتقصير لا نّه صلى الله عليه وسلم معصوم و مغفور'' (۸۷)

(ترجمہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ومغفور ہونے کے باوجود عاجزانہ طور پر استغفار کرتے رہتے تھے۔ کیونکہ خود نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

" واللہ انّی لا ستغفراللہ و اتوب الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ" (۸۸)

(ترجمہ) اللہ گواہ ہے میں دن میں سو مرتبہ سے زیادہ اللہ سے استغفار اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔

سورہ محمد ﷺ کی آیت مبارکہ "و استغفر لذنبک" کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

قیل لہ ذلک مع عصمۃ لتستن بہ امتہ (۸۹)

"یعنی حضور اکرم ﷺ سے کہا گیا کہ اپنے گناہ کی مغفرت طلب کرو باوجود یہ کہ وہ معصوم ہیں تاکہ حضور کی امت انکی پیروی کرے"

علامہ اسمٰعیل حقیؒ لکھتے ہیں: "شیخ محی الدین ابن عربی اپنی کتاب **الفتوحات المکیہ** میں فرماتے ہیں"۔ "استغفار الا نبیاء لا یکون عن ذنب حقیقۃً کذنوبنا و انما ھو امر یدق عن عقولنا لا نہ لا ذوق لنا فی مقامھم فلا یجوز حمل ذنوبھم علی ما نتعقلہ نحن من الذنب" (۹۰)

"یعنی حضرات انبیاء علیہم السلام کا استغفار ہمارے گناہوں کی طرح کسی حقیقی گناہ سے نہیں ہوتا وہ تو کسی ایسے دقیق امر کے متعلق ہوتا ہے جسکا ادراک ہماری عقلیں نہیں کرسکتیں کیونکہ ہمیں انکے مقام بلند کی چاشنی حاصل نہیں تو انکے ذنوب کا وہ معنی ہرگز جائز نہیں جو ہماری عقلیں کرتی ہیں"

صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں۔

"قال اھل الکلام ان الا نبیاء معصومون من الکفر قبل الوحي و بعدہ باجماع

و من سبائر الكبائر عمداً بعدالوحي و أما سهواً فجوزه الكثرون وا ما الصغائر

فتجوز عمداً عندالجمهور و سهواً بالاتفاق اما قبل الوحی'' (۹۱)

'' اھل کلام نے فرمایا بیشک تمام انبیاء ہرقسم کے کفر سے معصوم ہین نبوت سے قبل بھی اور نبوت کے بعد بھی اس پر علماء کا اجماع ہے انبیاء کرام وحی کے بعد عمداً کبائر کے ارتکاب سے معصوم ہیں اکثر علماء سہواً جائز قرار دیتے ہیں رہے صغائر تو جمہور کے نزدیک جائز ہیں سہواً بالاتفاق جائز ہیں لیکن وحی سے پہلے''

امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔

" والانبياء عليهم السلام كلهم منزهون عن الصغائر و الكبائر و الكفر و القبائح" (۹۲)

ترجمہ: ''انبیاء علیھم السلام سب منزہ ومعصوم ہیں صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کفراور قباحتوں سے''

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ''هذا العصمة ثابتة للانبياء قبل النبوة و قبلها النبوة و بعدها على الاصح'' (۹۳)

ترجمہ: ''مذہب اصح پر انبیاء کرام کے لیے یہ عصمت قبل نبوت اور بعد نبوت دونوں زمانوں میں ثابت ہے''

'انبیاء کی معصومیت قرآن وحدیث، تفاسیر وفقہ کی روشنی میں واضح ہے اور مدتوں سے اسلاف سے چلا آرہا ہے۔قرآن کریم میں انبیاء کے لیے لفظ معصیت'' (نافرمانی) '' **ذنب**'' (گناہ) اورتوبہ وطلب مغفرت سے متعلق جوآیات ہیں علماء ومحدثین ومفسرین کا اجماع ہے وہ سب کلمات اپنے حقیقی ظاہری معنی پر محمول کرنا جائز نہیں اورشانِ انبیاء اورعصمتِ انبیاء کو مدنظر رکھتے ہوئے

انکی شایان شان تاویل کرنا فرض ہے۔ جو توجیہات و تاویلات مفسرین سے منقول ہیں انکا سرسری جائزہ درج ذیل ہے۔

ا۔ ذنب اور استغفار کا مطلب عصمت و پناہ:

لغات میں ''غفر'' کے معنی ستر کر دینا، بچا لینا اور محفوظ کر دینا بھی ہیں۔ چنانچہ ان تمام آیات میں ذنب اور استغفار کا مطلب ہوا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہر قسم کے گناہوں سے اپنی عصمت و پناہ میں رکھے۔ شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ مدارج النبوت میں لکھتے ہیں۔

'' ليعصمك الله فيما تقدم من عمرك و فيما تآخر منه'' (۹۴)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ آپکی پچھلی حیات میں بھی اور اگلی حیات میں اپنی عصمت و پناہ میں رکھے''

یہ قول انتہائی حسنِ قبول میں ہے۔

۲۔ ذنب کی نسبت اُمت کی طرف:

پچھلی بحث میں یہ ثابت ہو گیا کہ نبی معصوم عن الذنوب ہوتا ہے اسی لیے مشہور مفسرین نے ذنب کی نسبت امت کی طرف کی ہے۔ امام جلال الدین سیوطی تفسیر جلالین میں (ما تقدم من ذنبك و ما تآخر) میں تاویل پر زور دیتے ہیں کہ انبیاء چونکہ گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اسلیے انکی معافی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ آپ لکھتے ہیں۔

(ما تقدم من ذنبك وما تآخر) "و هو موول لعصمة الانبياء عليهم الصلوٰة و السلام بالدليل العقلى القاطع من الذنوب واللام للعلةِ الغائية فمد خولها مسبب لا سبب" (۹۵)

ترجمہ: ''یعنی یہ بات دلیل عقلی قطعی سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے پاک اور مبرا ہوتے ہیں (اسی لیے یہاں گناہ سے مراد انبیاء کے گناہ نہیں ہو سکتے) اور یہاں **لک** کا لام علت غائیہ ہے جس

سبب کے بجائے مسبب پر داخل ہے''۔

سورہ فتح کی آیت کے تحت امام صاویؒ فرماتے ہیں۔

'' ای اسناد الذنب له ﷺ مؤول اماً بأن المراد ذنوب امتك ''(۹٦)

ترجمہ: ''یعنی نبی کریم ﷺ کی طرف ذنب کی نسبت موول ہے اسکی تاویل ضروری ہے۔اسکی کئی تاویلیں ہیں ایک تاویل یہ ہے کہ ذنب سے مراد نبی کریم ﷺ کے (معاذ اللہ) ذنوب نہیں بلکہ امت کے ذنوب ہیں''

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ابن کبیر میں لکھتے ہیں۔

'' ان یکون الخطاب معه و المراد المومنون و هو بعید لا فراد المومنین و المومنات با لذکر و قال بعض الناس (ای لذنب اهل بیتك و للمومنین وللمومنات ای الذین لیسو منکب با هل بیت' ' (۹۷)

ترجمہ: ''ایک احتمال یہ ہے کہ خطاب نبی کریم ﷺ سے ہو اور مراد مومن ہوں یہ بعید ہے کیونکہ مومن مردوں اور عورتوں کا الگ ذکر کیا گیا ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اپنے اہل بیت کے ذنوب اور ایمان دار مردوں اور عورتوں کے لیے دعائے مغفرت کریں یعنی ان لوگوں کے لیے جو آپ کے اہل بیت میں سے نہیں ہیں۔

اور پھر یہی امام فخر الدین رازیؒ تفسیر کبیر میں سورہ محمد اور سورہ فتح کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں۔

(و استغفر لذنبك) ائی و استغفر لذنبك امتك فی حقك) (۹۸)

ترجمہ: ''یعنی آپ امت کے ان گناہوں کی مغفرت طلب کریں جو آپکے حق میں ان سے سرزد ہوئے''

پھر یہی امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ آگے سورہ فتح میں ''لیغفر لك'' کی تفسیر کرتے ہوئے

لکھتے ہیں ۔ (لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تآخر)

علیٰ قولنا المراد ذنب المومنین کانه تعالیٰ قال لیغفر لك ذنب المومنین : لید خل المومنین جنات ۔ (۹۹)

ترجمہ: ہمارے اس قول کے مطابق کہ مومنوں کے گناہ مراد ہیں ۔گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے سبب بخش دے مومنوں کے گناہ تاکہ ایماندار مردوں اور عورتوں کو جنت میں داخل فرمائے ۔

شیخ محی الدین ابن عربیؒ :

سورہ فتح کی دوسری آیت کی تفسیر کرتے ہیں ۔

" لیغفرلك الله ما تقدم من ذنبك وما تآخر)

وهو معصوم من الذنوب فهو المخاطب بالمغفرة و المقصود من تقدم من آدم زمانه وما تأخر من الامة من زمانه الی یوم القیامة فان الکل أمته ﷺ (۱۰۰)

ترجمہ :" تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ معاف کرے تمہارے اگلے اور تمہارے پچھلوں کے کیونکہ نبی کریم ﷺ تو گناہوں سے معصوم ہیں پس مغفرت کے ساتھ مخاطب اگر آپ ﷺ ہیں مگر مراد وہ پہلے لوگ ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے زمانے تک ہوئے اور پچھلوں سے وہ لوگ مقصود ہیں جو آپ کے زمانہ اقدس سے قیامت تک امتی ہونگے کیونکہ سارے انسان نبی آخر زماں کے امتی ہیں"

شیخ محی الدین ابن عربیؒ مزید وضاحت فرماتے ہیں ۔

فالناس أمته من آدم الیٰ یوم القیامة فبشره الله بالمغفرة لما تقدّم من ذنوب الناس وما تاخر منهم فکان هو المخاطب والمقصود الناس فیغفر الله للکل (۱۰۱)

ترجمہ: ''پس سارے انسان آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک آپکی امت ہیں پس اللہ تعالیٰ نے اگلے لوگوں اور پچھلوں کے گناہوں کو معاف کرنے کی آپکو خوشخبری سنائی ہے اس ارشاد میں مخاطب اگرچہ آپ ﷺ ہیں لیکن مقصود دوسرے افراد ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو بخش دے گا''

علامہ نیشاپوریؒ: تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان میں (ما تقدم من ذنبك وما تآخر) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''و قیل ما تقدم من ذنب ابویه آدم و حواء و ما تآخر من ذنب امته'' (۱۰۲)

''کہا گیا ہے ما تقدم من ذنبک سے مراد آدم وحوا کے ذنوب ہیں اور ما تآخر میں ذنب سے مراد امت کے گناہ ہیں''

مولانا عبدالقدیر صدیقیؒ اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

''پیغمبر تو معصوم ہوتا ہے اور بے گناہ پھر انکے اگلے پچھلے گناہ کی معافی کے کیا معنی؟ قاعدہ یہ ہے کہ جب فوجی سپاہیوں میں سے کوئی غلطی کرتا ہے تو سردار لشکر کو معافی چاہنا پڑتا ہے اور سپاہی کی خطا کو ایسا بیان کرتا ہے گویا اسکی خطا ہے پیغمبر سے گناہ کا سرزد ہونا ممکن ہی نہیں۔ انسانیت کی راہ سے جو ممکن ہے انکے ظاہر ہونے کو روکا جارہا ہے اس روکے جانے کو بھی معافی سے تعبیر کرتے ہیں'' (۱۰۳)

امام فخر الدین رازیؒ کہتے ہیں۔

''و قال بعض الناس ''لذنبك'' ای لذنب اهل بیتك و للمومنین و المومنات ای

الذین لیسو امتك باھل بیت " (۱۰۴)

ض علماء نے کہا کہ "لذنبك" کا معنی ہے آپکے اہل بیت کے گناہ'' تو آیت کا معنی یہ ہوا کہ اپنے اہل بیت اور انکے سوا دوسرے مسلمان مردوں اورعورتوں کے گناہ کے لیے دعائے استغفار کیجیے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔

(قد غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تآخر) هذا مما اختلف العلماء فی معناه قال القاضی قیل المتقدم ما کان قبل النبوة والمتاخر عصمتك بعد ها و قیل المراد به ذنوب امته ﷺ قلت فعلیٰ هذا یکون المراد الغفران لبعضهم اوسلامتهم من الخلود فی النار و قیل المراد ما وقع منه ﷺ عن سهو و تاویل حکاه الطبری و اختاره القشیری و قیل المراد انه مغفور لك غیر مواخذ بذنب لو کان و قیل هو تنزیه له من الذنوب ﷺ والله اعلم (۱۰۵)

ترجمہ: ''اس آیت کے معنیٰ میں علماء کا اختلاف ہے قاضی عیاض فرماتے ہیں ایک قول یہ ہے ما تقدم سے مراد قبل از نبوت کے ذنوب ہیں اور ما تآخر سے مراد نبوت کے بعد آپ کا معصوم ہونا ہے ایک قول یہ کہ بعض لوگوں کی بخشش کردی جائے گی یا انھیں جہنم سے ہمیشگی سے بچا لیا جائے گا ایک قول یہ ہے کہ ذنب سے مراد وہ کام ہیں جو نبی ﷺ سے کسی سہو یا تاویل کی بناء پر صادر ہوا ہو۔ یہ قول امام طبریؒ نے بیان کیا اور یہ ہی علامہ قشیریؒ کا مختار ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسی بخشش عطا فرمائی ہے کہ اگر بالفرض آپ کا کوئی ذنب ہو تب اسپر مواخذہ نہیں ہوگا ایک قول یہ ہے کہ اس آیت میں درحقیقت اس بات کی خبر دینا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو ہر قسم کے ذنب سے منزہ اور پاک رکھا ہے''۔

سورہ فتح کی پہلی آیت کی تفسیر امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اسطرح فرماتے ہیں۔

''لم یکن للنبی ذنب فما ذا یغفر له ؟ قلنا الجواب عنه قد تقدم مراراً من وجوه احدها المراد ذنب المومنین" (۱۰۶)

ترجمہ: ''یعنی جب حضور اکرم ﷺ کے لیے گناہ نہیں ہے تو کیا معاف کیا جائے گا اس سوال کا جواب متعدد بار کئی طریقے سے گذر چکا ہے اول یہ کہ مراد مومنین کا گناہ ہے''۔

سورہ محمد ﷺ کی آیت کریمہ ''واستغفر لذنبك و للمومنين والمومنات'' کے تحت تفسیر صاوی میں ہے۔ ''قيل المراد بذنبه ذنب اهل بيته'' (۱۰۷)

ترجمہ: ''ایک قول یہ ہے کہ اسمیں ذنب سے اہلبیت کے ذنب مراد ہیں''۔

سورہ فتح کی آیت کے تحت تفسیر قرطبی میں ہے۔

'' قال عطاء الخراسانی ما تقدم من ذنبك يعنى من ذنب ابويك ادم و حواء وما تاخر من ذنوب امتك'' (۱۰۸)

ترجمہ: ''عطا خراسانی نے کہا کہ ما تقدم سے مراد آپکے والدین حضرت آدم وحوا کی لغزشیں ہیں اور ما تاخر سے، مراد آپکی امت کے خطائیں ہیں''۔

ذنب سے مراد ترکِ اولیٰ :

ذنب کی ایک تاویل ترکِ اولیٰ سے کی گئی ہے۔ علامہ کاظمیؒ نے اسی تاویل کو اختیار فرمایا۔ اسکی تائید میں مختلف تفاسیر کے جائزے سے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ ترک اولیٰ سے کیا مراد ہے؟ ترک اولیٰ کے دو معنی ہیں۔

ا۔ ایک یہ کہ جو بات واقع میں زیادہ بہتر اور مناسب ہو اسے چھوڑ دینا۔

اور یہ ترک پسندیدہ اور اعلیٰ نہیں ہوتا اور نہ ناجائز اور گناہ ہوتا ہے۔ مثلاً

''گرمیوں میں ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

’’قال رسول الله ﷺ اذا اشتدّالحرّ فا بردوا با الصلوة ‘‘ (۱۰۹)

ترجمہ: ’’فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب گرمی تیز ہوتو نمازِ ظہر ٹھنڈی کرکے پڑھو‘‘ لیکن ظہر کی نماز عموماً ایک سے ڈیڑھ بجے تک سخت دھوپ کی تپش میں پڑھی جاتی ہے جو مستحب نہیں ہے یہ ترک اولیٰ ہے مگر گناہ نہیں تو رسول اکرم ﷺ نے گرمیوں میں ظہر سخت تپش میں اوّل وقت پڑھ لی تو یہ ترکِ اولیٰ ہوا لیکن ترکِ اولیٰ ہوا اور ترک اولیٰ گناہ نہیں۔

اسی طرح حدیث شریف میں ہے۔ حضرت معاذ بن عبدالله الجهنی قال ان رجلًا من جهينةاخبره انه سمع رسول الله ﷺ قراء فی الصبح ’’اذا زلزلت‘‘ فی الرکعتین کلیتهما فلا أدري أنسي أم قراء ذلك عمدا (۱۱۰)

معاذ بن عبداللہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بے شک جہینہ قبیلہ سے ایک شخص نے خبر دی کہ انھوں نے سنا رسول اللہ ﷺ نے صبح کی دونوں رکعتوں میں سورۃ ’’اذا زلزلت‘‘ پڑھی مجھے معلوم نہیں کہ آپ ﷺ بھول گئے یا آپ ﷺ نے عمداً پڑھی۔

ملا علی قاریؒ مرقاۃ شریف میں اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”قوله (أم قراء ذلك عمداً) حاصله أنه فعله لبيان الجوازاذا ضم السورة أو ما يقوم مقامها من ثلاث آيات قصا رأوآية طويلةالى الفاتحة والافضل عدم تكرار سورة سيما فى الفرائض“ (۱۱۱)

ترجمہ: ’’نبی کریم ﷺ نے بیانِ جواز کے لیے صبح کی دونوں رکعتوں میں سورۃ ’’اذا زلزلت‘‘ پڑھی کہ سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی چھوٹی سورت یا اسکے قائم مقام تین آیتیں ملانا جائز ہے یا ایک آیت بڑی ملالے پھر بھی جائز ہے افضل یہ ہے کہ سورۃ کا تکرار نہ کیا جائے خاص کر فرائض میں‘‘

اس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا ایک ہی سورۃ کا دونوں رکعتوں میں پڑھنا

غیر اولیٰ ہے لیکن نبی کریم علیہ وسلم نے جواز ثابت کرنے کے لیے اسپر عمل کیا۔

اسی طرح مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں ہے:

وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال ان رسول الله ﷺ کان یلحظ فی الصلوٰۃ یمینا و شمالا و لا یلوی عنقه خلف ظهره (۱۱۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک رسول اللہ علیہ وسلم نماز مین دائیں اور بائیں جانب ملاحظہ فرمالیتے تھے اور اپنی گردن کو پیٹھ پیچھے نہیں پھیرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

''و عن عائشه رضی الله عنها قالت سائلت رسول الله ﷺ عن الالتفات فی الصلوٰۃ فقال هو اختلاس یختلسه الشیطان من صلوٰۃ العبد'' (۱۱۳)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے نماز میں التفات کے بارے میں پوچھا تو آپ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شیطان کا بندے کی نماز سے جلدی کسی چیز کو حاصل کرنا ہے۔اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ملاعلی قاریؒ لکھتے ہیں۔

''واما الاتفات بطرف العین فلا بأس به و ان کان خلاف الا ولیٰ وأما اذا التفت بحیث تحوّل صدره عن القبلة فصلاته باطلة با لاتفاق ''(۱۱۴)

ترجمہ: ''نماز میں آنکھ سے ایک طرف توجہ کر لینے میں کوئی حرج تو نہیں لیکن خلاف اولیٰ ہے اور جب اسطرح توجہ کرے کہ اس کا سینہ بھی پھر جائے تو اسکی نماز فاسد ہو جائے گی''

اس بحث سے یہ بخوبی ثابت ہو جاتا ہے کہ نبی کریم علیہ وسلم نے بیانِ جواز کے لیے خلافِ اولیٰ کاموں پر عمل کیا کیونکہ اگر آپ نے وہ کام انجام نہ دیے ہوتے تو امت کو انکے جواز کا حکمِ شرعی معلوم نہ ہوتا اور

آپ علیہ وسلم سے صادر کوئی کام بہ ظاہر خلاف اولیٰ ہے لیکن حقیقت میں نہیں اگر چہ وہ اپنے اصل حکم کے لحاظ سے خلاف اولیٰ کہلائے گا لیکن آپ علیہ وسلم سے اس کا صادر ہونا اسپر ترکِ اولیٰ کا اطلاق آپکے بلند مرتبے کے لحاظ سے ہوگا۔ چناچہ علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں ۔

'' والطاعنون فی عصمة الا نبیاء علیهم السلام یتمسکون به و نحن نحمله علی التوبة عن ترك الا ولیٰ والافضل'' (۱۱۵)

ترجمہ: ''انبیاء کرام کی عصمت پر طعن کرنے والے آیہ کریمہ واستغفر لذنبك سے استدلال کرتے ہیں اور ہم لوگ اسے ''ترک اولیٰ وخلاف افضل'' سے توبہ پر محمول کرتے ہیں''۔

ان مثالوں سے واضح ہوجاتا ہے حسنات الا برار سئیات المقربین یعنی ابرار کی نیکیاں مقربین کے لیے برائی کا درجہ رکھتی ہیں۔ انبیاء کرام اپنے افعال وامور کو اپنے شایان شان انجام دیتے ہیں لیکن اگر کوئی ایسا امر صادر ہوجائے تو آپکے مرتبہ اور شان کے خلاف ہو تو اسے اپنے لیے گناہ تصور کرتے ہیں۔ چناچہ علامہ ابوسعود علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

" واستغفر لذنبك و هو الذی ربما یصدر عنه علی الصلوٰة و السلام من ترك الاولیٰ عبر عنه بالذنب ، نظراً الی منصبة الجلیل کیف لا ؟ و حسنات الابرار سئیات المقربین"

"و ارشاداً له علیه الصلوٰة و السلام الی التواضع و هضم النفس و استغفار العمل '' (۱۱۶)

ترجمہ: '' اپنے ذنب کی مغفرت چاہو'' ذنب ترکِ اولیٰ ہے جو حضور اکرم علیہ وسلم سے کسی وقت صادر ہوجاتا ہے۔ اسے آپ کے منصب جلیل کی طرف نگاہ کرتے ہوئے ذنب سے تعبیر کیا گیا ہے کہ بہت سے کام جو ابرار کے لیے نیکی کا حکم رکھتے ہیں وہ مقربین کے لیے برائی کا درجہ رکھتے ہیں''۔ ساتھ ہی اس میں حضور علیہ وسلم کو تواضع، انکسارِ نفس اور اپنے عمل کو کم سمجھنے کی ہدایت ہے۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

''و الذنب بالنسبة اليه عليه الصلوٰة و السلام ترك ما هو الا ولىٰ بمنصبه الجليل و ر ب شئى حسنة من شخص سئية من آخر كما قيل حسنا ت الابرار سئيات المقربين'' (۱۱۷)

ترجمہ: ''حضور اکرم ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپکے منصب جلیل کے لحاظ سے افضل کے ترک کا نام ذنب ہے اور بہت سی چیزیں ہیں جو ایک شخص سے ہوں تو نیکی ہے اور دوسرے سے ہوں تو برائی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے ''ابرار کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں''۔

امام احمد رضا فاضل بریلویؒ فرماتے ہیں۔ ''ترک اولیٰ ہرگز گناہ نہیں محض کمال قرب کی وجہ سے احکام میں شدت فرمائی گئی۔'' جتنا قرب زائد اسی قدر احکام کی شدت''۔اسلیے ''حسنات الابرار سئيات المقربين'' نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں وھاں ترک اولیٰ کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترکِ اولیٰ ہرگز گناہ نہیں'' (۱۱۸)

جب ترک اولیٰ ہرگز گناہ نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے ترکِ اولیٰ کا لفظ کیوں نہ فرمایا اور اسکی بجائے ذنب کا لفظ کیوں فرمایا تو مولانا احمد رضا فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ نے جواب دیا کہ مقربین کے حق میں'' وہاں ترک اولیٰ کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے''

اور اللہ تعالیٰ نے غیر گناہ کو گناہ کیوں کہا تو مولانا احمد رضا کے مطابق'' جتنا قرب زیادہ اسی قدر احکام میں شدت زیادہ''

پھر مولانا احمد رضا فاضل بریلویؒ مزید فرماتے ہیں۔

'' ذنوب الانبياء عليهم السلام فى القرآن اى صورة و اما معنى فهم البطينون المبرئون ﷺ

تعالیٰ علیہم وسلم" (۱۱۹)

ترجمہ: ''ذنوب انبیاء علیہم السلام سے مراد صورتِ گناہ ہے ورنہ حقیقتاً گناہ سے انبیاء کرام علیہم السلام نہایت دور اور منزہ و مبراء ہیں''۔

''فتاویٰ رضویہ'' میں ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

''ہر صغیرہ سے صغیرہ گناہ کو گناہ کہہ سکتے ہیں اگرچہ قبل ظہور رسالت ہو اور توسعاً خلاف اولیٰ کو بھی جو ہرگز منافی نبوت نہیں'' (۱۲۰)

حدیث شریف میں ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"واللہ انی استغفراللہ و اتوب الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ" (۱۲۱)

ترجمہ ''میں روز اللہ سے سو بار استغفار کرتا ہوں''

مولانا احمد رضا فاضل بریلویؒ لکھتے ہیں۔

''وہ خود کثیر التوبہ ہیں ہر ایک کی توبہ اسکے شان کے لائق ہے' 'حسنات الابرار سئیات المقربین'' حضور اکرم ﷺ ہر آن ترقی مقامات قرب و مشاہدہ میں ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوا۔'' وللآخرۃ خیر لك من الاولیٰ'' (والضحیٰ: آیت ۴)

ترجمہ: بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے۔

'' جب ایک مقام اجل و اعلیٰ پر ترقی فرماتے گذشتہ مقام کو بہ نسبت اسکے ایک نوع تقصیر تصور فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ و استغفار لاتے تو وہ ہمیشہ توبہ بے تقصیر میں ہیں'' (۱۲۲)

یعنی آنے والی گھڑی جب اولیٰ ہوئی تو گذرنے والی گھڑی نسبت اسکے اولیٰ نہ رہی بلکہ خلاف اولیٰ ہوگئی۔

شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ ''مدارج النبوت'' میں فرماتے ہیں۔

'' گفته اند که مراد به ''ذنب'' ترکِ اولیٰ است و ترکِ اولیٰ در حقیقت ذنب نیست زیرا که ''اولیٰ'' و مقابل او هر دو شریك اندر در اباحت'' (۱۲۳)

ترجمہ: ''علماء نے کہا کہ ذنب سے مراد ترک اولیٰ ہے اور ترکِ اولیٰ حقیقت میں گناہ نہیں کیونکہ اولیٰ اور غیر اولیٰ دونوں مباح ہونے میں یکساں ہیں''۔

امام رازیؒ سورہ فتح کی آیت مبارکہ'' لیغفر لك الله'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

'' لم یکن للنبی ﷺ ذنب فما ذا یغفر له؟ قلنا الجواب عنه قد تقدم مراراً من وجوه احدها المراد ذنب المومنین ثانیها المراد ترك الا فضل ثالثها: الصغائر فا نها جائزة علی الأنبیاء بالسهو و العمد وهوو یصونهم عن العجب'' (۱۲۴)

ترجمہ: ''یعنی جب حضور اکرم ﷺ کے لیے گناہ نہیں ہے تو کیا معاف کیا جائے گا'' اس سوال کا جواب متعدد بار کئی طریقے سے گذر چکا ہے اوّل یہ کہ مراد مومنین کا گناہ ہے دوسرے یہ کہ ترک افضل ہے۔ تیسرے یہ کہ گناہ صغیرہ مراد ہیں اسلیے کہ انبیاء کرام علیهم السلام پر وہ سہواً عمداً جائز ہیں اور خدائے تعالیٰ فخر وغرور سے انکی حفاظت فرماتا ہے''

تفسیر روح المعانی میں ہے۔

'' والمراد بالذنب ما فرط من خلاف الاولیٰ بالنسبة الی مقامه علیه الصلوٰة فهو من قبیل حسنات الابرار سئیات المقربین و قد یقال المراد ما هو ذنب فی نظره العالی ﷺ و ان لم یکن ذنباً ولا خلاف الاولیٰ عنده تعالیٰ کما یرمزالی ذالك الا ضافة' ' (۱۲۵)

ترجمہ: ''اس مقام پر ذنب سے مراد خلاف اولیٰ ہیں نبی کریم ﷺ کی بلند شان کی وجہ سے بعض

کام خلاف اولیٰ قرار پائے کیونکہ عام نیک لوگوں کی نیکیاں بھی بعض اوقات مقربین کے لیے گناہ ہوتے ہیں اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی بلند شان اور اپنی نظر عالی سے بعض کاموں کو خلاف اولیٰ سمجھتے تھے حالانکہ واقعہ میں وہ کام عنداللہ خلاف نہیں ہوتے تھے۔

تفسیر مدارک میں ہے۔ " (ما تقدم من ذنبك وما تآخر) يريد جميع ما فرط منك " (۱۲۶)

ترجمہ: " تا کہ اللہ تعالیٰ قبل از اعلان نبوت اور بعد از اعلان نبوت آپکے سب افراط بمعنی خلاف اولیٰ کام بخش دے "

اسی طرح تفسیر قرطبی میں موجود ہے۔ " ما تقدم من ذنبك قبل الرسالة ۔ وما تاخر بعده" (۱۲۷)

ترجمہ: " تا کہ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ وہ خلاف اولیٰ کام بخش دے جو قبل از اعلان نبوت ہوئے اور وہ بھی بخش دے جو خلاف اولیٰ کام بعد اعلان نبوت ہوئے جو عنداللہ خلاف اولیٰ نہیں "۔

علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"ان اسناد الذنب له ﷺ مؤول اما بأن المراد ذنوب امتك اوهو من باب حسنات الابرار سئيات المقربين " (۱۲۸)

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ کی طرف ذنب کی نسبت میں تاویل ہے اور تاویل یہ ہے کہ اس سے آپکی امت کی خطائیں مراد ہیں یا یہ تاویل کی جائیگی کہ اسمیں ذنب کی نسبت آپکی جانب بزرگوں کے اس قول کی قبیل سے ہے کہ عام صالحین کی نیکیاں مقربین بارگاہ کے نزدیک لغزشیں ہیں"

سورہ فتح کے تحت شرح ترمذی میں ہے۔

المراد بالذنب بعد الرسالة ترك ما هو الا ولىٰ و سمى فى حقه ذنبا لجلالة قدره و ان لم يكن ذنباً فى حق غيره (۱۲۹)

ترجمہ: ''ذنب سے مراد وہ خلاف اولیٰ امور ہیں جو (کسی حکمت کے تحت) آپ ﷺ سے اعلانِ نبوت کے بعد صادر ہوئے اور آپکے حق میں اسکو آپکے بلند مرتبہ ہونے کے اعتبار سے ذنب قرار دیا گیا ہے اگرچہ وہ کام دیگر لوگوں کے اعتبار سے ذنب نہ ہوں''۔

علامہ شہاب الدین محمود آلوسی بغدادیؒ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

و استغفرلذنبك و للمومنين و المومنات (سورہ محمد ﷺ)

"و الذنب بالنسبة عليه الصلوٰة والسلام ترك ما هو الا ولىٰ بمنصبه الجليل و رب شيً حسنة من شخص سئية من آخر كما قبل حسنات الابرار سئيات المقربين و قد ذكرو ان نبينا ﷺ فى كل لحظة عروجاً الى مقام اعلىٰ مما كان منه فيكون ما عرج منه فى نظره الشريف ذنباً بالنسبة الى ما عرج اليه فسيغفر منه و حملواعليه ذالك قوله على الصلوٰة و السلام "و انه ليغان على قلبي" الحديث و فيه اقوأل آخر" (۱۳۰)

ترجمہ: ''نبی کریم ﷺ کے مقامِ رفیع کے اعتبار سے ذنب کا معنی آپکے حق میں خلافِ اولیٰ کام ہے اور کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی چیز کسی آدمی کے اعتبار سے خوبی شمار کی جاتی ہے اور دوسرے شخص کے اعتبار سے برائی جیسے کہ بزرگوں کا قول ہے کہ عام نیک لوگوں کی نیکیاں مقربین بارگاہ کے نزدیک گناہ ہیں علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ نبی ﷺ ہر لمحے ایک نئے مقام کی طرف عروج فرماتے رہتے ہیں پس جس مقام کو آپ چھوڑ دیتے ہیں وہ آپکے نزدیک اگلے منصب کے اعتبار سے ذنب شمار ہوتا ہے اور اسپر پھر آپ استغفار کرتے ہیں اسی معنیٰ میں نبی ﷺ کی حدیث ہے کہ میرے قلب پر ایک پردہ آجاتا ہے تو میں استغفار کرتا ہوں اس آیت کے معنی میں اور بھی اقوال ہیں''۔

۴۔ ذنب بمعنی الزام:

ذنب چونکہ ایک کثیر المعانی لفظ ہے معروف معنیٰ کے علاوہ اسکے ایک معنی الزام بھی

لیے گئے ہیں اور الزام میں یہ ضروری نہیں کہ وہ فعل اس شخص سے صادر بھی ہوا ہو۔ ذنب کے معنی الزام لے کر مقامِ مصطفیٰ علیہ السلام کو بیان کیا ہے کہ اہلِ مکہ نے آپ پر ظلم وستم اور طعن وطنز اور الزامات قبیحہ لگائے رحمتِ عالم علیہ السلام رنجیدہ خاطر رہے لیکن صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر محبوب کی دلداری فرمائی کہ محبوب ہم نے تمہیں فتح مبین دی اور تم پر سے دشمنوں کے لگائے گئے سارے الزامات سے پاک فرمادیا ہے۔

قرآن پاک میں ذنب کا لفظ ''الزام'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایک قبطی اور اسرائیلی کو آپسمیں لڑتے دیکھا قبطی اسرائیلی کو پیٹ رہا تھا۔ اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو مدد کے لیے پکارا۔ آپ نے قبطی کو اسرائیلی پر ظلم کرنے سے منع کیا مگر جب وہ باز نہ آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو ایک گھونسا مارا اور وہ مرگیا۔ اب موسیٰ علیہ السلام نے اسرائیلی کو بچانے کے لیے ایسا کیا تھا۔ آپکا ارادہ قتل کا نہ تھا مگر گھونسا جان لیوا ثابت ہوا فرعون نے موسیٰ علیہ السلام پر قتل کا الزام عائد کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاکر اسے دعوتِ حق دیں تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔

''ولهم علی ذنب فاخاف ان يقتلون'' (سورہ شعراء: آیت ۱۴)

جسٹس کرم شاہ ازہری : اوران کا مجھ پر ایک الزام ہے تو مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔

محدث کچھوچھویؒ: اوران لوگوں کا مجھ پر ایک الزام ہے تو میں ڈرتا ہوں کہ مجھے مارڈالیں۔

مولانا احمد رضا بریلویؒ: اورانکا مجھ پر ایک الزام ہے تو میں ڈرتا ہوں کہیں مجھے قتل کردیں۔

مولوی نذر احمد: اوران کا مجھ پر ایک الزام (بھی) ہے۔

علامہ کاظمیؒ: اورانکا مجھ پہ ایک الزام ہے تو مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔

مذکورہ بالا مترجمین نے ذنب کی توجیہ الزام سے کی ہے۔

چنا چہ ذنب کی ایک توجیہ الزام بھی ہے کہ اے حبیب کفار آپ پر ہجرت سے پہلے اور بعد میں جو الزامات لگاتے تھے وہ اس فتح مبین سے سارے ختم ہو جائیں گے۔ چنانچہ پیر کرم شاہ از ہریؒ نے سورہ فتح، سورہ محمد اور مومن کے درج ذیل تراجم کیے۔

۱۔ و استغفر لذنبك و للمومنين و المومنات (سورہ محمد: آیت ۱۹)

ترجمہ: اور دعا مانگا کریں کہ اللہ آپکو گناہ سے محفوظ رکھے نیز مغفرت طلب کریں مومن مردوں اور عورتوں کے لیے۔

۲۔ ان فتحنا لك فتحا مبينا۔ ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك و ما تآخر (فتح:۱)

ترجمہ: یقیناً ہم نے آپکو شاندار فتح عطا فرمائی تا کہ دور فرما دے آپکے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے پہلے) لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے۔

۳۔ فاصبر ان وعد الله حق و استغفر لذنبك و سبح بحمد ربك بالعشى و الا بكار (مومن: ۵۵)

ترجمہ: پس (اے محبوب) آپ صبر فرمایئے (کفار کی اذیتوں پر) بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور استغفار کرتے رہیے اپنی (موہومہ) کوتاہی پر اور پاکی بیان کیجیے اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے شام کے وقت اور صبح کے وقت۔ (موہومہ کے معنی ہیں فرضی، تصوری)

علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ نے ''ذنب سے مراد خلافِ اولیٰ'' والی تاویل کو اختیار کیا اور ساتھ قوسین میں سورتاً ذنب حقیتاً حسنات الابرار سے افضل کہکر عصمت اور مقامِ مصطفیٰ علیہ ﷺ کی بھی ترجمانی فرمادی۔

"البیان" ضرورت کیوں؟

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن "کنزالایمان" ایک عظیم شاہکار ہے لیکن اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب کسی ترجمے کی ضرورت نہیں کیونکہ مولانا احمد رضاؒ کے ترجمہ کنزالایمان میں ایسے الفاظ بھی موجود ہیں جن کا استعمال آجکل متروک ہے اسلیے ضرورت تھی کہ کنزالایمان کے منہاج پر کوئی دوسرا ترجمہ منظر عام پر لایا جائے اور ان متروک مشکل الفاظ کی جگہ آسان الفاظ میں ترجمہ کیا جائے لہذا علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے ترجمہ کرتے ہوئے مولانا احمد رضاؒ کے فراہم کردہ منہاج پر چلتے ہوئے اسے بامِ عروج پر پہنچایا۔

آپ نے خود البیان کے شروع میں اسکا اظہار اسطرح فرمایا "اسمیں شک نہیں کہ اعلحضرت امام احمد رضاؒ کا ترجمہ ایک عظیم شاہکار ترجمہ ہے اور اپنے نہج میں وہ ایک ہی ترجمہ ہے لیکن اسمیں ایسے الفاظ بھی موجود ہیں جن کا استعمال آجکل اردو محاورات میں متروک ہے اسلیے ضرورت تھی کہ اسکے منہاج پر کوئی دوسرا ترجمہ بھی سامنے لایا جائے چنانچہ احباب کے اصرار پر یہ ترجمہ شروع کیا گیا" (۱۳۱)

اب ہم مولانا احمد رضاؒ کے ترجمہ قرآن کنزالایمان میں آجکل متروک الفاظ اور علامہ کاظمیؒ نے انکی جگہ جو آسان الفاظ میں ترجمہ کیا اس پر سرسری نظر ڈالتے ہوئے چند نمونے پیش کرتے ہیں۔

۱۔ ختم اللہ علی قلوبھم و علیٰ سمعھم ؕ و علیٰ ابصارھم غشاوۃ ° (بقرہ: ۷)

امام احمد رضا بریلویؒ: اللہ نے انکے دلوں پر اور انکے کانوں پر مہر کردی اور انکی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: اللہ نے انکے دلوں اور کانوں پر مہر ثبت کردی اور انکی آنکھوں پر پردہ ہے۔

۲۔ وما الله بغافل عما تعملون ° (بقرہ: آیات: ۷۴، ۸۵، ۱۴۰، ۱۴۴)(آل عمران: ۹۹)

امام احمد رضا بریلویؒ: اور اللہ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں۔

۳۔ و اذ یرفع ابرٰھم القواعد من البیت ° (سورہ بقرہ: آیت : ۱۲۷)

امام احمد رضا بریلویؒ: اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی نیویں۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: اور (یاد کیجیے) جب اٹھاتے تھے ابراہیم (خانہ) کعبہ کی بنیادیں۔

۴۔ صبغة الله و من احسن من الله صبغةً °(سورہ بقرہ: آیت : ۱۳۸)

امام احمد رضا بریلویؒ: ہم نے اللہ کی رینی لی اور اللہ سے بہتر کس کی رینی۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: (کہو ہم نے لیا) رنگ اللہ کا (اس کا دین) اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہے۔

۵۔ فان زللتم من بعد ما جاء تکم البینٰت ° (سورہ بقرہ: آیت: ۲۰۹)

امام احمد رضا بریلویؒ: اور اگر اسکے بعد بھی بچلو کہ تمہارے پاس روشن حکم آچکے۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: اور پھر اگر تم اسکے بعد بھی پھسلنے لگو کہ تمہارے پاس روشن دلیلیں آگئیں۔

۶۔ او کالذی مر علیٰ قریة و ھی خاویه ° (سورہ بقرہ: آیت: ۲۵۹)

امام احمد رضا بریلویؒ: یا اسکی جوگذرا ایک بستی پر اور وہ ڈھئی پڑی تھی۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: یا اسکی طرح جوگذرا ایک بستی پر جب کہ وہ گری پڑی تھی۔

۷۔ فکلوہ ھنیئاً مریاً • (سورہ نساء: آیت: ۴)

امام احمد رضا بریلویؒ: تو اسے کھاؤ رچتا پچتا۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: تو اسے مزے سے خوش ہو کر کھاؤ۔

۸۔ و جعلنا علیٰ قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ و فی اذانھم وقرا ط (انعام: ۲۵)

امام احمد رضا بریلویؒ: اور ہم نے انکے دلوں پر غلاف کر دیے ہیں کہ اسے نہ سمجھیں اور انکے کان میں ٹینٹ۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: اور ہم نے انکے دلوں پر پردے ڈال دیے تاکہ وہ اسے نہ سمجھیں اور انکے انکے کانوں میں گرانی پیدا کر دی۔

۹۔ قل لست علیکم بوکیل • (سورہ انعام: ٦٦)

امام احمد رضا بریلویؒ: تم فرماؤ میں تم پر کچھ کڑوڑا نہیں۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: فرمایے میں تم پر نگہبان نہیں۔

۱۰۔ وما انت علیھم بوکیل • (سورہ انعام: ۱۰۷)

امام احمد رضا بریلویؒ: اور تم ان پر کڑوڑے نہیں۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: اور آپ ان پر نگہبان نہیں۔

۱۱۔ و ان ھم الا یخرصون • (سورہ انعام: ۱۱٦) (سورہ یونس: ٦٦)

امام احمد رضا بریلویؒ: اور نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: اور وہ صرف غلط قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔

۱۲۔ و لا اوضعوا خللکم یبغونکم الفتنۃ (سورہ: توبہ: ۴۷)

امام احمد رضا بریلویؒ: اورتم میں فتنہ ڈالنے کوتمہارے بیچ غرابیں دوڑاتے۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: اورتمہارے درمیان (جھوٹی افواہیں پھیلانے میں) تیزی سے دوڑ دھوپ کرتے تم میں فتنہ ڈالنے کے لیے۔

۱۳۔ و اما الذین فی قلوبھم مرض ° (سورہ توبہ: ۱۲۵)

امام احمد رضا بریلویؒ: اور جنکے دلوں میں آزار ہے۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: اور جنکے دلوں میں بیماری ہے۔

۱۴۔ ولقد اھلکنا القرون من قبلکم ° (سورہ یونس: ۱۳)

امام احمد رضا بریلویؒ: اور بے شک ہم نے تم سے پہلی سنگتیں ہلاک فرمادیں۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: اور بے شک ہم نے تم سے پہلے بہت سے اہل زمانہ کو ہلاک کردیا۔

۱۵۔ ثم لا یکن امرکم علیکم غمۃ ° (سورہ یونس: ۷۱)

امام احمد رضا بریلویؒ: تمہارے کام میں تم پر کچھ گنجلک نہ رہے۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: پھرتمہاری تدبیر (کسی پہلو سے) تم پر پوشیدہ نہ رہے۔

۱۶۔ فعمیت علیکم ط انلزمکموھا و انتم لھا کرھون (سورہ ھود: ۲۸)

امام احمد رضا بریلویؒ: تو تم اس سے اندھے رہےتو کیا ہم اسے تمہارے گلے چیپٹ دیں۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: تو وہ تم پر مخفی کردی گئی ہو کیا ہم اسے زبردستی تم پر مسلط کردیں۔

۱۷۔ ان کید کن عظیم ° (سورہ یوسف : ۲۸)

امام احمد رضا بریلویؒ: بے شک تمہارا چرتر بڑا ہے۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: یقیناً تمہاری فریب کاری بہت بڑی ہے۔

۱۸۔ و قال لفتینه اجعلوا بضاعتهم فی رحالهم ° (سورہ یوسف : ۶۲)

امام احمد رضا بریلویؒ: اور یوسف نے اپنے غلاموں سے کہا انکی پونجی انکی خورجیوں میں رکھدو۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: اور یوسف نے اپنے خدمت گاروں سے فرمایا انکی پونجی (جو انھوں نے بطور قیمت ادا کی ہے) انکی بوریوں میں رکھدو۔

۱۹۔ و جعلنٰکم اکثر نفیرا ° (سورہ بنی اسرائیل : ۶)

امام احمد رضا بریلویؒ: اور تمہارا جتھا بڑھا دیا۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: اور تمہاری تعداد بڑھا دی۔

۲۰۔ و ان یستغیثوا یغاثوا بمآءٍ کالمهل یشوی الوجو ہ (سورہ الکھف : ۲۹)

امام احمد رضا بریلویؒ: اور اگر پانی کے لیے فریاد کریں تو انکی فریاد رسی ہوگی اس پانی سے کہ چرخ دیے ہوئے دھات کی طرح۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: اور اگر (پیاس کی وجہ سے) وہ فریاد کریں تو انکی فریاد رسی (اس) پانی سے ہوگی جو پگھلائے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا۔

۲۱۔ لهم فیها زفیرو هم فیها لا یسمعون ° (سورہ انبیاء : ۱۰۰)

امام احمد رضا بریلویؒ: وہ اسمیں رینگیں گے اور وہ اسمیں کچھ نہ سنیں گے۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: انکے لیے اسمیں چیخ پکار ہوگی اور وہ اس میں (کچھ) نہ سن سکیں گے۔

۲۲۔ فالذین کفروا قطعت لھم ثیاب من نار ° (سورہ الحج: ۱۹)

امام احمد رضا بریلویؒ: تو جو لوگ کافر ہوئے انکے لیے آگ کے کپڑے بیونتے گئے ہیں۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: تو جنھوں نے کفر کیا انکے لیے آگ کے کپڑے تیار کر دیے گئے۔

۲۳۔ و بئر معطلة و قصر مشید ° (سورہ الحج: ۴۵)

امام احمد رضا بریلویؒ: اور کتنے کنویں بیکار پڑے اور کتنے محل گچ کیے ہوئے۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: اور بہت سے کنویں بیکار اور اور بہت سے مضبوط محل۔

۲۴۔ یزید فی الخلق ما یشاء ° (سورہ فاطر: آیت: ۱)

امام احمد رضا بریلویؒ: بڑھاتا ہے آفرینش میں جو چاہے۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: (مخلوق کی) بناوٹ میں جو چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے۔

۲۵۔ والنخل بسقت لھا طلع نضید ° (سورہ ق: ۱۰)

امام احمد رضا بریلویؒ: اور کھجور کے لمبے درخت جنکا پکا گابھا۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: اور کھجور کے لمبے درخت پیدا کیے ان پر تہہ پر تہہ پھلوں سے لدے ہوئے خوشے (لگائے)۔

۲۶۔ لا یقاتلونکم جمیعا الا فی قری محصنة او من وراء جدر ط (الحشر: ۱۴)

امام احمد رضا بریلویؒ: یہ سب ملکر بھی تم سے نہ لڑیں گے شہروں میں یا دُھسوں کے پیچھے۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: وہ سب ملکر بھی تم سے نہ لڑسکیں گے مگر قلعہ بند شہروں میں یا دیواروں کی آڑ میں۔

۲۷۔ و بدلنٰهم بجنتيهم جنتين ذواتی اُکل خمط (سبا:۱٦)

امام احمد رضا بریلویؒ: اور انکے باغوں کے عوض دو باغ انھیں بدل دیئے جن میں بکٹا میوہ۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: اور ہم نے انکے دو باغوں کو ایسے دو باغوں سے بدل دیا جن میں کڑوے بدمزہ پھل۔

۲۸۔ و من یّعش عن ذکر الرحمٰن ° (سورہ الزخرف:۳٦)

امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ: اور جسے رتوند آئے رحمٰن کے ذکر سے۔

سید احمد سعید کاظمیؒ: اور جو اندھا بن گیا رحمٰن کے ذکر کی طرف سے۔

۲۹۔ ام تسئلهم اجرا فهم من مغرم مثقلون ° (سورہ القلم: آیت:۴٦)

امام احمد رضا بریلویؒ: یا تم ان سے اجرت مانگتے ہو کہ وہ چٹی کے بوجھ میں دبے ہیں۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: آپ ان سے کوئی مزدوری طلب فرماتے ہیں کہ وہ تاوان کے بوجھ سے دبے جارہے ہیں۔

۳۰۔ کانهم اعجاز نخل خاوية ° (سورہ الحاقہ:۷)

امام احمد رضا بریلویؒ: گویا وہ کھجور کے ڈھنڈ ہیں گرے ہوئے۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: گویا وہ جڑیں ہیں کھجور کے گرے ہوئے درختوں کی۔

۳۱۔ یرسل السماء علیکم مدرارا (سورہ نوح:۱۱)

امام احمد رضا بریلویؒ: تم پر شراٹے کا مینھ بھیجے گا۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: وہ تم پر زوردار بارش بھیجے گا۔

۳۲۔ و اذاالعشار عطلت ° (سورہ التکویر: آیت ۴)

امام احمد رضا بریلویؒ: اور جب تھلکی اونٹنیاں چھوٹی پڑیں۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ: اور جب دس مہینے کی حاملہ اونٹنیاں بےکار چھوڑ دی جائیں

۳۳۔ الفھم رحلة الشتآء و الصیف ۠ (سورہ القریش : آیت۲)

امام احمد رضا بریلویؒ : اور انکے جاڑے اور گرمی دونوں کے کوچ میں میل دلایا۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ : انھیں (تجارت کے لیے) جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کیا۔

۳۴۔ و لعلا بعضھم علیٰ بعض (سورہ المومنون : آیت ۹۱)

امام احمد رضا بریلویؒ : اور ضرور ایکدوسرے پر اپنی تعلّی چاہتا۔

سیّد احمد سعید کاظمیؒ : اور ان میں ہر ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا۔

''البیان'' کے بارے میں اہلسنت مفتیانِ کرام اور علماء کرام کی رائے:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ترجمۃ القرآن ''البیان'' کو مفتیانِ عظام اور علماء کرام نے بہ نظر تحسین دیکھا اور اسکے ترجمے کی خوبیوں کا اعتراف کیا۔ اسکی بے حد تعریف اور پذیرائی کی۔ ان کی تائیدات اور تصدیقات فرمائیں۔ جنھیں ''التصدیقات للدفع التلبیسات مطبوعہ کاظمی پبلی کیشنز ملتان'' میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ان میں چند علماء کرام کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ علامہ مفتی اختر رضا قادری از بریلی شریف (انڈیا) ۲۔ علامہ سیّد محمد مدنی الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی شریف فیض آباد انڈیا

۳۔ علامہ عبدالسبحان قادری (سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ رضا نگر محلہ سوداگران بریلی شریف (انڈیا)

۴۔ علامہ محمد نظام الدین رضوی (دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ انڈیا) ۵۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادریؒ (لاہور)

۶۔ مفتی عبدالقیوم ہزاروی قادری رضویؒ (جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ۷۔ علامہ عبدالتوب صدیقی (لاہور)

۸۔ علامہ ریاض حسین شاہ ناظمِ اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان ۹۔ علامہ منظور احمد فیضیؒ احمد پور شرقیہ

۱۰۔ علامہ فیض احمد صاحب چشتی آستانہ عالیہ گولڑہ شریف ۱۱۔ مفتی اطہر نعیمی دارالعلوم نعیمہ کراچی

۱۲۔ علامہ محمد حسین حقانی مہتمم جامعہ انوارالقرآن کراچی ۱۳۔ علامہ ڈاکٹر محمد مسعود تحقیقات امام احمد رضا کراچی

۱۴۔ علامہ مفتی منیب الرحمٰن مہتمم دارالعلوم نعیمہ کراچی چیئر مین رویت ہلال کمیٹی پاکستان

۱۵۔علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی ناظمِ تعلیمات دارالعلوم نعیمہ کراچی ۱۶۔ علامہ سعادت علی قادری کراچی

۱۷۔ مولانا منظور احمد شاہ صاحب فریدی مہتمم جامعہ فریدیہ ساہیوال ۱۸۔ علامہ پیر علاء الدین صدیقی نیریاں شریف آزاد کشمیر

۱۹۔علامہ مفتی ہدایت اللہ پسروری مہتمم جامعہ غوثیہ ہدایت القرآن ملتان

۲۰۔ علامہ محمد مقصود احمد چشتی القادری خطیب جامع مسجد داتا دربار لاہور اور دیگر علماء کرام (۱۳۲)

بحیثیت مفسر:

لفظ تفسیر کا سہ حرفی مادہ (ف س ر) ہے جسکے معنی ہیں ظاہر کرنا۔کھولکر بیان کرنا اور بے حجاب کرنا کسی لفظ کی تشریح وتوضیح کو تفسیر کا نام دیا گیا ہے۔(۱۳۳)

امام راغب اصفہانیؒ لکھتے ہیں:"الفسر اظهار المعنى المعقول و التفسير قد يقال فيما يختص بمفردات الالفاظ"(۱۳۴)

''فسر کا معنی ہے معنی معقول کا اظہار کرنا مفرد الفاظ کی تفسیر اور مشکل معنی کے بیان کو تفسیر کہتے ہیں''

علامہ زبیدیؒ لکھتے ہیں: " الفسر الا بانة و كشف المغطى كما قاله ابنِ الاعرابى" (۱۳۵)

''ابن الاعرابی نے کہا کہ فسر کا معنی ظاہر کرنا اور بند چیز کو کھولنا ہے''

علامہ میر سیّد شریفؒ لکھتے ہیں: " التفسير فى الاصل هو الكشف والانهار و فى الشرع توضيح معنى الأية و شانها و قصتها و السبب الذى نزلت فيه بلفظ يدل عليه دلالة ظاهرة" (۱۳۶)

''تفسیر کا لغوی معنیٰ کشف اور ظاہر کرنا اور شریعت میں واضح الفاظ کے ساتھ آیت کے معنی کو بیان کرنا، اسکے متعلق (احادیث و آثار) بیان کرنا اور اسکا شانِ نزول ظاہری دلائل سے بیان کرنا''

تفسیر سے مراد ایسا علم ہے جسکے تحت قرآنی الفاظ کے معنی تفصیل کے ساتھ عام فہم الفاظ میں بیان کیے جاتے ہیں تا کہ پڑھنے والا پورا مفہوم بآسانی سمجھ جائے۔تفسیر میں بات کا سمجھانا مقصود ہے۔تفسیر میں مفسر اصل متن کو سمجھنے کے بعد قرآن کو آسان اور عام فہم الفاظ میں پیش کرتا ہے۔

تفسیر قرآن کوئی آسان کام نہیں ہے۔ذرا سی کوتاہی سے یہ تفسیر بالرائے ہو سکتی ہے اور تفسیر بالرائے کے متعلق فرمایا۔

"من قال فی کتاب الله برایه فاصاب فقد اخطاء" (۱۳۷)

ترجمہ: ''جس نے اللہ کی کتاب میں اپنی رائے سے کچھ کہا خواہ وہ ٹھیک ہو پھر بھی اسنے غلطی کی'' ایک اور حدیث میں ہے۔

ارشادفرمایا: "ومن قال فی القرآن برایه فلیتبوا مقعده من النار (۱۳۸)

ترجمہ: اور جو قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے اسے بھی چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔(حدیث حسن)

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء)

نے ایک مفسر قرآن کے لیے چند شرائط اور درج ذیل امور کو لازمی قرار دیا ہے۔

۱۔علم اللغہ ،۲۔علم نحو،۳۔علم صرف،۴۔علم اشتقاق،۵۔علم معانی،۶۔علم بیان ۱۳۔علم ناسخ ومنسوخ،۱۴۔علم محاوراتِ عرب، ۱۵۔علم التاریخ، ۱۶۔علم اللدنی وغیرہ (۱۳۹)

۱۔ علمِ لغت اور علامہ کاظمیؒ:

مندرجہ بالا شرائط میں پہلی شرط ایک مفسر علمِ لغت کو بھر پور جانتا ہو۔تا کہ الفاظِ قرآن کی تشریح کر سکے۔امام جلال الدین سیوطیؒ نے الاتقان میں تحریر فرمایا: کہ بیہقی نے شعبؒ میں مالکؒ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ''میرے پاس جو ایسا شخص لایا جائے گا کہ وہ لغت عرب کا عالم نہ ہو مگر قرآن شریف کی تفسیر کرتا ہو تو میں اس کو دوسروں کے لیے نمونہ عبرت ہی بناؤں گا''

الاتقان میں ہی ہے کہ مجاہد نے کہا "کسی ایسے شخص کے لیے جو کہ خدا تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے یہ بات حلال نہیں ہوتی کہ جب تک وہ لغات عرب کا عالم نہ ہو اسوقت تک کتاب اللہ کے بارے میں کچھ کلام کرے" (۱۴۰)

مفسر کے حق میں تھوڑی سی لغت کا جاننا ہرگز کافی نہیں ہوتا۔ اسلیے کہ بعض اوقات کوئی لفظ مشترک ہوا کرتا ہے اور اسکو ایک ہی معنی معلوم ہیں جبکہ اس سے مراد دوسرے معنی ہیں۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ علم لغت کے ماہر تھے۔جب ایک معترض نے جس نے اعتراض کیا کہ لفظ نبی کے معنی غیب کی خبر دینے والے کے نہیں ہیں تو آپ نے مختلف لغات سے لفظ نبی کے معنی واضح کیے۔اور لفظ نبی کی تحقیق پر پورا ایک مقالہ تحریر کیا جو مقالات کاظمی جلد سوم ص ۳۰ تا ۵۵ (مطبوعہ بزمِ سعید مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان سنِ اشاعت ۱۹۹۱ء) پر موجود ہے۔آپ نے اس میں مختلف ائمہ لغت کی کتب سے استدلال کیا جو آپکی علمِ لغت پر دسترس کا ایک ثبوت ہے۔اسی طرح آپ کی علم لغت پر مہارت کا اندازہ اس آیت کریمہ کی تشریح سے لگایا جا سکتا ہے۔"وما ارسلنك الا رحمة للعالمين"۔ کے تحت فرماتے ہیں وما ارسلنك میں "ما" نافیہ ہے نفی کے بعد "الا" ہو تو یہ اثبات کے لیے آتا ہے اور کلام میں نفی کے بعد اثبات پایا جائے تو اس سے حصر کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔(مخصوص طریق سے کسی امر کو کسی امر کے ساتھ خاص کرنا یا کسی امر کے لیے کوئی حکم ثابت کرنا اور اسکے ماسوا سے اس حکم کی نفی کرنا حصر کہلاتا ہے) ۔آپ نے اسکو اسطرح سمجھایا کہ ایک شخص نے صاف کپڑے پہنے ہوئے ہیں سوائے عبداللہ کے یا میں کہوں کہ یہاں کوئی سرکاری ملازم نہیں سوائے اسلم کے۔نفی کے بعد اثبات آرہا ہے اگر کلام صحیح ہے اگر بات درست ہے تو حصر لازم آئے گا اور اگر حصر نہیں ہے کوئی دوسرا بھی صاف کپڑے پہنے ہوئے ہے یا کوئی اور شخص بھی سرکاری ملازم یہاں موجود ہے تو کلام جھوٹا قرار پائے گا۔اب بات ہو رہی قرآن پاک کی اور قرآن پاک غلط نہیں ہوسکتا اسلیے جب قرآن میں نفی کے بعد اثبات آئے گا تو حصر لازم آئے گا جیسے ہم کلمہ پڑھتے ہیں لا اله کوئی معبود برحق نہیں پہلے نفی آگئی پھر اسکے بعد کہا الا اللہ سوائے اللہ کے یہ اثبات ہوا تو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک سے الوہیت کی نفی ہوگئی الوہیت صرف اللہ کے لیے ثابت ہے کوئی دوسرا الٰہ نہیں ہوسکتا تو اللہ تعالیٰ نے جب وما ارسلنك ارشاد فرمایا تو اسمیں "ک" ضمیر خطاب ہے اور اس کا مصداق اور اسکے مخاطب صرف اور صرف حضور اکرم نور مجسم ﷺ

ہیں ۔اب حصر کی صورت میں ترجمہ کریں گے تو دو باتیں سامنے آئیں گی یا تو یہ کیجیے کہ اے محبوب میں نے تجھے رحمت بنا کر بھیجا تو صرف رحمت ہے تو اگر رسول ہے اگر نبی ہے اگر ہادی ہے اگر رؤف ہے اگر کریم ہے تو جو کچھ بھی ہے اے محبوب ہر صورت میں تو رحمت ہی رحمت ہے یا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اے محبوب ہم نے صرف تجھے رحمت بنا کر بھیجا تیرے سوا کوئی ہستی کوئی ذات ایسی نہیں جسکو یہ شرف ملا ہو یہ امتیاز تیرا ہے یہ خصوصیت تیری ہے کہ العٰلمین کے لیے تمام جہانوں کے لیے اس ساری کائنات کے لیے تو رحمت ہے ہم نے بس تجھ ہی کو یہ اعزاز بخشا ہے۔اور اسی آیت کے ضمن میں مزید فرماتے ہیں لفظ رحمت عربی زبان کے قواعد کی رو سے مصدر ہے اور مصدر کا حمل ذات پر نہیں ہوتا سوائے اسکے کہ مبالغہ مقصود ہو۔ہاں کبھی مجازاً مصدر کا استعمال اسم فاعل کے اور کبھی اسمِ مفعول کے معنی میں بھی ہوتا ہے ۔نتیجہ یہ نکلا کہ رحمت مصدر ہے اور راحم اسکا اسم فاعل ہے۔جس کا مطلب ہے رحمت کرنے والا اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوا کہ ''اے محبوب ہم نے آپکو تمام جہانوں کے لیے رحمت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اب اس حصر کا فائدہ کیا ہوگا یہ رحمۃ کے لفظ کو سمجھنے پر منحصر ہے ترکیب نحوی کے اعتبار سے لفظ رحمت کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بعض علماءِ نحو نے کہا کہ یہ مفعول "لہٗ" ہے تو اسکے معنی اور ہونگے لفظ رحمت کو مفعول لہ سمجھا جائے تو آیت کریمہ کا مطلب ''پیارے محبوب ہم نے آپکو کسی اور سبب سے نہیں بھیجا بلکہ آپکے بھیجنے کا سبب صرف یہ ہے کہ آپ تمام جہانوں کے لیے رحمت کرنے والے ہیں اور اگر رحمت کو حال قرار دیا جائے تو آیت کریمہ کا ترجمہ ہوگا کہ اے محبوبہم نے آپکو اور کسی حال میں نہیں بھیجا صرف اس حال میں بھیجا کہ آپ سارے جہانوں پر رحت فرمانے والے ہیں۔(۱۴۱)

۲۔علمِ اشتقاق اور علامہ کاظمیؒ:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اس علم پر مکمل دسترس رکھتے تھے اور اس کا ثبوت آپکی ''رجم اسلامی'' کے مسئلے پر بحث مقالات کاظمی جلد سوم ص ۳۹۱ تا ۴۸۱ (مطبوعہ بزمِ سعید مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان سنِ اشاعت ۱۹۹۱ء) میں نظر آتی

ہے۔رجم کے حدِ شرعی ہونے پر جو سوالات علمِ اشتقاق کے حوالے سے کیے گئے آپ نے انکے جو جوابات دیے اس سے آپکی اس علم پر مہارت کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے۔

۳۔ علم الحدیث اور علامہ کاظمیؒ:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ علم الحدیث سے پوری طرح متصف نظر آتے ہیں۔اسکا اندازہ مقالات کاظمی میں آپکے اس اقتباس سے بخوبی ہو جاتا ہے۔'' قبلہ اول بیت المقدس کے قبلہ اول ہونے کا ذکر قرآن میں وارد نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہے۔اسطرح پانچ نمازیں۔انکی تعدادِ رکعات اور ادا کرنے کی ترکیب سب سنتِ نبوی سے ثابت ہے اگر سنت اور حدیث کو نظر انداز کر کے صرف اقیموا الصلوٰۃ وا توالزکوٰۃ کے فریضہ سے سبکدوش ہونا ناممکن ہے اسلیے سنت اور حدیث کو لازمی طور پر تسلیم کرنا پڑے گا تا کہ قرآن کے معنی سمجھ میں آجائیں اور مرادِ الٰہی کے مطابق احکامِ قرآنیہ پر عمل کرنا ممکن نہیں۔(۱۴۲)

۴۔ علمِ نحو وصرف علامہ کاظمیؒ:

علمِ نحو سے معنوں کا تغیر اور اختلاف اعراب کے اختلاف سے وابستہ ہے اور علمِ صرف سے لفظوں کی بِنا اور صیغوں کا علم ہوتا ہے۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ ان دونوں پر کمالِ مہارت اور دسترس کے حامل نظر آتے ہیں اور آپکی یہ مہارت آپکی کتاب'' درودِ تاج پر اعتراضات کے جوابات مطبوعہ کاظمی پبلی کیشنز ملتان ۱۹۸۶ء'' میں بہ خوبی نظر آتی ہے۔

۵۔ علمِ معانی، بیان، اور بدیع کے علوم اور علامہ کاظمیؒ:

ایک مفسر کے لیے یہ تینوں علم بہت ضروری ہیں ان تینوں علوم کا دوسرا نام علومِ بلاغت ہے اور یہ الفاظ و عبارات کی وضاحت کا ذریعہ ہیں تا کہ مفسر قرآنی بلاغت کو سمجھ سکے اور قرآن کی فصاحت و بلاغت کو کھولکر بیان کر سکے۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ ان تینوں علوم میں دسترس و مہارت کے حامل تھے۔اسکا ثبوت سورہ تحریم کی آیت مبارکہ کا ترجمہ ہے۔

و مریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنافیه من روحنا(تحریم۔۱۲) ترجمہ: اورعمران کی بیٹی مریم(کی مثال بھی) جس نے اپنی عفت کی (ہرطرح) حفاظت کی تو ہم نے (بواسطہ جبریل) اسکے چاک گریبان میں اپنی (طرف کی) روح پھونک دی''۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ لفظ فرج سے اسکے مجازی معنیٰ عفت مراد لیے ہیں اور فیہ میں اسکی طرف راجع ہونیوالی ضمیر مجرور سے لفظ فرج کے دوسرے مجازی معنیٰ چاک گریبان مراد لیے اور جمہور مفسرین کے مطابق ترجمہ کیا۔

۶۔ علمِ ناسخ ومنسوخ،علم قراءت،علم اسباب نزول،علم القصص،علم الفقہ اور علامہ کاظمیؒ:

ایک مفسر کے لیےضروری ہے کہ علم ناسخ ومنسوخ کا علم رکھتا ہوتا کہ محکم آیت کو اسکے ماسوا سے الگ معلوم کرسکے علم قراءت کے وسیلہ سے احتمالی وجوہ میں بعض کو بعض پر ترجیح کا علم ہوتا ہے علم اسباب نزول اورعلم قصص کے ذریعے وہ معنیٰ معلوم ہوتے ہیں جنکے متعلق وہ آیات نازل کی گئیں۔علم الفقہ میں مہارت کے ذریعے احکام سے براہِ راست مسائل کا استنباط کیا جاتا ہے۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ ان تمام علوم پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔آپ نے آیت رجم کے نزول اوراسکا منسوخ التلاوۃ ہونا احادیث کی روشنی میں واضح کیا علامہ کاظمیؒ نے آیت رجم پر سیر حاصل بحث کی ہے جو''رجم اسلامی سزا ہے''(مقالات کاظمی جلد سوم ص ۳۹۱ تا ۴۸۲،مطبوعہ بزمِ سعید مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوارالعلوم ملتان سنِ اشاعت ۱۹۹۱ء) میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔اس میں بحث سے قاری پر بخوبی واضح ہوجائے گا کہ آپ علمِ ناسخ ومنسوخ،علمِ قراءت،علمِ اسباب،نزول،علم القصص اورعلم الفقہ کے ماہر تھے۔

۶۔علمِ اصول دین اور علامہ کاظمیؒ:

اعلمِ اصول دین کا عالم ہونا بھی ضروری ہے کہ قرآن کریم میں ایسی آیتیں جو اپنے ظاہر کے اعتبار سے اسطرح کی باتوں پر دلالت کرتی ہیں جو خدا تعالیٰ کے لیے جائز نہیں۔لہذا علم اصول دین کے ذریعے انکی جائز اور مستحب اور واجب باتوں پر زور

دے گا۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ علمِ اصول دین سے پوری طرح متصف تھے اس کا اندازہ سورہ نساء کی آیت نمبر۱۴۲،آلِ عمران آیت نمبر۵۴، سورہ انفال آیت نمبر۳۰،سورہ یونس آیت نمبر۲۱ اور سورہ الرعد کی آیت ۴۲ کے ترجمے سے بخوبی ہوجاتا ہے۔مثلاً

ا۔ بے شک منافق (اپنے خیال میں) اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اس حال میں کہ اللہ ہی نے انھیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔(نساء:۱۴۲)

۲۔اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے انکے خلاف خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر فرمانے والا ہے۔(آلِ عمران:۵۴)

۳۔اور بے شک فریب کیا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے تو ساری خفیہ تدبیروں کا مالک اللہ ہی ہے۔ (الرعد:۴۲)

غرض یہ کہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ مفسرِ قرآن کی تمام خصوصیات کو اپنے اندر سموئے ہوئے تھے۔

تفسیرِ قرآن التبیان:

آپ نے عمر کے آخری حصے میں اس نازک کام کو ہاتھ لگایا تاکہ تفسیر سے متعلقہ تمام علوم وفنون میں مہارت، سنِ بلوغ اور درجہ کمال تک پہنچ جائے تفسیری قرآن کے سلسلے میں آپ نے پہلے پارے کی تفسیر کا آغاز ۱۹۸۳ء میں کیا اور تفسیر ۱۹۸۶ء میں مکمل کرلی سوائے سورہ بقرہ کی آیات ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰ اور ۱۴۱ کے۔ ان آیات کی تفسیر آپ بوجوہ نہ کرسکے۔ ابھی کام جاری تھا کہ زندگی نے مہلت نہ دی۔ ان آیات کر تفسیر آپکے صاحبزادے ارشد سعید کاظمی نے آپکے وصال کے بعد مکمل کی۔

آپ نے اپنی تفسیر کا نام ''**التبیان**'' خود ہی تجویز فرمادیا تھا۔اس تفسیر کے تکمیل میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے شاگردانِ خاص پروفیسر اللہ یار فریدی اور مولانا مفتی اقبال سعیدی نے معاون کے فرائض انجام دیے۔ حوالہ جات ڈھونڈنے اور مسودے کی تبیض کا مرحلہ ان ہی کے تعاون سے طے پایا۔اسکے علاوہ مولانا محمد شفیع گولڑوی بھی علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ترجمہ وتفسیر کے کام میں ساتھ رہے۔ (۱۴۳)

تفسیر کی خصوصیات:

۱۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے تفسیر میں عام فہم اسلوب اختیار کیا۔

۲۔ آپ نے قرآن مجید پر اپنی رائے سے بحث کرنے کے بجائے قرآن کی تفسیر قرآن پاک کی دوسری آیات سے، پھر قرآن کی تفسیر احادیث مرفوعہ سے اور پھر اقوال صحابہ وتابعین سے فرمائی۔

۳۔ شان نزول، احکام ومسائل مستنبط کیے اور جمہور احناف کا مسلک واضح کیا۔

۴۔ آپ نے شبہات واشکال کا ازالہ بھی قرآن واحادیث کی روشنی میں مدلل انداز میں فرمایا۔

۵۔ آپ نے روایات ازقبیل اسرائیلیات اور ناقابل التفات کا ردفرمایا اور جہاں ضروری ہوا تنبیہ فرمائی۔ اہل کتاب کے اعتراضات رفع فرمائے۔

۶۔ آپ نے بعض آیات کی تفسیر بڑے دلکش پیرایے میں بیان فرمائی اور عام فہم مثالوں سے اسکی وضاحت فرمائی۔ مثلاً سورہ فاتحہ کی تفسیر میں آیت " الرحمٰن الرحیم" کے تحت لکھا کہ اللہ تعالیٰ کے یہ دونوں مبارک نام اسکی صفت ورحمت پر کمال مبالغہ کے ساتھ دلالت کرتے ہیں اور دعا کرنے والے کو یہ تصور دیتے ہیں کہ جس معبود کی بارگاہ میں حاضر ہوکر تم یہ دعا مانگ رہے ہو وہ ایسا قہار وجبار نہیں جیسا کہ دوسرے مذاہب میں یہ تصور پیش کیا گیا ہے جس کا نتیجہ بندے کے حق میں خوف وہراس اور ناامیدی کے سوا کچھ نہیں۔ قرآن نے بتایا کہ خشوع وخضوع کے ساتھ تم جس معبود سے دعا مانگ رہے ہو وہ ایسا رحمٰن ورحیم ہے کہ اسکی رحمت سے دنیا وآخرت کا کوئی فرد محروم نہیں اور اسکی شان یہ ہے۔

''سبقت رحمتی علیٰ غضبی'' (۱۴۴) ترجمہ : ''میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے''۔

رحمٰن ورحیم کی حکمت کے تحت لکھتے ہیں کہ رحمٰن ورحیم دونوں الگ الگ معنی پر محمول ہیں۔ دونوں میں سے ایک زیادہ فی الکمیۃ کے معنی میں ہے اور دوسرا زیادہ فی الکیفیۃ کے معنی میں ہیں۔ (۱۴۵)

اسی طرح "ختم اللہ علیٰ قلوبھم" کے تحت لکھتے ہیں کہ کفار علمِ الٰہی میں ایمان لانے والے نہ تھے لیکن اللہ انھیں کفر پر مجبور

نہیں کرتا اور نہ انکے دلوں پر پہلے سے مہر لگائی بلکہ انھوں نے اپنے کفر میں ایسی سرکشی اختیار فرمائی جسکے سبب انکے دل حق قبول کرنے، انکے کان حق سننے کے قابل نہ رہے اور نہ انکی آنکھوں میں یہ صلاحیت رہی کہ وہ حق کو دیکھ سکیں۔ یہی وہ مہر ہے جسکا ذکر "ختم الله علی قلوبهم" میں فرمایا گیا جو انکے اپنے کفر کا نتیجہ ہے۔ لا یومنون فرما کر اللہ تعالیٰ نے انکے خود اختیاری کفر پر مہر لگا دی۔ (۱۴۶)

اسی طرح " ولهم فیها ازواج مطهرة " کے تحت لکھتے ہیں۔ کہ اہل جنت کو جنت میں نہایت پاکیزہ بیویاں ملیں گیں جو ہر قسم کی نجاستوں اور غلاظتوں سے پاک ہونگی۔ بول و براز تو درکنار ناک کی ریزش اور تھوک سے بھی وہ محفوظ ہونگی۔ انکے اخلاق و عادات بھی نہایت پاکیزہ ہونگے۔ اگر کہا جائے کہ "لهم فیها ازواج" میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں کیونکہ ہر ایک دوسرے کا زوج یعنی جوڑا ہے جسطرح مرد کو جنت میں بہت سی عورتیں ملیں گیں اسی طرح ایک عورت کو بھی وہاں بہت سے مرد ملنے چاہئیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جنت میں جسے جو کچھ ملے گا وہ اسکی خواہش کے مطابق ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ولکم فیها ما تشتهی انفسکم" (حٰم سجدہ آیت ۳۱) "یعنی جنت میں تمہارے لیے وہ سب کچھ ہوگا جسکی تم خواہش کرو گے" لیکن جنت میں کسی اہل جنت کے دل میں کوئی ایسی خواہش پیدا نہ ہوگی جو اصل فطرت کے خلاف ہو کیونکہ وہ عیب ہے جس سے جنتی پاک ہونگے دنیا میں کوئی غیر فطری خواہش لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوسکتی ہے لیکن جنت میں کسی اہل جنت کے دل میں خلاف فطرت خواہش کا پیدا ہونا ممکن نہیں۔

مرد کی اصل فطرت ایک سے زیادہ عورتوں کی متقاضی ہوسکتی ہے یہ تقاضا اسکے حق میں عیب نہیں لیکن عورتوں کی اصل فطرت ایک سے زیادہ مردوں کی متقاضی نہیں ہوسکتی۔ اگر دنیا میں کوئی عورت اس قسم کی غیر فطری خواہش اپنے دل میں رکھتی ہے تو وہ یقیناً عیب ہے جنت میں اس عیب کا تصور کسی بھی جنتی عورت کے حق میں نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا وہاں کوئی عورت ایک سے زائد کسی مرد کی خواہش مند نہ ہوگی ایسی صورت میں کسی جنتی عورت کو بہت سے مرد ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس طرح عورتیں مردوں کے لیے نعمت ہیں اسی طرح مرد بھی عورتوں کیلیے یقیناً نعمت ہیں۔ اور

اور زیادتی نعمت کا تقاضا فطری خواہش ہے اسلیے اگر عورتوں کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو تو خلافِ فطرت نہ ہوگی۔

آپ لکھتے ہیں اگر یہی سوال کسی سلیم الفطرت حیادار عفت مآب عورت کے سامنے رکھا جائے تو وہ شرم وحیا سے پسینہ پسینہ ہو جائے گی اور اسکی زبانِ حال جواب دے گی کہ سائل اپنے والد کو اپنے حق میں نعمت سمجھتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں سمجھتا تو ناخلف ہے اور اگر وہ سمجھتا ہے کہ میرا والد میرے حق میں اللہ کی نعمت ہے تو کیا وہ اس نعمت کی زیادتی کا طلبگار ہوگا اور اسکی فطرت ایک سے زیادہ والد کی خواہش مند ہوگی اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو وہ سمجھ لے کہ ایک حیادار عورت ایک سے زیادہ خاوند کی خواہشمند نہیں ہوسکتی۔ (۱۴۷)

۷۔ کہیں کہیں آپ نے مخالفین اہلسنت کی تفسیر کا تعاقب فرمایا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود (ادارہ تحقیقات امام احمد رضا) علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے اپنی ملاقات کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ کاظمی علیہ الرحمہ نے ایک صاحب سے فرمایا "تفسیر کے اوراق ڈاکٹر صاحب کو پڑھکر سنایئے تفسیر کا جو حصہ پڑھکر سنایا گیا وہ ایک مشہور مخالفِ اہلسنت کی تفسیر کا تعاقب تھا اور اتنی احتیاط کہ نہ مصنف کا نام لکھا نہ تفسیر کا۔ زبان نہایت شستہ اور شائستہ۔ (۱۴۸)

عقیدہ ختمِ نبوت اور قادیانیت:

عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کا اجتماعی اور متفقہ عقیدہ ہے اور انتہائی اہم اور بنیادی نوعیت کا حامل ہے۔ اسپر ایمان لائے بغیر کوئی بھی شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ عقیدہ ختم نبوت کو صحابہ کرام سے آج تک امت کے تمام طبقات نے جزو ایمان قرار دیا ہے کسی چیز کے حق ہونے کی اس سے بڑھ کر سند کیا ہوسکتی ہے کہ قرآن بھی ناطق ہو اور احادیث میں بھی واضح طور پر ثبوت موجود ہوں اور اسپر امت کا اجماع بھی ہو۔ امتِ مسلمہ میں فتنہ ارتداد اور فتنۂ انکارِ ختم نبوت کی بیخ کنی اور

اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والے سب سے پہلے عاشق رسول اور مردِ مومن خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے آپ نے ہر مصلحت کو بالائے طاق رکھکر جھوٹے مدعی نبوت کی سرکوبی کی۔

برِصغیر پاک و ہند میں ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں ناکامی کے نتیجے میں مسلمانوں کا اقتدار برِصغیر سے بالکل ختم ہوگیا۔ غاصب انگریز مسلمانوں کے اندر جذبہ جہاد سے جو کسی بھی وقت بیدار ہوسکتا تھا خوفزدہ تھا۔ چنانچہ اس طوفان کا رخ موڑنے کے لیے اور مسلمانوں کے اندر سے روح محمدی علیہ وسلم ختم کرنے کے لیے سازشی جال پھیلانا شروع کیا۔شورش کاشمیری لکھتے ہیں: ''ایک ایسے شخص کی تلاش ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ پارنکسن کے ذمہ لگائی گئی۔ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لیے طلب کیا اور ان میں مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹی نبوت کے لیے نامزد کرلیا گیا۔ اور اس سے اعلان کروادیا کہ جہاد منسوخ ہو چکا ہے اور اب جہاد کرنا حرام ہے''۔ (۱۴۹)

مرزا غلام احمد قادیانی:

مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۴۰ء میں قادیان (ہندوستان) میں پیدا ہوا اسکے والد کا نام غلام مرتضیٰ تھا۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوا۔ (۱۵۰)

قادیانی کفریہ عقائد: کلمہ طیبہ اور درود شریف میں تحریف:

مسلمانوں کا کلمہ: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں)

قادیانی کلمہ: لا اله الا الله احمدُ رسول الله (۱۵۱)

(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں احمد (مرزا غلام احمد) اللہ کے رسول ہیں۔ (نوٹ: محمد ﷺ حذف کر کے احمد لگا دیا گیا)

مسلمانوں کا درود شریف:

اللهم صل علی محمد و علیٰ آلِ محمدٍ کما صلیت علیٰ ابراهیم و علیٰ آلِ ابراهیم انك حمیدمجید۔

اللهم بارك علیٰ محمد و علیٰ آلِ محمد کما بارکت علیٰ ابراهیم و علیٰ آلِ ابراهیم انك حمید مجید۔

قادیانی درود شریف:

اللهم صل علی محمد و احمد علیٰ آلِ محمدٍ و احمد کما صلیت علیٰ ابراهیم و علیٰ آلِ ابراهیم انك حمیدمجید۔ اللهم بارك علیٰ محمدواحمد وعلیٰ آلِ محمد و احمد کما بارکت علیٰ ابراهیم و علیٰ آلِ ابراهیم انك حمید مجید۔ (۱۵۲)

قرآن پاک کے الفاظ میں تحریف:

مرزا صاحب نے اپنی نبوت کی جگہ بنانے کے لیے قرآن پاک کے الفاظ میں تحریف کی۔

اصل آیت قرآنی:

"وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذاتمنّیٰ القَی الشیطٰن فی امنیته" (سورہ حج: آیت ۵۲)

قادیانی تحریف شدہ آیت:

"وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذاتمنیٰ القیٰ الشَّیطٰن فی امنیته" (۱۵۳)

مرزا صاحب نے قرآن پاک کی آیت سے "من قبلك" خارج کر دیا کیونکہ اگر "من قبلك" رہتا تو مرزا صاحب کی نبوت کی جگہ نہ بنتی۔

مرزا غلام احمد نے جہاد کو ختم کرنے کی کوشش میں آیت قرآنی میں اسطرح تحریف کی۔

اصل آیتِ قرآنی:

"و جاهدو ا با موالكم و انفسكم فى سبيل الله" (توبہ: آیت ۴۱)

قادیانی تحریف شدہ آیت:

"ان يجاهدوا فى سبيل الله باموالهم و انفسهم" (۱۵۴)

مرزا صاحب نے "و جاهدو با موالكم و انفسكم" کو خارج کرکے "ان يجاهدو باموالهم و انفسهم" اپنی طرف سے داخل کیا اور فی سبیل اللہ کو آخر سے اٹھا کر درمیان میں رکھدیا۔ مندرجہ بالا آیت میں مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا گیا ہے اور مسلمانوں سے خطاب ہے مرزا صاحب نے جہاد کے حکم کو ختم کرنے کی کوشش کی۔

قادیانی لفظ خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی مہر کرتے ہیں اور اسکا یہ مطلب لیتے ہیں کہ نبی ﷺ کے بعد جو انبیاء بھی آئیں گے وہ آپ ﷺ کی مہر لگنے سے نبی بنیں گے۔ اور ایک دوسری تاویل قادیانی گروہ نے یہ کی کہ خاتم النبیین کے معنی افضل النبیین کے ہیں تو نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے البتہ کمالاتِ نبوت حضور ﷺ پر ختم ہو گئے ہیں۔

لغت میں خاتم النبیین کے معنی:

خَاتِم: ختم کرنے والا، اخیر یا انجام کو پہنچانے والا

خَاتَم: انگوٹھی، انگشتری، چھاپ، مہر (۱۵۵)

خاتم الانبیاء: خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کا لقب ۔آپ ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی آپ نبوت کے اختتام پر مہر کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ (۱۵۶)

علامہ راغب اصفہانیؒ : ''(و خاتم النبیین) لانہ ختم النبوۃ ای تمّھا بمجیئہٗ '' (۱۵۷)

'' آپ ﷺ خاتم النبین اسلیے ہیں کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا یعنی آپ نے آکر نبوت کو تمام اور مکمل کر دیا''

عقیدہ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں :

" ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم و لٰکن رسول اللہ و خاتم النّبیین و کان اللہ بکل شئیٍ علیما" (سورہ اعراف : آیت ۱۷۲)

ترجمہ: ''محمد ﷺ تم میں سے کسی بالغ مرد کے باپ ہی نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر شے کا جاننے والا ہے''۔

انبیاء کی اولادیں ہوتی ہیں پیارے آقا محمد ﷺ کی بھی اولادیں ہوئیں لیکن کوئی اولادِ نرینہ زندہ نہ رہی آپکی نسل بیٹیوں سے چلائی ۔اس لیے آیت میں فرمایا جا رہا ہے محمد ﷺ کسی بالغ مرد کے باپ نہیں ۔اب یہاں مرد کا باپ نہ ہونا اللہ کا رسول ہونا اور خاتم النبین ہونا ان تینوں کا باہمی ربط کیا ہے۔اس امر کی وضاحت اسطرح ہو جاتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ عیسائیوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔ "قل ان کان للرحمن ولد فانا اوّل العبدین" (زخرف:۸۱)

ترجمہ: آپ فرمادو اگر اللہ کا کوئی بیٹا ہوتا تو اسکی سب سے پہلے عبادت میں کرتا''

یعنی اے عیسائیو! تم جو عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہو اگر اللہ کا کوئی بیٹا ہوتا تو اسکی سب سے پہلے عبادت میں کرتا کیوں کہ بیٹا باپ کا وارث ہوتا ہے باپ جیسی صفات کا حامل ہوتا ہے ۔ بیٹا باپ جیسی صفات کا حامل نہ

ہوتو یا تو باپ ناقص ہے یا بیٹا ناقص ہے تو اگر اللہ کا کوئی بیٹا ہوتا تو وہ بھی رب جیسی، معبود جیسی صفات کا حامل ہوتا اور لائق عبادت ہوتا۔ اس کی بھی عبادت کی جاتی اور رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں اسکی سب سے پہلے عبادت میں کرتا۔ لیکن میں اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا تو اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا کوئی بیٹا نہیں ہے ۔ "لم یلد ولم یو یلد" (اخلاص: آیت ۳) ترجمہ: ''نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا''۔

تو جو شانِ یکتائی اللہ تعالیٰ کو اپنی ربوبیت میں حاصل ہے وہی شان۔ محمد ﷺ کو اپنی رسالت میں حاصل ہے۔ اگر آپ ﷺ کا کوئی بیٹا ہوتا تو وہ بھی نبوت سے سرفراز کیا جاتا اسے بھی نبوت منتقل ہوتی ۔ اور اگر بیٹا ہو اور نبوت سے خالی ہو اور کل قیامت میں جب انبیاء آئیں تو اسطرح کہ انکے بیٹے بھی نبی ہوں انکے پوتے بھی نبی ہوں تو بیٹے کا نبی ہونا باپ کے لیے فخر کا باعث ہوگا ۔ وہ فخر کریں گے کہ میں وہ ہوں کہ میرے بیٹے بھی نبی اور محبوب خدا ﷺ اپنے بیٹے کے ساتھ اسطرح آئیں کہ بیٹا نبی نہ ہوتو دوسرے انبیاء اس پہلو پر سبقت لے جائیں گے اسلیے اے محبوب ایک طرف تو تیری شانِ نبوت کا تقاضا ہے کہ تیرے بیٹا ہوتو وہ بھی نبی ہو اور دوسری طرف تیری ختم نبوت کا تقاضا یہ ہے کہ محبوب تیرے آجانے کے بعد اب نبوت کا تاج کسی اور کو نہیں پہنایا جائے گا۔ ساری کائناتِ رسالت کے شہنشاہ تم ہو۔ چنانچہ اس امر کی وضاحت خود حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں، جب آپکے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ جو کمسنی میں فوت ہو گئے ۔ آپ ﷺ صحابہ کے اجتماع میں فرماتے ہیں۔

"عن ابن عباسؓ قال لما مات ابراهیم بن رسول ﷺ و قال ان له مر ضعافی الجنة و لو عاش لکان صدیقا نبیا"(۱۵۸)

ترجمہ: ''حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ فوت ہوئے تو رسول ﷺ نے انکی نمازِ جنازہ پڑھی اور فرمایا انکے لیے جنت میں دودھ پلانے والی ہے اور اگر ابراہیم زندہ ہوتے تو سچے نبی ہوتے''۔

صحیح بخاری میں ہے: "حدثنا اسماعیل قلت لا بن ابی اوفیؓ ارایت ابراهیم بن النبی ﷺ قال مات

صغیرولوقضی ان یکون بعد النبیﷺ نبی عاش ابنه و لکن لا نبی بعده" (۱۵۹)

ترجمہ: ''اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن ابی اوفیؓ سے پوچھا کیا آپ نے نبیﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراھیمؑ کو دیکھا تھا؟ انھوں نے کہا وہ بچپن میں فوت ہوگئے اگر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا مقدر ہوتا تو آپ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا''۔

خاتم النبین ﷺ اپنے آخری نبی ہونے کا جا بجا بیان فرماتے ہیں۔

قال کانت بنو اسراء یل تسو سهم الانبیاء کلماهلك نبی خله نبی و انه لا نبی بعدی و سیکون خلفاء" (۱۶۰)

''رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کرتے تھے جب کوئی نبی مرجاتا تو دوسرا نبی اسکا جانشین ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ خلفاء ہونگے''

ایک اور مقام پر آپ ﷺ اپنے خاتم النبین ہونے کا بیان اسطرح فرماتے ہیں۔

قال النبی ﷺ ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجلٍ بنیٰ بیتاً فاحسنه و اجمله الا موضع لبنةٍ من زاویةٍ فجعل الناس یطوفون به ویعجبون له و یقولون هلا و ضعت هذهِ اللّبنة قا ل فانا اللبنة و انا خاتم النبین۔ (۱۶۱)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے گذرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا ہو اس میں ہر طرح حسن و دلآویزی پیدا کی ہو لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹ گئی ہو۔ اب تمام لوگ آتے اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے اور حیرت زدہ رہ جاتے لیکن یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبین ہوں''

اسی طرح ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب (۱۶۲)

ترجمہ: ''میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ابن خطاب ہوتے''

ایک اور مقام پر اسطرح فرمایا۔

''قال رسول اللہ ﷺ ان الرسالة و النبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی '' (۱۶۳)

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی''

مسلم شریف میں حدیث موجود ہے آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا۔

''اما ترضی ان تکون منّی بمنزلة ھارون من موسیٰ غیر انّه لا نبی بعدی'' (۱۶۴)

ترجمہ: ''کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہاری مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں ہے''

قرآن وحدیث سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ مدعی نبوت کاذب ہے۔اور اپنے ماننے والوں سمیت دائرہ اسلام سے خارج ہے کافر ہے۔چنانچہ اس جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے عقائد باطلہ کے خلاف علمائے حق نے اسے کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے اپنا فریضہ انجام دینے کا بیڑا اٹھایا۔

قادیانیت کی جڑیں پھیل چکی تھیں،تحریکِ تقسیمِ ہند چلی تو اسکی مخالفت میں قادیانی گروہ پیش پیش تھا اور قادیانیت کی مخالفت کے باوجود پاکستان وجود میں آگیا انگریز وائسرائے کے دباؤ کے تحت ظفر اللہ خان قادیانی کو پاکستان کا وزیر خارجہ بنا تو لیا مگر قائدِ اعظم اسکی کارکردگی سے خوش نہیں تھے، چنانچہ آپ نے اپنے خدشات کا اظہار اسطرح فرمایا تھا'' قادیانی وزیر خارجہ کی وفاداریاں مشکوک ہیں ان پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں اور عملی اقدامات اٹھانے کے لیے مجھے مناسب وقت کا انتظار ہے''۔مگر آپ انتقال کر گئے اور یہ کام پورا نہ ہوسکا۔(۱۶۵)

علامہ کاظمیؒ اور ردِ قادیانیت:

قیام پاکستان کے فوراً بعد مرزائیوں نے حکومت کے مختلف شعبوں پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ کاظمی علیہ الرحمہ اس صورتحال پر خاموش نہ رہ سکے چنانچہ اپنے اکابرین کی پیروی کرتے ہوئے دیگر علماء کرام کے ساتھ آپ بھی آگے بڑھے۔ چنانچہ برکت علی اسلامیہ ہال لاہور میں ظفر اللہ خاں اور دوسرے قادیانیوں کی سازشوں پر غور فکر کرنے کے لیے ایک کنونشن رکھا گیا۔ اس کنونشن میں خواجہ قمر الدین سیالویؒ، مولانا غلام محی الدین گولڑویؒ، مولانا ابوالحسنات قادریؒ، مولانا سیّد عطاءاللہ شاہ بخاریؒ، مولانا عبدالمالک کاندھلویؒ، مولانا احتشام الحق تھانویؒ، مولانا ستار خاں نیازیؒ، مولانا شاہ عارف اللہ قادریؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولوی عبدالقادر روپڑیؒ، مولانا عبدالغفور ہزارویؒ، پیر فضل شاہ علی پوریؒ، مولانا سیّد احمد سعید کاظمیؒ اور دیگر علماء شریک ہوئے۔ (۱۶۶)

قیام پاکستان کے ایک سال بعد ہی قائداعظم کے انتقال پر قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں نے قائداظم کے جنازے میں شرکت نہیں کی اور جب صحافیوں نے ظفر اللہ خاں سے پوچھا کہ آپ نے قائداعظم کے جنازے کی نماز کیوں نہیں ادا کی؟ اس نے جواب دیا: ''کہ آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر''۔ (۱۶۷)

پھر ۱۷۔۱۸ مئی ۱۹۵۲ء کو جہانگیر پارک کراچی میں قادیانیوں نے ایک جلسہ عام منعقد کیا اس جلسہ میں پاکستان کے قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں نے ''زندہ اسلام اور مردہ اسلام'' کے عنوان سے تقریر کرتے ہوئے اسلام کو مردہ اور قادیانیت کو زندہ اسلام کہہ ڈالا۔ مسلمان عوام مشتعل ہوگئے پولیس نے عوام پر لاٹھی چارج شروع کردیا مگر عوام پولیس کا ظلم وتشدد برداشت کرکے بھی جلسہ کو درہم برہم کرنے اور بالآخر ختم کروانے میں کامیاب ہوگئے۔ (۱۶۸)

وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں کے قائدِ اعظم کے خلاف اس بیان پر اور قادیانیوں کی ان ریشہ دوانیوں کے باعث انکے خلاف نفرت کے جذبات بھڑک اٹھے اور تحریک نے زور پکڑنا شروع کردیا۔ علامہ کاظمیؒ اس وقت جمعیت علماء پاکستان کے ناظمِ اعلیٰ تھے مختلف

مکاتب فکر کے علماء کی ایک تنظیم مجلسِ عمل بنائی گئی اور اس تنظیم کے متفقہ امیر علامہ ابوالحسنات ؒ بنائے گئے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے ۵۲۔ ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی تحریک شروع کردی گئی۔ ۲۴، ۲۵، ۲۶ فروری ۱۹۵۳ء کو آرام باغ کراچی میں مجلس عمل کی طرف سے جلسہ عام کا انعقاد کیا گیا۔ جلسہ تین راتوں تک جاری رہا اور حکومت کی طرف سے مطالبات مانے جانے کا انتظار کیا جاتا رہا۔ ۲۶ فروری کی رات قائدین جلسہ ختم ہونے کے بعد دفتر ختم نبوت میں سونے کی تیاری کر رہے تھے کہ پولیس نے چھاپہ مار کر گرفتاریاں شروع کردیں جب مجلس عمل کی قیادت کو پولیس نے گرفتار کرلیا تو عوام مشتعل ہوگئے۔ تحریک نے زور پکڑلیا اور پورے ملک میں تشدد اور جلاؤ گھیراؤ شروع ہوگیا۔ (۱۶۹)

علامہ کاظمی ؒ ۱۹۵۲ء میں مسلم لیگ کی صوبائی کونسل کے رکن بنے تھے۔ اور آپ جمعیت علماء پاکستان کے پہلے ناظم اعلیٰ بھی تھے۔ آپ نے قاضی مرید احمد، صاحبزادہ سیّد محمود شاہ گجراتی، خواجہ عبدالحکیم صدیقی، محمد اسلام الدین ایم ایل اے کو ساتھ لے کر ۱۷ جولائی ۱۹۵۲ء کو ایک قرارداد لکھی اور مسلم لیگ کے صوبائی کونسل کے اجلاس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے یہ قرارداد پیش کی۔ اس پر خواجہ عبدالحکیم صدیقی صدر مسلم لیگ ملتان اور صوفی عبدالغفور لدھیانوی آفس سیکریٹری ضلع ملتان نے تائیدی دستخط کیے تھے یہ قرارداد صوبائی صدر میاں ممتاز دولتانہ کی زیرِ صدارت اجلاس میں ۸ کے مقابلے میں ۲۸۴ ووٹوں سے منظور ہوئی تھی۔ یہ قرارداد جسٹس منیر انکوائری رپورٹ (لاہور ہائی کورٹ) کے صفحہ ۶۹ تا ۲۸۲ پر موجود ہے۔ تحریک کے سربراہ علامہ ابوالحسنات قادری ؒ کے صاحبزادے مولانا خلیل احمد قادری ؒ کے انٹرویو کے مطابق ”۱۹۵۴ء میں حکومت نے ایک انکوائری کمیشن قائم کیا تھا۔ جسٹس منیر (لاہور ہائی کورٹ) انکوائری کمیشن نے تحریک کی باقاعدہ سماعت شروع کردی انکوائری کا سلسلہ جاری رہا لیکن چونکہ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت یہ کمیشن بٹھایا گیا تھا اسلیے کوئی واضح نتیجہ سامنے نہ آسکا۔ (۷۰)

حکومت اس تحریک ختم نبوت کو ٹالتی رہی اور یہ تحریک حکومت کی سازشوں کے باعث یہ تحریک ۱۹۵۳ء میں کامیاب تو نہ ہوسکی لیکن علماء و مشائخ نے اس ٹولے کا تعاقب جاری رکھا اور ۱۹۷۴ء میں پھر اس تحریک نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے

لیا۔ جلسے جلوس نکالے گئے اور بالآخر زبردست تحریک اور عوامی دباؤ کے باعث پارلیمنٹ میں بحث ومباحثہ چلتا رہا اور قومی اسمبلی میں علامہ شاہ احمد نورانیؒ (م۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء) نے ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو قرار دادیں پیش کیں اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پانچ بجکر ۵۲ منٹ پر اعلان کیا گیا کہ: ''قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں''۔ اور اسوقت کے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے ترمیمی بل پیش کیا اور حسب ذیل قانون وضع کیا۔ ''یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا''(۱۷۱)

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا لیکن وہ پھر بھی اپنے آپکو مسلمان ظاہر کرتے رہتے تھے۔

قادیانی آرڈیننس میں ترامیم کی جانے لگیں۔ ربوہ شہر کی زمین جو''انجمن احمدیہ'' کے نام تھی منسوخ کرنے کا فیصلہ کیا گیا تا کہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔ یہ زمین ۱۹۴۹ء میں اس وقت کی حکومت نے نہایت معمولی قیمت پر قادیانیوں کو دی تھی۔ قادیانی آرڈیننس میں ترمیم کر کے انکی عبادت گاہوں پر مسجدوں کی مانند مینار اور گنبد تعمیر کرنے پر پابندی لگادی گئی تا کہ قادیانیوں کی عبادت گاہوں اور مساجد میں مماثلت ختم ہوجائے اور ربوہ میں ہر سال ۲۷ سے ۳۰ دسمبر تک ہونے والے جلسے پر بھی پابندی لگانے پر حکومت نے غور شروع کر دیا تھا۔ (۱۷۲)

۱۹۸۴ء میں ہی صدر ضیاء الحق مرحوم نے ایک مربوط آرڈیننس'' دفعہ ۲۹۸ بی، اور ۲۹۸ سی'' جاری کر کے مرزائیوں کو عبادت گاہوں اور عبادت کے لیے اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے روک دیا تھا۔ (۱۷۳)

علامہ کاظمیؒ نے اس آرڈیننس کا خیر مقدم کیا تھا۔ جنگ اور جسارت لکھتا ہے کہ'' ممتاز عالمِ دین مولانا احمد سعید کاظمیؒ نے آرڈیننس کا خیر مقدم کرتے ہوئے امید ظاہر کی تھی کہ اسپر لفظاً اور معناً عمل درآمد ہوگا انھوں نے کہا تھا کہ یہ اقدام بہت پہلے کیا جانا چاہیے تھا'' (۱۷۴)

قادیانیوں نے اس آرڈیننس کے خلاف عدالت میں درخواست دائر کی۔ وفاقی شرعی عدالت نے قادیانی آرڈیننس کیخلاف قادیانیوں کی درخواست کو مسترد کرتے ہوئے فیصلہ صادر کرتے ہوئے کہا: ''مرزا غلام احمد کافر، دھوکہ باز اور بے ایمان ہے اور قادیانی آرڈیننس کسی بھی طرح قرآن وسنت کے منافی نہیں ہے''۔ (۱۷۵)

قادیانیوں کے اذان دینے پر پابندی تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸بی اور دفعہ ۲۹۸سی کے تحت لگائی گئی تھی۔اور قادیانیوں کے مسلمان بن کر تبلیغ کرنے کو بھی منع کر دیا گیا اور قادیانیوں کے ایک روزنامے اور مختلف شماروں کی ضبطی قابل اعتراض مواد کی وجہ سے پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس کے تحت حکومت پنجاب نے کاروائی کی۔اور قادیانیوں کو باور کرایا گیا کہ وہ تبلیغ کرنا بند کردیں اگر انھوں نے ہدایت پر عمل نہ کیا تو انکے تمام اخبارات، جرائد اور کتب پر پابندی لگادی جائے گی۔(۱۷۶)

قادیانیوں کی گرفتاری:

Karachi Feb, 22 Thirty six Ahmadi's were arrested.They were rounded up badges and banners in Shah Faisal Bazar in the by the police for allegedly displaying the Kalima on early hours.Accroding to the police source the accused displayed banners and wore badges inscribed with the Kalima in violation of the Ordinance declaring Ahmedi's non muslim" (177)

علامہ کاظمیؒ کا قادیانیوں سے مکالمہ:

علامہ کاظمیؒ قادیان گئے تو قادیانیوں سے پوچھا رسول اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے "میری اور گذشتہ انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک عمارت بنائی "فاکملها فاحسنها" اس نے اسے مکمل اور حسین بنایا مگر اسمیں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی لوگ اس عمارت میں داخل ہوتے اور اسکی خوبصورتی کی تعریف کرتے اور کہتے یہاں اینٹ کیوں نہ رکھی گئی تاکہ عمارت مکمل ہوجاتی۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں ہی اس عمارت کی آخری اینٹ ہوں وہ عمارت نبوت کی عمارت تھی۔ میں اس قصرِ نبوت کی آخری اینٹ ہوں اور میرے آجانے کے بعد وہ اینٹ رکھدی گئی اور عمارت مکمل ہوگئی۔علامہ کاظمیؒ نے قادیانی علماء سے پوچھا کہ نبوت کی عمارت میں فقط ایک اینٹ کی گنجائش تھی جسے رسول اکرم ﷺ نے پر کردیا اب تم بتاؤ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کہاں ڈالو گے؟ ان میں سے کسی نے کہا کہ جب عمارت بنائی جاتی ہے تو اسکا پلسٹر بھی کیا جاتا ہے تو مرزا صاحب اس عمارت کا پلسٹر ہیں۔علامہ کاظمیؒ نے جواب دیا حدیث کے الفاظ ہیں " فاکملها" بنانے والے نے

عمارت کو مکمل کردیا'' اور پلستر کے بغیر عمارت مکمل نہیں ہوتی۔ دوسرے نے کہا کہ عمارت میں رنگ و روغن بھی کیا جاتا ہے مرزا صاحب اس عمارت کا رنگ و روغن ہیں۔ علامہ کاظمیؒ نے جواب دیا حدیث شریف کے الفاظ ہیں "فاحسنها" "بنانے والے نے عمارت کو حسین و جمیل بنایا'' اور عمارت کا حسن رنگ و روغن سے ہی ہوتا ہے غرض یہ کہ علامہ کاظمیؒ کے منطقی دلائل نے انھیں لاجواب کردیا''(۱۷۸)

تحریک ختمِ نبوت میں گرفتار کیوں نہیں ہوئے:

جب کچھ لوگوں نے آپکی تحریکِ ختمِ نبوت میں گرفتار نہ ہونے کے بارے میں منفی پروپیگنڈا کیا تو آپ نے جواب دیا کہ اسکا جواب تو آپکو اسوقت کے مفتیانِ حکومت سے پوچھنا چاہیے تھا میں تو صرف اتنی بات جانتا ہوں کہ جب مجلس عمل کے ارکان مولوی خیر محمد جالندھریؒ اور مولوی محمد شفیعؒ مہتمم مدرسہ قاسم العلوم وغیرہ حضرات نے جب مجھے ملتان کی تحریک کا صدر بنایا تو میں نے اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح محسوس کرتے ہوئے اپنے فرائض کو بحسن وخوبی انجام دیا جسکی دلیل یہ کہ ہر جگہ یہ تحریک ختم ہونے کے باوجود بھی ملتان میں نہایت پرامن طریقے سے آخر تک چلتی رہی لیکن چونکہ میں نے امن وعامہ کو برقرار رکھنے کی پوری کوشش کی تھی اسلیے مجھے گرفتار نہیں کیا گیا تھا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ میرا گرفتار نہ ہونا موجب اعتراض ہے لیکن مولوی خیر محمد صاحب اور متی شفیع انکے گرفتار نہ ہونے پر اعتراض کیوں نہیں کیا۔ صرف یہ نہیں بلکہ مرکزی مجلس عاملہ کا مرکزی نقطہ تو مولوی احتشام الحق تھانویؒ اور مفتی محمد شفیعؒ تھے اب آپ مجھے بتائیں انکے گرفتار نہ ہونے میں کیا راز ہے؟ (۱۷۹)

تمغۂ قائداعظم:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی دینی خدمات کے اعتراف میں حکومتِ پاکستان کی طرف سے آپکو تمغہ قائداعظم دیا گیا تھا۔ تمغے کے ساتھ ایک سو روپے کی مالیت کا چاندی کا سکّہ بھی دیا گیا تھا۔ یہ تمغہ مظہر سعید کاظمی علیہ الرحمہ نے ۱۹۷۱ء یا ۱۹۷۲ء میں بھٹو دورِ حکومت میں گورنر پنجاب سے وصول کیا تھا۔ (۱۸۰)

حوالہ جات

نمبر	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۱۔	السّعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۸۳
	خطبات کاظمی جلد اول	(خطبات) علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۱۱،۱۰
	روزنامہ جنگ کراچی ۱۳ اپریل ۱۹۹۰ء		۱۶
	روزنامہ جنگ کراچی ۵ مئی ۱۹۸۹ء		۶
۲۔	السّعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۷۴
	مناقب کاظمی	خدا بخش اظہر	۱۲۲
	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۴۳
۳۔	خطبات کاظمی جلد اول	(خطبات) علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۹۱
	السّعید ملتان جنوری ۲۰۰۱ء		۱۵
	نور نور چہرے	محمد عبد الحکیم شرف قادری	۱۵
۴۔	ضیائے حرم جولائی ۱۹۸۶ء		۵۳
	السعید دسمبر ۲۰۰۱ء		۵۵
۵۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۰۴
	السعید مارچ ۱۹۹۵ء		۱۲۱،۱۲۰
	السعید فروری ۱۹۹۶ء		۵۳،۴۷
	السعید جنوری ۱۹۹۹ء		۴۸

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۶۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۸۸
	السعید جنوری ۱۹۹۹ء		۴۸
۷۔	السّعید ملتان نومبر ۲۰۰۵ء		۶۶
۸۔	السّعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۸۴،۸۳
	السّعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۸۰،۷۹
	السّعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۱۰۱
۹۔	السّعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۷۴
	دیکھ لیا ملتان	ڈاکٹر زاہد علی واسطی	۳۵۸
	خطبات کاظمی جلد اول	(خطبات) علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۱۲
۱۰۔	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۴۳
	نور نور چہرے	محمد عبدالحکیم شرف قادریؒ	۱۴
	دیکھ لیا ملتان	ڈاکٹر زاہد علی واسطی	۳۵۸
۱۱۔	دیکھ لیا ملتان	ڈاکٹر زاہد علی واسطی	۴۴۳
۱۲۔	دیکھ لیا ملتان	ڈاکٹر زاہد علی واسطی	۴۴۷
۱۳۔	دیکھ لیا ملتان	ڈاکٹر زاہد علی واسطی	۴۴۶
۱۴۔	دیکھ لیا ملتان	ڈاکٹر زاہد علی واسطی	۴۵۱

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۱۵۔	دیکھ لیا ملتان	ڈاکٹر زاہد علی واسطی	۴۵۲
۱۶۔	انوارِ سعید		۲۷
	السّعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۱۳۵
۱۷۔	السّعید ملتان جنوری ۱۹۹۹ء		۷۶
۱۸۔	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۴۳ تا ۴۵
	مناقب کاظمی	مولانا خدا بخش اظہرؒ	۱۲۲،۱۲۳
	السّعید اگست ۱۹۹۴ء		۵۱
	روزنامہ جنگ کراچی ۱۳ اپریل ۱۹۹۰ء		۱۶
۱۹۔	السّعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۵۳
	السّعید ملتان اکتوبر ۱۹۹۶ء		۲۱،۲۲
	السّعید ملتان اگست ۱۹۹۴ء		۵۱
۲۰۔	السّعید ملتان اکتوبر ۱۹۹۵ء		۲۵،۲۶
۲۱۔	السّعید ملتان اکتوبر ۱۹۹۴ء		۴۴
۲۲۔	السّعید ملتان اکتوبر ۱۹۹۴ء		۴۶
	تذکرہ اکابرین اہلسنت	مولانا عبدالحکیم شرفِ قادریؒ	۲۱۰ تا ۲۱۴
۲۳۔	السّعید ملتان اکتوبر ۱۹۹۴ء		۴۷

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
	تذکرہ اکابرینِ اہلسنت	مولانا عبدالحکیم شرف قادریؒ	۵۱۸تا۵۲۰
	تذکرہ اولیائے سندھ	مولانا قاضی محمد اقبال حسین صاحب نعیمی	۳۱۹تا۳۲۰
۲۴۔	السّعید ملتان اکتوبر ۱۹۹۴ء		۴۵،۴۶
	تذکرہ اکابرینِ اہلسنت	مولانا عبدالحکیم شرف قادریؒ	۹۴
۲۵۔	السّعید ملتان اکتوبر ۱۹۹۴ء		۴۷
	تذکرہ علمائے پنجاب جلد اول	مولانا قاضی محمد اقبال حسین صاحب نعیمی	۳۲۷
۲۶۔	السّعید ملتان اکتوبر ۱۹۹۴ء		۴۶،۴۷
	تذکرہ علمائے پنجاب جلد اول	مولانا قاضی محمد اقبال حسین صاحب نعیمی	۲۰۲تا۲۰۳
	تذکرہ اکابرینِ اہلسنت	مولانا عبدالحکیم شرف قادریؒ	۱۴۶تا۱۴۸
۲۷۔	السّعید ملتان اکتوبر ۱۹۹۴ء		۳۴،۳۵
۲۸۔	السّعید ملتان مارچ ۱۹۹۳ء		۴۰
۲۹۔	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۴۵،۴۶
۳۰۔	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۴۶
۳۱۔	السّعید ملتان مارچ ۱۹۹۳ء		۴۰
۳۲۔	السّعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۸۵
۳۳۔	السّعید ملتان مارچ ۲۰۰۳ء		۴۰

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۳۴۔	السّعید ملتان ستمبر ۲۰۰۱ء		۴۸
۳۵۔	السّعید ملتان اکتوبر ۱۹۹۴ء		۶۱
۳۶۔	السّعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۱۰۱
	السّعید ملتان دسمبر ۲۰۰۱ء		۱۰۸
۳۷۔	نور نور چہرے	مولانا عبدالحکیم شرف قادریؒ	۱۷
	السّعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۵۲
۳۸	سنن ابو داؤد شریف (عربی) جلد اول کتاب الادب باب فی الھوی	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعثؒ	۴۳۰
۳۹۔	السّعید ملتان جنوری ۲۰۰۱ء		۳۸
	السّعید ملتان جنوری ۲۰۰۱ء		۵۸،۴۷،۳۶،۲۹
	السّعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۳۷
۴۰۔	السّعید ملتان فروری ۱۹۹۷ء		۱۱۲
۴۱۔	امام اہلسنت	مفتی محمد راشد نظامی	۱۱
۴۲۔	السّعید ملتان فروری ۱۹۹۷ء		۱۱۳
۴۳۔	السّعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۶۶
۴۴۔	السّعید ملتان فروری ۱۹۹۷ء		۱۱۳
۴۵۔	سیرت کاظمی	داؤد احمد خان	۸۵،۸۴

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۴۶۔	ضیائے حرم جولائی ۱۹۸۶ء		۴۶
۴۷۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۶۴
۴۸۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۰۲
۴۹۔	صحیح بخاری جلد اول کتاب العلم حدیث ۱۷ (مترجم)	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہور الباری اعظمی	۹۶
	جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۵۴۲ (مترجم)	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۲۲۷
۵۰۔	تفسیر کبیر (عربی) طبع جدید جلد ۱۱	علامہ فخر الدین رازیؒ	۱۹۸
۵۱۔	تدبر القرآن جلد ۹	امین احسن اصلاحیؒ	۴۱۶
۵۲۔	تفسیر روح المعانی (عربی) طبع جدید جز التاسع والعشرون پارہ ۳۰	علامہ شہاب الدین سیّد محمود آلوسی بغدادیؒ	۵۳۲
۵۳۔	تفسیر خازن (عربی) طبع جدید جلد ۴ پارہ ۳۰	علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادیؒ	۴۳۸
۵۴۔	تاج العروس من جواہر القاموس الجزء ۷	علامہ سیّد محمد مرتضی حسین زبیدیؒ	۴۱۱
۵۵۔	تاج العروس جلد ۷	علامہ سیّد محمد مرتضی حسین زبیدی	۷۱۱
۵۶۔	تفسیر روح البیان (عربی) طبع جدید جلد ۱۰ پارہ ۳۰	علامہ اسمٰعیل حقیؒ	۲۰۳
۵۷۔	صحیح بخاری جلد اول حدیث ۱۸۳۳	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) اختر شاہ جہانپوریؒ	۷۰۴
۵۸۔	صحیح مسلم (عربی) جلد اول	امام مسلم بن حجاج قشیریؒ	۳۵۱
۵۹۔	التفسیر الکبیر (عربی) طبع جدید جلد ۷	علامہ فخر الدین رازیؒ	۵۰۳
۶۰۔	تفسیر روح البیان (عربی) طبع جدید جلد ۶ پارہ ۱۶	علامہ اسمٰعیل حقیؒ	۳۶۶

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/موَلفین	صفحہ نمبر
۶۱۔	تفسیر البغوی (عربی) طبع جدید جلد۳	امام محمد الحسین بن مسعود البغویؒ	۲۲۲
۶۲۔	تفسیر البغوی (عربی) طبع جدید جلد۴	امام محمد الحسین بن مسعود البغویؒ	۱۲۵
۶۳۔	تفسیر قادری جلد دوم (اردو ترجمہ تفسیر حسینی)	مولوی فخر الدین قادریؒ	۱۰
۶۴۔	الشفاء (عربی)	علامہ قاضی عیاضؒ	۴۵۵
۶۵۔	لسان العرب جلد۵	علامہ جلال الدین محمد بن مکرم افریقیؒ	۷۷
۶۶۔	شرح مقاصد جلد۲	علامہ سعد الدین تفتازانیؒ	۱۹۷
۶۷۔	ردالمختار (عربی) جلد ۹	علامہ ابنِ عابدین شامیؒ	۳۷۵،۳۷۶
۶۸۔	سنن ابوداوٗد (عربی) جلد اول	امام داوٗد سلیمان بن اشعثؒ	۲۳۶
	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ (اردو) جلد سوم	شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ (مترجم) مولانا سعید احمد نقشبندیؒ	۱۲۳
۶۹۔	تفسیرات احمدیہ (اردو)	ملا جیون امیٹھویؒ	۷۶
۷۰۔	تفسیر مدارک (عربی) طبع جدید جلد اول	امام عبداللہ بن نسفیؒ	۳۴۶
۷۱۔	ردالمختار (عربی) طبع جدید جلد۹	علامہ ابنِ عابدین شامیؒ	۳۷۴
۷۲۔	فتاویٰ عالمگیری جلد ہشتم	مولانا سیّد امیر علیؒ	۴۳۳
۷۳۔	تفسیر روح المعانی (عربی) طبع جدید الجز السابع والعشرون	علامہ شہاب الدین سیّد محمود آلوسی بغدادیؒ	۶۴
۷۴۔	سیرتِ حلبیہ (عربی) جلد اول	علی بن برہان الدین الحلبی الشافعیؒ	۴۹
۷۵۔	لسان العرب جلد اول	علامہ جلال الدین محمد بن مکرم افریقیؒ	۳۸۹

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
	تاج العروس جلد اول	علامہ سیّد محمد مرتضیٰ حسین زبیدیؒ	۲۵۴
۷۶۔	فیروز اللغات حصہ اول	الحاج مولوی فیروز الدینؒ	۴۹۰
۷۷۔	فرہنگ عامرہ	محمد عبداللہ خان خویشگی	۲۸۲
۷۸۔	مصباح اللغات	مولانا عبدالحفیظ بلیاویؒ	۲۶۶
۷۹۔	المنجد (عربی، اردو)		۳۵۶
۸۰۔	المفردات فی غریب القرآن	علامہ حسین محمد راغب اصفہانیؒ	۳۶۲
۸۱۔	اقرب الموارد جلد ۲	علامہ سعید شرتوتی لبنانیؒ	۸۷۹
۸۲۔	المنجد جلد ۱		۵۵۵
	مشکوٰۃ جلد اول (مترجم) باب الوسوسہ		۳۷
۸۳۔	شرح مسلم شریف جلد ۷ حدیث ۶۹۸۱	علامہ غلام رسول سعیدی	۶۳۲
۸۴۔	صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۵۶ (مترجم)	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہور الباری اعظمیؒ	۴۲
	صحیح مسلم (عربی) جلد اول	امام مسلم بن حجاج قشیریؒ	۳۵۳
۸۵۔	صحیح بخاری جلد سوم (مترجم)	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہور الباری اعظمیؒ	۴۲
۸۶۔	صحیح مسلم (عربی) جلد اول	امام مسلم بن حجاج قشیریؒ	۳۵۴
۸۷۔	تفسیر روح المعانی (عربی)	علامہ شہاب الدین سیّد محمود آلوسی بغدادیؒ	۲۹۲
۸۸۔	صحیح بخاری جلد سوم (مترجم)	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہور الباری اعظمیؒ	۵
۸۹۔	تفسیر جلالین (عربی)	علامہ جلال لدین سیوطیؒ	۴۲۱

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۹۰۔	تفسیر روح البیان (عربی) طبع جدید جلد ۹	علامہ اسمٰیل حقیؒ	۱۳
۹۱۔	تفسیر روح البیان (عربی) طبع جدید جلد ۹	علامہ اسمٰیل حقیؒ	۱۲
۹۲۔	شرح فقہ اکبر (عربی)	ملا علی قاریؒ	۵۶
۹۳۔	شرح فقہ اکبر (عربی)	ملا علی قاریؒ	۵۷
۹۴۔	تفسیر جلالین (عربی) جلد دوم سورہ فتح کی تفسیر	امام جلال الدین سیوطیؒ	۴۲۳
۹۵۔	تفسیر صاوی (عربی) جلد ۵	شیخ محی الدین صاوی مالکیؒ	۱۹۶۶
۹۶۔	تفسیر کبیر (عربی) طبع جدید جلد ۱۰	علامہ فخر الدین رازیؒ	۵۲
۹۷۔	تفسیر کبیر (عربی) طبع جدید جلد ۹	علامہ فخر الدین رازیؒ	۵۲۵
۹۸۔	تفسیر کبیر (عربی) طبع جدید جلد ۱۰	علامہ فخر الدین رازیؒ	۶۹
۹۹۔	الفتوحات المکیہ (عربی) جلد ثانی باب ۷۳	شیخ محی الدین ابنِ عربیؒ	۱۳۸
۱۰۰۔	الفتوحات المکیہ (عربی) جلد ثانی باب ۷۳	شیخ محی الدین ابنِ عربیؒ	۱۳۹
۱۰۱۔	تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان جلد ۱۱	علامہ نظام الدین نیشاپوریؒ	۵۱
۱۰۲۔	تفسیر صدیقی جلد ۶ سورہ فتح کی تفسیر	علامہ عبدالقدیر صدیقی قادریؒ	۳۱۸۴
۱۰۳۔	تفسیر کبیر (عربی) طبع جدید جلد ۱۰	علامہ فخر الدین رازیؒ	۵۲
۱۰۴۔	شرح صحیح مسلم (عربی) جلد اول	امام محی الدین نووی شافعیؒ	۱۰۹
۱۰۵۔	تفسیر کبیر (عربی) طبع جدید جلد ۱۰	علامہ فخر الدین رازیؒ	۶۶

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۱۰۶۔	تفسیر صاوی (عربی) جلد ۵	شیخ محی الدین صاوی مالکیؒ	۱۹۵۸
۱۰۷۔	تفسیر قرطبی (عربی) جلد ۱۶	امام عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبیؒ	۲۶۳
	صحیح بخاری (عربی) جلد اول	علامہ اسمٰعیل بخاریؒ	۲۹۲
	شرح مسلم جلد اول	علامہ غلام رسول سعیدی	۴۴۹
۱۰۸۔	جامع ترمذی (مترجم) (اردو)	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۱۱۷
۱۰۹۔	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ باب القراءۃ فی صلوٰۃ جلد دوم	مولانا محمد سعید احمد نقشبندیؒ	۲۲۷
۱۱۰۔	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (عربی) جلد دوم	علی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ	۵۸۷
۱۱۱۔	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد دوم	شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ (مترجم) مولانا سعید احمد نقشبندیؒ	۳۲۹
۱۱۲۔	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد دوم	شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ (مترجم) مولانا سعید احمد نقشبندیؒ	۳۱۸
۱۱۳۔	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (عربی) جلد دوم	علی بن سلطان محمد القاری الحنفیؒ	۶۸
۱۱۴۔	تفسیر کبیر (عربی) طبع جدید جلد ۹	علامہ فخر الدین رازیؒ	۵۲۵
۱۱۵۔	تفسیر العلامۃ ابی السعود علی ھامش التفسیر الکبیر ج ۸	علامہ ابوالسعود محمد بن محمد عمادیؒ	۶۳۰،۲۳۷
	تفسیر روح المعانی (عربی) طبع جدید جلد ۲۶	علامہ شہاب الدین سیّد محمود آلوسی بغدادیؒ	۲۹۷
۱۱۶۔	تفسیر روح المعانی (عربی) طبع قدیم جلد ۲۶	علامہ شہاب الدین سیّد محمود آلوسی بغدادیؒ	۵۵
۱۱۷۔	فتاویٰ رضویہ جلد ۹	مولانا احمد رضا بریلویؒ	۷۷
۱۱۸۔	تعلیقات رضا	مولانا احمد رضا بریلویؒ	۲۵

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۱۱۹۔	فتاویٰ رضویہ جلد ۹	مولانا احمد رضا بریلویؒ	۷۸،۷۹
	صحیح بخاری جلد ؒ (مترجم) (اردو) سوم حدیث ۱۲۳۵	محمد اسمعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہور الباری اعظمیؒ	۵
۱۲۰۔	ختمِ نبوت	مولانا احمد رضا بریلویؒ	۲۶،۲۷
۱۲۱۔	مدارج النبوت (اردو) جلد اول باب سوم در ذکر فضل و شرافت	شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ (مترجم) مفتی غلام حسین نعیمی	۱۶۹
۱۲۲۔	تفسیر کبیر (عربی) طبع جدید جلد ہفتم	علامہ فخر الدین رازیؒ	٦٦
	تفسیر روح المعانی (عربی) طبع جدید جلد ۲۶	علامہ شہاب الدین سیّد محمود آلوسی بغدادیؒ	۳۴۲
۱۲۳۔	تفسیر روح المعانی (عربی) طبع قدیم جلد ۲۶	علامہ شہاب الدین سیّد محمود آلوسی بغدادیؒ	۹۱
۱۲۴۔	تفسیر مدارک (عربی) جلد ۲	امام عبد اللہ احمد نسفیؒ	۵۸۰
۱۲۵۔	تفسیر قرطبی (عربی) جلد ۱۵،۱۶	امام عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبیؒ	۱۷۴
۱۲۶۔	تفسیر صاوی (عربی) جلد ۵	شیخ محی الدین صاوی ملکیؒ	۱۹۴۴
۱۲۷۔	تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی جلد ۹ (عربی)	امام الحافظ عبد الرحمٰن المبارکفوریؒ	۱۴۱
	تفسیر روح المعانی (عربی) طبع جدید جلد ۲۶	علامہ شہاب الدین سیّد محمود آلوسی بغدادیؒ	۲۹۷
۱۲۸۔	تفسیر روح المعانی (عربی) طبع قدیم جلد ۲۶	علامہ شہاب الدین سیّد محمود آلوسی بغدادیؒ	۵۵
۱۲۹۔	البیان (ترجمہ قرآن)	علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۳
۱۳۰۔	تاریخ تفسیر و مفسرین	پروفیسر غلام احمد حریریؒ	۳
۱۳۱۔	المفردات	علامہ حسین محمد راغب اصفہانیؒ	۳۸۰

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۱۳۲۔	تاج العروس جلد ۳	علامہ سیّد محمد مرتضیٰ حسین زبیدیؒ	۴۷۰
۱۳۳۔	کتاب التعریفات (عربی)	میر سیّد شریف علی بن محمد جرجانیؒ	۳۸
	ابوداؤد شریف (مترجم) (اردو) جلد سوم	امام داؤد سلیمان بن اشعث (مترجم) مولوی وحید الزماںؒ	۱۱۸
۱۳۴۔	جامع ترمذی (مترجم) (اردو) جلد دوم باب ۳۸۰	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۳۵۱
۱۳۵۔	جامع ترمذی (مترجم) (اردو) جلد دوم باب ۳۸۰	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۳۵۱
۱۳۶۔	الاتقان (اردو) جلد دوم	امام جلال الدین سیوطیؒ (مترجم) محمد حلیم انصاری	۴۴۳ تا ۴۴۶
۱۳۷۔	الاتقان (اردو) جلد دوم	امام جلال الدین سیوطیؒ (مترجم) محمد حلیم انصاری	۴۴۳
۱۳۸۔	السّعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۳۶،۳۵
۱۳۹۔	مقالات کاظمی جلد سوم	(مرتبہ) حافظ نعمت علی چشتی	۳۹۹
۱۴۰۔	تفسیر التبیان	علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۲
۱۴۱۔	صحیح بخاری (مترجم) (اردو) جلد سوم کتاب التوحید	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہور الباری اعظمیؒ	۹۲۶
۱۴۲۔	التبیان	علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۲۹،۲۸
۱۴۳۔	التبیان	علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۵۶
۱۴۴۔	التبیان	علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۸۴ تا ۸۶
۱۴۵۔	السّعید ملتان جنوری ۱۹۹۹ء	علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۴۸
۱۴۶۔	تحریک ختم نبوت ۱۸۹۱ء سے ۱۹۴۷ء تک	شورش کاشمیری مرحوم	۴۳

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۱۴۷۔	ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور جولائی ۱۹۸۴ء		۳۸،۲۳۹
۱۴۸۔	روزنامہ مشرق کراچی ۶ مئی ۱۹۸۴ء		۶
۱۴۹۔	ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور جولائی ۱۹۸۴ء		۲۳۹
۱۵۰۔	ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور جولائی ۱۹۸۴ء		۲۳۹
۱۵۱۔	ازالہ اوہام حصہ دوم ۱۹۵۸ء	مرزا غلام احمد قادیانی	۶۲۹
۱۵۲۔	جنگ مقدس (اہل اسلام اور عیسائیوں میں مباحثہ)	مرزا غلام احمد قادیانی	۱۹۴
۱۵۳۔	فیروز اللغات (اردو) جامع	الحاج مولوی فیروزالدین	۵۷۹
۱۵۴۔	فرید اللغات (اردو) جدید	فرید احمد، نجیب رائے پوری، مخدوم صابری	۳۶۶
۱۵۵۔	المفردات	علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانیؒ	۱۴۳
۱۵۶۔	تاج العروس (عربی) جلد ۸	علامہ سیّد محمد مرتضیٰ حسین زبیدیؒ	۲۶۷
	سنن ابن ماجہ (عربی)	امام عبداللہ محمد بن یزید ابنِ ماجہؒ	۱۰۸
۱۵۷۔	صحیح بخاری جلد دوم (عربی)	علامہ محمد اسمٰعیل بخاریؒ	۹۱۴
	مدارج النبوت (مترجم) (اردو) حصہ دوم	شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ (مترجم) الحاج مفتی غلام معین الدینؒ	۷۷۷
۱۵۸۔	صحیح بخاری جلد اول (عربی) (کتاب المناقب)	علامہ محمد اسمٰعیل بخاریؒ	۴۹۱
	المصنف (عربی) جلد ۱۵	امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہؒ	۵۸
۱۵۹۔	صحیح بخاری جلد دوم (عربی) (کتاب المناقب) (حدیث ۷۴۷)	علامہ محمد اسمٰعیل بخاریؒ	۴۰۷

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
	جامع ترمذی (مترجم)(اردو) جلد دوم حدیث۷۷۳	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۳۱۱
	شرح مسلم شریف جلد سوم (باب خاتم النبیین) حدیث۵۹۲۲	علامہ غلام رسول سعیدی	۲۲۷
۱۶۰۔	جامع ترمذی جلد دوم حدیث۱۶۲۰	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۶۹۷
	مسند احمد (عربی) جلد۳	امام احمد بن حنبلؒ	۲۶۷
	المستدرک (عربی) جلد۴	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوریؒ	۳۹۱
۱۶۱۔	المصنف (عربی) جلد۱۱	امام ابوبکر عبداللہ بن محمد ابنِ شیبہؒ	۵۳
	صحیح مسلم (عربی) جلد۲	امام مسلم بن حجاج قشیریؒ	۴۷۸
	مسند احمد (عربی) جلد۳	امام احمد بن حنبلؒ	۲۳۸
	صحیح بخاری (عربی) جلد۲	علامہ محمد اسمٰعیل بخاریؒ	۶۳۳
	جامع ترمذی (عربی)	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۵۳۴،۵۳۵
۱۶۲۔	سنن ابنِ ماجہ (عربی)	امام ابوعبداللہ محمد بن یزیدؒ	۱۲
۱۶۳۔	ضیائے حرم مارچ ۲۰۰۰ء		۷۶
۱۶۴۔	تعارف علمائے اہلسنت	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۲۷۰
۱۶۵۔	فرنٹیر پوسٹ پشاور ۲۳ اگست ۱۹۸۵ء		۴
۱۶۶۔	ضیائے حرم جولائی ۲۰۰۱ء		۳۹
۱۶۷۔	ضیائے حرم جولائی ۲۰۰۱ء		۴۰

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۱۶۸۔	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۶۳
	السّعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۹۱
	ماہنامہ فیضان (فیصل آباد) ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۸ء		۴۰
۱۶۹۔	روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۷ ستمبر ۲۰۰۶		۱
	ایک عالم ایک سیاستدان	سیّد محمد حفیظ قیصر	۳۷
۱۷۰۔	روزنامہ جسارت کراچی ۱۴ دسمبر ۱۹۸۴ء		۳
۱۷۱۔	روزنامہ مشرق کراچی ۲۹ اپریل ۱۹۸۴ء		۶
۱۷۲۔	روزنامہ جسارت کراچی ۲۹ اپریل ۱۹۸۴ء		۶
	روزنامہ جنگ کراچی ۲۹ اپریل ۱۹۸۴ء		۱۲
۱۷۳۔	روزنامہ جسارت کراچی ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء		۱
۱۷۴۔	روزنامہ جسارت کراچی ۸ جنوری ۱۹۸۶ء		۱
	روزنامہ نوائے وقت کراچی ۹ مارچ ۱۹۸۵ء		۸
	روزنامہ جنگ کراچی ۱۵ اپریل ۱۹۸۴ء		۱
۱۷۵۔	روزنامہ ڈان کراچی ۲۳ فروری ۱۹۸۵ء		۱۰
۱۷۶۔	ماہنامہ السّعید ملتان جنوری ۲۰۰۱ء		۳۴،۳۳
۱۷۷۔	مقالاتِ کاظمی جلد دوم	(مرتبہ) مولانا غلام رسول سعیدی	۳۲۵،۳۲۲
۱۷۸۔	السّعید نومبر ۲۰۰۵ء		۷۰،۶۹

باب سوم

علمی خدمات

باب سوم
علمی خدمات

علامہ کاظمیؒ کی تبحر علمی اور چند اہلِ علم ودانش کے تاثرات:

علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ اپنے دور کے جلیل القدر عالم تھے اور ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ تھے۔آپ جس موضوع پر بھی کلام فرماتے علوم ومعارف کے دریا بہا دیتے، دلائل و براہین کا انبار لگا دیتے۔آپ مشکل مسائل کے معانی ومفاہیم اور معارف ومطالب بیان کرنے میں مکمل مہارت اور عبور رکھتے تھے۔آپ کی ذات سرچشمہء علوم و فیوض تھی۔قرآن وحدیث، تفسیر وفقہ، ادب، منطق وفلسفہ میں یدطولیٰ حاصل تھا۔آپ کا خطاب عالمانہ، فاضلانہ اور محققانہ ہوتا تھا۔فقہ کے بہت سے صفحات پر بکھرا ہوا مسئلہ آسان اور عام فہم انداز میں بیان فرما دیتے۔آپکا استدلال، تحقیق اور منطقی دلائل آپکے تبحر علمی کی دلیل ہیں۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی تبحر علمی پر چند اہل علم ودانش کے تاثرات درج ذیل ہیں۔

ا۔ پروفیسر ڈاکٹر طاہرالقادری کے تاثرات :

ادارہ منہاج القرآن کے سرپرست اعلیٰ ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی تبحر علمی کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں''سچ تو یہ ہے کہ میں نے پاکستان میں یا پاکستان سے باہر علومِ قرآن اور علومِ تفسیر پر اس انداز کے ساتھ ماہرانہ اور محققانہ گفتگو کرتے ہوئے کسی کو نہیں سنا۔ آپ نے استہالہ کذب باری تعالیٰ پر گفتگو کی اور امکانِ کذب کے مسئلے کا جور د کیا اور صاحبِ تفسیر خازن علاؤالدین بغدادیؒ کی عبارت پر گفتگو کی اور اسطرح مختلف حوالہ جات دے کر آپ نے ایسے انداز میں اس مسئلے کو بیان کیا اور اسی طرح مسئلہ خلف واحد اور خلف وحید کے امتیاز کا آپ نے جو فرق واضح کیا اور امکانِ عقل اور امکانِ شرعی کی جو بحثیں تھیں اور اسمیں قرآن مجید کی آیات سے جو استنباط کیا اور تفسیر کی مختلف کتب سے جو استنباط کیا مختلف مذاہب سے انکی عبارات اور تحقیقات سے اور علمائے متکلمین سے جسطرح آپ کے بیان میں ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے اور انکو پڑھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے آپکو عقل وخرد، فہم وادراک، بصیرت وبصارت اور مطالعہ کی وسعت، علمی تبحر اور رائے کی ثقاہت میں جو مقام دیا تھا، وہ اپنی ذات میں بجا طور پر اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا خاں

بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے سچے جانشین نظر آتے ہیں۔ اعلحضرت کی شخصیت میں انکی تحقیقات میں عبارات میں اور انکے بیان میں جو ثقاہت جو تبحر جو رائے کی پختگی جو رائے کی صحت اور جو علم و بیان کا نظم اور حوالہ جات کی کثرت و وسعت جو کچھ انکے ہاں نظر آتا ہے اسکا رنگ حضرت علامہ کاظمی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی اور شخصیت میں جھلکتا ہے۔ میں نے بعض مواقع پر اسلامی فلسفہ کے کچھ اسباق حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے حاصل کیے۔ ان میں جو گفتگو ہوئی علمِ کلام اور فلسفہ پر اسمیں مجھے آپکا کوئی ثانی نظر نہیں آیا۔ بہاولپور اسلامیہ یونیورسٹی کے زمانے میں ایک دن آپکے درس میں شریک تھے اور اسوقت موضوعِ گفتگو تھا حواسِ خمسہ باطنی یعنی حسِ مشترک، یعنی خیال، واہمہ، حافظہ اور متصرفہ اور متصرفہ اور متخیلہ۔ اس روز ہمارے سبق کا موضوع تھا۔ آپنے ایک یا سوا گھنٹے کے قریب فقط حسِ مشترک پر گفتگو فرمائی اور باقی چاروں حواس کو اگلے سبق پر ملتوی کر دیا۔

ڈاکٹر طاہر القادری صاحب لکھتے ہیں وہ کلام ہم نے بہت سی کتابوں اور فلسفہ کی بہت سی کتابوں میں پڑھا تھا اور بعد میں بھی پڑھا اور اس سے پہلے بھی پڑھا تھا۔ مختلف کتابوں میں، شرح المقاصد میں اسکی تفصیلات پڑھی ہیں اور دیگر کلام اور فلسفہ کی کتابوں میں جابجا مباحث آئے ہیں لیکن جو معارف اور جو نکات اور انکے اندر جتنی گہرائی، جتنی وسعت، جتنی جزئیات اور جتنی تفصیل اور جو عالم حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی گفتگو کا تھا وہ نہ کسی کتاب میں آج تک دکھائی دیا ہے اور نہ کسی تقریر میں آج تک سن سکے۔ آپکے ہاں معقولات کے علاوہ منقولات کا بھی بڑا زور ہوتا تھا'' (۱)

۲۔ مولانا عبدالستار نیازیؒ کے تاثرات:

مولانا نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی تبحر علمی پر اسطرح اظہار خیال فرمایا۔ ''اکثر علماء یک فن ہوتے ہیں یعنی کسی کو فقہ میں ید طولیٰ حاصل ہوتا ہے لیکن دیگر فنون میں وہ بس واجبی سا علم رکھتے ہیں اور اسی طرح کوئی حدیث میں درک رکھتا ہے تو اسے فقہ میں کوئی خاص مقام حاصل نہیں ہوتا اسکے برعکس علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی ذات میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بیک وقت مفسر، محدث، عظیم فقیہہ، ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ، سیاست دان غرض ہر شعبے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ (۲)

مولانا ستار خان نیازیؒ علامہ کاظمیؒ کی عظمت اور خدماتِ جلیلہ کے اعتراف میں لکھتے ہیں'' علامہ کاظمیؒ کی دینی، تبلیغی، سیاسی اور سماجی خدمات اسقدر عظیم ہیں کہ کوئی دوسرا شخص ان سے لگا نہیں کھا

سکتا۔ لاکھوں افراد نے ان کی خدمات سے استفادہ کیا اور مستفید ہونے والا ہر عالمِ دین آج اپنی جگہ خود ایک مرکزِ رشد و ہدایت ہے۔ انھوں نے ۱۱ سال تک اسلامک یونیورسٹی بہاولپور میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے فرائض انجام دیے جسکا مخالفین کو بھی اعتراف ہے ہرفن میں آپکی تصانیف و تقاریر موجود ہیں جو ایک ایسا خزانہ ہیں جنھیں زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی ضرورت ہے'' (۳)

۳۔ علامہ محمود احمد رضویؒ کے تاثرات: علامہ کاظمیؒ کی عظمت کا اعتراف اسطرح کرتے ہیں:۔

''غزالی زماں، رازی دوراں امام المفسرین، سید المحدثین حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ دنیائے اسلام کی ایک عظیم و جلیل علمی اور روحانی شخصیت تھے وہ علم التفسیر، حدیث اور فقہ کے امام تھے انھوں نے اپنی پوری زندگی دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور علومِ عالیہ اسلامیہ تفسیر، حدیث، فقہ، اصولِ دین، منطق وغیرہ کی تدریس و تعلیم میں صرف کی۔ علامہ کاظمیؒ کی دینی، علمی و سیاسی خدمات کے بیان کے لیے دفتر درکار رہے۔ آپ نے تحریکِ پاکستان، تحریکِ ختمِ نبوت، تحریکِ نظامِ مصطفیٰ اور اسی نوع کی دینی و ملّی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا۔ ناموس رسالت کی حفاظت اور پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے قیام کے لیے آپ نے تحریر و تقریر کے ذریعے نہایت پر وقار طریقے سے کام کیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کی دینی و ملّی کارناموں اور علم و فضل کے اظہار و بیان کے لیے ایک ادارہ قائم کیا جائے جو انکی علمی، مسلکی، نظریاتی، روحانی، اخلاقی اور اصلاحی تقاریر اور ملفوظات کو سلیقے کے ساتھ مرتب کر کے شائع کرے۔ (۴)

۴۔ ڈاکٹر محمد طفیل (ادارہ تحقیقات اسلامی۔ اسلام آباد) کے تاثرات:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی تبحر علمی کا اعتراف ان لفظوں میں کرتے ہیں کہ: ''جب علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے شرف تلمذ حاصل ہوا تو دیکھا کہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ نے استدلال کی بے پناہ قوت عطا فرمائی تھی وہ منطق و فلسفہ، حکمت اور دیگر عقلی و فکری علوم پر بے پناہ دسترس رکھتے تھے۔ وہ اپنے درس اور تقریر کے دوران جب کسی علمی عقلی موضوع پر گفتگو فرماتے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ علمی نکات اور فکر و استدلال کہیں سے القاء ہو رہے ہیں۔ غزالی زماں اپنا موقف بیان کرتے وقت ٹھوس علمی دلائل اور عقلی و نقلی شواہد پیش کرتے تھے۔ (۵)

۶۔مفتی احمد یار نعیمی علیہ الرحمہ کا خراج عقیدت :

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی تبحر علمی اور فقہیانہ بصیرت کے باعث اکثر پیچیدہ اور دقیق مسائل میں علماء اکثر و بیشتر آپ سے رجوع کرتے اور آپ کی رائے اور تحقیق کو تسلیم کرتے تھے۔ مفتی احمد یار خان نعیمیؒ (م ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء) جلیل القدر علمائے اہلسنت میں سے ہیں۔آپ تفسیر نعیمی کے علاوہ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ایک مرتبہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے پاس تشریف لے گئے اور دوسرے علماء کرام کی موجودگی میں پیچیدہ مسائل پر گفتگو فرمانے لگے۔علامہ کاظمیؒ نے پوری جامعیت سے مدلل جوابات دیے علماء و مشائخ عش عش کر اٹھے اور مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگے قبلہ کاظمی صاحب اس دور میں ہمارے اساتذہ تو ہیں نہیں چنانچہ جب کوئی مشکل ترین مسئلہ ذہن کو پریشان کرتا ہے تو اسکے حل کے لیے آپکی ذات کے سوا ہمیں کوئی نظر نہیں آتا'' (۶)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی تبحر علمی کے چند نمونے درج ذیل ہیں۔

۱۔ قبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم :

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ حج کی سعادت کے لیے گئے۔آپکی گفتگو مکۃ شریف کے علماء سے ہوئی وہ مکہ شریف کی افضلیت کے قائل تھے جبکہ علامہ سیّد سعید کاظمی علیہ الرحمہ مدینہ شریف کی افضلیت کے قائل تھے۔آپ نے جب حرم نبوی میں حاضری دی اور وہاں آپکی کیفیت والہانہ تھی چہرہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی طرف اور پیٹھ کعبہ کی جانب تھی۔ نجدی محافظوں نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کو منع کیا کہ کعبہ کی طرف پیٹھ نہ کریں۔آپ نے ان نجدی محافظوں کے منع کرنے کے باوجود انکی طرف کوئی توجہ نہ دی۔آپکو قاضیِ نجد کے سامنے پیش کر دیا گیا۔قاضی نے پوچھا کیا تم قبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ سے افضل سمجھتے ہو؟ آپ نے فرمایا میں اپنے دیگر محققین کی طرح مدینہ شریف کو تمام مقامات سے افضل سمجھتا ہوں اور وہ مزار اقدس جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں نہ صرف زمین بلکہ آسمان، کعبۃ اللہ اور عرش الٰہی سے بھی افضل ہے قاضی نجد نے آپ سے دلیل مانگی۔آپ نے قاضی نجد سے فرمایا از روئے قرآن آپ عیسیٰ علیہ السلام کو عبدِ شکور مانتے ہیں انھوں نے تسلیم کیا۔کہ واقعی وہ اللہ کے عبدِ شکور ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لئن شکرتم لا زیدنکم۔ (سورہ ابراہیم: آیت ۷)
(شکر بجالاؤ اللہ تعالیٰ نعمت میں زیادتی فرمائے گا) اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے شکر گزاری پر زیادتی نعمت کا وعدہ ہے۔ آپ نے قاضی نجد سے پوچھا آپ مانتے ہیں وہ عبد شکور زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ اللہ نے انھیں زیادتی دی زمین سے آسمان پر لے گیا۔
عیسیٰ علیہ السلام وہاں بھی شکر گزار رہے اب انکی مزید شکر گزاری پر چاہیے یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ انکو عرش کی مزید بلندیوں پر لے جاتا لیکن اللہ تعالیٰ عبدِ شکور کے ساتھ زیادتی نعمت کے وعدہ کے مطابق ان کا زمین پر تشریف لانا اور وفات پاکر حضور اکرم ﷺ کے پہلوئے مبارک میں دفن ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی نعمت میں اضافہ فرمایا۔ اگر روضہ رسول ﷺ سے بڑھ کر کوئی اور مقام افضل ہوتا تو اللہ تعالیٰ انھیں وہاں لے جاتا لیکن چونکہ روضہ رسول ﷺ سے افضل و برتر کوئی اور مقام نہیں اسلیے اللہ تعالیٰ اپنے عبدِ شکور کو اپنے محبوب ﷺ کے روضہ مبارک میں جگہ عطا فرمائے گا۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی اس مدلّل گفتگو کا علماء مکہ کوئی جواب نہ دے سکے اور قاضی نجد بھی دم بخود اور لاجواب ہوگیا۔ (۷)

۲۔ محمد علی جالندھریؒ اور علامہ کاظمیؒ

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی تبحر علمی کے سب ہی معترف تھے ایک مرتبہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ خانپور سے ملتان ٹرین میں آرہے تھے آپ ریل کے انٹر کلاس میں بیٹھے تھے۔ دیوبندی مکتبِ فکر کے عالم مولانا محمد علی جالندھریؒ (م ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء) بھی اسی ڈبے میں سوار ہوئے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے انھیں اپنے ساتھ بٹھالیا اور مشروبات سے تواضع بھی فرمائی۔ ان سے گفتگو کے دوارن علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے محمد علی جالندھریؒ کے دوست مولانا دوست محمد قریشی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ انھوں نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جسمیں انھوں نے لکھا کہ دور اور نزدیک سے سننا صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے جو کسی اور کے لیے یہ وصف ثابت کرتے ہیں وہ مشرک ہیں۔ مولانا محمد جالندھریؒ نے کہا صحیح لکھا ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ فرمایا جالندھریؒ صاحب اللہ تعالیٰ سے بھی کوئی چیز دور ہے۔ مولانا جالندھری سوچ میں پڑ گئے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے فرمایا جالندھری صاحب اللہ تعالیٰ سے تو کوئی بھی چیز دور نہیں لہٰذا یہ کہنا دور و نزدیک سے سننا صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے غلط ہے۔ مولانا جالندھریؒ نے کہا واقعی اسطرف تو میری توجہ گئی نہیں۔ پھر کہنے لگے کاظمی صاحب آپکی فلسفیانہ گرفت سے بچنا مشکل ہے۔ (۸)

۳۔ وضو پر اعتراض کا جواب:

آپؒ اپنی شاداب کالونی والی جامع مسجد میں درس دے رہے تھے کسی نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ اہل تشیع کہتے ہیں کہ وضو میں پہلے پاؤں دھونے چاہئیں کیونکہ غلاظت پیروں پر زیادہ ہوتی ہے۔ لہٰذا پہلے انکا دھونا ضروری ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا پانی کی تین صفتیں ہوتی ہیں۔ (۱) رنگ (۲) ذائقہ (۳) بو

ان میں سے پانی کی کوئی بھی صفت کسی غیر طاہر چیز کے اختلاط سے تبدیل ہو جائے تو پانی قابل طہارت نہیں رہتا اور پانی کی رنگت اسکے چلّو میں لینے سے معلوم ہوتی ہے۔ اسکا ذائقہ منہ میں لینے سے اور اسکی بو پانی کو ناک میں ڈالنے سے معلوم ہوتی ہے۔ اگر پہلے پاؤں دھوئے جائیں تو وہ پانی کے پاک ہونے کو کیسے جانچ سکیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا قرآن مجید میں وضو کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے اسمیں جو ترتیب بیان کی گئی ہے ہم اسکے مطابق وضو کرتے ہیں۔ اغسلو وجوھکم (پہلے ہے)۔ و ایدیکم الی المرافق (دوسرے نمبر)۔ وامسحو براوسکم (تیسرے)۔ و ارجلکم الی الکعبین (سورہ مائدہ۔ آیت ۶) (چوتھے نمبر) اللہ تعالیٰ نے جب پاؤں کو دھونا آخر میں رکھا ہے۔ تو ہم کیوں نہ انکو بعد میں دھوئیں۔ قرآن سے حوالے کے بعد آپ نے کہا ثابت ہوا پاؤں کو وضو کے آخر میں دھونا چاہیے۔ (۹)

۴۔ آموں پر قرآن سے استدلال:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ میں استدلال کی بھرپور خوبیاں اللہ تعالیٰ نے ودیعت فرمائی تھیں۔
ایک مرتبہ آموں کا موسم تھا علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنے ایک دوست جوان سے ملنے آئے تھے انکے لیے آم منگوائے اور تواضع فرمائی۔ مہمان نے اچانک سوال کیا مولانا قرآنِ مجید میں ہر چیز کا ذکر ہے۔ کیا آموں کا بھی ذکر ہے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا ہاں اور فرمایا دیکھیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ و یخلق مالا تعلمون۔ (سورہ نحل: آیت ۸)
ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ وہ کچھ پیدا فرمائے گا جو تم نہیں جانتے) آم بھی اسی تخلیق میں شامل ہیں۔ (۱۰)

۵۔ **سوال** : مولانا اشرف علی تھانویؒ (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) سے کسی نے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی بیوی اور بہن کے ساتھ کہیں جارہا تھا راستے میں ڈاکوؤں نے حملہ کردیا اور اسکی بیوی اور بہن کو قتل کردیا۔ بعد میں وہاں سے ایک ولی کامل کا گزر ہوا۔ اس نے کرامت سے ان دونوں کو دوبارہ زندہ کردیا مگر بہن کے دھڑ کے ساتھ بیوی کا سر لگادیا اور بیوی کے دھڑ کے ساتھ بہن کا سر لگادیا۔ اب وہ شخص کس کو بیوی مانے اور کسکو بہن۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے جواب دیا کہ قتل سے انکا نکاح ختم ہوگیا اب بیوی کا کیا سوال ہے؟

یہ ہی سوال علامہ مفتی محمد حسین نعیمیؒ (م ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء) نے حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے کیا آپ نے فرمایا کہ اعتبار سر اور چہرے کا کیا جاتا ہے۔ (مفتی صاحب نے تھانوی والا اعتراض کردیا کہ قتل سے نکاح تو ختم ہوگیا) آپ نے فرمایا اس سے کیا ہوتا ہے۔ بہن کا رشتہ تو باقی ہے۔ وہ کس عورت کو بہن قرار دے گا۔ جس بدن کے ساتھ سر ہے یا جس کے ساتھ دھڑ ہے۔ آپ نے فرمایا جس بدن کے ساتھ بہن کا سر ہے وہی اسکی بہن ہوگی کیونکہ ایک انسان کو دوسرے انسان سے ممیّز کرنے والا صرف دماغ ہے اور جس دماغ کے ساتھ سر ہے وہی اسکی بہن ہوگی۔ (۱۱)

۶۔ رسول اکرم ﷺ کے مختارِ کل پر اعتراض کا جواب:

ایک جلسے میں دیوبندی مکتب فکر کے خطیب حافظ اللہ وسایا ڈیروی نے دوران تقریر کہا تھا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ساری زندگی اولاد کے لیے ترستی رہیں اور حضور اکرم ﷺ انکو اولاد نہ دے سکے۔ علامہ کاظمیؒ سے پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی پاک بیویوں سے دریافت کیا۔

یاایھاالنبی قل لا زواجك ان کنتن تردن الحیوٰۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحاً جمیلا۔ (الاحزاب۔ ۲۸)

''اے نبی اپنی بیویوں سے کہد و اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اسکی زینت مطلوب ہے تو آؤ میں تمہیں مال دے کر اچھی طرح الگ کردوں''

اور زینتِ حیاتِ دنیا کیا ہے تو اسکی وضاحت خود قرآن کریم دوسرے مقام پر اسطرح کی۔

المال و البنون زینته الحیوۃ الدنیا (الکہف۔۴۶)

''یعنی مال اور بیٹے دنیاوی زندگی کی زینت ہیں''

تو دنیاوی زندگی کی زینت مال اور بیٹے ہیں لیکن تمام ازواجِ مطہرات نے دنیاوی زندگی زیب و زینت پر رسول اکرم ﷺ کی رفاقت کو ترجیح دی۔ رسول اکرم ﷺ کی پاک بیویوں نے دنیاوی زندگی کی زینت یعنی مال اور بیٹوں کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی رفاقت اور شرف زوجیت کو اختیار کیا تھا۔ بخاری میں ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا تھا۔

'' فانی ارید الله رسوله و الاخرة''

''میں اللہ اسکے رسول اور عالمِ آخرت کو چاہتی ہوں''

تو ثابت ہوا کہ آپ ﷺ تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بیٹا دینا چاہتے تھے مگر انھوں نے خود نہ لیا۔
علامہ کاظمیؒ نے اپنے دلائل سے مخالف کو دم بخود کر دیا۔ (۱۲)

۷۔محبوب:

قائداعظم میڈیکل کالج کے ہاسٹل میں محفل میلاد کے موقعہ پر ایک طالب علم نے سوال کیا کہ ہر ایک صرف ایک محبوب کو پسند کرتا ہے زیادہ محبوب پسند نہیں کیے جاتے مگر کیا وجہ ہے حضرت محمد ﷺ بھی اللہ کے محبوب اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بھی اللہ کے محبوب اللہ تعالیٰ نے ایک محبوب پر اکتفا کیوں نہیں کیا؟

جواب: علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا ''اصل میں تو اللہ کے محبوب خود حضور ﷺ ہی ہیں اور یہ بات خود حضور ﷺ کے فرمان سے ثابت ہے لیکن بات یہ ہے کہ محبوب کے جلوے جہاں جہاں پائے جائیں وہ بھی محبوب ہو جاتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی ہوں یا خواجہ نظام الدین اولیاء یا محبوبِ الٰہی۔ انھیں محبوبان کا زیادہ ہونا نہیں کہا جائے گا بلکہ یہ سب حضرات اسی ایک محبوب حضرت محمد ﷺ کے جلوؤں کے مراکز و مظاہر ہیں۔ اسی بات کو قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا۔

'' قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله و یغفر لکم ذنوبکم و الله غفور رحیم'' (آلِ عمران۔ ۳۱)

(ترجمہ) ''اے محبوب اہلِ کتاب سے فرما دیجیے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہوتو میری فرمانبرداری کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش والا بے حد رحم فرمانے والا ہے'' (البیان) (۱۳)

۸۔ باغ فدک:

ایک مرتبہ کسی نے سوال کیا کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو باغِ فدک کے سلسلے میں مطالبہ کرنے یا سوال اٹھانے کی اجازت کیوں نہ دی؟

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے برجستہ جواب دیا کہ سائل پہلے تو یہ ثابت کرے کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عہدِ فاروقِ اعظم کو پایا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد وصال فرما گئیں تھیں لہذا یہ سوال ہی سرے سے غلط ہے۔ (۱۴)

۹۔ حدیثِ قرطاس:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے ایک تقریر کے دوران ایک معترض نے سوال کیا تھا کہ آپ نے تقریر کے دوران خطاب کرتے ہوئے ''وما ینطق عن الھوی'' (سورہ نجم:۳) آیت پڑھی تھی اور اسکی روشنی میں کہا تھا کہ رسول اکرم ﷺ کا ہر قول وحی الٰہی ہے اگر یہ بات اسی طرح صحیح ہے تو حضور اکرم ﷺ کے ہر امر کی تعمیل لازمی قرار پائی جبکہ حدیث قرطاس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں اس موقع پر سرکار کے فرمان کی تعمیل نہیں کی گئی بلکہ سیدنا فاروقؓ نے کہا تھا '' حسبنا کتاب اللہ'' آپ مہربانی فرما کر اس آیت کریمہ کی روشنی میں اس حدیث کی وضاحت فرمائیں۔

جواب: علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا کہ حضور اکرم ﷺ نے جو یہ فرمایا تھا کہ مجھے کاغذ قلم دو میں تمھیں ایک ایسی چیز لکھ کر دوں جو تمہیں گمراہی سے بچائے گی یہ فرمان کسی خاص شخص سے نہیں تھا بلکہ اس وقت موجود تمام صحابہ سے تھا۔ حضور اکرم ﷺ پر اس وقت بتقاضائے بشریت بیماری کا غلبہ تھا اور عمر فاروق نے آپ ﷺ کو تکلیف کی وجہ سے عرض کیا تھا۔ ''و عندنا کتاب اللہ و ھو حسبنا'' (۱۵)

''اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب (قرآن مجید) موجود ہے اور وہ ہمارے لیے کافی ہے'' حضرت عمر کا یہ کہنا حضور اکرم ﷺ کی نافرمانی نہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان مخاطبین کا امتحان تھا۔ رسول اکرم ﷺ عالمِ دنیا سے پردہ فرمانے والے تھے اور رسول اکرم ﷺ کی فیض صحبت سے ان میں آپ ﷺ کے وصال کے بعد آئندہ پیش آنے والے مسائل کو قرآن وسنت سے حل کرنے کی صلاحیت پیدا ہوئی یا نہیں۔ میرے وصال کے بعد میرے نائب بن کر تشنہ تکمیل مسائل کی تکمیل کرسکیں گے یا نہیں؟ اگر آپ ﷺ کے اصحاب آپکی صحبت اور نورِ نبوت سے فیضیاب نہ ہوئے اور آئندہ پیش آنے والے معاملات ومسائل کو قرآن وسنت کی روشنی میں حل کرنے کے قابل نہیں ہوئے تو اسکا مطلب ہوگا معاذ اللہ آپ دین کو ختم کیے جارہے ہیں۔ چنانچہ اسکی وضاحت کے لیے آپ ﷺ نے فرمایا کاغذ قلم لاؤ میں تمہیں ایسا نوشتہ لکھ دوں جو تمہیں گمراہی سے بچائے گا تاکہ آپ کے اس فرمان کے جواب میں آپکے صحابیوں میں سے کوئی بول اٹھے اور عرض کرے کہ سرکار آپ ہم سے اس عالم میں رخصت نہیں ہورہے ہیں کہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد مزید کسی حکم کی ضرورت ہے بلکہ آپ نے ہم میں وہ نورِ بصیرت پیدا کردیا ہے کہ اللہ کی کتاب ہمارے لیے کافی ہے مقصد وحی اور منشائے نبوت حضرت عمر کے ''حسبنا کتاب اللہ'' کہنے سے پورا ہوگیا۔ اگر یہ سرکار کی نافرمانی ہوتی تو آپ ﷺ عمر فاروق کو جھڑک دیتے اور فرماتے کہ میں تم سے کاغذ قلم مانگ رہا ہوں اور تم انکار کررہے ہو۔ میں تمہیں وحی لکھوانے والا ہوں مگر سرکار نے ایسا کچھ نہیں فرمایا اور اکابر صحابہ ابوبکر، عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات پر سکوت اختیار فرمانا اور تکرار نہ کرنا اس بات کی ترجمانی کرتا ہے کہ یہ اصحاب منشائے رسالت کو پاچکے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سب کی ترجمانی کی تھی کیونکہ سرکار کا فرمان ہے:

''ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر و قلبہ'' (۱۶)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی زبان ودل پر حق جاری کردیا ہے''

اگر یہ تشریح تسلیم نہ کی جائے تو پھر یہ کہا جائے گا کہ ایک ایسی تحریر جو دین سے متعلق تھی اور بحکم خداوندی سرکار علیہ السلام وہ تحریر عطا فرمانے والے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر عطا نہ فرمائی تو اسکا مفہوم تو یہ ہوگا کہ معاذ اللہ رسول اکرم ﷺ خود بھی امرِ الٰہی کی تکمیل سے پہلوتہی کے مرتکب ہوئے اور ایسا ممکن نہیں وہ اسلیے کہ قرآن نے کہا۔

'' یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك و ان لم تفعل فما بلغت رسالته''
(سورہ مائدہ: آیت نمبر ٦٧)

ترجمہ: ''اے رسول پہنچا دیجیے جو اتارا گیا آپ پر آپ کے رب کی طرف سے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو اپنے رب کا پیغام آپ نے نہ پہنچایا''

ایسا نہیں ہے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مسجدِ نبوی سے متصل تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شمار کاتبین وحی میں ہوتا ہے سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری تھی کہ وہ اپنے گھر سے جو مسجدِ نبوی سے بہت قریب تھا فوراً کاغذ قلم لا کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتے انکا ایسا نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات سے متفق تھے۔ اگر کوئی ایسی چیز جسکے باعث امتِ مسلمہ گمراہی سے بچتی اور ہمیشہ صراط مستقیم پر رھتی اور جو ہماری ہدایت کے لیے بے حد ضروری تھی اگر ہم تک نہیں پہنچتی تو یقیناً دین نامکمل رہ گیا کیونکہ وہ بات تو ہمیں معلوم ہی نہیں جو رسول اکرم ﷺ تحریر فرمانا چاہتے تھے اور قرآن مجید اعلان کر رہا ہے۔ '' الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی'' (سورہ مائدہ: آیت نمبر ۳) ترجمہ: آج ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی''

دین تو مکمل ہو گیا اور اسکی وضاحت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کر دی کی سرکار علیہ السلام کے رب نے دین کی تکمیل کر دی اور آپ ﷺ کی زبانِ اقدس سے یہ بشارت ہمیں سنائی جا چکی ہے اور آپ نے ہماری تربیت فرمائی ہے اور آپکے غلام کتاب اللہ کی روشنی میں صراطِ مستقیم تلاش کر سکتے ہیں۔ (١٧)

١٠۔ حیاتِ رسول ﷺ:

کسی نے سوال کیا لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کا رسول ہم میں موجود نہیں یعنی حضور اکرم ﷺ زندہ نہیں؟

جواب: علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا اگر یہ صحیح ہے تو پھر رسالت کا خانہ ہی خالی ہو گیا۔ کیوں اسلیے کہ جب رسول ہی نہ رہا تو عمل رسالت کیسے جاری رہا؟ تو گویا عملِ رسالت بھی نہ رہا۔ تو پھر ہم جو کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ رسالت جاری ہے یہی وجہ ہے کہ ہم ہر نماز میں '' السلامُ علیك ایها النبی'' کہتے ہیں۔ جس طرح سورج کے بغیر روشنی نہیں ہو سکتی اسی طرح رسول کے بغیر رسالت بھی نہیں ہو سکتی۔ اللہ کے رسول

موجود ہیں اور اللہ کے حبیب آج بھی رسول ہیں۔رسول زندہ ہیں تو رسالت زندہ ہے اللہ فرماتا ہے

''وما ارسلنٰك الا رحمة للعالمین'' (انبیاء:۱۰۷)

اور مسلم شریف کی حدیث ہے ''ارسلت الی الخلق کافة'' (۱۸)

ترجمہ: ''میں اس ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں'' اور قرآن کہتا ہے

''وما ارسلنٰك الا کافةً للناس بشیرا و نذیرا'' (سورہ سبا: آیت نمبر ۲۸)

ترجمہ: اور (اے محبوب) ہم نے آپکو نہیں بھیجا مگر (قیامت تک) تمام لوگوں کے لیے اس حال میں کہ آپ خوشخبری سنانے والے ڈرانے والے ہیں'' اور ایک جگہ فرمایا گیا۔

'' تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا'' (فرقان: آیت ۱)

ترجمہ: ''بڑی برکت والا ہے وہ جس نے فیصلہ کرنے والی کتاب اپنے (مقدس) بندے پر اتاری تاکہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والا ہو''

آپ ﷺ کا وصفِ رسالت اور وصفِ نبوت سارے عالموں میں چل رہا ہے اور کوئی عمل چل ہی نہیں سکتا جب تک عمل کرنے والا زندہ نہ ہو۔ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کہتا ہے:

''انك میت و انهم میتون'' (الزمر: آیت ۳۰)

ترجمہ: ''بے شک آپ پر موت آنی ہے اور یقیناً انھیں بھی مرنا ہے''۔

اور دوسری جگہ قرآن فرماتا ہے ''کل نفس ذائقة الموت'' (عنکبوت: آیت ۵۷)

ترجمہ: ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

عبد و معبود کا فرق قائم کرنے کے لیے روح پاک مصطفیٰ ﷺ قبض ہوئی۔روح بدن سے قبض ہوئی مگر حیات بدن کے اندر رہوتی ہے کیونکہ حیات کو پیدا کرنا روح کا کام نہیں بلکہ حیات کو پیدا کرنا اللہ کا کام ہے اللہ نے تو ایک عادت بنادی کہ بدن کے اندر روح ہو تو انسان زندہ ہے ورنہ مردہ۔اگر اللہ چاہے تو بدن میں روح کے ہوتے ہوئے بھی مردہ کردے اور اللہ چاہے تو روح نکلکر بھی بدن کو زندہ رکھے۔روح تو خالق نہیں حیات کا خالق تو خدا ہے اسکی مثالیں موجود ہیں۔مسعود ربیع اور ربعی بن حراشؒ نے بعد مرنے کے ہنسنا اور کلام کرنا شروع کردیا تھا۔ (۱۹)

''احد پہاڑ کا رسول اکرم ﷺ سے محبت کرنا'' (۲۰)

''ستون حنانہ کا رونا'' (۲۱)
بعد وصال رسول اکرم ﷺ کے لب مبارک ہلنا اور حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آقا ﷺ کو قبرانور میں رکھا گیا تو سب سے آخر میں زیارت میں نے کی میں نے دیکھا لب مبارک ہل رہے ہیں میں نے اپنے کان حضور اکرم ﷺ کے لبوں کے قریب کر دیے حضور ﷺ فرمارہے تھے ''اللھم اغفر لامتی'' (۲۲)
تو آپکا بعد وصال کلام فرمانا حیاتِ حقیقی کی دلیل ہے تو معلوم ہوا کہ آقا کا جسم ایک آن کے لیے بھی حیات سے محروم نہیں ہوا۔ اسوقت بھی جسم پاک زندہ تھا قبضِ روح مبارک کے بعد حضور کا بدن مبارک حیات سے خالی نہیں ہوا۔ (۲۳)

۱۱۔ اعتراض:

کسی نے سوال کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کافر تھے قرآن انکو کافر کہتا ہے؟
''واذ قال ابراھیم لا بیہ اٰذر اتتخذ اصناماً الھۃ' (سورہ انعام آیت:۷۴)
ترجمہ: ''اور جب ابراہیم نے کہا اپنے باپ آذر کو کیا تو بتوں کو معبود بناتا ہے''۔
حضور اکرم ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہیں یعنی حضرت ابراہیم کے والد نعوذ باللہ کافر تھے تو حضور کا پاک ارحام اور پشتوں سے منتقل ہونا کیسے صحیح ثابت ہوگا؟
جواب: علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا ''ابی'' عربی زبان کا لفظ ہے اور قرآن مجید میں ہے
'' ومن ابائھم و ذریّتھم '' (انعام: آیت ۸۷)
ترجمہ: اور (ہم نے ہدایت فرمائی) انکے باپ دادا اور انکی اولاد کو'
اسمیں عیسٰی علیہ السلام کا ذکر ہے حالانکہ قرآن خود کہتا ہے کہ عیسٰی علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ ''ولم یمسسنی بشر'' ترجمہ:''حالانکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں''
اللہ نے فرمایا ''و کذالك'' (اسی طرح پیدا ہو جائے گا) (مریم: آیت ۱۹)
پھر قرآن نے فرمایا: '' فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشراً سویا '' (مریم: ۱۷)
ترجمہ: تو ہم نے انکی طرف اپنے فرشتے (جبریل) کو بھیجا تو اس نے اس (مریم) کے سامنے تندرست

آدمی کی صورت اختیار کی) یعنی ہم نے جبریل کو انسانی بشری شکل میں مریم کے پاس بھیجا اور اس نے مریم کے گریبان میں روح پھونک ماری تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کے رحم میں آگئے تو اب

'' ابا '' کا کیا مطلب ہے۔

اسکا مطلب یہ ہے کہ '' ابی '' باپ دادا، نانا، چاچا، اور ماما کے لیے استعمال ہوتا ہے تو پتا چلا '' آذر' حضرت ابراہیم کے والد نہیں بلکہ چچا ہیں کیونکہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کے لیے کہیں بھی نعوذ باللہ '' والدہ '' نہیں آیا بلکہ '' لابیہ '' آیا ہے جو باپ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور نانا کے لیے بھی چچا کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ آذر حضرت ابراہیم کے چچا تھے اور حضرت ابراہیم کے والد کا نام '' تارخ '' تھا اور وہ مومن تھے۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے والدین بھی مومن تھے بعض روایات میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے والدین کریمین کی قبر پر جا کر انھیں زندہ کیا اور کلمہ پڑھایا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مومن نہ تھے۔ بلکہ بعد میں رسول اکرم ﷺ نے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے کہا وہ مومن تھے اور انھیں قبور سے زندہ کرنے کا مقصد یہ تھا کہ حضور کی امت شرفِ صحابیت رکھے اور والدین اس سعادت عظمیٰ سے محروم رہیں لہٰذا انکو شرفِ صحابیت بھی عطا فرما دیا۔ (۲۴)

۱۲۔ قرآن کی تعلیم :

ایک مرتبہ کسی نے سوال کیا سرکار علیہ السلام کی حدیث مبارکہ ہے '' افضلکم من تعلم القرآن و علمه '' یعنی تم میں اچھا وہ ہے جو قرآن پڑھتا ہے اور پڑھاتا ہے '' اس معلوم ہوا کہ قرآن کی تعلیم دینے والے اساتذہ کرام محدثین ومفسرین اور فقہا پر فضیلت رکھتے ہیں اور دیگر علوم مثلاً صرف ونحو، منطق، ریاضی، فلسفہ ومناظرہ وغیرہ کی تحصیل دین متین کی کوئی خدمت نہیں ہوگی تو آپ نے فرمایا کہ مولانا قرآن مجید صرف الفاظ کا نام نہیں بلکہ '' القرآن اسم للمنظم و المعنی جمیعا '' کہ قرآن الفاظ ومعنی کے مجموعے کا نام ہے لہٰذا الفاظ پڑھائے یا معنی کی تشریح وتفسیر پڑھائے یا پڑھے اور احادیث تو وحی غیر متلو ہیں انکے بغیر فہم قرآن ممکن ہی نہیں لہٰذا حدیث کی تدریس بھی درحقیقت قرآن کی خدمت ہے اور دیگر فنون صرف ونحو منطق وفلسفہ وغیرہ دراصل قرآن فہمی کا ذریعہ ہیں اور منشائے الٰہی کو سمجھنے میں جہاں حدیث کی روشنی کی ضرورت ہے وہاں ان

علوم کی بھی ضرورت ہوگی اگر ان فنون کو اس نیت سے حاصل کرتا ہے کہ قرآن کے الفاظ و معانی کے فہم میں آسانی ہو جائے اور قرآنی انوار سے قلب منور ہو اور معانی کے فہم میں آسانی ہو جائے تو ان علوم کا حاصل کرنا بھی قرآن کی تعلیم و تعلم میں داخل ہوگا اور انکو اس نیت و ارادہ سے پڑھنے اور پڑھانے والا اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔ (۲۵)

۱۳۔ یک مشت داڑھی پر قرآن سے استدلال:

کسی نے آپ سے سوال کیا کہ آپ قرآن مجید سے ثابت کریں کہ داڑھی کم از کم ایک مشت ہونی چاہیے؟

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا قرآن مجید میں ہارون علیہ السلام نے اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام سے کہ ''یا بنوء م لا تا خذ بلحیتی'' (طہٰ ۔۹۴)

ترجمہ: ''اے میرے بھائی موسیٰ میری داڑھی نہ پکڑیں'' اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی خشخشی نہ تھی ورنہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کیسے آتی۔ (۲۶)

۱۴۔ حضرت علیؑ مشکل کشاء:

ایک اعتراض کہ حضرت علی مشکل کشاء ہیں حضور اکرم ﷺ بھی مدد فرمانے والے ہیں تو جب خاندان نبوت اہلبیت اطہار پر مصائب و آلام آئے تو حضرت علی نے مشکل آسان فرمائی نہ حضور اکرم ﷺ نے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا۔ قرآن مجید میں ہے۔

کان حقا علینا نصر المومنین۔ (سورہ روم: آیت ۴۷)

ترجمہ: مومنین کی مدد اللہ تعالیٰ پر حق ہے

جب قرآن کا وعدہ ہے کہ ایمان والوں کی مدد ہم پر حق ہے۔ جنگ احد میں جو صحابہ شہید ہوئے وہ مومن تھے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ حقیقی مددگار ہے اسمیں کوئی شک نہیں اور قرآن مجید میں اللہ نے مومنین کی مدد حق فرمایا ہے تو کربلا کے میدان میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکا خانوادہ مومن تھے یا نہیں۔ وہ مومن تھے اور مومن کی مدد کرنا اللہ کا وعدہ ہے۔ شہید ہو جانا نصرت کے خلاف ہے تو قرآن معاذ اللہ غلط ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا امام حسین اور انکے خانوادے پر کربلا میں مظالم ہوئے مشکلات و مصائب آئے اللہ کی راہ میں سب قتل کیے گئے۔ مگر کوئی مشکل ان تسلیم پیکر و رضا کے قدم

متزلزل نہ کرسکی ۔ انکا ان مصائب پر صبر کرنا یہ ہی اللہ تعالیٰ کی مدد تھی ۔ امام حسین آخری دم تک حق پر قائم رہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کے شاملِ حال کردی کہ مصائب اور مشکلات کی آندھیاں آئیں گی مگر وہ تیرے پایہ استقلال کو ڈگمگا نہ سکیں گی ۔ اور شہادت کی منزل کو پہنچ جائے گا ۔ ''کان حقا علینا نصر المومنین'' یہی اللہ کی مدد تھی جو اہلبیت کو شہادت کے مقام تک لے گئی ۔ جسطرح والدین اپنے بچے کو روزہ رکھوائیں ۔ بچہ بھوکا ہے پیاسا ہے بے قرار ہے گھر میں سب کچھ موجود ہے کھانے پینے کی ساری اشیاء موجود ہیں لیکن آپ بچے کو کھانا دیتے ہیں نہ پانی ۔ اسے بہلاتے ہیں اسکی ہمت بندھاتے ہیں کہ تھوڑا سا وقت رہ گیا صبر کرلو اسے بہلاتے ہیں کہ افطاری کا وقت قریب ہے تو والدین کا بچہ کو صبر کی تلقین کرنا اسکی ہمت بندھاتا ہے ۔ یہی بچے کی مدد و نصرت ہے ۔ تو جیسے والدین بچہ کو صبر وسکون کی تسلی دے کر روزہ افطار کے وقت تک بہلا کر اسے لے جاتے ہیں پس اللہ تعالیٰ امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہادت کی منزل تک لے گیا ۔ یہ ہی اللہ تعالیٰ کی مدد ہے ۔ (۲۷)

۱۵۔ انبیاء کی عصمت پر اعتراض کا جواب:

کسی نے آپ سے سوال کیا کہ اگر انبیاء معصوم ہوتے اور ان سے غلطی اور خطاء نہیں ہوتی تو آدم علیہ السلام کو جنت سے کیوں نکالا گیا؟

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا کہ قرآن مجید میں اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمانے سے پہلے ہی طے کردیا تھا کہ انھیں زمین پر بھیجنا ہے ۔

''و اذ قال ربك للملئكة انی جاعل فی الا رض خلیفه'' (بقرہ۔۳۰)

''اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں''

اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا کو پیدا فرما کر حکم دیا۔

''و قلنا یا دم اسکن انت و زوجك الجنة و کلا منها رغدا حیث شئتما'' (بقرہ۔۳۵)

ترجمہ: ''اور ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری بیوی (دونوں) جنت میں رہو اور دونوں جہاں سے چاہو خوب کھاؤ (پیو)''

لیکن ''ولا تقربا هذهِ الشجره'' (بقرہ۔۳۵) ''اور اس درخت کے پاس نہ جانا''

ایک طرف تو اس درخت کے قریب جانے سے منع کردیا اور دوسری طرف انکی توجہ اس سے ہٹا کر انہیں

اس سے کھلا یا قرآن شاہد ہے آدم علیہ السلام اس شجر ممنوعہ کے قریب جاتے وقت بالکل غیر متوجہ تھے۔
قرآن کہتا ہے۔ ''ولقد عهدنا الیٰ ادم من قبل فنسی ولم نجد له عزما'' (طٰہٰ:۱۱۵)
ترجمہ: ''یعنی ہم نے آدم کو ایک تاکیدی حکم دیا تھا پس ان پر (انکی شان کے لائق) نسیان طاری ہو گیا اور ہم نے ان میں (اپنی نافرمانی کا) کوئی قصد ہی نہ پایا''
اگر آپ اسے نہ کھاتے تو جنت سے زمین پر کیسے آتے اور منظور تھا انکو زمین پر لانا۔ کیونکہ بنانے سے پہلے طے کر دیا تھا کہ زمین کے لیے ہیں۔ تو آدم علیہ السلام کا جنت سے باہر تشریف لانا شجر ممنوعہ کے کھانے پر تقدیر میں موقوف رکھا گیا تھا۔
اور آدم علیہ السلام کا یہ کہنا: ''ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنكوننا من الخٰسرين''
یہ آدم علیہ السلام کی بارگاہ الہٰی میں عبدیت عجز و انکساری اور تعلیم امت کیلیے تھا۔ (۲۸)

۱۶۔ رسول ﷺ کی تعریف وتوصیف پر اعتراض:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی تقریر کے دوران کسی نے اعتراض کیا کہ آپ لوگ حضور اکرم ﷺ کی تعریف وتوصیف میں مبالغہ سے زیادہ کام لیتے ہیں۔ جبکہ التحیات میں آپ ﷺ کے لیے ''عبده و رسوله'' آیا ہے جو آپ ﷺ کے بندہ ہونے کی دلیل ہے۔ تو پھر آپ ﷺ کی تعریف بندے جیسی کرنی چاہیے۔
علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا التحیات میں ''السلام عليك ايها النبی'' کے الفاظ بھی تو ہیں اگر حضور اکرم ﷺ عام بندوں کی طرح ہیں اور کسی امتیازی شان کے حامل نہیں تو التحیات میں ''السلام عليك ايها النبی'' کے بجائے ''السلام علیک یا فلاں صاحب یا چوہدری صاحب'' وغیرہ کیوں نہیں کہا جاتا۔ اس سے معلوم ہوا آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے عبد خاص ہیں اور اللہ کے تمام بندوں میں ممتاز فضیلت رکھتے ہیں۔ پھر عبد کے معنی ہیں بندہ۔ بندہ غلام اور مملوک کو بھی کہتے ہیں۔ تو اس اعتبار سے تمام انسان مطیع ہوں یا غیر مطیع مسلمان ہوں یا غیر مسلم سب عباد ہیں۔ لیکن کوئی بھی ان میں مساوات کا قائل نہیں ہوسکتا۔ تو جب مطیع اور غیر مطیع، ماننے والے اور نہ ماننے والے کا برابر نہ ہونا ہر ایک کے نزدیک مسلم امر ہے تو رسول اکرم ﷺ کو عام بندوں کی طرح کہنا کم عقلی نہیں تو اور کیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ اللہ کے عبد ہیں مگر ہمارے جیسے نہیں ہیں بلکہ اسکا مفہوم اسطرح کہ آپ معبود نہیں۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ حضور اکرم ﷺ کی عبدیت پر ہمارا ایمان ہے اور ہم آپ ﷺ کو عبد مانتے ہیں۔ مگر بقول اقبال: عبد دیگر عبدہ چیزِ دگر

اوسراپا انتظار ایں منتظر (۲۹)

۱۷۔ مسئلہ سماع:

مولانا خدا بخش اظہرؒ (م ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء) لکھتے ہیں ایک مرتبہ مسئلہ سماع سمجھنے کی غرض سے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے سامنے چند اعتراضات پیش کیے تو آپ نے فرمایا کہ سماع اسرار الہیہ میں سے ایک بھید ہے۔ سماع کے وقت بندہ اور خدائے عز وجل کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہتا۔ صوفیاء کرام کا سماع خدا اور رسول خدا ﷺ کی حمد و نعت پر مشتمل کلام وہ تو دل کا نور اور جان کا سرور ہے اور کہا کہ سماع اہل دل کے واسطے دوا بھی ہے اور غذا بھی ہے۔ دوا تو عشق و محبت کے بیماروں کے لیے ہے اور غذا روحانی تندرستوں کے لیے ہے۔ اگر عقائد یا اعمال کی بیماری کا مریض ہے تو اسکے لیے یہ نورانی و روحانی نہایت مقوی غذا بالکل نقصان دہ ہے جیسے جسمانی بیمار کو بھی سماع نقصان پہنچاتا ہے وگرنہ سماع تو اہل دل کی مقوی غذا ہے اور فرمایا مولانا سماع اتنا قدیم ہے جتنی وہ ذاتِ پاک جسکا صفاتی نام سمیع ہے۔ خالق کائنات کا سمیع ہونا سماع کے وجود کے ازلی ہونے کی دلیل ناطق ہے اور فرمایا مولانا صوفیاء کرام کے نزدیک سماع محبوب حقیقی ہے اور عرفانِ خداوندی، وصالِ محبوب اور محبوب حقیقی کی دید ہی تو صوفی کی شراب ہے اور وصالِ محبوب کا ذریعہ اور وسیلہ۔ اور اسی دیدار و وصال کے ذوق میں ہر وقت مست و الست رہنا ہے اور فرمایا مولانا سماع بھی محبوب کے وصال اور دید کا ایک بہترین وسیلہ ہے اسکو سن کر عاشق کے عشق میں تیزی اور پرواز میں زیادتی ہوتی ہے جس سے سالک کی منزل قریب سے قریب تر ہو جاتی ہے۔ ورنہ سماع صوفیاء کرام کے نزدیک نہ دین ہے اور نہ ضروریاتِ دین اور نہ مقصود بالذات۔ ہاں ایک ذوقی مسئلہ ہے اہلِ ذوق اور اہلِ عشق کے واسطے ذریعہ پرواز اور وصالِ محبوب ہے لہٰذا صوفیاء کے سماع پر طعن کرنا بالکل ناجائز اور بے ادبی کے مترادف ہے تمام اکابرین سماع کے جواز کے قائل ہیں۔ اور فرمایا کہ میثاق کے دن سماع سامعین ارواح کی چار صفیں تھیں۔ پہلی صف انبیاء کرام کی، دوسری صف اولیاء کرام کی، تیسری صف عام

مسلمانوں کی اور چوتھی صف کفار کی ۔ جب " الست بربکم" (اعراف:۱۷۲) کی پیاری پیاری سریلی سریلی آوازسنی تو وجداور کیف میں آگئے اور بلا حجاب جمال الٰہی کو دیکھا اور محبوب مطلق کے پیارے پیارے کلام کو سنا اور ''بلٰی'' کہا اور عام مسلمانوں نے اولیاء کرام کے واسطے سے کلام سنا اور ارواح کفار نے محبوب ازلی کی پیارے پیارے کلام "الست بربکم" کو سمع قبول سے نہ سنا اور ایمان کی دولت سے محروم رہے ۔ پیاری پیاری میٹھی میٹھی کلامِ محبوب کو عشق ومحبت سے سنکر جواب دینا اور ماننا اسلام ہے ۔ اور صورِ اسرافیل بھی تو ایک آلہ سماع ہے ۔ جسمیں وہ اثر ہوگا کہ لوگ جان دے دیں گے ۔ اسکے بعد اسکا دوسرا نغمہ اسقدر جاں افروز اور روح پرور ہوگا کہ سنتے ہی ہزاروں برس کے مردے زندہ ہو جائیں گے ۔ حضرت داؤد علیہ السلام جب نغمے الاپتے تو آپکی مجلس سماع میں بھیڑ، بکریاں، شیر، چیتے، پرندے ہر چیز وجد کرتی تھی اور بعض چیزوں کی موت واقع ہو جاتی ۔ کون نہیں جانتا کہ ہر انسان فطرتِ حق پر پیدا ہوا ہے اور ہر شخص کے قلب میں اللہ تعالیٰ کا عشق ودیعت کیا گیا ہے اور سماع اس آتش عشق کو بھڑکانے کا ایک ذریعہ ہے ۔ لہٰذا ان ذرائع کو اختیار کرنا جس سے محبت پیدا ہو فرضِ عین ہے ۔ سماع روحانی غذا ہے ۔ جسمانی قوت جسمانی اغذیہ کی وجہ سے ملتی ہے اور روحانی قوت روحانی اور ایمانی اغذیہ کی وجہ سے ملتی ہے اور ان روحانی اور ایمانی اغذیہ میں سے ایک سماع بھی ہے ۔ اور یہ غذا فائدہ تندرست کو دیتی ہے جو نیک اعمال اور نیک عقائد کا تندرست ہے اسکو یہ غذا بہت مفید ہے پر جو بدعقائد اور بداعمال کا بیمار ہے اسکے لیے یہ پاک مقوی غذا نہایت نقصان دہ ہے'' ۔(۳۰)

۱۸۔ضرورتِ بیعت:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے مطابق خالق سے تعلق جوڑنے کا طریقہ صرف مرشدِ کامل ہے جسکے فیضِ تعلیم اور صحبت کی برکت سے مقصود کا موتی ہاتھ آتا ہے ہدایت سے بہرہ ور ہونے کے لیے ناقص افراد کو کامل بنانے کے لیے ایک شیخ اور کامل رہبر ضروری ہے ۔ اسی لیے قرآن پاک میں ارشاد ہوا۔

''لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة'' (سورہ احزاب:۲۱)

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے''

رہبر کامل کا ہاتھ یوں ہے جیسے کہ تالا کھلتا تو چابی سے ہے لیکن ہاتھ کی گردش ضروری ہے۔بغیر گردش ہاتھ کے تالا نہیں کھل سکتا اگر چہ چابی تالے میں ہو۔اسی لیے فرمایا گیا۔

”وابتغوا الیہ الوسیلة“ (سورہ مائدہ: آیت: ۳۵) ترجمہ: اور اس (اللہ) کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔

لہذا شیخ کامل کی بیعت نہایت ضروری ہے اور وہ بیعت حضور اکرم ﷺ کی بیعت ہے اور انکی بیعت وہ ہے جسکو ”ید اللہِ فوق ایدیھم“ (سورہ فتح: آیت ۱۰) فرمایا۔

ترجمہ: ”اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے“۔

اسی واسطے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

”من لا شیخ له فا الشیطان شیخ له“ (۳۱) ”یعنی بے مرشد کا پیر شیطان ہے“

ہمیشہ چراغ سے چراغ روشن ہوسکتا ہے اگر چراغ جلانا ہے تو اپنے بجھے ہوئے چراغ کی بتی یعنی لو کو کسی جلتے ہوئے چراغ کی بتی سے جلا دو بس اسی وقت دل کی دنیا روشن ہو جائے گی۔حضور اکرم ﷺ سے حیدرِ کرار علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے لو لگائی اور اپنا چراغ روشن کیا حیدرِ کرار سے حسن بصریؒ اور ان سے تمام اولیاء کرام نے۔ (۳۲)

۱۹۔اکابر علماء میں شمار:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا شمار اکابر علماء میں کیا جاتا تھا اس کا اندازہ ”الصوارم الہندیہ“ میں دیگر اکابر علماء کے ساتھ ساتھ آپکے دستخط کا ہونا ہے۔

مولانا احمد رضا فاضل بریلویؒ نے جب علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارتوں پر گرفت کی اور علمائے حرمین سے حسام الحرمین کے نام سے ان عبارتوں پر کفر کے فتوے لیے۔مولانا احمد رضاؒ کے ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء میں وصال فرمانے کے بعد علمائے دیوبند نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ مولانا احمد رضاؒ نے علمائے حرمین کو دھوکہ دیکر یہ فتوئے حاصل کیے۔کیونکہ وہ اردو نہیں جانتے تھے اور مولانا احمد رضاؒ نے اردو عبارت کا اپنی مرضی سے ترجمہ کر کے ان سے فتوے حاصل کیے تو اس بے بنیاد پروپیگنڈے کے خلاف مولانا احمد رضا فاضل بریلویؒ کے خلیفہ مولانا محمد حشمت علی خان نے حسام الحرمین پر علماء ہندوستان کے تصدیق کرنے کی تحریک شروع کی اور تقریباً تین سو علماء کے دستخط حسام الحرمین کی تائید میں حاصل کیے۔اس وقت علامہ کاظمیؒ مدرسہ نعمانیہ میں مدرس کے فرائض انجام دیتے تھے۔ مولانا حشمت علی خاں نے علامہ کاظمیؒ سے ملاقات کی اور آپ سے بھی اس فتوے پر دستخط لیے اور ”الصوارم الہندیہ“ کے نام سے شائع کیے علامہ کاظمیؒ کا یہ فتویٰ الصوارم الہندیہ کے صفحہ نمبر ۱۰۲ پر ہے۔ (۳۳)

۲۰۔عربی مہارت:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ عربی زبان پر مکمل دسترس رکھتے تھے عربی زبان میں آپکی مہارت کا اندازہ اسطرح لگایا جاسکتا ہے مولانا محمد اقبال سعیدی لکھتے ہیں: ''۶۳۔۱۹۶۲ء کی بات ہے علامہ کاظمیؒ مولانا خورشید احمد فیضی کی دعوت پر مدرسہ سعیدیہ کاظمیہ ظاہر پیر (تحصیل خانپور) کے جلسے میں تشریف لائے۔ مولانا اللہ بخش قادری الازہریؒ جو رحیم یار خان سے تشریف لائے تھے آپکو علامہ کاظمیؒ سے پہلے خطاب کی دعوت دی گئی آپ نے عربی خطبے کے آغاز کے ساتھ اپنی تقریر عربی زبان میں ہی شروع کر دی تقریباً ۱۰ منٹ تک آپ نے عربی میں تقریر کی اور دس منٹ تک متواتر عربی میں تقریر کرنا یقیناً ایک کمال گردانا گیا اور مولانا بھی بڑے تفاخر میں نظر آتے تھے۔ انکے خطاب کے بعد علامہ کاظمیؒ کو دعوتِ خطاب دی گئی تو علامہ کاظمیؒ نے اس فضا کو بھانپ لیا چنانچہ آپ نے بھی عربی میں خطاب شروع کر دیا آپ نے جس روانی سے اور عربی زبان کے قواعد وضوابط اور رموز واوقاف کے ساتھ خطاب کیا علماء وسامعین ورطہ حیرت میں گم نظر آئے۔ اور سب داد دیے بغیر نہ رہ سکے۔ آپکے خطاب کو جب آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت ہونے لگا تو مولانا خورشید احمد صاحب فیضیؒ نے گذارش کی کہ حضرت کرم فرمائیں اور اردو میں خطاب فرمائیں تاکہ عوام الناس سمجھ سکیں چنانچہ پھر آپ نے اردو میں خطاب فرمایا''۔ (۳۴)

۲۱۔ بحیثیت فقیہ:

امام راغب اصفہانیؒ کے مطابق فقہ سے مراد ہے: '' الفقه والعلم بأحكام الشريعةِ'' (۳۵)

ترجمہ: ''یعنی فقہ احکام شریعہ کا علم ہے''

علامہ ابنِ نجیمؒ نے فقہ کی تعریف یوں کی ہے: '' العلم بالاحكام الشرعيته العملية المكتسبة من ادلتها التفصلية بالاستدلال '' (۳۶)

ترجمہ: ''احکام شرعیہ عملیہ جو دلائل تفصیلیہ سے استدلال کے ساتھ حاصل ہوں ان کا نام علمِ فقہ ہے''

فقہ کوئی نئی چیز نہیں اسکا ذکر قرآن پاک میں بھی ملتا ہے۔ ارشاد ہوا۔ '' فلو لا نفر من كل فرقة منهم طائفة لينفقهوا فى الدين۔ (توبہ: آیت: ۱۲۲)

ترجمہ: پس ایسا کیوں نہ ہو کہ مومنین کے ہر طبقے سے ایک جماعت نکلے تاکہ دین میں تفقہ حاصل کرے''

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا '' فطبع علىٰ قلوبهم فهم لا يفقهون'' (سورہ منافقون:۳)

ترجمہ:'' انکے دلوں پر قفل لگے ہیں اسلیے وہ عقل نہیں رکھتے۔''

حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔ "من یرد الله به خیراً یفقه فی الدین" (۳۷)

ترجمہ: "رب کی ذات جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتی ہے اسکو دین کی فقہ عطا کر دیتی ہے"۔

ایک اور موقعہ پر ارشاد فرمایا۔

" ان رجالا یاتونکم من اقطار یتفقهون فی الدین فاذا اتوکم فاستوصوا بهم خیراً "(۳۸)

ترجمہ: "زمین کے مختلف خطوں سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے تاکہ دین مین تفقہ حاصل کریں جب وہ تم سے ملیں تو تم انھیں خیر کی وصیت کرنا"

مندرجہ بالا قرآن وحدیث کی روشنی میں علمِ فقہ کی شرعی اہمیت واضح ہوجاتی ہے اور باور ہوجاتا ہے کہ فقہ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ پر نظر ڈالی جائے تو آپ ایک عظیم فقیہ نظر آتے ہیں۔ آپکی یہ فقیہانہ شان رجم اسلامی، عورت کی دیت، حد، قصاص، گستاخ رسول کی سزا، تعذیر کے تعین وتصریح میں بدرجہ کمال پر نظر آتی ہے۔ تفقہ فی الدین میں آپکا مرتبہ اعلیٰ تھا۔ آپکے فہم و تدبر اور فقہ واجتہاد کا اندازہ مندرجہ ذیل فتوے سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ یورپی ممالک میں اوقاتِ صلوٰۃ سے متعلق ایک خط جسمیں تین سوال کیے گئے تھے آپ نے تینوں سوالوں کے جسطرح مدلل جواب دیے وہ آپکی فقیہانہ عظمت کی مثال ہے۔ ۱۔ ایک سائل محمد مسعود نے آئرلینڈ سے ایک خط لکھا کہ شمالی آئرلینڈ میں ایک مقام کا نام لنڈن ڈیری ہے جس کا عرض بلند شمالی ۵۵ درجہ ہے اور طولِ غربی سات درجہ بیس دقیقہ ہے وہاں موسمِ گرما کی چند راتوں میں غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق ہونے تک تقریباً سوا تین گھنٹے کا زمانہ ہوتا ہے۔ اور ان راتوں میں وہاں غروب آفتاب سے لے کر آدھی رات کو صبح صادق ہوجاتی ہے اگر کوئی آدمی وہاں ان راتوں میں مغرب کی نماز پڑھکر فوراً عشاء کی نماز پڑھ لے تو عشاء کا فرض ادا ہوجائے گا یا نہیں ؟

۲۔ اگر کوئی آدمی وہاں ان راتوں میں غروب آفتاب کے گھنٹہ یا سوا گھنٹے کے بعد عشاء کی نماز پڑھ لے تو عشاء کا فرض ادا ہوجائے گا یا نہیں ؟

۳۔ ان ایام میں وہاں عشاء کی نماز کس وقت پڑھی جائے ؟ نمازِ وتر اور تراویح کا حکم بتایئے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے ان تینوں سوالوں کے درج ذیل جوابات دیے۔

۱۔ وہاں اگر مغرب کی نماز پڑھنے کے فوراً بعد اگر عشاء کی نماز نہ پڑھی گئی تو عشاء کا فرض ادا نہ ہوگا۔

۲۔ صورتِ مسئولہ میں عشاء کی نماز کا وجوب طلوع فجر کے بعد ہی ہوگا اسلیے طلوع فجر سے پہلے عشاء کی نماز پڑھی گئی تو ذمہ سے ساقط نہ ہوگی۔

۳۔ عشاء کی نماز طلوع فجر کے بعد پڑھی جائے گی ترتیب کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھیں اسکے بعد فجر کی نماز ادا کریں۔

اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے بعض کا قول یہ ہے کہ جب تک نماز کا وقت متحقق نہ ہو نماز فرض نہیں ہوتی گویا وقت کا ہونا نماز کی فرضیت میں انکے نزدیک اصل ہے لیکن بعض دوسرے فقہا کہتے ہیں کہ اوقات اصل نہیں بلکہ صلوٰت خمس کا وجوب اصل ہے ان کا کہنا ہے کہ دراصل پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں جن میں سے ایک کا کم ہونا بھی دلائل قطعیہ کے خلاف ہے بے شمار احادیث میں پانچ نمازوں کا فرض ہونا اور اس پر امت کا اجماع بھی ثابت ہے۔ ان فقہا کی تحقیق یہ ہے کہ جس جگہ کسی نماز کا وقت خاص نہ آئے وہاں بھی نماز فرض ہوگی وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ نماز کا فرض موقت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

"ان الصلوٰة كانت على المومنين كتابا موقوتا" (سورہ نساء: ۱۰۳)

نمازوں کے اوقات خاص کا ذکر بے شمار احادیث میں وارد ہے اور اسپر امت کا اجماع بھی ہے مگر ان اوقات مخصوصہ کو یہ فقہائے کرام بطور علامت مانتے ہیں جہاں وہ اوقات پائے جائیں گے پانچ نمازیں ان پر تقسیم کردی جائیں گی اور اگر کسی مقام پر کسی نماز کا وقت خاص متحقق نہ ہو تو نماز کا نفسِ وجوب انکے نزدیک ساقط نہ ہوگا اور تقدیری وقت (تقدیری وقت سے مراد نماز کے وقتِ خاص کا فی الجملہ وجود فرض کرنا ہے) میں اس نماز کا پڑھنا واجب ہوگا جیسے بلغاریہ کا وہ مقام جسکے متعلق سوال کیا گیا ہے کہ وہاں مغرب کی بعد طلوع فجر ہو جاتا ہے اور عشاء کا وقت نہیں آتا۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک مسئلہ زیر بحث میں قائلین فرضیت صلوٰۃ کا قول راجح ہے اور نمازِ عشاء کی فرضیت کا قول صحیح ہے اور اس مسئلہ میں امام برہان الدین کبیر اور محقق علی الاطلاق امام کمال الدین ابن ہمام، صاحب فتح القدیر اور ابن شحنہ اور صاحب تنویر الابصار، متن درِمختار کی اتباع کرتے ہیں محقق ابنِ امیر الحاج اور علامہ شیخ قاسم اور علامہ ابن عابدین شامی وغیرہم نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ نمازِ عشاء کا پڑھنے والا ادا یا قضا کی نیت نہ کرے گا کیوں کہ ادا کا وقت متحقق نہیں ہوا اور قضا فرع ہے ادا کی۔ اصل کے بغیر فرع کا تحقق کیسے ہوگا لہٰذا ادا یا قضا کے تعین کے بغیر عشاء کے فرض پڑھے جائیں گے۔ عنداللہ قضا ہو یا ادا بہر صورت نمازی بری الذمہ ہو جائے گا۔ وتر فرض عشاء کے تابع ہیں اسلیے فرض عشاء کی طرح ان کا پڑھنا بھی واجب ہے لیکن نمازِ تراویح نہ پڑھیں گے کیونکہ یہ فرض کرلیا گیا کہ عشاء کا وقت آیا اور گذر گیا آپ نے اپنے جواب کی تائید میں مندرجہ ذیل سے عبارات پیش کیں۔

۱۔ درِمختار بہامش ردالمحتار ص ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸ اور ۲۶۹

۲۔ ردالمحتار ج اول ص ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹

۳۔ فتح القدیر ج اول ص ۱۹۷، ۱۹۸

اس فتوے سے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی فقیہانہ شان اور فہم و تدبر کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے۔ (۳۹)

۲۲۔ اسلام میں عورت کی دیت:

جب عورت کی دیت کو مرد کے برابر قرار دیا جانے لگا اور ایک طوفان برپا ہو گیا اور اخبارات نے اسے خوب اچھالا علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنے فقہی تدبر کو کام میں لاتے ہوئے اسکا مدلل رد فرمایا اور ثابت کیا عورت کی نصف دیت کا حکم کتاب وسنت کی روح کے عین مطابق ہے۔

آپ نے فرمایا مسلمان مرد اور مسلمان عورت انسان اور مسلمان ہونے میں مساوی ہیں لیکن عورت کی خلقت میں مرد کی بہ نسبت کمزوری و کمی پائی جاتی ہے۔ پھر مرد نبی ہوئے مگر کوئی عورت نبی نہیں ہوئی۔

قرآن پاک میں ہے۔ '' وما ارسلنا من قبلك الا رجالا '' (یوسف ۱۰۹)

ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے۔

'' وما ارسلنا من قبلك الا رجالاً نوحی الیھم '' (نحل آیت ۴۳)

ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جنکی طرف ہم وحی کرتے۔

'' وما ارسلنا قبلك الا رجالاً نوحی الیھم '' (الانبیاء آیت نمبر: ۷)

ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جنھیں ہم وحی کرتے۔

انسانیت اور مساوات کا تقاضا یہ ہے کہ مرد و عورت احکامِ شریعہ میں مساوی ہوں اور عورت کی فطری ضعف خلقی کمزوری کا مقتضٰی عدم مساوات ہے اور شریعتِ اسلامیہ نے حکمت کے تحت دونوں تقاضوں کو پورا کر دیا۔ عقائد و ایمانیات اور ارکانِ اسلام کے وجوب میں مساوات رکھی۔ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی فرضیت میں بھی دونوں مساوی ہیں اور بعض احکام مثلاً مرد کو طلاق دینے کا حق، عورت کو خلع کا حق ہے۔ مرد کو نکاح میں چار عورتیں جمع کرنے کا حق، عورت صرف ایک مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ وغیرہ یہ عدم مساوات کے تقاضے کی تکمیل ہے۔

''للذکر مثل حظ الانثیین '' (سورہ نساء۔ آیت ۱۱)

ترجمہ: مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔

احادیث میں ہے عورت کی دیت مرد کی دیت کے نصف ہے۔

ا۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

'' دیة المراۃ علیٰ النصف من دیة الرجل'' (۴۰)

''عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے''

بیہقی میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

''جو بطور خطا قتل کر دیا جائے اسکی دیت ۱۰۰ اونٹ ہے'' (۴۱)

مندرجہ بالا احادیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ قتل خطا کی صورت میں مرد کی دیت کی مقدار ۱۰۰ اونٹ ہے اور عورت کے قتل خطا میں دیت کی مقدار مرد کی دیت کا نصف یعنی ۵۰ اونٹ۔

ملا علی قاریؒ نے بھی ''مرقاۃ'' میں عورت کی نصف دیت کا اجمالی قول ذکر کیا۔ وہ فرماتے ہیں:

'' و فی کتاب الرحمة و اجمعوا علی ان دیة الحرة المسلمة فی نفسها علی النصف من دیة الرجل الحر المسلم'' یعنی کتاب الرحمۃ میں ہے، اس بات پر اجماع ہے کہ آزاد مسلمان عورت کی جان کی دیت مسلمان آزاد مرد کی دیت سے نصف ہے۔ آگے چل کر فرماتے ہیں۔

'' و قال الشهنی و الدیة للمراءة نصف ما للرجل فی النفس او ماردونها''

''شھنی نے کہا کہ جان یا اسکے ماسوا میں عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔ (۴۲)

مقدارِ دیت کا تعین صرف وحی الٰہی سے ہے عقل اور رائے کو اسمیں کوئی دخل نہیں۔ عہدِ رسالت اور خلافتِ راشدہ کے دور میں عورت کی نصف دیت پر صحابہ کرام اور علماء کرام کا تعامل ائمہ اربعہ اور ان کے متبعین بلکہ تمام محدثین عورت کی نصف دیت پر متفق ہیں۔

۱۔ ''لان دیة المومنه لا خلاف بین الجمیع الا من لا بعد خلاف انها علی النصف من دیة المومن و ذلك غیر مخرجها من ان تکون دیة'' (۴۳)

''یعنی چونکہ مسلمان عورت کی دیت کے بارے میں ایسے غیر معتبر شخص کے سوا جسکا اختلاف کوئی وقعت نہیں رکھتا تمام علماء کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ مسلمان عورت کی دیت مسلمان مرد سے نصف ہے اور اسکا نصف ہونا اسے دیت ہونے سے خارج نہیں کرتا''

۲۔ ''دیة المراة علی النصف من دیة الرجل'' (۴۴)

'' یعنی عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے ''

۳۔ '' اجمع العلماء علی ان دیة المراة علی النصف من دیة الرجل'' (۴۵)

''یعنی علماء کا اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے''

تمام مذاہب فقہ میں عورت کی دیت نصف ہے۔

۱۔ موطا امام مالک میں ہے۔ ''تہائی حصے تک پہنچنے کے بعد عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے''۔(۴۶)

۲۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الام میں فرمایا ''لم اعلم من اهل العلم قديما و لا حديثا فين دية المراة نصف دية الرجل و ذالك خمسون من الابل'' (۴۷)

''میں نے قدیم اور جدید اہل علم میں سے کسی کو اس بات کا مخالف نہیں پایا کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے اور وہ پچاس اونٹ ہیں''۔

۳۔ علامہ مرداوی حنبلیؒ لکھتے ہیں: '' دية المرأة نصف دية الرجل بلا نزاع'' (۴۸)

''عورت کی دیت بغیر کسی اختلاف کے مرد کی دیت کی نصف ہے''

۴۔ امام محمد بن حسن شیبانی فرماتے ہیں، '' قال ابو حنيفه رضى الله عنه فى عقل المراة ان عقل جميع جراحها و نفسها على النصف من عقل الرجل فى جميع الاشياء'' (۴۹)

''امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عورت کی دیت کے متعلق فرمایا کہ عورت کی تمام دیتیں جراحات میں ہوں یا جان میں مرد کی دیت سے نصف ہیں''۔

اسکے علاوہ درج ذیل فقہ حنفی، مالکی، شافعی، اور حنبلیہ فقہا کی کتب کی عبارات کے حوالہ جات کے ساتھ عورت کی نصف دیت کو واضح کیا جن میں چند کتب کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ کنز الدقائق صفحہ ۳۶۴، ۲۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۶ صفحہ ۲۳، ۳۔ درمختار بہامش ردالمحتار جلد ۵ صفحہ ۴۰۷، ۴۔ فتاویٰ خیریہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۶، ۴۔ عینی شرح کنز صفحہ ۳۷۷، ۵۔ فتح القدیر شرح ہدایہ جلد ۹ صفحہ ۳۱۰، ۶۔ بدایۃ المجتہد جلد اول صفحہ ۲۴۹، ۷۔ الشرح الصغیر جلد ۴ صفحہ ۳۷۶، ۳۷۷، ۸۔ منہاج للنواوی الشافعی جلد ۴ صفحہ ۵۶، ۵۷ (۵۰)

ڈاکٹر طاہر القادری نے عورت کی دیت سے متعلق اجمالی موقف کے خلاف اپنا نقطہ نظر پیش کیا کہ مرد و عورت کی دیت برابر ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اس مسئلے کو امت کے اجمالی موقف کے ساتھ بھرپور دلائل کے ساتھ پیش کیا جو پہلے اخبارات میں چھپا اور پھر کتابی شکل میں شائع ہوا جسے مقالات کاظمی جلد سوم صفحہ ۳۲۷ تا ۳۸۱ پر دیکھا جا سکتا ہے۔

۲۳۔ رجم:

جب کچھ مغرب زدہ ذہنوں نے رجم کو غیر انسانی اور غیر اسلامی کہنا شروع کیا اور یہ اعتراضات کئے۔
۱۔ رجم کا قرآن میں صراحتہً بیان نہیں اور جس کا ذکر قرآن میں صراحتہً نہ ہو وہ قرآن اور اسلام کے خلاف ہے۔ ۲۔ قرآن مجید کی سورہ نور میں زنا کی سزا ۱۰۰ کوڑے کی بنیاد پر رجم کو قرآن کے خلاف سزا قرار دیا گیا۔ ۳۔ قائلین رجم زنا کے درمیان اس اختلاف کو بنیاد بنا کر رجم کو غیر اسلامی کہا گیا کہ کوئی کہتا ہے کہ رجم کے ساتھ ۱۰۰ کوڑے بھی مارے جائیں کسی کے نزدیک صرف رجم کیا جائے۔
۴۔ حدیث وسنت چونکہ رسول کا اپنا قول یا فعل ہے اسلیے وہ کوئی شرعی دلیل نہیں۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے رجم کو قرآن اور اسلام کے خلاف کہنے والوں کا رد فرمایا۔ بقول آپکے رجم کے اسلامی ہونے پر قرآنی آیات سے روشنی پڑتی ہے اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ کتاب اللہ میں رجم کا حکم موجود ہے البتہ صراحت کے ساتھ اسکا ذکر احادیثِ صحیحہ کثیرہ میں ہے۔ آپ نے قرآن پاک سے ثابت کیا کہ رجم حکمِ الٰہی ہے۔ آپ نے سورہ مائدہ سے ثابت کیا۔

''کیف یحکمونك و عندھم التوراۃ فیھا حکم اللہ'' (المائدہ۔۴۲)

ترجمہ: اور اے رسول وہ یہودی کس طرح آپکو اپنا حکم بناتے ہیں حلانکہ انکے پاس تورات ہے جسمیں اللہ کا حکم پایا جاتا ہے''

یہود زنا کرنے والوں سے یہ کہتے تھے کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اگر وہ منہ کالا کرنے اور کوڑے مارنے کا حکم دیں تو اسپر عمل کرنا اور اگر رجم کرنے کا حکم دیں تو ان سے دور رہنا۔ امام رازیؒ س آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ''المراد ھذا الامر الخاص و ھو الرجم لا نھم طلبو االرخصۃ با التحکیم'' ''اس آیت میں حکم اللہ سے مراد بالخصوص رجم ہے کیونکہ یہودیوں نے رخصت حاصل کرنے کے لیے آپکو حکم بنایا تھا''۔ (۵۱)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے بھی لفظ ''حکم اللہ'' کے معنی متواتر صرف رجم کو قرار دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے لیکر آجتک یہی معنی تواتر سے منقول ہوتے چلے آئے ہیں بے شک لفظ ''رجم'' اس آیت میں صراحتہً مذکور نہیں لیکن ''حکم اللہ'' کے معنی چونکہ ''رجم'' ہی ہیں اسلیے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ''رجم کے معنی اللہ کی کتاب میں حق ہیں یعنی اس کا حکم موجود ہے۔ ''الزانیہ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ'' (سورہ نور:۲)

ترجمہ: ''یعنی زانیہ اور زانی کی سزا یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے سو کوڑے مارو''
تو فرمایا کہ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق رجم کیا''
اس حدیث میں کوڑے مارنے کا ذکر نہیں اسلیے رجم کے ساتھ کوڑے مارنا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوا۔
قران پاک میں ہے " فلا و ربك لا یومنون حتیٰ یحکموك فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت و یسلمو اتسلیما " (نساء آیت ۶۵)
ترجمہ: '' اے رسول آپکے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ اپنے ہر اختلاف میں آپکو حکم نہ مانیں پھر جو بھی فیصلہ آپ کر دیں اپنے دل میں اس میں تنگی محسوس نہ کریں اور بہ دل و جان اسے پوری طرح مان لیں'' اس سورہ نور میں غیر شادی شدہ مجرم مراد ہیں اور حکم الٰہی یعنی رجم شادی شدہ آزاد مجرموں کے لیے ہے ۱۰۰ کوڑوں کی سزا ہر قسم کے زنا کے لیے سمجھنا صحیح نہیں۔ اسکے علامہ مزید فرمایا'' کہ رجم سے پہلے کوڑے مارنے میں اختلاف ضرور ہے لیکن رجم میں کوئی اختلاف نہیں۔ جمہور کی تائید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر سے بھی ہوتی ہے جسے امام بخاری نے سورہ نساء کی آیت " او یجعل اللہ لھن سبیلا " کے تحت صحیح بخاری میں تعلیقاً وارد کیا۔
قال ابن عباس رضی الله عنه " لَهُنَّ سبیلا یعنی الرّجم للثیب و الجلد للبکر" (۵۲)
''یعنی عبداللہ ابن عباس نے کہا کہ (بدکار ر) عورتوں کے لیے اللہ کی مقرر کی ہوئی سبیل یہ کہ شادی شدہ کے لیے رجم ہے اور کنواری کے لیے کوڑے ہیں کہ ثیب کی حد صرف رجم ہے اسمیں کوڑے شامل نہیں اور بکر کے لیے صرف کوڑے ہیں اسکی حد میں جلاوطنی شامل نہیں''۔
اسی طرح جمہور کے قول کی تائید امام زہریؒ نے روایت کیا۔ " ان ابا بکرو عمر رضی الله عنهما رجما ولم یجلدا" (۵۳)
''یعنی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے رجم کیا اور کوڑے نہیں مارے''۔
جمہور کا قول واضح ہے کہ رجم اور جلد کو جمع نہیں کیا۔ بخاری میں ہے
" قال سمعت الشعی یحدث عن علی رضی الله عنه حین رجم المراۃ یوم الجمعة قال رجمتها بسنة رسول الله ﷺ " (۵۴)
''سلمہ بن کہیل نے کہا کہ میں شعبی سے سنا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے تھے جب انھوں نے جمعہ کے دن (شراحہ) عورت کو رجم کیا ''انھوں نے فرمایا میں نے اسے سنتِ رسول ﷺ کے مطابق رجم کیا''
علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ آیت کہ اللہ کی زمین پر اللہ کے رسول ہی حاکم ہیں انھیں اختیار ہے کہ وہ اللہ کے نائب

ہونے کی حیثیت سے جو چاہیں فیصلہ کریں۔آپ علیہ وسلم کے ہر فیصلے کو (خواہ قرآن میں مذکور ہو یا نہ ہو) بلا چوں چرا تسلیم کرنا مدار ایمان ہے اسکے بعد رسول علیہ وسلم کے قول وفعل کو حجت شریعہ نہ سمجھنا سمجھ سے بالا تر ہے۔

علامہ کاظمیؒ نے رجم کو اسلامی سزا قرآن وحدیث سے فقیہانہ انداز میں ثابت فرمایا۔ (۵۵)

۲۳۔ انبیاء ورسل کو طاغوت کہنا:

توحید اور رسالت کا ایکدوسرے سے گہرا تعلق ہے توحید وہی معتبر ہے جو زبانِ رسالت سے ادا ہو رسالت کو چھوڑ کر توحید کا تصور محال ہے۔لیکن مملکت اسلامیہ میں کچھ توحید پرستوں نے رسالت کی تنقیص کو توحید کا نام دینا شروع کر دیا۔اور توحید کے پردے میں توہین رسالت کی مذموم سوچ کو پروان چڑھانا شروع کر دیا۔ ملائکہ اور رسل کو طاغوت کہنا جائز قرار دیا۔مولانا حسین علی جنھوں نے اپنی تفسیر ''بلغۃ الحیران'' میں فرشتوں اور رسولوں کو بھی طاغوت کے نام سے پکارا۔آپ آیت کریمہ ''فمن یکفر بالطاغوت'' (سورہ بقرہ: آیت ۲۵۶) کی تفسیر میں لکھتے ہیں''اور طاغوت کے معنی ''کلما عبد من دون اللہ فھو الطاغوت'' (۵۶)

ترجمہ:'' اسکے معنی بموجب طاغوت اور ملائکہ اور رسول کو بولنا جائز ہوگا یا مراد خاص شیطان ہے''

بقول مولانا حسین علی مذکورہ آیت کریمہ میں جو لفظ طاغوت وارد ہے اسکے معنی ہیں ''کل ما عبد من دون اللہ'' رسولوں کو بھی طاغوت کہنا جائز ہے اور شیطان کو بھی۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنی فقیہانہ فہم وتدبر سے ایسے غلط عقائد اور قرآن کی غلط تفسیر کرنے والوں کا تعاقب کیا اور ثابت کیا کہ یہ عقیدہ باطل اور گمراہ کن ہے۔آپ نے پہلے طاغوت کے صحیح اور مرادی معنیٰ اور تحقیقی تشریحات ،مستند اہلِ لغات اور نہایت معتبر وجلیل القدر مفسرین سے فرمائی مثلاً:

''طاغوت طغیان سے مشتق ہے اور مبالغہ کے لیے آتا ہے''طغیان کے اصل معانی ظلم اور معاصی میں حد سے گذر جانے کے ہیں''۔ ''طغی الرجل اسرف فی الظلم و المعاصی انتھی'' (۵۷)

اصطلاحات علوم وفنون میں نہایت معتبر کتاب دستور العلماء میں ہے۔

'(الطغیان)''مجاوزۃ الحد فی العصیان'' (۵۸)

''یعنی نافرمانی میں حد سے گزر جانے کو طغیان کہتے ہیں''

آپ نے مفسرین ومحدثین کے طاغوت کے معنی کی تشریح کے حوالوں کے تحت فرمایا ۔

''ھو فعلوت من طغی با قلب کل را س فی الضلال اولساحر اوالکاھن و مردۃ الکتابی' (۵۹)

''یعنی طاغوت فعلوت کے وزن پر (مبالغہ کا صیغہ) طغی سے ماخوذ ہے قلب (مکانی) کے ساتھ یعنی یہ مقلوب العین وللام ہے۔ طاغوت ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو گمراہی میں سردار ہو یا ساحر ہو یا کاہن یا سرکش اہلِ کتاب کو طاغوت کہا جاتا ہے''

اسی طرح بحوالہ منجد ''(الطاغوت) کل متعل کل راس ضلال الشیطان الصارف عن طریق الخیر کل معبود دون اللہ'' (۶۰)

''یعنی ہر اس شخص کو طاغوت کہتے ہیں جو حد سے گذر جانے والا ہے اور گمراہی کا ہر سردار طاغوت ہے شیطان جو لوگوں کو خیر کے رستہ سے پھیرنے والا طاغوت ہے اور اللہ کے سوا ہر معبود کو طاغوت کہتے ہیں''۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں یہ بات ملحوظ رہے کہ اللہ کے سوا ہر معبود سے معبود ہی مراد ہے جسمیں طغیان کے یہ معنی یعنی ''ظلم اور معاصی میں حد سے گذرنا پائے جاتے ہیں'' یا وہ معبود لوگوں کے ظلم اور معاصی میں حد سے گذرنے کا سبب ہو سکے۔ جسمیں طغیان کے یہ معنی نہ پائے جاتے ہوں۔ طاغوت کے تعریف میں شامل نہیں کیونکہ ہر مشتق میں اسکے اصل ماخذ اور مشتق منہ کے معنی کا پایا جانا ضروری ہے ورنہ اشتقاق صحیح نہ ہوگا۔ فرشتوں، رسولوں اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے علاوہ ہر معبود من دون اللہ یا بذات خود ظلم و معاصی میں حد سے متجاوز ہوتا ہے جیسے شیطان اور ساحر و کاہن وغیرہ کہ انکے طغیان میں کسی کو ذرہ بھر شک وشبہ نہیں ہوسکتا بخلاف اللہ کے نیک بندوں کے کہ وہ طغیان اور سرکشی سے بالکل پاک ہیں تو جب لفظ طاغوت کے اصل ماخذ ہی سے وہ پاک مبرہ ومنزہ ہیں تو پھر اس لفظ کا ان پر بولنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے۔

تفاسیر سے طاغوت کے معنی:

۱۔ (فمن یکفر بالطاغوت) یعنی الشیطان و قیل ھو الساحر و الکاھن و قیل ھو کل ما عبد من دون اللہ تعالیٰ'' '' (۶۱)

(جو شخص طاغوت کا انکار کرے) طاغوت سے مراد شیطان ہے بعض کے نزدیک اس سے جادوگر کاہن

مراد ہے۔اور ایک قول کے مطابق اس سے وہ چیز مراد ہے جس کی اللہ کے سوا پوجا کی جائے''

''و قیل کل ما یطغی الانسان فھو طاغوت فاعول من الطغیان'' (۶۲)

''ایک قول یہ ہے طاغوت ہر وہ چیز ہے جو سرکشی پر اتر آئے اور یہ لفظ فاعول کے وزن پر طغیان مصدر سے مشتق ہے''

اسکے علاوہ متعدد تفاسیر مثلاً تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۲۰، تفسیر روح المعانی پارہ ۳ صفحہ ۱۲، تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۶۶، تفسیر ابو مسعود جلد اول صفحہ ۵۰۷، تفسیر مدارک جلد ۳ صفحہ ۶۹، تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۳ تفسیر خازن جلد اول ص ۲۲۹ سے استدلال کرتے ہوئے ثابت کیا کہ فرشتے اور رسول طاغوت نہیں ہو سکتے اور جو انھیں طاغوت کہتا ہے وہ خود طاغوت ہے۔ (۶۳)

۲۴۔خنزیر کی بیع پر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا جواب:

خنزیر فصلوں کو شدید نقصان پہنچاتے ہیں حکومت کے مختلف اقدامات کے باوجود اس مشکل پر قابو نہ پایا جا سکا۔ایک تجارتی ادارے نے جو انٹر فاٹا کے نام سے ہے حکومت سے زندہ خنزیر برآمد کرنے کی اجازت مانگی۔ پہلا سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس ادارے کے لیے شرعی نقطہ نظر سے خنزیر برآمد کرنا جائز ہے یا نہیں اور دوسرا حکومت کو اسکی اجازت کا استحقاق حاصل ہے یا نہیں۔اور قرآن مجید میں احکامات خنزیر کے گوشت سے متعلق ہیں۔یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کتا حرام ہے تاہم کتے خرید و فروخت کیے جاتے ہیں اور مسلمان یہ کاروبار اسی ملک میں کرتے ہیں؟

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا۔قرآن مجید میں چار جگہ خنزیر کی حرمت کا بیان ہے۔سورہ انعام '' اَو لَحمَ خِنزِیرٍ فَاِنَّہٗ رِجسٌ'' (انعام:۲۹۹) میں حکمِ حرمت کے ساتھ ''فَاِنَّہٗ رِجسٌ'' بھی بیان ہوا ہے کہ خنزیر حرام اور نجس ہے۔وہ شرعاً مال ہی نہیں جسکی بیع ہو سکے۔صحیح بخاری ''باب قتل الخنزیر میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''و قال جابر حرّم النبی ﷺ بیع الخنزیر'' (۶۴)

ترجمہ: ''جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ السلام نے سور کی خرید و فروخت حرام قرار دی تھی''

اس سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ کسی تجارتی یا غیر تجارتی ادارے یا کسی مسلمان کے لیے کتاب وسنت

کی روشنی میں خنزیر برآمد کرنے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ اسکی بیع حرام ہے اور ہماری حکومت یا کسی مسلمان کو اسلامی شریعت کی رو سے خنزیر برآمد کرنے یا اسکی اجازت دینے کا حق حاصل نہیں ہے۔۔آپ نے مختلف حوالے دیے۔ مثلاً

''اجمعوعلی ا ن الخنزیر نجس عینه لا یجوز بیع شئی من اجزائه حتی شعره ''(۶۵)

''مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ خنزیر نجس العین ہے اور اسکے اجزاء میں سے کسی چیز کا بیچنا جائز نہیں''

''اجمعت الاٗمته علی أن الخنزیر بجمیع اجزائه محرم '' (۶۶)

ترجمہ: ''امت محمد یہ اس بات پر مجتمع ہے کہ خنزیر اپنے تمام اجزاء کے ساتھ حرام ہے''

''ولا یجوز بیع شعر الخنزیرلا نه نجس العین'' (۶۷)

ترجمہ: ''خنزیر (تو درکنار اس) کے بالوں کی بیع بھی جائز نہیں' کیونکہ کہ وہ نجس العین ہے''

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے کہا یہ کہنا کہ قرآن مجید میں سور کے گوشت سے منع کیا گیا ہے۔ یہ صحیح نہیں ''لحم'' کا لفظ صرف اسلیے آیا ہے کہ جانور کھانے والے کے لیے گوشت ہی اصل ہے۔ باقی اجزاء اسکے طابع ہیں اور اصل کے لیے جو حکم ہو وہ اسکے تابع کے لیے ہوتا ہے۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے کہا بے شک کتا حرام ہے مگر اسکے لیے ''انه رجس ''کا لفظ کسی نص میں وارد نہیں۔ یہ حکم خنزیر ہی کے لیے کتاب اللہ میں آیا ہے۔ اسلیے کتے کی بیع کا قیاس خنزیر پر درست نہیں۔ علامہ کاظمی نے کہا کہ عہدِ رسالت سے لیکر آجتک کسی مسلمان نے خنزیر کی بیع کو جائز نہیں کہا۔ اس مسئلے کے حل کے لیے حکومت غیر اسلامی مما لک کے باشندوں کو ہمارے ملک سے خنزیر برآمد کرنے کی اجازت دے جبکہ یہ برآمد بیع کے مترادف نہ ہو اور برآمد کرنے والوں سے کوئی قیمت نہ لی جائے۔ (۶۸)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن رہے اور اسلامی قوانین کے نفاذ اور قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے حکومتِ پاکستان آپکی فقہی اور مجتہدانہ مشاورت سے فائدہ اٹھاتی رہی ہے۔ اسی طرح ملک میں قانون سازی کے سلسلے میں جو تنازعات پیدا ہوئے اور جن مسائل اور دشواریوں کا سامنا کرنا ہوا ان مسائل کے حل کے سلسلے میں آپکے فقیہانہ مشوروں کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور جب ملک میں رجم، قصاص، دیت جیسے فتنوں نے جنم لیا تو آپ نے اپنے فقہی

فہم وتد برایک مجتہد کی حیثیت سے ان عناصر کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا اور بھر پور دلائل اور طرزِ استدلال سے مخالفین کا ناطقہ بند کر دیا۔ آپکی فقیہانہ شان کا اظہار عمر کمال خان ایڈوکیٹ نے اسطرح کیا۔'' آپکے پاس فقہی مآخذوں کا وافر علم تھا۔ انھیں اس بات پر پورا ملکہ حاصل تھا کہ نظائر کی مدد سے ائمہ فقہا کے طے شدہ اور معلوم احکام کونئی پیش آمدہ صورتوں پر منطبق کر کے انکے پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کا شرعی حل پیش کریں اور فیصلے صادر کریں۔

مناظرے:

اصطلاح علماء میں ''اظہار حق کی نیت سے دو مد مقابل کا دو چیزوں کے مابین نسبت کے بارے میں متوجہ ہونا مناظرہ کہلاتا ہے''۔ اور فن مناظرہ میں ماہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ علوم عقلیہ ونقلیہ کا ماہر ہو۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ میدان مناظرہ کے ماہر شہسوار تھے۔ آپ کی تبحر علمی کے آگے مد مقابل ہتھیار ڈال دیتے تھے۔ آپکے چند مناظروں کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

۱ ▪ پنڈت رام چند سے مناظرہ:

علامہ سیّد احمد سعید علیہ الرحمہ کے زمانہ طالب علمی میں امروہہ میں ایک ہندو پنڈت رام چند جو آریہ سماج کا مشہور مناظر تھا اس نے تناسخ اور قدامت عالم (عالم کا قدیم ہونا) پر مناظرہ کیا۔ اس مناظرے میں علماء اسلام نے تو حصہ لیا نہیں لیکن علامہ سیّد احمد سعید علیہ الرحمہ نے اپنے برادر معظم مولانا سیدّ خلیل کاظمی علیہ الرحمہ (پیر ومرشد) کی اجازت سے اور دعاؤں کے ساتھ اس مناظرہ میں حصہ لیا۔ تناسخ اور قدامت عالم پر پنڈت رام چند کے دلائل: پنڈت رام چند نے قدامت عالم اور تناسخ عالم پر قرآن کریم کی دو آیات سے استدلال کیا اور کہا کہ مسلمانوں تمہارے قرآن میں ایک جگہ لکھا ہے۔

''فقلنا لهم كونوا قردة خاسئين'' (بقرہ: ۶۵)

ترجمہ: ''ہم نے ان سے کہا بن جاؤ دھتکارے ہوئے بندر''

''من لعنهُ الله و غضب عليه و جعل منهم القردةو الخنازير'' (مائدہ: ۶۰)

ترجمہ: وہ جن پر اللہ نے لعنت کی اور غضب فرمایا اور ان میں سے کر دیے بندر اور سور۔

پنڈت رام چند نے کہا ان آیتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض یہودیوں کو اللہ تعالیٰ نے بندر کی جون میں اور عیسائیوں کو خنزیر کی جون میں تبدیل کر دیا اور یہ بعینہ تناسخ ہے۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے دلائل:

پنڈت رام چند کے دلائل کے جواب میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تناسخ اسے کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد ایک جاندار کی روح دوسرے جسم میں منتقل ہو جائے۔ اور پیش کردہ قرآنی آیات کے مطابق یہودی اور عیسائی مرے تو نہ تھے بلکہ زندگی میں ہی انکی انسانی شکل مسخ کر کے انھیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں سزا کے طور پر مسخ کر دیا گیا لہٰذا یہ تناسخ نہیں بلکہ تماسخ ہے۔

پنڈت رام چند کی پیش کردہ احادیث سے استدلال پر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا کہ ارواح شہدا کی جو حدیث پیش کی گئی اسمیں رسول اکرم ﷺ نے برزخ اور معاد (قیامت) کا حال بیان فرمایا ہے۔ اور آپ پنڈت جی معاد کے قائل نہیں ہیں۔ پنڈت رام چند سے اسکے کوئی جواب نہ بن پڑے اور اس نے راہ فرار کی سوچی کہنے لگا ابھی تو میں جا رہا ہوں پھر آ کر اسی جگہ مناظرہ کروں گا۔ علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ نے شوخی ظرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پنڈت رام چند سے کہا کہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں اگر تمھیں موت آ گئی تو ابھی بتا دو کہ کس جانور کی جون (حلیہ) میں آ کر مجھ سے ملاقات کرو گے۔ اس پر رام چند ہنسنے لگا اور خوش ہو کر اپنی گھڑی علامہ سیّد احمد سعید علیہ الرحمہ کو انعام میں دی۔ (٦٩)

۲۔ مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ (م۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء) سے مناظرہ:

۳۷۔۱۹۳۶ء میں ملتان کے ڈپٹی کمشنر نے حسین آگاہی ملتان میں تمام مکاتب فکر کے علماء کو جمع کر کے ایک جلسہ عام منعقد کروایا۔ اسمیں دیگر علماء کے علاوہ اہلسنت کی نمائندگی کے لیے علامہ سیّد سعید کاظمی علیہ الرحمہ بھی شریک تھے آپکی عمر اس وقت تقریباً ۲۳ سال تھی۔ دیوبند مکتبِ فکر کی نمائندگی کے لیے مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی بھی شریک تھے۔ تقاریر کے آخر میں خصوصی خطاب کے لیے علامہ سعید کاظمی علیہ الرحمہ کو دعوت دی گئی۔ آپکی تقریر کا موضوع تھا۔

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو رب تعالٰی کے سوا کوئی نہیں جانتا''

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے تقریر شروع کی دلائل دینا شروع کیے سارا مجمع تقریر میں محو تھا کہ مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے مداخلت کی اور مائیک پر آکر کہا کہ لوگوں یہ مولانا کس قدر گمراہی کی بات کر رہے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو رب تعالٰی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ مولوی حبیب الرحمٰن نے کہا کہ مومن تو وہ ہی ہے جو سرکار کو جانتا ہے۔ جو نہیں جانتا وہ مومن کیسے ہوا۔ اسلیے مولانا کی یہ بات صحیح نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

علامہ کاظمیؒ نے مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے مائیک سے ہٹنے کے بعد کہا لوگو لدھیانوی صاحب مغالطے میں ہیں لوگو بتاؤ کیا آپ خدا کو جانتے ہو۔ اسکی حقیقت کو اسکی ماہیت کو رب کی کیفیت اور جسامت کو۔ یقیناً نہیں جانتے اسکے باوجود آپ مومن کہلاتے ہو یا نہیں۔ اب لدھیانوی صاحب سے پوچھا جائے کہ اللہ و رسول کو جاننے کا نام ایمان ہے یا انھیں ماننے کا نام ایمان ہے علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ نے قرآن سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے۔

''یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم'' (سورہ انعام:٦)

ترجمہ: ''اے یہود و نصاریٰ کے عالموں تم میرے محبوب کو بخوبی جانتے ہو بلکہ اسطرح جانتے ہو جیسے اپنے بیٹوں کو جانتے ہو''

کیونکہ توریت و انجیل میں انکی نشانیاں موجود ہیں۔ انکی آمد کے تذکرے ہیں۔ وہ تمام علامتیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں موجود ہیں اور ظاہر ہیں اسلیے تم اس رسول کو بخوبی جانتے ہو اور اب یہ جانا پہچانا رسول تمہارے درمیان آگیا تو اب تم اس رسول کو نہیں مانتے اسلیے تم مومن نہیں ہو۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے کہا کہ ثابت ہو کہ اللہ اور رسول کو جاننے کا نام ایمان نہیں بلکہ ماننے کا نام ہے۔ مولوی حبیب لدھیانوی سے کوئی جواب نہ بن پڑا اور وہ خاموش بیٹھ گئے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اس موضوع پر تین گھنٹے خطاب کیا تھا۔ (۷۰)

مولوی عبدالعزیز سے مناظرہ اور مباہلہ:

یہ واقعہ ۴۲۔۱۹۴۳ء کا ہے۔ حاجی محمد ابراہیم علامہ سیّد احمد سعید علیہ الرحمہ کے ارادت مندوں میں سے تھے۔ اور مولوی عبدالعزیز کے مرید تھے۔ مولوی عبدلعزیز گوجرانوالہ کے مشہور غیر مقلد تھے۔ حاجی ابراہیم حج کی سعادت کے لیے جارہے تھے۔ تو مولوی عبدالعزیز اپنے مرید کو حج پر روانہ کرنے کے گوجرانوالہ سے ملتان آیا تو حاجی ابراہیم کی علامہ سعید علیہ الرحمہ سے عقیدت دیکھ کر پریشان ہوگیا حاجی ابراہیم کو علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے دور کرنے کا اس نے یہ طریقہ سوچا کہ اگر اسے یہ باور کروادیا جائے کہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا علم ناقص ہے تو انکی عزت حاجی ابراہیم کے دل سے نکل جائے گی چنانچہ اس مقصد کے لیے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کو علمِ غیب پر گفتگو کے لیے حاجی ابراہیم کی کمپنی میں دعوت دی۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے علمِ غیب کے اثبات میں قرآنی آیات احادیث سے مندرجہ ذیل دلائل دیے۔

۱۔ ''عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول''
(سورہ جن: آیت ۲۶۔۲۷)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اور وہ اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے ان کے جن سے وہ راضی ہو جائے جو اسکے رسول ہیں''

۲۔ ''وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبى من رسله من يشاء'' (آلِ عمران: آیت ۱۷۹)

ترجمہ: ''اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے''

۳۔ ''و علمك مالم تكن تعلم و كان فضل الله عليك عظيما'' (نساء: آیت ۱۱۳)

ترجمہ: ''اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے''

ان تینوں آیات کے بعد علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مندرجہ ذیل احادیث سے استدلال کیا۔

۱۔ عن طارق بن شهاب قال سمعت عمر رضی الله تعالیٰ عنه يقول قام فينا النبی ﷺ مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل جنته منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذالك من حفظ و نسيه من نسيه (۷۱)

ترجمہ: ''طارق بن شہاب نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا فرمایا حضور اکرم ﷺ منبر پر ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور ہمیں ابتدائے آفرینش عالم سے خبر دینی شروع فرمائی یہاں تک کہ جنتی جنت میں داخل ہو گئے اور دوزخی دوزخ میں۔ جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا جو بھول گیا سو بھول گیا''۔ مشکوٰۃ شریف بروایت دارمی و ترمذی اور مسند احمد میں ہے۔

''راء یت ربیّ عزو جل فی احسنِ صورة فوضع كفه بين كتفی فوجدت بردها بين ثدئي فعلمت مافی السمٰوٰت و الارض'' (۷۲)

''میں نے اپنے رب کو حسین صورت میں دیکھا رب تعالیٰ نے پھر میرے دونوں کاندھوں کے درمیان اپنا یدِ قدرت رکھا اس سے میں نے اپنے سینے میں ٹھنڈک پائی اور زمین و آسمان کی ہر چیز کو جان لیا''

ان آیات و احادیث کو سن کر مولوی عبدالعزیز کہنے لگا کہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے جو شخص حضور اکرم ﷺ کے لیے غیب کا مدعی ہو وہ کافر ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے کہا کہ میں قرآن و حدیث سے دلائل پیش کر رہا ہوں اور آپ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر قاضی خان کے اقوال پیش کرتے ہو۔ مولوی عبدالعزیز نے پھر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے کہا کہ تم حنفی ہو۔ آپ نے کہا ہاں اس نے کہا حنفیوں کی کتاب شرح اکبر میں لکھا ہے۔

''ان الا نبياء عليهم الصلوٰة و السلام لم يعلموا المغيبات من الا شياء الا ماعلمهم الله تعالیٰ احيانا۔'' (۷۳)

ترجمہ: ''انبیاء کو علم غیب نہیں ہوتا۔ مگر ان باتوں کا جو اللہ تعالیٰ انھیں احیاناً بتلا دیتا ہے''

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے کہا یہ عبارت میرے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کے بتلائے بغیر جاننے کی نفی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے علم کا قائل ہوں۔ پھر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے ایک حدیث سے استدلال کیا۔

"قال رسول الله ﷺ فعلمت مافی السموٰت والارض و فی رویةفتجلی کل شیء و عرفت" (۷۴)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا جسکی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی میں نے ہر شے کو جان لیا''

مولوی عبدالعزیز نے کہا دکھلاؤ یہ حدیث کہاں ہے۔آپ نے مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث نکال کر دکھلادی۔مولوی عبدالعزیز نے کہا مشکوٰۃ شریف بے سند کتاب ہے میں اسکو نہیں مانتا۔ترمذی میں دکھاؤ۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے بسم اللہ پڑھکر ترمذی شریف کھولی تو سامنے سورہ ص کی تفسیر میں وہی حدیث شریف نکل آئی۔مولوی عبدالعزیز ترمذی میں وہ حدیث دیکھ کر طیش میں آ گیا اور غصے میں آ کر ترمذی شریف کو اٹھا کر پھینک دیا۔حدیث شریف کی اسطرح بے ادبی پر کاظمی علیہ الرحمہ رو پڑے اور آپ نے مولوی عبدالعزیز سے کہا تو بے ادب اور گستاخ ہے۔اب میں تجھ سے مباہلہ کرتا ہوں۔

مولوی عبدالعزیز اور علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مباہلہ کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے کہ اگر میرا مدِ مقابل حق پر ہو اور میں باطل پر ہوں تو ایک سال کے اندر خدا کے قہر و غضب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاؤں۔

اور اگر میں حق پر ہوں تو میرا مدِ مقابل خدا کے عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے۔مباہلے کے بعد مولوی عبدالعزیز گوجرانوالہ پہنچا اور صبح کی نماز کے بعد درس دینے کے لیے بیٹھا تو الفاظ منہ سے نہ نکلے اور زبان باہر نکل آئی۔کافی دنوں تک علاج کی کوششیں بے سود ہو کر رہ گئیں۔اور ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔مولوی عبدالعزیز ایک سال پورا ہونے سے پہلے غضب الٰہی کا شکار ہو کر ہلاک ہو گیا۔ (۷۵)

۴۔ بعد از موت انبیاء کے علم و ادراک پر مناظرہ:

یہ مناظرہ ضلع مظفرگڑھ کے نواحی ضلع لیہ میں منعقد ہوا۔ایک مماتی مولوی نے حضرت عزیر علیہ السلام کے حوالے سے کہنا شروع کیا کہ بعد از موت انبیاء کو کسی قسم کا علم و ادراک نہیں ہوتا اور وہ مرنے کے بعد قبر میں بے خبر ہوتے ہیں جب انبیاء کا حال قبر میں یہ ہے تو اولیاء اور ان سے کمتر درجے والوں کا علم تو بالکل کچھ نہیں۔اور اسنے قرآن مجید کی آیت کا حوالہ دیا۔

" او کالذی مر علی قریة وھی خاویة علیٰ عروشھا قال انیٰ یحی ھذہ اللہ بعد موتھا فاماتہ اللہ مائة عام ثم بعثہ قال کم لبثت " (بقرہ۔۲۵۹)

اس نے کہا عزیر علیہ السلام ایک بستی سے گذرے وہ بستی تباہ تھی تو انکے دل میں خیال آیا کہ باری تعالیٰ تو اس بستی کو کیسے زندہ کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے عزیر اسلام پر ۱۰۰ سال تک نیند وارد کردی (بقول اسکے موت وارد کردی)۔ پھر ۱۰۰ سال بعد زندہ کیا اور اللہ نے عزیر علیہ السلام سے پوچھا تم یہاں کتنی دیر ٹھہرے آپ نے فرمایا ''یوم او بعض یوم'' (بقرہ۔۲۵۹) '' ایک دن یا اس سے کچھ کم''

تو اس نے دلیل کے طور پر کہا کہ :

(۱) انبیاء علیہ السلام کو مرنے کے بعد کوئی علم وادراک نہیں ہوتا۔

(۲) عزیر علیہ السلام نے کہا ''یوم او بعض یوم'' (بقرہ۔۲۵۹)

کوئی حتمی بات نہ کہہ سکے بلکہ او کہہ کر شک میں مبتلا ہو گئے اگر انکو علم وادراک ہوتا تو ''او'' کبھی نہ فرماتے۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا '' بل لبثت مائة عام'' ترجمہ: اللہ نے فرمایا بلکہ ٹھہرا رہا تو ۱۰۰ سال''

یہاں اللہ تعالیٰ نے ''بل'' کہہ کر نبی کے قول کو باطل کر دیا۔

تو اسنے کہا کہ قرآن سے ثابت ہے کہ انبیاء کو بعداز وصال علم وادراک نہیں ہوتا۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا جواب: علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا کہ آیت کریمہ کی ابتداء ''او کاالذی '' سے مراد عزیر علیہ السلام ہیں۔ لیکن علامہ فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر میں پارہ نمبر ۳ کے تحت اس ویران بستی سے گذرنے والا شخص کافر تھا۔ اور اگر اس سے مراد عزیر علیہ السلام ہی ہیں تو یہ انکے علم وادراک کی دلیل ہے۔ اس سے بعداز وفات نبی کا علم وادراک ثابت ہوتا ہے۔ اگر انھیں مرنے کے بعد کوئی علم نہیں تھا تو ان سے سوال کرنا ہی بے معنی ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے کیوں پوچھا۔ اللہ تعالیٰ کا ان سے پوچھنا ''کم لبثت'' حضرت عزیر علیہ السلام کے علم وادراک کی دلیل ہے۔ اور عزیر علیہ السلام کو علم نہ ہوتا تو خاموش ہو جاتے اور عرض کرتے میں تو مرا ہوا تھا مجھے تو کوئی علم نہیں۔ مگر انھوں نے جواب دیا ''میں یہاں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرا''

دوسری دلیل کے رد میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا کہ عزیر علیہ السلام کا یہ کہنا ''یوم او بعض یوم'' کہ ''او'' شک پر دلالت کرتا ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے فرمایا اس آیت کی ابتداء ''او'' سے ہوئی ہے۔ اور یہ اللہ کا کلام ہے تو یہاں بھی ''او'' شک کے لیے ہے۔

عزیر علیہ السلام کا ''او'' کہنا تاخیر کے لیے ہے یعنی ''او بعض یوم'' سے مراد یوم مقرر کا جز نہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ میں یہاں مدت قلیلہ ٹھہرا ہوں۔

تیسری دلیل کے رد کے جواب میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عزیر علیہ السلام کے ''یوما او بعض یوم'' کے جواب میں فرمایا ''بل لبثت مائۃ'' بلکہ تم اس حالت میں ۱۰۰ برس تک ٹھہرے رہے ہو اور اللہ تعالیٰ کا ''بل'' فرمانا عزیر علیہ السلام کے قول کو باطل قرار دینے کے لیے ہے۔ جسکا مطلب یہ ہوا کہ وہ قلیل مدت والا قول باطل ہے عزیر علیہ السلام کا فرمانا ''یوما او بعض یوم'' حضرت عزیر علیہ السلام کے اپنے علم وشعور اور ادراک و آگہی کے عین مطابق ہے۔ آپ نے حسبِ حال واقعہ عرض کر دیا اور اللہ تعالیٰ کا ''بل لبثت مائۃ'' فرمانا اس حقیقت کے عین مطابق ہے جو جہان والوں پر گذرا۔ عزیر علیہ السلام کا فرمان بھی سچا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی۔ وہ ربِ کائنات قیامت کے دن کو جو ۵۰ ہزار سال کا ہوگا اُسے ایک وقت کی نماز کے برابر کرسکتا ہے وہ سو سال کو ایک دن یا اس سے کچھ کم میں تبدیل نہیں کرسکتا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوا۔

''سبحن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا'' (بنی اسرائیل: آیت ۱)

ترجمہ: ''پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی رات کے تھوڑے حصے میں''

اب وہ رات کا تھوڑا حصہ کتنا تھا کہ آپ ﷺ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ گئے پھر وہاں امامت کروائی پھر آسمانوں پر تشریف لے گئے اور انبیاء علیہم السلام سے ملاقاتیں کیں، بیت المعمور ملاحظہ فرمایا، سدرۃ المنتہیٰ پہنچے، عرش پر پہنچے پھر کعبہ قوسین اور اللہ کے قربِ خاص سے مشرف ہونا اور اللہ کا دیدار کرنا پھر نمازیں لینا اور بار بار نمازیں کم کروانے کے لیے پھر رب کی بارگاہ میں حاضری دینا۔ ان سب باتوں میں کتنا وقت لگا ہوگا۔ آپ ﷺ سیر فرماتے رہے لیکن دنیا حق وصداقت پر مبنی ہے۔ آپ نے فرمایا قرآن مجید میں ہے۔

''کان مقدارہٗ خمسین الف سنۃ'' (سورہ المعارج: ۴)

ترجمہ: ''اس دن کی مقدار ۵۰ ہزار برس ہے''

اور دوسرے مقام پر فرمایا ''وما امرالساعتہ الا کلمح البصر وھو اقرب ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر'' (سورہ النحل: ۷۷)

ترجمہ: ''اور قیامت کا معاملہ نہیں ہے مگر ایک پلک جھپکنے کی طرح بلکہ وہ اس سے بھی قریب تر ہے بے شک جو اللہ چاہے اسپر قادر ہے''

قیامت کا دن کافروں کے لیے ۵۰ ہزار سال کے برابر ہوگا لیکن مومنین کے لیے ایک وقت کی نماز سے بھی جلدی گذر جائے گا۔ قیامت میں اگر مومنین سے دریافت کیا جائے گا کہ تم یہاں کتنا عرصہ ٹھہرے تو وہ اپنے تجربہ ومشاہدہ کے مطابق وقت کا اختصار بیان کریں گے اور اگر کفار مشرکین سے پوچھا جائے گا تو وہ اپنے حسبِ حال بیان کریں گے اور ہر ایک اپنے قول اور دعوے میں سچا ہوگا۔

تو ایک وقت کسی کے لیے قصیر ہوتا ہے اور کسی کے لیے طویل ہوتا ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اسی آیت میں مزید توجہ دلائی کہ "و انظر الی طعامك و شرابك لم يتسنه وا نظر الى حمارك" (بقرہ: ۲۵۹)

ترجمہ: ''یعنی دیکھو اپنے کھانے پینے کی چیزوں کی طرف اور دیکھو اپنے خچر کی طرف''

کھانے پینے کی چیزیں جو جلد خراب ہونے والی ہیں وہ صحیح ہیں اور جانور جو طاقتور تھا اسکی ہڈیاں بکھری ہوئی تھیں بحکم خدا، ۱۰۰ برس کا عرصہ سب پر برابر گذر ا تھا تو عزیر علیہ السلام کا کھانے پینے کی اشیاء کے مطابق "يوما او بعض يوم" بھی صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ کا عزیر علیہ السلام سے فرمانا ''تم ۱۰۰ سال ٹھہرے بھی حق ہے۔ پس تیرے دعوے کی دلیل تو یہ طعام ہے اور رب کے دعوے کی دلیل حمار (خچر) ہے۔ پس دونوں قول سچے ہیں۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنے دلائل سے مخالف کو گنگ کر دیا۔ (۷۶)

۵۔ عیسائی مبلغ کا علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر قبول اسلام:

عبد المسیح عیسائی مبلغ تھے انھیں عربی، انگریزی، اردو زبان پر مکمل عبور حاصل تھا اور وہ ان تینوں زبانوں کو مادری زبانوں کی طرح بولتے تھے۔ انجیل اور قرآن پر گہری نظر رکھتے تھے۔ مسیحیت اور اسلام کا بڑا گہرا مطالعہ تھا۔ پاکستان کے علاوہ دیگر اسلامی ممالک میں عیسائیت کی تبلیغ کرتے رہے تھے۔ پھر انھوں نے اسلام کا گہرا مطالعہ کیا وہ کہتے ہیں مجھے اسلام میں وحدانیت ملی دوسرے مذاہب میں تثلیث اور مختلف شکلوں میں خدا کی جلوہ نمائی ہے۔ پھر قرآن کی فصاحت و بلاغت سے متاثر تھے۔ مگر بعض آیات کے متعلق شبہات کا شکار تھے جو انکے مسلمان ہونے میں رکاوٹ بنی ہوئی تھی۔ پھر انھوں نے مختلف علماء سے اپنی تشفی کے لیے ملاقاتیں کیں۔ خط و کتابت، سوالات و جوابات

چلتے رہے مگر مطمئن نہ ہو سکے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ محرم میں کراچی آئے ہوئے تھے اور آرام باغ میں تقریر تھی۔ عیسائی مبلغ نے سوال پرچے پر لکھ کر بھیجا جسکا علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مدلل جواب دیا پھر علامہ کاظمی سے کراچی میں ہاؤسنگ سوسائٹی جا کر ملاقات کی۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے انھیں ملتان آنے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ عیسائی مبلغ نے جواب دیا ''افکّر'' سوچوں گا۔ پھر کچھ عرصے بعد ملتان جا کر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے ملاقات کی اور پانچ دن علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے گفتگو چلتی رہی اور ۱۹۶۲ء میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ اسلامی نام عبدالرحمٰن رکھا گیا۔

۶۔ عیسائی مبلغ کے اعتراضات اور علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے جوابات:

(۱) قرآن مجید کی آیت '' ثم استویٰ علی العرش'' (سورہ اعراف:۵۴) کے متعلق شبہ یہ تھا کہ جب خدا عرش پر موجود ہے اور عرش محدود ہے تو اسپر بیٹھنے والا بھی محدود ہوگا۔ جبکہ خداوند کی ذات غیر محدود ہے۔

جواب: علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا ''استویٰ علی العرش'' کے معنی جوانھوں نے سمجھے وہ صحیح نہیں ہیں۔ ''استویٰ'' بمعنی ''جَلَسَ'' نہیں ہیں۔ بلکہ بمعنی ''استعلیٰ'' ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی بلندی اور غلبہ مراد ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹھنا۔

(۲) پھر عیسائی مبلغ نے دوسرا سوال قرآن کی اس آیت کے بارے میں کیا۔

''وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومهِ'' (سورہ ابراہیم: آیت۴)

ترجمہ: ''ہم نہیں کوئی رسول بھیجا مگر اسکی قوم کی زبان کے ساتھ''

اعتراض یہ ہے کہ آپکی زبان اردو ہے۔ نبی کی زبان عربی تھی تو گویا انکی بعثت آپکی طرف نہ تھی۔ صرف عربوں کے لیے تھی۔ کیونکہ قرآن ''بلسان قومهِ'' فرمارہا ہے۔

جواب: علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا قوم اور امت میں فرق ہے قوم سے مراد ہے جسمیں نبی کی پیدائش ہو وہ نبی کی قوم ہے ہم نبی کی امت ہیں قوم نہیں۔ قرآن نے ''بلسان امته'' نہیں فرمایا بلکہ ''بلسان قومهِ'' فرمایا۔ نبی کی زبان وہ ہوتی ہے جس قوم میں وہ پیدا ہو اگر ''بلسان امته'' ہوتا تو اعتراض درست ہوتا۔

(۳) ایک اعتراض قرآن مجید کی اس آیت کے بارے میں کیا۔
''مصدقاً لما معکم من التورٰۃ والا نجیل'' (سورہ نساء:۴۷) جسکا معنیٰ یہ ہیں۔
''خداوندتعالیٰ کا نبی تصدیق کرنے والا ہے اسکی جو تمہارے پاس توریت اورانجیل سے ہے''
توجب خدا کا نبی تصدیق کررہا ہے تو توریت اورانجیل تحریف شدہ نہیں ہوسکتی۔اوراگر تحریف شدہ ہے تو پھر تصدیق کیسی اوروہ بھی نبی کی۔
جواب: علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا اس سے مراد یہ ہے کہ ''من التورٰۃ والا نجیل'' خدا کا نبی تصدیق کرنے والا ہے اسکی جو تورات اورانجیل میں سے ہے۔جو ''منزل من اللہ'' ہے۔ تورات اورانجیل سے جو ہے خدا کا نبی اسکا مصدق ہے۔ (۷۷)

۷۔ بشریت کے موضوع پر گفتگو:

۱۹۴۴ء میں خان پور کی عیدگاہ میں جلسہ میں علماء کرام تشریف لائے ان میں علامہ سیّد سعید کاظمی علیہ الرحمہ بھی تھے۔مسجد مائی صاحبہ میں علماء کرام کا قیام رکھا گیا تھا۔مخالفین نے مناظرہ کا چیلنج دیا اوراس مقام پر پہنچ گئے۔مخالفین کا سردار مولوی فقیراللہ مانک تھا۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے بشریت کے موضوع پر گفتگو شروع کردی۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے فرمایا اللہ نے کافروں کے کفر کی علت اپنے نبی کو بشر کہنے کو بتایا ہے۔فقیراللہ مانک نے بلند آواز میں کہا وہ کیسے آپ نے آیت پڑھی
'' فقالوا ابشر یھدوننا فکفروا '' (سورہ تغابن:۶)
دیکھیے آیت میں کفروا پر ''فاء'' واقع ہے۔یہ انکے کفر کی علت ظاہر کررہی ہے۔مولوی فقیراللہ مانک چپکے سے اٹھا اوراپنے ساتھیوں سے کہنے لگا۔''ایسے محقق کے آگے ہماری نہیں چل سکتی'' (۷۸)

۸۔درودتاج پراعتراضات اورعلامہ کاظمیؒ کے جوابات:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ علوم تفسیر وحدیث وفقہ میں یدِ طولیٰ رکھنے کے ساتھ ساتھ علمِ کلام، منطق و فلسفہ، علمِ معانی و بدیع و بیان، صرف ونحو ودیگر علوم مروجہ میں کمال مہارت رکھتے تھے۔آپکی علمی قابلیت وصلاحیت آپکی آخری تصنیف درودتاج پراعتراضات کے جوابات میں بدرجہ اتم دکھائی دیتی

ہے۔ درودتاج پر جعفر شاہ پھلواری (م ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۶ء) نے کئی اعتراضات کیے تھے جو رسالہ فاران میں ''ادعیہ پر تحقیقی نظر'' کے عنوان سے شائع ہوئے تھے اور عوام الناس تک پہنچانے کے لیے پمفلٹ کی صورت میں بھی شائع ہوئے کیے گئے تھے۔ علامہ کاظمیؒ تک وہ پمفلٹ ۱۹۸۶ء، میں پہنچا اور آپ نے پھلواری صاحب کے اعتراضات کے مدلل جوابات تحریر فرمائے اور ثابت کیا کہ اعتراضات بے وقعت اور لغو ہیں اور پھلواری صاحب کو درودتاج میں جو غلطیاں نظر آئیں وہ انکی اپنی کم علمی کا شاہکار ہیں چند نمونے درج ذیل ہیں۔

پہلا اعتراض: درودتاج پر جعفر شاہ پھلواری کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ درودتاج میں ''مشفوعٌ'' ہے اور یہ کہا گیا کہ عربی میں ''مشفوعٌ'' اسے کہتے ہیں جو مجنوں ہو یا اسے نظر بد لگی ہو یا وہ طاق سے جفت کیا گیا ہو یہ سارے معنی یہاں بے محل ہیں۔

جواب: علامہ کاظمیؒ نے جواب دیا کہ ''مشفوعٌ''، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے لیے استعمال ہوا ہے۔ نہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نظرِ بد لگے ہوئے ہیں۔ صاحب درودتاج نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کو نہیں بلکہ اسم مبارک کو ''مشفوعٌ'' لکھا ہے جو ''الشفع'' سے ماخوذ ہے 'الشفع'' کے معنی ہیں کسی چیز کو اسکی مثل کو ملانا اور طاق کو جفت کرنا۔ قرانِ پاک کی سورہ ''والفجر'' میں ہے۔ ''والشفع و الوتر'' (فجر: آیت ۳)

ترجمہ: قسم ہے جفت کی اور قسم ہے طاق کی۔

درودتاج میں لفظ ''مشفوعٌ'' ''الشفع'' سے ماخوذ ہے۔ ''اسمہ مشفوع'' کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ میں اذان میں تکبیر میں اپنے اسم مبارک کے ساتھ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام ملایا اور اذان واقامت میں اسے وتر یعنی طاق نہیں رکھا گیا بلکہ اسے جفت بنادیا اور مکبر اذان و تکبیر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ایک بار نہیں دوبار پکارتا ہے اور یہی طاق کو جفت بنانا ہے۔ (۷۹)

دوسرا اعتراض:

درودتاج پر جعفر شاہ پھلواری کا دوسرا اعتراض یہ تھا کہ درودتاج میں ''سدرة المنتهیٰ مقامه'' ہے اور سدرة المنتہیٰ جبرئیل کا مقام ہے جہاں جاکر وہ ٹھہر گئے

تھے۔ اور آگے نہ جا سکے تھے۔ رسول اکرم ﷺ کی یہ گذر گاہ تھی مقام نہ تھا۔

جواب: علامہ کاظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ سدرۃ المنتھیٰ کے مقام جبرئیل ہونے کے جو معنیٰ ہیں وہ یہاں مراد نہیں بلکہ یہاں حضور اکرم ﷺ کی شان و رفعت کا بیان ہے کہ سدرۃ المنتھیٰ تک کوئی بشر نہیں پہنچا مگر حضور اکرم ﷺ اپنی بشریت کے ساتھ وہاں پہنچے ''مقامہ'' سے یہاں مراد پہنچنے کی جگہ ہے۔ جیسے مقام ابراہیم کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور صحیحین میں ہے رسول اکرم ﷺ نے اپنے منبر شریف کو اپنا مقام فرمایا۔ ''ما دمت فی مقامی ھذا'' (۸۰)

درود تاج میں ''مقامہ'' کا یہی مفہوم ہے۔ (۸۱)

تیسرا اعتراض:

پھلواری صاحب نے درود تاج کی اس عبارت ''راحة العاشقین'' پر اعتراض کیا کہ حضور اکرم ﷺ کو معشوق کہنا انتہائی بدتمیزی ہے۔ پس جب حضور اکرم ﷺ معشوق نہیں تو راحة العاشقین کیسے ہو سکتے ہیں۔

جواب: علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا یقیناً حضور اکرم ﷺ کو ایسا کہنے والا بدتمیز قرار پائے گا۔ لیکن ''العاشقین'' سے مراد یہاں ''محبین کاملین'' ہیں۔ اور ''راحة العاشقین'' سے مراد یہ ہے کہ محبوبِ اکمل (حضور اکرم ﷺ) اپنے محبِّ کامل کی راحت ہیں۔ اور درود تاج میں حضور اکرم ﷺ کو ''راحة العاشقین'' کہا ہے معشوق نہیں اور پھلواری صاحب کا اعتراض یہ ہے کہ ''راحة العاشقین'' کہہ کر حضور اکرم ﷺ کو معشوق کہہ دیا اگر حضور اکرم ﷺ معشوق نہیں تو ''راحة العاشقین'' کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ اعتراض بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ اللہ ''خالق کل شئی'' ہے اس پر فتویٰ لگا دیا جائے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو خالق الخنازیر کہہ کر گستاخی کی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خالق الخنازیر نہیں تو ''خالق کل شئی'' کیسے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ مولف درود تاج پر یہ الزام غلط ہے۔ (۸۲)

چوتھا اعتراض : درودِ تاج میں ہے ''اِسمہٗ مکتوب'' مرفوع مشفوع منقوش فی اللوح و القلم'' پھلواری صاحب نے اعتراض کیا تھا کہ نامِ مبارک (اسمہ) کا منقوش فی اللوح ہونا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن منقوش فی القلم ہونا نرالی سی بات ہے۔ اسلیے کہ انھوں سوچا قلم لکھتا ہے اسپر لکھا نہیں جاتا مگر عالمِ بالا میں ساقِ عرش پر بھی رسول اکرم ﷺ کا اسم مبارک منقوش ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

''کان مکتوبٌ علیٰ ساق العرش لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' '(۸۳)

چنانچہ اسم مبارک کا لوح میں مکتوب ہونا حضور اکرم ﷺ کے لیے کوئی وجہِ فضیلت نہ تھی۔ لوح میں تو ہر چیز مکتوب ہے لیکن حضور اکرم ﷺ کی شان وعظمت کہ آپکا اسمِ مبارک لوح پر ہی نہیں قلم پر بھی منقوش ہے بلکہ ساقِ عرش بھی حضور اکرم ﷺ کا اسم مبارک لکھا ہے اور اسی شان ورفعت کو قرآن نے بیان فرمایا ہے کہ ''ورفعنا لك ذکرك '' (سورہ نشرح:۴) صاحب درود تاج نے حضور اکرم ﷺ کے اسمِ مبارک کو منقوش فی اللوح والقلم ہونے کا ذکر اسی شان عظمت و رفعت کے طور پر کیا ہے جسے پھلواری صاحب نہ سمجھ سکے۔ (۸۴)

پانچواں اعتراض : ''و قاب قوسین مطلوبه و المطلوب مقصوده''

پھلواری صاحب کے مطابق حضور اکرم ﷺ کو حضور کا مطلوب ومقصود قرار دینا اسوقت تک محلِ نظر رہے گا جب تک کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ سے اسکی تصدیق نہ ہو جائے۔

جواب: علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب لکھا کہ '' و قاب قوسین'' کے مرادی معنیٰ پھلواری صاحب نہیں سمجھے اس سے مراد کمالِ قربِ الٰہی ہے اور یہ کمالِ قرب اپنے حسب حال ہر مومن کا مطلوب ومقصود ہے قرآن مجید میں ہے۔

''والسّٰبِقُون السّٰبِقُون اولٰئك المقربون'' (سورہ واقعہ: آیت:۱۰۔۱۱)

''اور جو سبقت کرنے والے ہیں وہ تو سبقت ہی کرنے والے ہیں وہی اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں''

اور بخاری شریف میں ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں۔

''و دنا الجبار رب العزة فتدلیٰ حتیٰ کان منه قاب قوسین او ادنٰی'' '(۸۵)

''اور جبار رب العزۃ قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہوا یہاں تک کہ وہ اس (عبدِ مقدس) سے دو کمانوں

کی مقدار تھا یا اس سے زیادہ قریب'' علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے لکھا کہ اب تو پھلواری صاحب سمجھ گئے ہونگے کہ قابَ قوسین کے معنیٰ کمالِ قرب ہیں جو یقیناً حضور اکرم ﷺ کا مطلوب ومقصود ہے۔ (۸۶)

چھٹا اعتراض: '' جَدّ الحَسَنِ وَالحسَینِ'' پھلواری صاحب نے درود تاج پر ایک اعتراض یہ کیا کہ نواسہ رسول ہونا حسنین کے لیے باعث فخر ہوسکتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کے لیے حسنین کا نانا ہونا کوئی شرف کی بات نہیں ہے۔

جواب: علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا کہ کسی کا باعث فخر ہونے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ جس کے باعث فخر کیا جائے وہ فخر کرنے والے سے افضل ہو یا اسکے برابر ہو۔ آپ نے اپنی بات کے ثبوت میں یہ حدیث پیش کی۔ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا۔ '' اِنّی مکاَ ثِر بَکم الا نبیاء یوَمَ القیامه'' (۸۷)

اور ترمذی میں ہے۔ '' اِنّی مکاَ ثِر بَکم'' (۸۸) ''میں تمہاری کثرت کے سبب فخر کروں گا۔'' دوسری امتوں پر فخر کرونگا۔ آپ نے بیان کردہ احادیث مقدسہ سے ثابت کیا کہ حضور اکرم ﷺ کی امت، حضور اکرم ﷺ کے لیے باعث فخر اور حسنین کریمین حضور اکرم ﷺ کی امت ہونے کے علاوہ آپ ﷺ کے صحابی بھی ہیں۔ آپ ﷺ کی اولاد اور اہل بیت بھی ہیں۔ تو جب حضور اکرم ﷺ کی امت آپ ﷺ کے لیے باعث فخر ہے تو حسنین بطریق اولیٰ باعث فخر ہیں۔ اور حضور اکرم ﷺ کا کوئی امتی آپ ﷺ سے افضل نہیں ہے۔ آپ ﷺ افضل الخلق افضل البشر ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ حسنین کریمین پر فخر ہونا اسلیے نہیں کہ وہ معاذ اللہ حضور اکرم ﷺ سے افضل ہیں۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے بقول پھلواری صاحب کی غلطی یہ ہے کہ انھوں نے حسنین کریمین کو حضور اکرم ﷺ کے باعث فخر ہونا انکے افضل ہونے کو سمجھ لیا۔ آپ نے مزید دلیل کے طور پر مسلم شریف کی یہ حدیث بیان فرمائی: '' ان اللہ عزو جل یباھی بکم الملئکة'' (۸۹)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ بے شک اللہ عز وجل تمہارے باعث ملائکہ پر فخر فرماتا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امتِ محمدیہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے لیے باعث فخر ہے تو کیا معاذ اللہ پھلواری صاحب کے اعتراض کے مطابق اللہ پر افضل ہے۔ نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا امتِ محمدیہ ﷺ کو عطا کردہ شرف ہے اور امت کا اور حسنین کا باعث فخر ہونا یہ نسبت مصطفیٰ ﷺ کے باعث ہے۔

اگر امت کی نسبت حضور اکرم ﷺ سے نہ ہوتی اور حسنین کریمین کو نواسہ رسول ﷺ ہونے کی نسبت نہ ہوتی تو وہ باعث فخر نہ ہو سکتے اور اس شرف سے محروم رہتے۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مزید دلیل کے طور پر صحیح بخاری شریف سے حضور اکرم ﷺ کا ایک قول قول تحریر کیا۔ ''انا ابن عبدالمطلب'' (۹۰) اور پھر آپ نے کہا کہ:

''جَدّ الحَسَنِ وَالحسَینِ'' کے الفاظ ہوں یا ''انا ابن عبدالمطلب''

حضور اکرم ﷺ کے حصول فضل و شرف کے مفہوم سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہے۔ (۹۱)

ساتواں اعتراض:

علامہ جعفر شاہ پھلواری نے درود تاج پر ایک اعتراض یہ کیا کہ ''یا اللہ'' کوئی عربی لفظ نہیں ہے۔ یہ نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث اور نہ عربی لٹریچر میں ہے۔ بقول انکے جب وظیفے میں آپ یا اللہ لکھا ہوا دیکھیں بس سمجھ لیں کہ یہ کسی ایسے عجمی عربی دان کا لکھا ہوا ہے جو عربی زبان کی باریکیوں اور نزاکتوں کی زیادہ فہم نہیں رکھتا۔

جواب: علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے مطابق کسی لفظ کا قرآن و حدیث میں وارد نہ ہونا اسکے غلط یا غیر عربی ہونے کی دلیل نہیں۔ آپ نے فرمایا ''یا اللہ'' کی ترکیب خالص عربی ہے اور یہ خالص عربی زبان کا کلمہ ہے اور اہل عرب جب ''اللھم'' کی میم کو ساقط کر دیتے تھے تو کہتے تھے ''العرب تقول یا اللہ اغفرلي'' (۹۲) عرب کے لوگ ''یا اللہ'' کہتے تھے آپ نے تفسیر بیضاوی کا حوالہ دیا۔ ''اله فحذفت الهمزة و عوض عنها الا لف و اللام ولذلك قيل يا الله با لقطع'' (۹۳)

یعنی لفظ اللہ کی اصل الہ ہے ''اله'' کا ہمزہ حذف کر کے ''الف لام'' اسکے عوض میں لایا گیا اسی لیے ''یا اللہ'' بالقطع کیا گیا۔ بقول علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اگر کوئی لفظ قرآن و حدیث میں وارد نہ ہوتو اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ عربی زبان سے خارج ہے لفظ کا قرآن و حدیث میں وارد نہ ہونا اسکے غیر عربی ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ (۹۴)

اور اہل علم احتیاط کے طور پر نام کے بجائے یارسول اللہ ﷺ پڑھتے ہیں۔ (۹۸)

نواں اعتراض: ''صَلُّوا عَلَيهِ وَآلِهٖ وَاَصحَابِهٖ وَسَلِّمُوا تسلِيما''

پھلواری صاحب نے نواں اعتراض یہ کیا کہ بقول انکے چند دنوں سے اخباروں، رسالوں، ٹی وی اور ریڈیو میں اور بعض قدیم معتبر مذہبی کتابوں میں بڑی کثرت سے درود لفظ '' الِهٖ'' کے ساتھ دھرایا جاتا ہے۔ اور پھلواری صاحب آگے اعتراض میں لکھتے ہیں کہ ''یا ایھاالذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما'' کی تعمیل میں مسلمان پڑھتے ہیں '' اللھم صل علی محمد و بارك و سلم'' اسی کا اختصار '' صلی اللہ علیہ و سلم '' ہے۔

جواب: علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے مطابق جعفر شاہ پھلواری نے حضور اکرم ﷺ کی آل کو درود سے خارج کر دیا بلکہ ارشاد باری تعالیٰ کی تعمیل میں حضور اکرم ﷺ نے درود کے جو الفاظ امت کو تلقین فرمائے ان میں'' و علی آل محمدٍ '' بھی شامل ہیں اور ترمذی کی حدیث کا حوالہ دیا حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے'' قولوا اللھمه صل علیٰ محمدٍ و علیٰ آلِ محمدٍ' ' تم '' اللھم صل علیٰ محمدٍ وّ علیٰ آلِ محمدٍ' ' کہا کرو۔(۹۹)

اور مسلمانوں کے درود کا اختصار بقول پھلواری صاحب '' صلی اللہ علیہ و سلم' ' نہیں بلکہ ''صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم'' ہے۔ بقول علامہ کاظمی علیہ الرحمہ حضور اکرم ﷺ کی آل کو درود سے خارج کر کے پھلواری صاحب نے اپنے قلبی عناد کا ثبوت دیا ہے۔ (۱۰۰)

الغرض یہ کہ پھلواری صاحب نے درود تاج میں لغوی غلطیوں کی نشاندہی کی تو علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے لغت ہی سے انکے جوابات دیے اور صرف ونحو کی تردید صرف ونحو کے قواعد سے کی فکری مکالمہ کو فکری انداز سے تردید کی اور دلائل سے جوابات تحریر کر کے ثابت کیا کہ درحقیقت پھلواری صاحب نے جو غلطیاں درودِ تاج میں نکالی ہیں وہ غلطیاں نہیں بلکہ خود انکی اپنی غلطیاں ہیں۔

ماہنامہ السعید کا اجراء:

ماہنامہ السّعید کا اجراء علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی میں ہی ۱۹۴۸ء کے اواخر میں ماہنامہ قائد کے بعد ۱۹۴۹ء میں کیا۔ آپکے کے بڑے بھائی علامہ محمد خلیل

کاظمی علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادے سیّد ضیاء المتین مرحوم اسکے مدیر معاون بنے۔ اور ایک لمبے عرصے تک یہ فرائض انجام دیتے رہے۔ جب علامہ کاظمی علیہ الرحمہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے تو بہاولپور سے ملتان کی سفری تکالیف کے پیش نظر ہفتہ میں ایک بار ملتان تشریف لاتے چنانچہ ۱۹۷۰ء میں السّعید کی ناگزیر وجوہات کی بناء پر اشاعت روک دی گئی لیکن پھر دوبارہ اگست ۱۹۹۴ء میں صاحبزادہ سیّد حامد سعید کاظمی کی ادارت میں از سرِ نو آغاز ہوا اور آجتک پوری آب وتاب سے ہر ماہ شائع ہورہا ہے۔ اور علماء وطلباء کے مضامین السّعید کے توسط سے عوام تک پہنچ رہے ہیں۔ علامہ حامد سعید کاظمی اسکے مدیر اعلیٰ ہیں اور طاہر سعید کاظمی اسکے مدیر ہیں۔ (۱۰۱)

بحیثیت محدث :

محدث کا کام علمِ حدیث کو آگے بڑھانا۔ حدیث کو آگے منتقل کرنا ہے۔ حدیث کو بیان کرنا ہے۔ جس قسم کے تقاضے ایک مفسر کے لیے ضروری ہیں بالکل اسی قسم کے تقاضے ایک محدث کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ فنِ حدیث میں اللہ تعالیٰ نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کو کمال تبحر عطا کیا تھا۔ آپ نے فنِ حدیث پر جب بھی قلم اٹھایا اور زبان کھولی علم کے سمندر بہا دیے۔ جب آپ حدیث بیان فرماتے تو ایک حدیث کی تائید میں بیسیوں احادیث اور روایات کو بیان فرماتے۔ آپ جب حدیث پڑھاتے تو منقولات کے علاوہ معقولات بھی بیان کرتے چلے جاتے اور ایسا لگتا کہ آپ فقہ ومنطق، تاریخ وسیرت اور اصول فقہ واصول حدیث بھی ساتھ پڑھا رہے ہیں۔ آپ نے تعدادِ روایات کے اعتبار سے حدیث کی اقسام یعنی خبر متواتر، مشہور، عزیز، غریب اور پھر اوصافِ روایات کے اعتبار سے صحیح، حسن یا صحیح لذاتہ ہے یا حسن لذاتہ اور ضعف حدیث میں منکر ومعروف اور موضوع، متروک، مرسل اور مقطوع کو سہل انداز میں کھولکر بیان کیا ہے اور جو جو نکات اور معارف آپ نے حدیث کی شرح اور تفصیل میں بیان کیے ہیں۔ علم حدیث کی جو اصطلاحات اور فنِ حدیث کے جو مختلف پہلو، حدیث کی صحت وروایت کے اعتبار سے، اسماء رجال کے فن کے اعتبار سے جسطرح مباحث حدیث فرمائیں، جو معارف، جو نکات اور انکے اندر جتنی گہرائی، جتنی جزئیات اور تفصیلات آپ نے بیان فرمائیں، اس سے آپ کی محکمانہ شان بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ جب آپ گفتگو کرتے تو مختلف روایات میں جب الفاظ ومضامین کا اختلاف آتا اور ان پر ائمہ ومحدثین

نے جو مباحث کی ہیں آپ کمالِ مہارت سے اس کو اسطرح واضح فرماتے کہ سامعین و قارئین میں کوئی تشنگی باقی نہ رہتی ۔ آپ خود ایسے سوال پیدا فرماتے کہ طالب علم وہ سوال سن کر حیرت زدہ رہ جاتے ۔ ایسا لگتا کہ انکا کوئی جواب نہ ہوگا ۔ مگر جب خود جواب دیتے تو ایسا لگتا جیسے سوال کی کوئی حیثیت نہیں ہے ۔ اس انداز کی گفتگو اور محاکمانہ شان اور گرفت مسائل اور وسعت آپکے یہاں انتہائے کمال پر نظر آتی ہے ۔ بطور محدث آپ اپنے معاصر علماء میں امتیازی شان پر فائز نظر آتے ہیں ۔

ادارہ منہاج القرآن کے سرپرست ڈاکٹر طاہر القادری نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی محدثانہ شان کو خراج تحسین اسطرح پیش کیا کہ: ''میں نے آپکی مجالس میں احادیث کی اقسام پر اس انداز سے گفتگو کرتے سنا اور جو نکات اور جو جو معارف آپ نے اسکی شرح وبسط میں اور تفصیل میں بیان کیے ہیں کاش ٹیپ ریکارڈ رہوتے یا کوئی ایسی چیز ہوتی کہ انکو قلم بند کرلیا جاتا ، آپکی گفتگو حدیث کے طالب علموں کے لیے بہت بڑا ذخیرہ ہوجاتے ۔ علمِ حدیث کی جو اصطلاحات اور فنِ حدیث کے جو مختلف پہلو ، حدیث کی کتب کی اقسام کے ، حدیث کی روایات کے اقسام کے ، درایت وروایت کے اعتبار سے مختلف پہلو پھر حدیث کی تناقضات واختلافات ظاہراً لوگ سمجھتے ہیں اور صحتِ درایت کے اعتبار سے اسماء ورجال کے فن کے اعتبار سے الغرض جو جو علوم وفنون اور قواعد وضوابط استعمال میں لاکر جسطرح مباحثِ حدیث کی جاتی تھیں میں بڑے وثوق ، اعتماد اور مبالغے کے بغیر کہہ سکتا ہوں کہ اس انداز کی گفتگو اور اس انداز کا محاکمہ اور انداز کی گرفت ، میں نے زندگی میں یا تو اعلحضرت کی کتب میں دیکھی تھی یا پھر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی زندگی میں دیکھی تھی ۔ میں سمجھتا ہوں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کو روحانی طور پر اعلحضرت کا فیض حاصل تھا آپکے اکابر اساتذہ ومشائخ کا فیضان تھا اور یہ ان کا حصہ تھا جو اللہ پاک نے انھیں وافر مقدار میں عطا فرمایا تھا ۔ عام طور پر بڑے بڑے علماء ومحدثین و محققین کی تصانیف وتحریروں میں بھی اس انداز کی ہمہ گیر و جامع بحث اور تنقیح نظر نہیں آتی جو آپکے ہاں ملتی ہے'' ۔

ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے نسبت تلمذ عطا فرمائی تھی ۔ آپ لکھتے ہیں کہ: ''علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے میں نے صحیح بخاری کے کچھ اسباق پڑھے اور صحیح مسلم کے ۔ تو اسمیں مجھے یاد آرہا ہے کہ اس حدیث جبرئیل کی بات ہے جسمیں حضرت رسول اللہ ﷺ سے ایمان کی نسبت ،

اسلام کی نسبت اور احسان کی نسبت دریافت کیا گیا، قیامت کی نسبت بیان کیا، دریافت کیا گیا تو حضور علیہ وسلم کے ان ارشادات کی روشنی میں حضرت علامہ کاظمیؒ نے جو کچھ بیان فرمایا وہ علم و معرفت کا ایک سمندر تھا''۔ ڈاکٹر صاحب نے جب علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے سندِ حدیث حاصل کی تو عرض کیا کہ ''حضرت فنِ حدیث میں اللہ تعالیٰ نے آپکو ملکہ عطا فرمایا ہے تو آپکے لیے لازم تھا کہ کم ازکم بخاری، مسلم اور مشکوٰۃ کی شروح اپنی زندگی میں تحریر فرما دیتے'' علامہ کاظمی علیہ الرحمہ یہ سن کر روئے اور فرمایا۔ ''افسوس کہ لوگوں نے میری زندگی تقریروں میں گنوا دی۔ میں سارا دن تدریس کے کام کر کے فارغ ہوتا تو شام کو معتقدین و متعلقین اصرار کر کے تقریروں کے لیے لے جاتے اسطرح میری عمر دن کی تدریس اور رات کی تقریروں میں بسر ہوگئی'' (۱۰۲)

حکیم محمد سعید دہلوی مرحوم:

علامہ کاظمیؒ کی بطور محدث خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''مجھے مولانا مرحوم کی جس خصوصیت نے زیادہ متاثر کیا وہ احادیث نبویہ علیہ السلام کی وہ خدمت ہے جو تقریباً نصف صدی پر محیط ہے علمائے مدرسین میں خال خال حضرات ایسے ہونگے جنکو اتنے طویل عرصے تک علمِ نبوی کی خدمت کی سعادت میسر آئی میں یہ سمجھتا ہوں کہ مولانا مرحوم کی بڑی سرفرازی اور ان کا اہم کارنامہ یہی ہے۔ (۱۰۳)

آپ نے گیارہ سال اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے صدرِ شعبہ کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے ہوئے گیارہ سال تک طلباء کو حدیثِ رسول علیہ وسلم کا درس دیا۔ آپ حدیث پاک کا بے حد ادب کرتے تھے عبارتِ حدیث ہمہ تن گوش ہوکر سنتے تھے اور سبق حدیث میں کسی اور طرف متوجہ ہونا گوارا نہیں کرتے تھے اور عبارتِ حدیث میں غلطی پر سخت ناراض ہوتے تھے آپ دورہ حدیث پڑھایا کرتے تھے خصوصاً بخاری، مسلم اور ترمذی۔

علامہ کاظمیؒ کے ایک شاگرد مولانا محمد امین (لاہور) نے ۱۹۸۴ء میں لاہور سے ملتان پہنچنے کے بعد جامعہ انوار العلوم میں داخلہ لیا۔ آپ لکھتے ہیں کہ: ''دیگر مدارس میں بخاری شریف کی عبارت اور اسکے ترجمے پر اکتفا کیا جاتا ہے لیکن علامہ کاظمی علیہ الرحمہ بخاری شریف پڑھاتے وقت حدیث شریف کے الفاظ پر صرفی ونحوی اعتبار سے کلام فرماتے ۔نکتہ آفرینی، حدیث کی دیگر احادیث

سے مطابقت اور قرآن مجید سے مناسبت بیان فرماتے اور راوی کا مقام، روایت کی نوعیت، حدیث کے رموز و نکات، شبہات اور انکا حل اور حدیث کی تشریح آسان اور سہل انداز میں تفصیل سے بیان کرتے کہ ہر طالب ہر قسم کے تردد اور تذبذب سے اپنے آپکو آزاد پاتا''۔ (۱۰۴)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے نکات و معارف حدیث کے چند نمونے:

اعتراض: حدیث ''ما انا بقاری'' ایک روایت میں آتا ہے ''ما اقراء'' ''میں نہیں پڑھتا'' آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی کیونکہ جبرئیل اللہ کا پیغام لے کر آئے تھے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ رہے تھے۔ قرآن کریم میں آتا ہے فرشتے وہی کرتے ہیں جو انکو حکم دیا جاتا ہے جبرئیل وحی لیکر آئے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ جبرئیل اللہ کا امر سناتے ہیں اور آپ ﷺ فرماتے ہیں میں پڑھنے والا نہیں یہ تو اللہ کی نافرمانی ہے؟

جواب: علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا کہ جبرئیل اللہ کا پیغام وحی لیکر آئے تھے اور وہ جو کچھ لائے تھے وہ وحی ظاہر تھی اور ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو وحی باطن فرمائی کہ اے محبوب آپ فرما دیں کہ میں پڑھنے والا نہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے جو کچھ فرمایا وہ اللہ کے حکم کے مطابق تھا نافرمانی نہیں تھی اور قرآن کہتا ہے ''وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ'' (نجم: آیت ۳۔۴)

ترجمہ: ''ہمارا محبوب اپنی مرضی سے کچھ نہیں بولتا مگر وہی جو ہم وحی کرتے ہیں''

پھر اعتراض پیدا ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے امر میں تعارض پیدا ہو گیا ادھر اللہ جبرئل کو فرماتا ہے اقراء کہیں ادھر اپنے محبوب کو فرماتا ہے کہ آپ فرمادیں ''ما انا بقاری'' یا ''ما اقراء'' یہ تعارض ہے۔ آپ نے فرمایا حقیقت میں یہ تعارض نہیں ہے مگر یہ حکمت باری تعالیٰ تھی اور حکمت یہ تھی کہ جبرئیل تم تو آج پہلی مرتبہ میرے محبوب کی بارگاہ میں وحی لے کر جا رہے ہو۔ جبکہ میرے محبوب کو میری بارگاہ میں اس وقت سے مقام قرب حاصل ہے جب میں نے اپنے محبوب کے سوا کچھ بھی تخلیق نہیں فرمایا تھا۔ اے جبریل تم کہیں یہ نہ سمجھ لو کہ میرا اور میرے میرے محبوب کا تعلق تمہارے واسطے سے ہے۔ تم اپنی پوری ملکوتی قوت صرف کر کے دیکھ لینا لیکن جب تک میرے محبوب کے سامنے میرا نام نہ لو گے اس وقت تک وہ پڑھنے پر آمادہ نہ ہونگے۔ (۱۰۵)

رئیس المنافقین کے بارے میں سوال:

ایک مرتبہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ بخاری سے ثابت ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کی نمازِ جنازہ پڑھائی جو رئیس المنافقین تھا اور اسے اپنا قمیض مبارک پہنایا۔ لیکن عبداللہ بن ابی کو ان سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اگر رسول اللہ ﷺ مختار بنائے گئے ہوتے تو ان سے فائدہ ہوتا۔ اگر مختار ہوتے تو عبداللہ بن ابی کی بخشش ہو جاتی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسکے حق میں استغفار سے بھی منع فرمایا۔ قرآن مجید سے ثابت ہے۔

ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم ۔ (توبہ: ۸۰)

''اگر تم ۷۰ مرتبہ بھی مغفرت مانگو تو اللہ معاف نہیں فرمائے گا''

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اسکے جواب میں جمعہ میں تقریر فرمائی۔ کہ جب رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کا انتقال ہونے لگا تو اس نے وصیت کی کہ آپ ﷺ مجھے کرتہ پہنائیں۔ جب عبداللہ بن ابی کا انتقال ہوگیا۔ تو اسکے بیٹے حضرت عبداللہ جو ایک صحابی تھے وہ آکر رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ملتمس ہوئے اور اپنے باپ کی وصیت کی تکمیل چاہی۔ جب آپ ﷺ عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیئے بڑھے تو حضرت عمر کی رائے اسکے خلاف تھی۔ آپ نے فرمایا۔ یارسول ﷺ اس منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اللہ نے آپکو منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے منع کیا ہے۔

استغفر لهم او لا تستغفر لهم ط ان تسغفر لهم سبعين مرت فلن يغفر الله لهم ۔ (توبہ: ۸۰) ترجمہ: ''آپ انکے لیے مغفرت مانگیں یا نہ مانگیں۔ اگر آپ ستر ۷۰ بار انکے لیے مغفرت طلب کریں تو بھی اللہ ہرگز انھیں نہیں بخشے گا''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے عمر مجھے میرے رب نے نمازِ جنازہ پڑھنے سے کب منع فرمایا ہے۔ اسنے تو مجھے اختیار دیا ہے میں چاہوں تو انکے لیے ''استغفر لهم'' کے مطابق مغفرت طلب کروں اور چاہوں تو ''او لا تستغفر لهم'' کے مطابق مغفرت طلب نہ کروں۔ آپ ﷺ نے اسی اختیار کو استعمال میں لاتے ہوئے عبداللہ ابن ابی کی نمازِ جنازہ پڑھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ محبوب خدا ﷺ کے استغفار کے باوجود عبداللہ بن ابی کی مغفرت نہ ہوئی

تو آپ ﷺ کی شان محبوبیت اور استجابتِ دعا پر حرف آیا۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ محبوب کے مجرم کو معاف کرنا محبّ کو کب گوارا ہوتا ہے اسلیے اے محبوب تم تو سراپا رحمت ہو اپنی اس فطری رحمت کے مطابق انکے لیے مغفرت طلب کرتے ہو لیکن میں اپنے حبیب کے مجرم کو معاف نہیں کرونگا۔ کیوں اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ توبہ میں آگے فرمایا۔

ذلك بانهم كفروا بالله و رسوله (توبہ:۸۰)

ترجمہ: 'اسلیے کہ وہ اللہ اور رسول کے منکر ہوئے۔'

اور پھر رسول اکرم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے لیے دعا کب مانگی تھی۔ نمازِ جنازہ میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ ''الھم اغفر لحینا و میتنا'' '' ترجمہ: اے اللہ بخش دے ہمارے زندوں کو اور ہمارے مردوں کو'

اور عبداللہ بن ابی ہمارا کب تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ولا تصل علىٰ احد منهم مات ابدا وّ ولا تقم علىٰ قبره ط (توبہ:۸۴)

ترجمہ: ''اور ان میں سے کسی کی میت پر نماز نہ پڑھنا اور اسکی قبر پر کھڑے نہ ہونا''

حضور اکرم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کی نمازِ جنازہ اس آیت کے نزول سے پہلے پڑھائی تھی لہٰذا حضور اکرم ﷺ کا فعل جائز تھا اور اب جو پڑھائے گا اسکا فعل ناجائز ہوگا۔

اب یہ مسئلہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفرالله لهم ۔(توبہ: ۸۰)

ترجمہ: 'اگر تم ۷۰ مرتبہ بھی مغفرت مانگو تو اللہ معاف نہیں فرمائے گا''

تو اسکا جواب علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اس طرح دیا: کہ آقائے دوجہاں رحمت للعالمین کی رحمت کا تقاضا یہ ہی تھا کہ بدترین دشمن کے لیے بھی استغفار چاہیں لیکن اللہ نے فرمایا کہ ستر ۷۰ مرتبہ انکے لیے استغفار محبوب تیری فطری رحمت کا تقاضا ہے۔ اور محبوب میری محبت کا تقاضا ہے کہ میں تیرے گستاخوں کو کیسے معاف کردوں یہ میری محبت کو گوارا نہیں۔

جسطرح صلح حدیبیہ کے موقع پر جب صلح حدیبیہ کی شرائط لکھی گئیں تو مشرکین نے اعتراض کیا کہ یہ جو

آپ نے صلح نامے میں ''محمد رسول الله ﷺ'' لکھا ہے اسے کاٹ کر محمد ابن عبداللہ لکھیے کیونکہ ہم آپکو اللہ کا رسول نہیں مانتے۔ اگر رسول مانتے تو پھر جھگڑا کیوں ہوتا۔ تو آپ ﷺ نے صلح نامہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کو دیا کہ اس میں سے محمد رسول اللہ ﷺ کاٹ کر ''محمد ابنِ عبداللہ'' لکھ دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، واللہ یہ کام میں نہیں کرسکتا۔ میرا تو ایمان ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں ''محمد رسول الله ﷺ'' کو کیسے کاٹوں۔ کیسے اس پر اپنا قلم چلاؤں۔ تو آپ کہیں گے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کی نافرمانی کی۔ آپ ﷺ کی بات نہ مانی۔ نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کوئی نافرمانی نہیں کی بلکہ آپکا منع کرنا اور بات نہ ماننا حضور اکرم ﷺ کی محبت اور تعظیم و تکریم میں تھا۔ بالکل اسی طرح آپ ﷺ کے عبداللہ بن ابی کے لیے استغفار کرنے پر اللہ کا اسکو معاف نہ کرنا اور ''لن يغفر الله'' فرمانا اپنے محبوب سے محبت کی بناء پر تھا۔

نماز اور قمیض کا نفع نہ پہنچانا:

اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو اپنا کرتہ پہنایا تو اسے عذاب نہیں ہونا چاہیے تھا۔ تو کیا تبرکات انبیاء غیر موثر ہیں؟

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا انبیاء علیہم السلام کی یہ شان ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کے فراق میں روتے روتے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی چلی گئی تو یوسف علیہ اسلام مصر میں قید میں تھے آپ نے کسی کو اپنی قمیض مبارک دی۔ ''اذهبوا بقميضى هذا فالقوه علىٰ وجه أبى يات بصيرا'' (سورہ یوسف: آیت ۹۳) ترجمہ: 'میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو انکی آنکھیں کھل جائیں گی'

اور قرآن فرماتا ہے۔ فارتد بصيرا۔ (سورہ یوسف: آیت ۹۶) ترجمہ: ''اسی وقت اسکی آنکھیں پھر آئیں''

قمیض آنکھوں سے لگاتے ہی بینائی لوٹ آئی۔ موثر ذات اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جب چاہے کسی چیز کی تاثیر کو جاری کردے اور جب چاہے روک دے۔ جسطرح آگ کا کام جلانا ہے لیکن ابراہیم علیہ

السلام پر آگ نے اثر نہیں کیا اور اللہ نے آگ کی تاثیر کو روک دیا۔ بالکل اسی طرح اللہ نے اپنے محبوب کو بھی یہ اختیار عطا فرمایا اگر آپ چاہیں تو آپ کے تبرکات نفع بخش ثابت ہوں۔ اور کسی مصلحت کے تحت آپ ﷺ ایک منافق کو اپنا کرتہ عطا بھی کر دیں اور آپ ﷺ نہ چاہیں کہ اس سے اسکو نفع ہو تو اسکو نفع سے روک دیں اور اپنے کرتہ کی برکت سے اس منافق کو فیضیاب نہ ہونے دیں۔ دنیا میں کوئی ڈاکٹر یا طبیب کسی مریض کو دوا تو دے سکتا ہے مگر اسے یہ قدرت اور اختیار حاصل نہیں ہوتا کہ کسی مریض کے لیے دوا کے اثر کو روک دے لیکن اختیار مصطفیٰ ﷺ دیکھیے کہ اپنا مستعمل کرتہ عبداللہ بن ابی کو عطا فرمایا لیکن اس تبرک کی برکتوں کو اسکے لیے بے اثر کر دیا۔ تو آپ ﷺ کے کرتہ سے عبداللہ بن ابی کو فائدہ نہ پہنچنا اسلیے نہیں تھا کہ اسمیں برکت نہ تھی بلکہ آپ ﷺ نے اس سے برکت نکال لی تھی۔ کیونکہ وہ منافق اس کا اہل نہ تھا۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کو اس منافق کو کرتہ دینے سے منع کیا۔ تو آپ ﷺ نے پہلے ہی فرما دیا۔

''اَخّرعَنِی یا عمر ''فان صلوتی و قمیضی لا یغنیه من الله شیا'' (۱۰۶)

ترجمہ: ''اے عمر پرے ہٹ جاؤ میری نماز اور قمیض میں سے کوئی بھی چیز اسے اللہ (کے عذاب) سے نہیں بچائے گی۔''

لیکن قمیض پہنانے اور نمازِ جنازہ پڑھنے کی حکمت کیا تھی کہ حضور ﷺ کی نگاہ نبوت یہ دیکھ رہی تھی کہ میرے اس حسن عمل سے اسکی قوم کے ہزار افراد مسلمان ہو جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے ادھر اس پیکرِ رحمت ﷺ نے نماز ختم کی ادھر اسکی قوم کے ہزار افراد مسلمان ہو گئے۔ اور منشاء پورا ہوا ادھر ربِ کریم نے آیت نازل فرمادی کہ '' ولا تصل علیٰ احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره'' (سورہ توبہ: ۸۴)

ترجمہ: ''اور ان میں سے کسی کی میت پر نماز نہ پڑھنا اور اسکی قبر پر کھڑے نہ ہونا'' (۱۰۷)

حسب نسب پر گفتگو:

۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوّت زوروں پر تھی اور مختلف مکاتب فکر کے علماء کراچی میں جمع تھے ایک مجلس میں مفتی محمد شفیعؒ (م ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء)، مولانا محمد یوسف بنوریؒ (م ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۷ء)،

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ (م ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء)، سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ (۱۴۰۰ھ/۱۹۷۹ء) اور مولانا سیّد احمد سعید کاظمیؒ بھی جمع تھے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی مولانا ادریس کاندھلویؒ سے انکی کتاب ''**الکلام**'' میں حضور اکرم ﷺ کے حسب نسب کو اپنے زمانہ کے تمام احساب وانساب سے افضل لکھنے پر گفتگو ہوئی۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مولانا کاندھلوی سے فرمایا کہ آپنے اپنی کتاب '' **الکلام** '' میں مرزا غلام احمد قادیانی کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نبی کے لیے ضروری ہے کہ اسکا حسب نسب اپنے زمانہ کے تمام احساب وانساب سے افضل ہو۔ یہ بات بے دلیل ہے۔ مولانا کاندھلوی نے جواب دیا میں نے حدیث شریف کا ترجمہ کیا ہے۔ کذالك تبعث الانبیاء فی احساب قومهم ''انبیاء علیہ السلام اپنی قوم کے بہترین نسب سے مبعوث کیے جاتے ہیں''

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے فرمایا حدیث شریف کا ترجمہ یہ ہے کہ جس قوم کی طرف نبی مبعوث ہوا اس کا نسب اس قوم میں افضل ہوتا ہے۔ جبکہ مولانا آپ نے لکھا ہے نبی کا نسب اپنے زمانے میں سب سے افضل ہوتا ہے۔ مولانا کاندھلوی نے کہا ایسا لکھنے میں کیا برائی ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جواب دیا۔ ترمذی شریف میں حدیث ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

''قال رسول الله ﷺ ان الله اصطفیٰ من ولد ابراهیم اسمعیل و اصطفیٰ من ولد اسمعیل بنی کنانة و اصطفیٰ من بنی کنانة قریشاً و اصطفیٰ من قریش بنی هاشم و اصطفانی من بنی هاشم'' (۱۰۸)

''اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم میں اسماعیل علیہ السلام کو فضیلت دی اور اولاد اسماعیل میں کنانہ کو فضیلت دی اور کنانہ میں قریش کو اور قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں مجھے فضیلت دی''

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو فرزند حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے اور اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نسب حضرت اسحٰق علیہ السلام سے افضل تھا اور جس زمانہ میں نسلِ اسحٰق علیہ السلام سے بنی اسرائیل کے انبیاء مبعوث ہوئے اسوقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد بھی تھی اور انکا نسب اپنے زمانہ کے تمام انساب سے افضل ہو

تو لازم آئے گا کہ بنی اسرائیل کے انبیاء انبیاء نہ رہے کیونکہ انکا نسب اپنے زمانہ کے نسبِ اسماعیل سے افضل نہ تھا۔ مولانا ادریس کاندھلویؒ سے اسکا کوئی جواب نہ بن پڑا۔(۱۰۹)

ہندو لڑکی کا سوال:

یہ واقعہ ۱۹۲۹ء یا ۱۹۳۰ء کا ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ حزب الاحناف لاہور مسجد وزیر خان کے اسٹیج پر تقریر فرما رہے تھے۔ آپ نے حضور اکرم ﷺ کی شان بیان کی اور کہا کہ دنیا کی کوئی خوبی اور اچھائی ایسی نہیں جو آپ ﷺ کی ذات میں موجود نہ ہو۔ آپ ﷺ نہایت حلیم و کریم تھے۔ چونکہ ابھی پاکستان وجود میں نہیں آیا تھا جلسہ گاہ کے قریب ہی ایک ہندو لڑکی رہتی تھی جو بی اے کی طالبہ تھی اس نے ایک پرچی پر سوال لکھ کر بھیجا مولانا آپ کہتے ہیں کہ دنیا کی کوئی خوبی اور صفت ایسی نہیں جو آپ کے نبی میں نہ ہو اور اسی اسٹیج پر اس سے پہلے ایک مولانا نے تقریر کی تھی کہ اور انھوں نے حاتم طائی کی سخاوت کا ایک واقعہ بیان کیا تھا کہ حاتم طائی اپنے محل میں بیٹھا لوگوں میں مال تقسیم کر رہا تھا۔ ایک شخص ایک دروازے سے آیا حاتم طائی نے اسے دے دیا۔ وہ شخص بھیس بدل کر دوسرے دروازے سے آیا حاتم طائی نے پہچانا مگر کچھ نہ کہا اسے دے دیا۔ وہ شخص پھر بھیس بدل کر تیسرے دروازے سے آیا اب بھی حاتم طائی نے پہچانا مگر کچھ نہ کہا اور اسے دے دیا۔ اس طرح وہ شخص بھیس بدل کر چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں دروازے سے آیا مگر حاتم طائی کی پیشانی پر بل نہ آیا اور اسے محروم نہیں کیا ہر بار اسے دیا۔ اب آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ کے نبی میں کوئی خوبی اور کمال ایسا نہیں جو موجود نہ ہو۔ تو کوئی آپ کے نبی سے زیادہ سخاوت میں بھی نہیں ہو سکا تو حاتم طائی کے اس واقعے کو سامنے رکھتے ہوئے بتایے کہ حاتم طائی زیادہ سخی ہے یا آپ کے نبی۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا ابھی زمانہ طالب علمی تھا اور سوال انتہائی مشکل نظر آتا تھا مگر علامہ کاظمی کی ذہانت اور تبحر علمی دیکھیے آپ نے جواب دیا کہ اس واقعے سے اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ حاتم بہت بڑا سخی تھا تو یہ سوائے کم فہمی کے اور کچھ نہیں یہ واقعہ حاتم طائی کی سخاوت کی دلیل نہیں بلکہ یہ تو اسکے بخل کی دلیل ہے۔ اس واقعے میں سائل پہلی بار آتا ہے حاتم اسے دیتا ہے مگر اسکی جھولی نہیں بھرتی۔ اسکی طلب پوری نہیں ہوتی وہ دوبارہ جھولی پھیلاتا ہے حاتم پھر کچھ دیتا ہے لیکن ابھی بھی اس نے اتنا کم دیا کہ سائل کی طلب پوری نہیں ہوتی اور اسے تیسری بار

جھولی پھیلانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ حاتم بار بار اسے دیتا ہے مگر سائل کی طلب پوری نہیں ہوتی وہ بار بار لینے آتا ہے یہ کیسی سخاوت ہے؟ یہ تو کنجوسی کی دلیل ہے۔ اگر سخاوت دیکھنا ہے تو آؤ ہمارے نبی کی سخاوت دیکھو۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ وضو کروار ہے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دریائے رحمت جوش پر آیا۔ حضرت ربیعہ سے خوش ہو کر فرماتے ہیں ''سل یا ربیعه'' مانگ ربیعہ کیا مانگتا ہے۔ حضرت ربیعہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''اسئلك مرافقتك فی الجنة'' سرکار میں جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت مانگتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''غیر ذالك'' یہ تو ہم نے تجھے دیا اور کچھ مانگنا ہے تو مانگو حضرت ربیعہؓ کہتے ہیں۔ ''هکذا یا رسول الله'' (۱۱۰)

ترجمہ: ''اب کچھ نہیں چاہیے''

تو حاتم طائی سے ملتا ہے تو بار بار مانگنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت ایسی کہ پہلی دفعہ اتنا دیتے ہیں کہ پھر اور کسی چیز کی حاجت نہیں رہتی۔ یہ جواب سن کر وہ ہندو لڑکی مسلمان ہوگئی تھی۔ (۱۱۱)

تصنیفات وتالیفات:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے تصنیفات وتالیفات کا سلسلہ زمانہ طالب علمی میں ہی شروع کر دیا تھا آپ نے اپنی زندگی میں متعدد رسائل وکتابیں تصنیف کیں جنکا تذکرہ درج ذیل ہے۔

۱۔ **تسبیح الرحمٰن عن الکذب والنقصان**: تسبیح الرحمٰن عن الکذب والنقصان کے عنوان سے پیش کیا جانے والا یہ مقالہ آپ کی سب سے پہلی تحریر ہے جو آپ نے زمانہ طالب علمی میں لکھی۔ جب ایک فرقہ امکانیہ نے امت مسلمہ کو انتشار سے دوچار کرنے کے لیے اس عقیدے کا پرچار کیا کہ ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر۔ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے تو (نعوذ باللہ) جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہے۔ اور اگر کہیں نہیں تو لازم آئے گا کہ بعض چیزوں پر قادر ہے اور بعض چیزوں پر قادر نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ

کاظمی علیہ الرحمہ نے اس عقیدہ فاسدہ کی بیخ کنی کے لیے امتناع کذب کے موضوع پر قلم اٹھایا۔ آپ نے دلائل سے واضح کیا کہ جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے۔ ایسے مکروہ عیب کو اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کے ساتھ منسوب کرنا مسلمانوں کے تنزلِ ایمان کا باعث ہے۔ آپ نے مختلف تفاسیر مثلاً قاضی بیضاوی رحمتہ اللہ علیہ کی تفسیر ''بیضاوی'' امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ کی تفسیر ''تفسیر کبیر'' علاء الدین بغدادیؒ کی ''تفسیر خازن''۔ سیّد سند علیہ الرحمہ کی ''شرح مواقف''۔ علامہ جلال الدین علیہ الرحمہ کی ''شرح عقائد جلالی'' اور دلائل عقلی سے کذب باری تعالیٰ کا رد فرمایا۔ اور واضح کیا کہ اہلسنت کا مذہب ان خرافات سے مبرا اور منزہ ہے۔ یہ کتاب ۳۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۔ **الحق المبین** : آپ نے یہ کتاب ۱۹۴۶ء میں تصنیف فرمائی۔ اس کتاب میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے بد مذہبوں کی کتب سے گمراہ کن عبارات کو نقل کر کے ان پر تنقید و تبصرہ ''الحق المبین'' کے نام سے کیا ہے۔ آپ نے وہ تمام عبارات جن میں اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں توہین کی گئی ہے بلفظاً مع حوالہ کتب وصفحہ مطبع نقل فرمائیں۔ اور اپنی طرف سے کسی قسم کی بحث و تمحیص نہیں کی۔ اور اسکے ساتھ ہی ہر عنوان اور عبارت کے تحت اپنا مسلک واضح کر کے فیصلہ حق و باطل ناظرین و قارئین پر چھوڑ دیا۔ یہ کتاب ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۔ **نفی الظّل والفی** : رسول اکرم ﷺ کے جسم اقدس کا سایہ نہ ہونے پر مولانا احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے ایک رسالہ ''نفی الفی عمن بنورہ اناء کل شئی'' تحریر فرمایا تھا اس پر خوب تنقید کی گئی۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے حضور اکرم ﷺ کے سایہ نہ ہونے اور مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ کے رسالے کی تائید و توضیح کے لیے ''نفی الظل والفی'' ۱۹۶۰ء میں تحریر فرمائی۔ یہ کتاب ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۴۔ **حیات النبی** ﷺ : اس کتاب میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے حیات النبی ﷺ بعد از وفات کو قرآن و حدیث، تفاسیر اور دیگر واقعات کی روشنی میں ثابت کیا ہے۔ اور شکوک و شبہات کا رد کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۱۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۵۔ **میلا د النبی ﷺ** : میلا د النبی ﷺ کے موضوع پر بے شمار تصنیفات شائع ہو چکی ہیں۔ علا مہ کاظمی علیہ الرحمہ نے قرآن و حدیث ، فقہ وتفسیر ، سیرت اور تصوف کی روشنی میں خلقت وولادت محمدی ﷺ ، بعثت ، اور میلاد منانے کے ثمرات و برکات ، میلاد پر خوشی اور جشن منانا اور قیام میلاد دور صلوٰۃ وسلام پر مدلل بحث کی ہے۔ یہ کتاب ۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

۶۔ **معراج النبی ﷺ** : اس کتاب میں معراج النبی ﷺ کے موضوع پر علا مہ کاظمی علیہ الرحمہ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں خوبصورت طریقے سے مدلل ومفصل گفتگو فرمائی اور منکرینِ معراج کے شکوک وشبہات کے مدلل دلائل دیے۔ یہ کتاب ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

۷۔ **علمِ غیب نبی ﷺ** : یہ کتاب علا مہ کاظمی علیہ الرحمہ کی رسول اکرم ﷺ کے لیے ثبوتِ علم غیب میں ایک شاندار علمی تحقیق ہے۔ علا مہ کاظمی علیہ الرحمہ نے بسیط انداز میں قرآن وحدیث سے اور مختلف تفاسیر سے علمِ غیب نبی ﷺ کے حق میں مدلل بحث فرما کر یہ ثابت کیا کہ جو حضور اکرم ﷺ کے علوم پر لفظ غیب کا اطلاق نا جائز سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ یہ کتاب ۲۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

۸۔ **تصریح المقال فی حل امر لا ھلال** : ایصال ثواب کے لیے جانور ذبح کرنے کے جواز میں یہ آپکی علمی تحقیق ہے۔ پہلے آپ نے شرک کے مفہوم کو واضح فرمایا۔ نذر شرعی پر ، اور اولیاء کے نام پر جانور ذبح کیا جانا حرام نہیں پر بحث کی۔ آپ نے قرآن مجید۔ احادیث ، ردالمختار ، فتاویٰ ابی اللیث ، فتاویٰ شامی ، طبقات کبریٰ ، تفسیرات احمدیہ ، انفاس العارفین ، فتاویٰ عزیزی ، فتاویٰ عالمگیری ، تفسیر عزیزی ، تفسیر نیشاپوری ، اور تفسیر احکام القرآن سے استدلال کیا۔
یہ رسالہ ۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

۹۔ **التبشیر برد التحذیر** : مولانا احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے قادیانیوں پر کفر کا فتویٰ لگانے کے علاوہ مولوی قاسم نانوتوی کی ایک کتاب '' تحذیر الناس '' کی بعض عبارتوں پر شرعی گرفت

کی جنھیں بنیاد بنا کر مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے معتقدین نے جب مولانا احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ پر یہ الزام لگایا کہ انھوں نے تحذیر الناس کے مختلف صفحات سے عبارتوں کے چند ٹکڑے کاٹ کر انکو ملا کر ایک مسلسل عبارت بنالی جس سے کفری مضمون پیدا ہو گیا۔ اور پھر اس عبارت کو حضرت نانوتوی صاحب کی طرف منسوب کر کے علماء حرمین شریفین سے کفر کا فتویٰ حاصل کر لیا۔ چنا چہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے ۱۹۶۳ء میں ''التبشیر برد التحذیر نامی کتاب لکھ کر اس بے بنیاد الزام کا ردفرمایا۔ یہ کتاب علیحدہ بھی شائع ہوئی اور مقالاتِ کاظمی حصہ دوم میں بھی شامل ہے اس میں تحذیر الناس کی چودہ غلطیاں اور دلائل کے ساتھ تحذیر الناس کے مباحث کا رد کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ۱۳۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۰۔ دستورِ پاکستان : اس مقالہ میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے پاکستان کے بنیادی وجوہ و نظریات دستورِ پاکستان کا مفہوم اور اسکی ضرورت و اہمیت اور کتاب وسنت کو اسکی اساس و بنیاد قرار دیا ہے۔ آپ نے دستور اسلامی حنفی بنانے پر زور دیا۔ یہ مقالہ آل پاکستان سنی کانفرنس منعقدہ ۱۰۔۱۱۔۱۲ دسمبر ۱۹۵۵ء کو لاہور میں پڑھا گیا۔ یہ مقالہ ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۱۔ کتاب التراویح : اس کتاب میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مسئلہ تراویح ۲۰ رکعت پڑھنا بدعت سیئہ کے پروپیگنڈے کا ردفرمایا ہے اور احادیث واقوالِ صالحین محدثین ومجتہدین کی روشنی میں صلوٰۃ تراویح کے ۲۰ ہونے پر مدلل بحث فرمائی ہے اور منکرین کے شکوک وشبہات کا بسیط انداز میں ردفرمایا۔ یہ کتاب ۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۲۔ تسکین الخواطر فی مسئلہ حاضر و ناظر : علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ نے ایک اہم مسئلہ حاضر و ناظر پر قلم اٹھایا اور ''تسکین الخواطر فی مسئلہ حاضر و ناظر'' میں قرآن وحدیث اور اقوالِ بزرگان دین سے مدلل اور جامع بحث فرمائی ہے۔ پہلے حصے میں لفظ حاضر و ناظر کے معنیٰ کی تحقیق کے عنوان سے قرآن وحدیث اور اقوالِ اسلاف ومع حوالہ جات کتب سے بحث فرمائی ہے اور ساتھ ساتھ اعتراضات کے سہل انداز میں جوابات تحریر فرمائے ہیں۔ اپنی اس کتاب میں اپنے متعلق لکھا ''سگِ درگاہ جیلانی'' ارشد سعید کاظمی نے استفسار کیا کہ آپ نے اپنی کسی کتاب میں ایسے

الفاظ نہیں لکھے پھر اسمیں ایسا کیوں لکھا۔آپ نے جواب دیا مسئلہ حاضر و ناظر پر میں نے بہت پڑھا نہایت شدومد سے تحقیق کی اسکے باوجود اس مسئلے پر شرح صدر نہ ہوا تو اچانک میں نے محسوس کیا کہ حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت میری طرف متوجہ ہوئی، اسی لیے میں نے دیباچے میں ''سگِ درگاہ جیلانی'' لکھدیا۔ یہ کتاب ۱۳۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۳۔ اسلام میں عورت کی دیت : جدید تعلیم یافتہ طبقہ جو اسلام کے نظریات اور اصول و قوانین کو عقل کے پیمانوں پر پرکھنے کا عادی ہے ایسے ہی لوگوں نے جب عورت کی نصف دیت کا شوشہ چھوڑا علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مسئلہ دیت پر قلم اٹھایا اور قرآن واحادیث مقدسہ اور اقوالِ محدثین اور مجتہدین سے سیر حاصل گفتگو فرمائی اور عورت کی نصف دیت پر فقہاء امت کا اجماع واضح کیا اور شبہات کا ازالہ فرمایا۔ یہ کتاب ۶۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۴۔ صمصام : علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مولوی حسین علی کی کتاب ''بلغۃ الحیر ان فی ربط آیات قرآن'' کے رد میں ''صمصام'' کے عنوان سے یہ کتاب تصنیف فرمائی۔آپ نے صمصام میں اس قول کا رد فرمایا ہے کہ نعوذ باللہ ملائکہ و رسل کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو طاغوت کہنا جائز ہے۔آپ نے لغات اور تفاسیر معتبرہ سے واضح کیا کہ فرشتے اور رسول طغیان سے پاک ہیں اور کسی طرح طاغوت نہیں ہو سکتے۔ یہ رسالہ ۲۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۵۔ توحید اور شرک : علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے خدا کی وحدانیت کے معنیٰ ومفہوم اور توحید وشرک کے فرق پر مدلل گفتگو فرمائی۔ یہ آپ کی تقریر ہے جو کتابی شکل میں شائع کی گئی ہے۔ یہ کتاب ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۶۔ درود تاج پر اعتراضات کے جوابات : ۱۹۸۶ء میں جعفر شاہ پھلواری نے درود تاج پر صرفی ونحوی پچپن (۵۵) اعتراضات کئے جو رسالہ فاران میں شائع ہوئے اور عام لوگوں تک پمفلٹ کی شکل میں پہنچائے گئے۔جسکا عنوان تھا ''ادعیہ پر تحقیقی نظر'' اور مولف کا نام لکھا تھا امام الصوفیہ مجتہد العصر علامہ حضرت جعفر شاہ پھلواری۔عرصہ دراز تک کوئی ان اعتراضات کے جوابات نہ دے سکا۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے پاس پمفلٹ پہنچا تو آپ نے جعفر شاہ پھلواری کے

اعتراضات کے دندان شکن جوابات تحریر فرمائے۔ یہ کتابی شکل میں درود تاج پر اعتراضات کے نام سے شائع ہوئے۔ یہ کتاب ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۷۔ آئینہ مودودیت:

نومبر ۱۹۵۰ء میں مولانا مودودی کے ایک وفد نے علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ سے ملاقات کی اور الیکشن میں تعاون پر اصرار کیا۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مولانا مودودیؒ سے اختلاف کی بناء پر ایسا ممکن نہیں۔ بالآخر مولانا مودودی سے ملاقات طے پائی چنانچہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ ۲۵ نومبر ۱۹۵۰ء کو رات ۹ بجے مولانا مودودی صاحب کی کوٹھی لاہور پہنچے۔ ملاقات ہوئی۔ گفتگو کے بعد مولانا مودودی کے نظریات جاننے کا موقعہ ملا اور علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مولانا مودودی صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور جو نتائج اخذ کیے وہ اس کتاب کے حصّہ اوّل و دوم میں تفصیل کے ساتھ بیان کر دیے۔ یہ کتاب ۴۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۸۔ فلسفہ نماز:

نماز دین اسلام کا دوسرا رکن ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب فلسفہ نماز میں نماز کا لغوی و اصطلاحی مفہوم، اسکے دنیوی و اخروی برکات، ثمرات و نتائج اور آداب و شرائط کو بیان کیا ہے۔ یہ کتاب ۳۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۹۔ قرآن اور آسمان:

جدید سائنس آسمان کو نظر کا دھوکا قرار دیتی ہے۔ سائنسدان آسمان کے منکر اور خلا کے قائل ہیں۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے آسمان کی بابت اہلِ اسلام کا عقیدہ واضح فرمایا۔ کہ آسمان کا وجود حقیقت ہے۔ اور اسمیں دروازے ہیں۔ یہ رسالہ ۱۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۰۔ تعلیم میں دینی مدارس کا حصہ اور انکی افادیت:

اس کتاب میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مغربی تعلیم کے منفی اثرات سے اسلامی معاشرے کو داغدار ہوتا دیکھ کر خاموشی اختیار نہ کی۔ آپ نے دینی مدارس کی علمی عظمتوں اور

انھیں علمائے اسلام کی میراث قرار دیا۔ یہ رسالہ ۸صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۱۔ جمعیت علماء پاکستان:

جمعیت علماء پاکستان کا قیام علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔آپ اسکے پہلے ناظم اعلیٰ مقرر کیے گئے اس تحریر میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے وجہ قیام جمعیت علماء پاکستان اور جمعیت کے کارناموں پر روشنی ڈالی ہے۔یہ رسالہ ۱۷صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۲۔ الاھداء:

اس کتاب میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے رب سے مشورہ کرنا اور اسکی وضاحت فرمائی ہے۔آپ نے احادیث مقدسہ اور کتبِ تفاسیر سے مشورہ کی اہمیت کو واضح فرمایا۔آپ کی تقریر ہے جو کتابی شکل میں شائع کی گئی ہے۔ یہ رسالہ ۱۱صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۳۔اسلام اور اشتراکیت:

جب منکرین اسلام اور سوشلسٹ عناصر نے ۲۳مارچ ۱۹۷۰ءکو دارالسلام کانفرنس (ٹوبہ) میں ملک میں سوشلزم کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے گمراہ کن پرپیگنڈا کیا۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اسکے جواب میں ۱۴جون ۱۹۷۰ءکو سنّی کانفرنس منعقد کی اور اسلام اور اشتراکیت کے نام سے ایک مقالہ تحریر کیا۔یہ مقالہ ۱۱صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۴۔ فلسفہ قربانی:

جب اسلام کے مروجہ شعار اور نشانی قربانی کا انکار کیا گیا اسکی توہین کی گئی اور ایک انگریزی اخبار پاکستان ٹائمز(۱۷جولائی ۱۹۵۵ء) میں خوب زہر اگلا اور کروڑوں روپے کو قربانی کے نام پر ضایع قرار دیا اور اسے جانوروں کی نسل کا بھی ضایع قرار دیا۔اسے خلاف عقل و حکمت گردانا۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا قلم حرکت میں آیا اور آپ نے ان منکرین کا تعاقب کیا اور دلائل و قرآئن سے ردِ بلیغ فرمایا۔ یہ رسالہ ۲۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۵۔ختمِ نبوت:

اس مقالے میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مرزائیوں کے اس عقیدے کا رد کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت غیر تشریعی ہے۔آپ نے بعض صوفیاء کرام کی عبارات سے بھی استدلال کیا۔ یہ مقالہ ۱۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۶۔فضیلت حدیث:

تاریخِ حدیث پر غلام احمد پرویز صاحب کے اعتراضات کا جواب علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ نے حدیث کے موضوع پر مختلف مضامین سے دیا۔ضرورت حدیث، تدوین حدیث، فضیلت حفظِ حدیث، علم اصول حدیث کی بعض ضروری اصطلاحات۔تقریر، حدیث اثر اور خبر، سنت تعدادِ رواۃ کے اعتبار سے حدیث کی اقسام، احادیث صحیحہ اور انکے مراتب و درجات میں تفاوت۔ علمِ حدیث میں مشغول ہونے والوں کی اقسام، بعض اقسام کتبِ حدیث، حدثنا، اخبرنا، انبانا کا فرق، صحیحین کا اجمالی تعارف کو آپ نے قلمبند فرمایا۔ یہ کتاب ۲۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۷۔ حجیت حدیث:

اس کتاب میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے حجیت حدیث پر کمال اور مدلل انداز سے بحث کی ہے۔ یہ کتاب ۶۹ صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۸۔ اسلامی معاشرے میں طلباء کا کردار:

یہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی ایک تقریر ہے جو آپ نے ۱۷، اپریل ۱۹۶۸ء کو کراچی میں انجمن طلباء کے مرکزی اجتماع میں کی اور طلباء کی معاشرے میں ذمہ داریوں اور انکے کردار کو واضح فرمایا۔ یہ کتابی شکل میں شائع کی گئی۔ یہ کتاب ۱۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۹۔ شہری زندگی:

یہ مقالہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے ۲۶ نومبر ۱۹۶۰ء کو حزب الاحناف لاہور میں پیش کیا تھا۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اپنے اس مقالے میں شہری زندگی کے مفہوم، بنیادی مقاصد، نظم و

ضبط، باہمی تعاون کی قدریں، حکومت کے ساتھ عوام کا تعاون اور کامیاب شہری زندگی کو قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح کیا ہے۔ یہ مقالہ ۱۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۰۔ سائنس و مذہب:

جدید سائنس کی ترقی نے اہلِ مذاہب کی مذہبیات اور معتقدات کو جلا کر خاک کر ڈالا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے ایمان کو بھی پسِ پشت ڈالدیا جاتا ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے دلائل سے مذہب کو انسانیت کا نگہبان اور گناہوں سے روکنے کا ذریعہ ثابت کیا ہے۔ یہ رسالہ ۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۱۔ عصمتِ انبیاء:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں عصمتِ انبیاء کو موضوع بناتے ہوئے اہلِ کتاب کے منصبِ نبوت کے منافی تصورات کا رد فرمایا ہے۔ آپ نے اقوال علماء کی روشنی میں دلائل قرآنیہ سے بحث کی ہے۔ یہ کتاب ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۲۔ فلسفہ شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنی اس مختصر تحریر میں فلسفہ شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ اور اسکی خصوصیت کو بیان کیا ہے۔ شہادت کی اقسام پر بحث کی ہے۔ یہ رسالہ ۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۳۔ کلمہ طیبہ کا مفہوم:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنی اس مختصر سی تحریر میں کلمہ طیبہ کے پہلے حصے **لا الہ الا اللہ** کے تحت توحید، الوہیت، شرک اور کلمے کے دوسرے جز ''محمد رسول اللہ'' کے تحت لفظ محمد ﷺ اور لفظ احمد ﷺ کے معنیٰ و مفہوم اور کلمہ طیبہ میں اسکے وارد ہونے کو واضح فرمایا ہے۔ یہ رسالہ ۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۴۔مقصودِ کائنات:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنی اس تحریر میں واضح فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی مقصودِ کائنات ہے۔یہ کتاب ۱۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۵۔عرفانِ ربانی ناطق دلیل:

اس عنوان کے تحت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے ذاتِ رسول ﷺ کو رب تک پہنچنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ یہ رسالہ ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۶۔ رجم اسلامی سزا ہے:

ماہنامہ تدبر اور الاعلام کے جواب میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے یہ مقالہ تحریر فرمایا۔اپنے اس مقالے میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے رجمِ اسلامی کو قرآن اور اسلام کے خلاف کہنے کا رد فرمایا اور مقصدِ بعثت اور منصب رسالت بیان کرتے ہوئے رجم کے اسلامی حکم ہونے کو قرآن وسنت سے ثابت فرمایا اور رجم کو حکم الٰہی قرار دیا۔آپ نے یہ بھی ثابت کیا کہ رجم حد ہے تعزیر نہیں۔یہ کتاب ۹۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۷۔ فتاویٰ عالمگیری کا پس منظر:

اپنی اس تحریر میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے چھ سوالوں کے جوابات تحریر فرماتے ہوئے فتاویٰ عالمگیری کے مدون کرنے والے علماء کرام کے اسمائے گرامی اسکی تدوین کا مقصد تحریر فرمایا۔یہ رسالہ ۹ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۸۔ خیر وشر:

اصول کے تحت چیزیں اپنی ضرورتوں سے پہچانی جاتی ہیں۔اپنے اس مقالہ میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے خیر وشر کے عنوان کو زیرِ بحث لیا ہے۔یہ رسالہ ۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۹۔کتاب الحدیث:

اس عنوان کے تحت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مسلمان اور مومن کا تصور،

منکرین حدیث کے رد میں حدیث کی ضرورت واہمیت اور ذخیرۂ احادیث کو موضوع اور ضعیف روایتوں کے شبہ کا رد فرمایا اور احادیث صحیح کے جھوٹی اور غلط روایتوں سے ممتاز ہونے کو بیان فرمایا۔ احادیث صحیحہ کی حقانیت کو واضح فرمایا۔ یہ کتاب ۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

۴۰۔ انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء :

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے حیات انبیاء کے جواز پر امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کے رسالے کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ کسی سائل کے سوال کہ ''رسول اکرم ﷺ اپنے مزار پرانوار میں زندہ ہیں۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے حیات انبیاء پر دلالت کرنے والی احادیث بیان کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی شہادت اور ایک حدیث کے تحت پندرہ جوابات تحریر فرمائے۔

یہ کتاب ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

۴۱۔ لفظ نبی کی تحقیق :

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مولانا احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے ترجمہ قرآن میں نبی کا ترجمہ ''غیب کی خبریں بتانے والا'' نبی پر اعتراض کرنے والوں کو مدلل انداز میں جواب دیا ہے۔ ۱۹۸۵ء میں لفظ نبی کی تحقیق کے عنوان کے تحت لفظ نبی پر علماء ومفسرین ومحدثین اور ائمہ لغت کی عبارات تحریر فرمائی ہیں۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی یہ لغوی تحقیق ہے اور علم لغت پر آپکی مہارت کا ثبوت ہے۔ یہ کتاب ۲۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

۴۲۔ احسن التّحریر:

آپ نے تفضیل جبرئیل کے موضوع پر یہ کتاب تصنیف فرمائی۔ یہ ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

۴۳۔ مکالمہ کاظمی ومودودی:

پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جماعت اسلامی کے پلیٹ فارم سے جدو جہد کا آغاز ہوا۔ چنانچہ ۱۹۵۱ء میں جمعیت علماء پاکستان نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے مشورے سے ایک وفد بات چیت کے لیے مولانا مودودی کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا اور اس

وفد کی سربراہی کا فریضہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کو سونپا گیا وہاں جو باتیں ہوئیں اس کا بڑا اور اہم حصہ مکالمہ کاظمی ومودودی کے نام سے حضرت علامہ محمود احمد رضوی صاحب کے تعاون سے تحریری شکل میں آچکا ہے۔ یہ کتاب ۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

۴۴۔ مزیلۃ النزاع عن مسئلۃ السماع:

قوالی سننے کے جواز پر آپ نے یہ کتاب تحریر فرمائی۔اس کتاب میں آپ نے سماع کے جواز پر دلائل تحریر فرمائے۔آپ نے ثابت کیا کہ مطلق غنا کو حرام سمجھنا لاعلمی ہے۔آپ نے اس کتاب کو چار مباحث پر تقسیم کیا۔پہلی کتاب اللہ، دوسری سنت رسول اللہ ﷺ، تیسری بحث قیاس، ائمہ ومجتہدین واقوال فقہا احناف اور چوتھی بحث اقوال مشائخ کبار میں۔اسکے بعد خلاصۃ الکلام کے عنوان سے تتمہ جس میں تمام بحثوں کا لبِ لباب اور نتیجہ ہے۔ یہ کتاب ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

۴۵۔ اسلام اورعیسائیت: آپ نے اسلام اورعیسائیت کا تقابل، عیسائیت کے بنیادی نظریات کو واضح فرمایا ہے آپکی یہ تحریر ۱۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

۴۶۔ گستاخِ رسول کی سزا قتل: اس میں علامہ کاظمیؒ نے گستاخ رسول کو واجبِ قتل قرار دیا اوراس سزا کی تائید میں دلائل قلمبند کیے ہیں یہ کتاب ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

تلامذہ وخلفاء:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے شاگردوں کی فہرست طویل ہے۔آپکے چند صفِ اول کے شاگردوں کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

ا۔مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ:

مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ ابن میاں کرم الٰہی مرحوم (۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء) میں کھیم کرن (بھارتی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔آپ مولانا سیّد احمد سعید کاظمیؒ کے مدرسہ انوارالعلوم ملتان حاضر ہوئے ۔آپ نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے درسِ حدیث لیا

اور (۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء) میں مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان سے سندِ فراغت حاصل کی۔ آپ ۱۹۵۵ء میں پہلی مرتبہ اپنے استادِ گرامی مولانا غلام علی اوکاڑویؒ کے ہمراہ کراچی آئے۔ مولانا شفیع اوکاڑویؒ نے ۱۹۵۶ء میں کراچی میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ آپ نے نیومیمن مسجد کراچی میں خطابت کے فرائض انجام دیے۔ آپ نے ۱۹۷۲ء کراچی میں ایک عظیم دار العلوم گلزارِ حبیب کی بنیاد رکھی جو کہ قائم و دائم ہے۔ پھر آپ نے گلزارِ حبیب ٹرسٹ قائم کیا۔ اسی ٹرسٹ کے تحت جامعہ اسلامیہ گلزارِ حبیب کا آغاز کیا۔ آپ نے اپنے خداداد اندازِ خطابت سے اشاعتِ سنیت کے لیے گرانقدر کام کیا۔ آپکے اندازِ خطابت کی شہرت عام تھی۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں عارضہ قلب کی شکایت ہوئی۔ آپکا وصال (۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء) میں ہوا آپ کراچی میں مدفون ہیں۔

آپکا مزار مسجد گلزارِ حبیب سولجر بازار کراچی میں ہے۔ آپکے صاحبزادے مولانا کوکب نورانی آپکے جانشین ہیں۔ (۱۱۲)

۲۔ علامہ غلام رسول سعیدی:

آپ ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء میں دھلی میں پیدا ہوئے۔ ہندوستان سے ہجرت کر کے کراچی میں سکونت اختیار فرمائی اور میٹرک کا امتحان پاس کر کے پریس میں ملازمت اختیار کی۔ پھر ترکِ ملازمت کی اور جامعہ رضویہ میں علامہ حافظ عبد المجید کی خدمت میں ڈیڑھ سال اکتسابِ فیض کے بعد جامعہ نعیمیہ لاہور تشریف لائے۔ آپ کا شمار علامہ کاظمیؒ کے نہایت قابل شاگردوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے مسلم شریف کی مبسوط شرح لکھ کر آپ نے دنیائے اسلام سے ''شیخ الحدیث'' ہونے کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے مسلم شریف کی شرح سات جلدوں میں تحریر فرمائی۔ آپ نے قرآن پاک کی تفسیر ''تبیان القرآن'' کے نام سے کی۔ جو بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ آپ بخاری شریف کی شرح ''انعام الباری شرح صحیح بخاری'' بھی کر رہے ہیں۔ آپکے کئی مضامین مختلف جرائد اور رسائل میں چھپ چکے ہیں۔ آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن بھی رہے۔ آپ اس وقت دار العلوم نعیمیہ کراچی میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔ آپ جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم یار خاں میں دورانِ تعلیم علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اسی لیے آپکو سعیدی کہا جاتا ہے۔ راقم نے کئی بار آپ سے حصولِ مواد کے سلسلے میں ملاقات کی مگر آپ نے اپنے مرشد سے متعلق نہ تو معلومات فراہم کیں اور نہ مفید تجاویز دے سکے۔ (۱۱۳)

۳۔ مفتی غلام سرور قادری:

مفتی غلام سرور قادری ابنِ محمد موسیٰ ۱۳۵۹ھ/۱۹۳۹ء میں موضع کچی لعل علاقہ سیت پور تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے بہاولپور سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور پھر دینی تعلیم جمال الدین ضلع رحیم یار خاں، جامعہ معینیہ ڈیرہ غازی خاں، جامعہ نعیمیہ لاہور، مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان، اور جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد سے فراغ و دستارِ فضیلت حاصل

کی ۔آپ نے ۱۹۶۲ء میں انوار العلوم میں داخلہ لیا اور علامہ کاظمیؒ سے حدیث، مناظرہ رشیدیہ اور شرح عقائد پڑھی ۔اسکے علاوہ آپ نے جامعہ اسلامیہ بہاولپور سے فقہ وقانونِ اسلامی میں (تخصص) ایم اے (اسلامک لاء) بھی کیا۔آپ نے تدریسی زندگی کا آغاز مدرسہ عربیہ انوار العلوم سے کیا جہاں تدریس کے علاوہ آپ نے نائب مفتی کے فرائض بھی سرانجام دیے اور بعد میں آپکو شعبہ افتاء کا صدر بنا دیا گیا۔ پھر آپ جامعہ رضویہ ہارون آباد کے مہتمم مقرر ہوئے جہاں آپ نے مفتی اور شیخ الحدیث کے فرائض بھی سرانجام دیے ۔ پھر لاہور تشریف لائے ۔آجکل آپ مہتمم غوثیہ گلبرک لاہور اور خطیب جامع مسجد غوثیہ ہیں ۔آپ بہت بڑے عالم، فاضل مدرس اور مصنف ہیں ۔آپ نے علامہ کاظمیؒ کے رسالہ ''تسبیح الرحمٰن عن الکذب والنقصان'' کی شرح ''تنزیہ الغفار عن تکذیب الاشرار'' کے نام سے لکھی اس میں علم الکلام کی گتھیوں کو بڑی مہارت سے سلجھایا ہے۔آپ نے تحریکِ ختمِ نبوت ۱۹۷۴ء میں بھی حصہ لیا اور ہارون آباد سے گرفتار کیے گئے اور سینٹرل جیل بہاولنگر میں ایک عرصے تک قید رہے۔آپ نے مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ قادریہ نوریہ رضویہ میں بیعت کی اور اجازت وخلافت حاصل کی ۔ (۱۱۴)

۴ ۔علامہ منظور احمد فیضیؒ :

منظور احمد فیضی بن مولانا محمد فیضی ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء موضع قادر آباد بستی فیض آباد علاقہ اوچ شریف (بہاولپور) میں پیدا ہوئے ۔آپ نے ابتدائی تعلیم ،قرآنِ پاک، فارسی، فقہ، اصولِ فقہ ،صرف ونحو، منطق اور مشکوٰۃ وجلالین شریف اپنے والدِ ماجد سے پڑھیں ۔پھر علومِ نقلیہ وعقلیہ کی تکمیل اور علومِ حدیث کے لیے آپ نے علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے۔ آپ علامہ کاظمیؒ کے ابتدائی شاگردوں میں سے ہیں آپکی ذہانت اور صلاحیت کے پیشِ نظر علامہ کاظمیؒ نے خود انھیں اپنی شاگردی میں طلب فرمایا تھا۔آپ نے ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۹ء میں مدرسہ عربیہ ملتان سے سندِ فراغت حاصل کی ۔پھر آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے فاضلِ عربی کا امتحان پاس کیا۔ آپ بہت بڑے مناظر، بے مثال خطیب اور شعلہ بیان مقرر تھے ۔آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں ۔آپ نے دلائل وبراہین سے مزین ۵۰ سے زائد کتب تصنیف فرمائیں ۔آپ نے ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء میں بستی فیض آباد بہاولپور میں ایک دینی ادارہ مدینۃ العلوم قائم کیا اور ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء کو اسے فیض آباد سے احمد پور شرقیہ منتقل کر دیا۔آپ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے اور سلسلہ قادریہ، صابریہ میں بیعت وخلافت حاصل کی ۔آپ کافی عرصے سے شوگر کے مریض تھے جسکی وجہ سے گردے صاف کروانے کی ضرورت پیش آتی تھی ۔آپ نے ۲۷ جون ۲۰۰۶ء بمطابق جمادی الآخر ۱۴۲۷ھ کو وصال فرمایا۔اور علم کا یہ آفتاب غروب ہوگیا۔آپکو احمد پور شرقیہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔ (۱۱۵)

۵۔علامہ ڈاکٹر مفتی سیّد شجاعت علی قادریؒ:

آپ (۱۳۵۹ھ/۱۹۴۱ء) بدایوں بھارت میں پیدا ہوئے۔آپکے والد مفتی سیّد مسعود علی قادریؒ ایک جیّد عالم دین تھے اور انوار العلوم کے ابتدائی اساتذہ میں تھے۔مفتی شجاعت علی قادریؒ نے مدرسہ انوار العلوم میں داخل ہوکر والد ماجد کی سرپرستی میں علوم عربیہ کی تکمیل کی۔آپ نے درجہ اولیٰ سے حدیث شریف تک تمام کتب اسی مدرسہ انوار العلوم سے پڑھیں اور (۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء) میں سندِ فراغت حاصل کی۔آپ ایک عظیم عالم دین تھے علوم دینیہ مروجہ علوم رسمیہ دونوں پر یکساں مہارت اور عبور رکھتے تھے۔عربی پر مکمل عبور رکھتے تھے عمدہ خطیب تھے۔۱۹۷۵ء میں بعض علماء کرام کی رفاقت میں فیڈرل بی ایریا بلاک ۱۵ میں دار العلوم نعیمیہ قائم کیا۔یہیں آپ تا حیات مدرس، مفتی اور شیخ الحدیث کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے تھے۔وفاقی شرعی عدالت میں چھ سال تک بطور جج ملک وقوم کی خدمت کرتے رہے۔کراچی یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ کمیٹی کے ممبر بھی تھے۔۱۷سال دار العلوم امجدیہ میں تدریس اور افتاء کے فرائض انجام دیتے رہے۔لیاقت کالج کراچی میں ۱۶ سال تک پروفیسر رہے۔اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن بنے۔اردو اور عربی کی متعدد کتب ان کی یادگار ہیں۔۴ شعبان ۱۴۱۳ھ بمطابق ۲۸ جنوری ۱۹۹۳ء جمعرات کے دن جکارتہ میں آپکا انتقال ہوا۔آپ دار العلوم نعیمیہ، فیڈرل بی ایریا بلاک ۱۵ کراچی میں محواستراحتِ ابدی ہیں۔(۱۱۶)

۶۔ مولانا خورشید احمد فیضیؒ (ظاہر پیر)

آپ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے بہت چہیتے شاگرد، ممتاز عالم دین اور دانشور تھے۔آپکے والد کا نام منشی حبیب اللہ تھا۔آپ (۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء) میں بمقام راجن پور کلاں ڈیریں والی تحصیل وضلع رحیم یار خاں میں پیدا ہوئے۔آپ نے درسِ نظامی فرید آباد شریف (آستانہ حضرت خواجہ مولانا نور احمدؒ صاحب) سے اور پھر ۱۹۴۴ء میں انوار العلوم میں داخلہ لیا۔۱۹۴۸ء میں انوار العلوم سے سندِ فراغت حاصل کی۔آپ نے علامہ سیّد محمد خلیل کاظمیؒ اور علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے۔تیسرے ہی سال آپکو مدرسہ انوار العلوم میں بحیثیت مدرس منتخب کرلیا گیا تھا۔آپ نے ایک سال مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں م تدریسی فرائض انجام دیے پھر آپ نے چار سال مدرسہ سعیدیہ کاظمی ظاہر پیر میں علومِ عربیہ کی تدریس فرمائی۔آپ جمعیت علماء پاکستان سے بھی وابستہ رہے اور جماعت اہلسنت ضلع رحیم یار خاں کے صدر بھی رہے۔آپ سلسلہ چشتیہ میں خواجہ فیض محمد شاہ جمالی سے بیعت ہوئے۔آپکا مدفن ظاہر پیر ہے۔(۱۱۷)

۷ : مولانا حسن الدین ہاشمی :

آپ قصبہ بھوئی گاڑ (ضلع کیمبلپور) کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آپکے والد کا نام مولانا فرید الدینؒ تھا۔ آپکے والدِ ماجد، آپکے تایا مولانا محبّ النبی اور جدِ امجد مولانا احمد الدین متبحر عالمِ دین تھے۔ آپکا سلسلہ نسب امام محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

مولانا حسن الدین ہاشمی نے ابتدائی تعلیم ضلع سرگودھا میں مولانا محی الدین بھیرویؒ سے حاصل کی اور صرف ونحو کی کتب اپنے والدِ ماجد سے پڑھیں۔ پھر دیگر علوم وفنون کی کتب مدرسہ عربیہ انوار العلوم (ملتان) میں پڑھیں۔ کتبِ احادیث (صحاح ستہ) جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں حضرت مولانا محبّ النبی (م ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء) سے پڑھکر سندِ فراغت ودستارِ فضیلت حاصل کی۔ فراغت کے بعد دار العلوم حزب الاحناف (لاہور) اور پھر کچھ عرصہ دار العلوم انجمن نعمانیہ میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ جب جامعہ عباسیہ اسلامیہ بہاولپور کو سرکاری تحویل میں لیا گیا تو آپ جامعہ میں فقہ وقانون کے استاد مقررّ ہوئے۔ اسوقت مولانا سیّد احمد سعید کاظمیؒ بھی شیخ الحدیث کی حیثیت خدمات انجام دے رہے تھے۔ ۱۹۷۲ء میں علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف (لاہور) میں لیکچرر مقرر ہوئے اور پھر ۱۹۷۴ء میں دوبارہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور تشریف لے گئے۔ اسوقت آپ لانس اینجلس امریکا میں مقیم ہیں۔ (۱۱۸)

۸ ۔ مفتی اقبال سعیدیؒ :

شیخ الحدیث مولانا محمد اقبال سعیدیؒ کو علامہ کاظمیؒ سے شرف بیعت وتلمذ حاصل تھا۔ آپ علامہ کاظمیؒ کے خلیفہ مجاز بھی تھے۔ آپ انوار العلوم میں نائب شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز رہے۔ مولانا ایک ممتاز عالمِ دین اور نہایت راست گو خطیب تھے۔ آپ جماعتِ اہلسنت پاکستان ضلع راجن پور کے امیر اور گورنمنٹ ہائی اسکول میں عربی ٹیچر تھے۔ آپ نے تاحیات علامہ کاظمیؒ اور انکے خانوادہ سے اپنی وابستگی کو مضبوط رکھا۔ آپ ضلع امن کمیٹی کے سرگرم رکن تھے۔ آپ بروز پیر ۲۰ جنوری ۲۰۰۳ء کچہری ضلع راجن میں مسلح افراد کے ہاتھوں شہید ہوگئے تھے۔ آپکو راجن پور میں دفن کیا گیا۔ (۱۱۹)

۹۔ شیخ الحدیث مولانا مشتاق احمد چشتی:

مولانا ممتاز احمد چشتی ابنِ حافظ غلام محمد صاحبؒ (۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۱ء) میں بمقام بستی بختاور (بھکر) ضلع میانوالی میں بلوچ چانڈیہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت گھر پر ہی اپنے والدِ گرامی سے حاصل کی۔ آپ نے قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد درسِ نظامی مدرسہ محمودیہ پپلاں ضلع میانوالی، جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی اور

مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان سے علم کی تکمیل کی۔آپ نے میٹرک ۱۹۵۹ء میں کیا۔ایف اے ۱۹۶۵ء میں پرائیویٹ کیا۔۱۹۶۲ء میں انوار العلوم ملتان آئے اور اسی سال دورہ حدیث پڑھا اور سندِ فراغت حاصل کی۔پھر جامعہ اسلامیہ بہاولپور چلے گئے اور وہاں سے تخصص فی التفسیر والحدیث (مماثل ایم اے) کی ڈگری حاصل کی۔آپ ایک فاضل مدرس ہیں۔آپ نے کچھ عرصہ دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ، کچھ عرصہ جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں اور پھر مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں ۳۵ سال تدریس فرمائی۔پھر آپ ۲۰۰۴ء میں جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف ضلع اسلام آباد ملتان چلے گئے اور وہاں مفتی اور شیخ الحدیث کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔آپ نے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختمِ نبوت میں مجلسِ عمل تحفظِ ختمِ نبوت میں اہلسنت و جماعت کی نمائندگی کی۔آپ مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان کی جامع مسجد کے خطیب بھی رہے۔عیدگاہ ملتان میں نائب خطیب بھی رہے اور جامعہ مسجد مہریہ شمس آباد کالونی ملتان کے خطیب رہے۔آپ نے ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء میں پیر غلام محی الدین شاہ (المعروف بابوجی) کے دستِ مبارک پر سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی۔آپ نے ۱۹۷۲ء میں اپنے پیرومرشد کے زیرِ سایہ حج کی سعادت حاصل کی اور بغداد شریف حاضری کے موقعہ موقعہ پر درگاہ غوث الاعظمؒ کے خطیب و مدرس الشیخ عبدالکریم نے آپکو حدیث پاک کی اعزازی سند عطا فرمائی۔(۱۲۰)

۱۰۔ مولانا ممتاز احمد چشتی:

مولانا ممتاز احمد چشتی ابنِ غلام رسولؒ (۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۸ء) میں بستی بختاور ضلع بکھر میں پیدا ہوئے۔آپ مولانا مشتاق احمد چشتی کے بھتیجے ہیں۔آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والدِ ماجد کی سرپرستی میں حاصل کی۔مولانا فیض احمد سے ناظرہ قرآن شریف پڑھا۔ہائی اسکول پپلاں سے ۱۹۵۸ء میں مڈل کا امتحان پاس کیا۔میٹرک ۱۹۶۰ء میں پنجاب بورڈ سے کیا۔فاضلِ فارسی راولپنڈی بورڈ سے ۱۹۶۵ء میں کیا۔انٹر ۱۹۷۲ء میں ملتان بورڈ سے اور الشہادۃ العالمیہ (مماثل بی اے اسلامیہ) یونیورسٹی بہاولپور سے ۱۹۶۸ء میں کیا۔آپ نے یونیورسٹی میں پہلی پوزیشن حاصل کی تھی۔۱۹۶۹ء میں مدرسہ انوار العلوم ملتان سے دورہ حدیث کی سند حاصل کی۔گولڑہ شریف جامعہ غوثیہ میں پانچ چھ سال تک تعلیم حاصل کی اور صحاح ستہ کی تمام احادیث پڑھیں۔آپ نے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے تقرّر فرمانے پر انوار العلوم ملتان میں تدریس شروع کی۔آپ علامہ کاظمیؒ کی حیات میں انکی غیر موجودگی میں ۱۵ سال تک عیدگاہ ملتان میں نائب خطیب کے فرائض انجام دیتے رہے تھے۔آپ نے ۱۹۵۷ء میں پیر غلام محی الدین گولڑہ شریفؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔آپ ۱۹۷۲ء سے ریڈیو پاکستان ملتان کے مذہبی پروگراموں میں حصہ لیتے رہے ہیں۔آپ صاحب تصانیف بھی ہیں۔آپ نے انوار العارفین، انوارِ بیان اور قدم الشیخ عبدالقادر علیٰ رقاب الاولیاء الاکابر تحریر فرمائی ہیں۔آپ اسوقت بھی مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔(۱۲۱)

۱۱۔ مولانا غلام فرید ہزارویؒ:

مولانا غلام فرید ہزارویؒ ابنِ علامہ الحاج پیر عبدالجلیلؒ ۵ شعبان ۱۳۵۶ھ/ ۱۱، اکتوبر ۱۹۳۷ء بروز جمعرات کو موضع جھاڑ مضافات تربیلا میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو ریاض ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی ۱۹۶۶ء میں جامعہ اسلامیہ بہاولپور علامہ کاظمیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی۔ ۱۹۵۹ء میں جامعہ نعیمیہ لاہور سے دستارِ فضیلت مفتی محمد حسین نعیمیؒ سے حاصل کی۔ ۱۹۶۰ء میں علامہ کاظمیؒ سے علم الحدیث حاصل کیا۔ آپ نے اپنے بھائی مولانا شریف اپنے والد کے ساتھ حصولِ علم کیا اور سند حاصل کی۔ ۱۹۶۳ء میں شادی ہوئی ۵ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ آپ نے تدریس کا آغاز جامعہ گنج بخش لاہور سے کیا ۔۲ سال گوجرانوالہ امینیہ ہزارہ، ۲ سال ہری پور ہزارہ جامعہ اسلامیہ رحمانیہ میں تدریس کی۔ ۱۹۶۶ء میں علامہ کاظمیؒ کے ارشاد پر جامعہ العلوم خانیوال میں صدر مدرس کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۷۱ء میں آپ ڈسکہ آ گئے اور وہاں جامعہ فضل العلوم میں صدر مدرس اور مرکزی جامع مسجد عمر میں بطور امام و خطیب رہے۔ آپ صاحبِ تصانیف ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں تین حج کیے تھے۔ آپکا وصال ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء بروز بدھ ہوا۔ اُسوقت آپ ''MPA'' تھے۔ (۱۲۲)

۱۲۔ مفتی ہدایت اللہ پسروری:

مفتی ہدایت اللہ پسروری ولد غلام مصطفیٰ مرحوم ۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۲ء میں انڈیا ضلع کانگڑہ تحصیل نور پور میں موضع انڈیا میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پسرور آ گئے۔ آپ نے مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ آپ نے درس نظامی ۱۹۵۶ء میں شرقپور شریف سے کیا اور ایک سال بعد جامعہ لاہور آ گئے وہاں درس نظامی کی تکمیل مفتی عبدالقیوم ہزارویؒ سے کی ۱۹۶۲ء میں انوار العلوم ملتان آ گئے اور علامہ کاظمیؒ سے بخاری شریف کے کچھ مقامات پڑھے۔ ۱۹۶۳ء میں فاضلِ عربی پنجاب یونیورسٹی سے کیا ۱۹۶۴ء میں علامہ کاظمیؒ نے انھیں پسرور خط لکھا کہ آپکو مدرسہ انوار العلوم ملتان میں بحیثیت مدرس تقرر کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہاں آپ نے علامہ کاظمیؒ کے حکم پر تدریسی فرائض ۱۹۶۴ء تا ۱۹۶۶ء انجام دیے۔ پھر ۱۹۶۷ء میں علامہ کاظمیؒ کے حکم پر جامعہ اسلامیہ بہاولپور گئے۔ وہاں ایک سال تک تعلیم حاصل کی اور دعوت و ارشاد کا ڈپلومہ حاصل کیا۔ آپ نے مولانا محمد یعقوبؒ سیالکوٹ کے ہاتھ پر بیعت کی آپ کو مولانا ریحان رضا خاں بریلویؒ اور علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے ۱۹۸۲ء میں سلاسلِ اربعہ میں سند و اجازت ملی۔ ۱۹۷۰ء سے جمعیت علمائے پاکستان سے وابستہ رہے اور اسوقت بھی جمعیت علمائے پاکستان ملتان کے صدر ہیں۔ اسکے علاوہ ادارہ تبلیغ اہلسنت کے صدر ہیں یہ ادارہ ۴۰ سال سے کام کر رہا ہے۔ اسوقت آپ جامعہ غوثیہ ہدایت القرآن ممتاز آباد ملتان کے بانی و مہتمم ہیں۔ (۱۲۳)

۱۳۔ پروفیسر اللہ یار فریدی :

پروفیسر حافظ اللہ یار فریدی مئی ۱۹۴۷ء میں بہاولپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام ملک حسین بخش تھا۔ آپ نے ۱۹۵۹ء میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے درس نظامی کیا۔ تعلیمی مرحلہ میٹرک سے انٹر، بی اے اور پھر ایم اے تک پہنچتا ہے مگر عجیب بات ہے کہ آپ نے سب سے پہلے ایم اے کیا اور بعد میں میٹرک، انٹر اور بی اے کیا۔ جب ایوب خان کے دور میں جامعہ اسلامیہ بہاولپور شروع کی گئی تو اسوقت براہِ راست طلباء کو ایم اے میں داخلہ دیا گیا۔ چنانچہ آپ نے ۱۹۶۷ء میں فرسٹ ڈویژن میں ایم اے (تخصص فی التفسیر والحدیث) علامہ کاظمیؒ سے کیا۔ پھر اعلان کیا گیا کہ بورڈ آف گورنر کے قانون کے مطابق تمام ایسے طلباء سرکاری سروس کر سکتے ہیں اگر وہ نچلے امتحان کا سلسلہ پورا کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ۱۹۶۸ء میں سروس شروع کی۔ اور نچلے امتحانات کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ نے میٹرک ملتان بورڈ سے ۱۹۶۹ء میں، انٹر ۱۹۷۱ء میں جامعہ اسلامیہ سے اور بی اے ۱۹۷۵ء میں پنجاب یونیورسٹی سے کیا۔ آپ نے ۲۹ سال ولایت حسین ڈگری کالج میں پڑھایا پھر سوا دو سال بوسن روڈ ڈگری کالج میں پڑھایا۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۹ء میں آپ جلال پور ڈگری کالج میں بانی پرنسپل بنائے گئے۔ آپ نے وہاں ۷ سال پڑھایا۔ آپ ۷ امئی ۲۰۰۷ء کو ریٹائر ہوئے۔ آپکی سروس ۳۸ سال ۷ ماہ ہے۔

ان چند افراد میں سے ہیں جنھیں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے طویل عرصے تک شب و روز کی رفاقت حاصل رہی آپکا شمار علامہ کاظمیؒ کے خاص تلامذہ میں ہوتا ہے آپکو علامہ مرحوم سے خصوصی شفقت اور قرب حاصل تھا۔ آپ نے علامہ کاظمیؒ کے ترجمہ قرآن میں بھرپور تعاون کیا اور آپکے اس تعاون کا اظہار علامہ کاظمیؒ نے ''البیان'' کے مقدمہ میں بھی کیا ہے۔ پروفیسر اللہ یار فریدی ۱۹۵۵ء میں انوار العلوم میں حصول علم کے لیے آئے تھے اور چار سال بعد سندِ فراغت حاصل کی۔ پھر جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی معیت میں رہے اور فارغ التحصیل ہو کر ملتان آگئے۔ اور پھر تادم آخر علامہ کاظمیؒ کے ساتھ رہے۔ (۱۲۴)

۱۴۔ علامہ ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب :

علامہ ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب ولد پیر چراغ علی شاہؒ علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ کے نہایت قابل ترین اور فاضل جلیل شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ نے فاضلِ عربی، فاضلِ فارسی اور علومِ نظامیہ سے فراغت کے بعد میٹرک، مستند کوئٹہ اکیڈمی، تخصص ایم اے جامعہ اسلامیہ بہاولپور، مستند پاکستان اکیڈمی پشاور کے امتحانات بڑی کامیابی سے پاس کیے۔ آپ نے ۱۹۸۰ء میں علامہ کاظمیؒ کی معیت میں مدینہ منورہ کی حاضری کا شرف بھی حاصل کیا۔ آپ ایک عالمِ دین، نامور مناظر اسلام، مصنف اور پیر طریقت ہیں۔ آپ نے ساہیوال کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور مذاہب باطلہ خصوصاً اس علاقے میں عیسائیت کا ردفرمایا۔ آپ نے ساہیوال میں کلیساؤں میں جا کر عیسائیوں پادریوں کو للکارا اور عیسائیت کے عفریت کو پچھاڑ کر رکھ

دیا۔آپ نے ساہیوال میں دارالعلوم عالیہ عربیہ، جامعہ حنفیہ اور جامعہ فریدیہ جیسے ادارے قائم کیے۔ جامعہ فریدیہ اب ایک عظیم اسلامی یونیورسٹی بن چکا ہے۔اس جامعہ میں منظور احمد شاہ صاحب خود درس دیتے ہیں۔آپ نے تحریکِ ختمِ نبوت میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ۹ ماہ کا عرصہ جیل میں گذارا۔اسکے علاوہ آپ ۱۹۷۷ء سے ایک ماہنامہ ''انوارلفرید ساہیوال'' چلا رہے ہیں جو آپکی سرپرستی میں صحافتی کردار ادا کر رہا ہے۔۱۹۸۲ء میں آپ نے بیرون ممالک ہالینڈ، مانچسٹر کے دورے کیے اور ورلڈ اسلامک مشن کے تحت برمنگھم میں ہونے والی میلادِ مصطفیٰ ﷺ کانفرنس کی صدارت کی۔منظور احمد شاہ صاحب اسوقت جماعتِ اہلسنت پنجاب کے صدر کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں انجام دے رہے ہیں۔ (۱۲۵)

۱۵۔ مولانا خدابخش اظہرؒ:

مولانا خدابخش اظہرؒ بن رحیم بخش مرحوم ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء میں بمقام کوٹلہ نواب تحصیل لیاقت پور (ریاست بہاولپور) میں پیدا ہوئے۔آپ نے دینی تعلیم اور دورہ حدیث مدرسہ عربیہ انوارالعلوم ملتان سے پڑھکر سندِ فراغت حاصل کی۔آپ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ابتدائی شاگردوں میں سے ہیں۔آپ نے علامہ خلیل کاظمیؒ اور علامہ احمد سعید کاظمیؒ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے۔آپ نے شجاع آباد میں ایک دینی ادارہ ''مدرسہ اظہرالعلوم شجاع آباد ملتان میں قائم کیا جہاں آپ تدریسی فرائض انجام دیتے تھے۔آپکی اہلسنت و جماعت کی مختلف تنظیموں سے وابستگی تھی۔آپ جماعتِ اہلسنت پاکستان کے ناظم نشر و اشاعت بھی رہے۔اسکے علاوہ آپ سنّی تنظیم کے ناظم، ادارہ اصلاح المسلمین پاکستان کے صدر اور جمعیت علماء پاکستان کے نائب ناظم رہ چکے ہیں۔آپ نے اپنی زندگی میں ملک میں چلنے والی ہر مذہبی تحریک میں حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں بھی اٹھائیں۔تحریکِ ختمِ نبوت اور تحریک نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے موقعہ پر آپ ڈیڑھ ماہ ملتان جیل میں قید رہے۔آپ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔آپ نے خواجہ فیض محمد شاہ جمالی سے بیعت کی۔آپکا وصال (۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء) میں ہوا۔آپ مدرسہ اظہرالعلوم شجاع آباد ملتان میں مدفون ہیں۔ (۱۲۶)

۱۶۔ مولانا محمد شفیع صاحب سعیدیؒ:

آپ جنوبی پنجاب کے ضلع رحیم یارخاں تحصیل لیاقت پور کے شہر جن پور کے قصبہ پراراں شریف کے قریب ایک بستی فیض آباد میں مولانا نور احمد چاچڑ کے ہاں (۱۳۳۲ھ/۱۹۴۳ء) میں پیدا ہوئے۔آپ نے علامہ کاظمیؒ سے بیعت کے علاوہ شرفِ تلمذ بھی حاصل کیا۔آپ نے دورہ حدیث جامع انوارالعلوم سے ہی کیا۔آپ نے بھی علامہ کاظمیؒ کے ساتھ طویل وقت گذارا۔آپ ایک مدرس اور عالم کی حیثیت اپنے آبائی علاقہ راجن پور میں دین کی خدمات انجام دے رہے تھے۔آپ نے ۱۹۷۸ء میں راجن پور میں ایک مدرسہ سعیدیہ کاظمی فیض المدارس قائم فرمایا تھا۔آپکا وصال ۲۱ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۹ جون ۲۰۰۵ء، میں ہوا۔آپ سیالکوٹ میں مدفون ہیں۔ (۱۲۷)

۱۷۔ علامہ پیر محمد چشتی پشاور:

علامہ پیر محمد چشتی بن محمد رحیم مرحوم ۲۸ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ/۱۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء میں بمقام شاہ گروم علاقہ تریچ تحصیل ملکھو ضلع چترال (صوبہ سرحد) میں پیدا ہوئے۔ اپنے چچا گل محمد سے قرآن پاک پڑھا۔ ۱۹۵۳ء میں پشاور آ گئے اور چارسدہ میں مولانا عبدالعزیز نحوی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے۔ دو سال تک یہاں فارسی، صرف، نحو اور فقہ کی ابتدائی کتب پڑھتے رہے۔ پھر دارالعلوم سرحد میں داخلہ لیا اور یہاں دو سال (۱۹۵۵ء۔ ۱۹۵۶ء) زیرِ تعلیم رہے۔ پھر دارالعلوم احسن المدارس (راولپنڈی) حاضر ہوئے اور مولانا اللہ بخشؒ سے اکتسابِ علم وفیض کیا۔ پھر جامعہ نظامیہ رضویہ (لاہور) میں مولانا غلام رسولؒ کی سرپرستی میں ایک سال گذارا۔ ۱۹۵۹ء میں دوبارہ سیال شریف تشریف لے گئے اور پھر ۱۹۶۰ء میں بندیال شریف میں جا کر فنون کی تکمیل کی۔ ۱۹۶۱ء میں مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ سے دورہ حدیث پڑھا اور تنظیم المدارس الاسلامیہ کے تحت کل پاکستان میں اول آئے۔ فراغت کے بعد آپکو دارالعلوم غوثیہ بھیرہ، دارالعلوم جامعہ نعیمیہ لاہور، دارالعلوم غوثیہ کہروڑ پکا اور عربیہ سراج العلوم خان پور کی طرف سے تدریس کے پیشکشیں ہوئیں لیکن آپ نے علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ کے حکم پر خانپور سے تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ پھر ۱۹۶۴ء میں جب علامہ کاظمیؒ جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے تو آپ بھی جامعہ کا دوسالہ کورس کرنے کے لیے بہاولپور پہنچ گئے اور فراغت کے بعد پھر آپ نے علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ کے حکم پر مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں تدریسی فرائض انجام دیے۔ پھر علامہ کاظمیؒ کے حکم پر جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر تشریف لے گئے اور دو سال تک تدریس فرمائی۔ پھر ۱۹۶۷ء میں پشاور تشریف لے گئے۔ اور ۱۴، اکتوبر ۱۹۶۷ء میں مسجد مہربانیاں سبزی منڈی پشاور میں جامعہ غوثیہ معینیہ کے نام سے ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ پھر ۱۹۶۸ء میں چارسدہ روڈ پر دارالعلوم کو وہاں منتقل کر دیا۔ آپ شیخ المشائخ پیر امام شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ مہر آباد شریف لودھراں سے بیعت ہوئے۔ (۱۲۸)

۱۸۔ صوفی محمد افضل فقیرؒ:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے خلیفہ مجاز ممتاز عالم دین صوفی محمد افضل فقیرؒ ۱۰ جون ۱۹۳۶ء کو صوفی محمد شریف کے ہاں نارنگ منڈی کے نواح میں ایک چھوٹے سے گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ نے دنیاوی تعلیم میں میٹرک۔ انٹر۔ بی اے اور پھر یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور سے فارسی ادبیات میں ایم اے دو طلائی تمغے لیکر پاس کیا دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم میں آپ نے

قرآن پاک حفظ کیا اور مولانا عبید اللہ سے جو علمائے عصر میں سے تھے اور گورنمنٹ کالج شاہ پور میں پروفیسر تھے، قرآن، حدیث، فقہ، ادب، فارسی ادب اور عربی کا درس لیا۔ اسکے علاوہ شعری ذوق بھی رکھتے تھے۔ فراغت کے بعد گولڈ میڈل کی بناء پر بطور لیکچرار فارسی تعینات ہو گئے۔ آپ نے پنجاب کے مختلف گورنمنٹ کالجوں میں تدریسی فرائض انجام دیے لیکن چونکہ فطرت تصوف کی طرف مائل تھی چنانچہ ۱۹۶۳ء میں آپ نے لیکچرار کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا اور زہد و عبادت اور طریقت و تصوف کی طرف راغب ہو گئے اور صوفیاء کرام کی خدمت میں کئی سال گذارے اور مختلف خانقاہوں اور مراکز میں مجاہدات و ریاضت اور چلہ کشی کے مراحل طے کیے پھر جناب محمد ولایت اللہ نقشبندی مجددی جو تصوف میں اعلیٰ روحانی مقام پر فائز تھے انکی خدمت میں کئی سال گذارے پھر کچھ عرصہ حضرت خان محمد صاحب کے ہاں ''خانقاہ سراجیہ'' میں قیام کیا۔ پھر علامہ کاظمیؒ کی خدمت میں باریابی کا موقعہ ملا انکے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔ علامہ کاظمیؒ نے صوفی محمد افضلؒ کو سلسلہ طریقت قادریہ میں خلافت و اجازت اور نعمت باطنی سے نواز کر اپنے آبائی علاقہ نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ میں سلوک و طریقت کی شمع فروزاں کرنے کا حکم دیا۔ نارنگ منڈی کوٹ عبداللہ کے مقام پر آستانہ قادریہ اور جامعہ غوثیہ کی صورت میں ایک عظیم خانقاہ کی بنیاد رکھی۔ صوفی محمد افضلؒ کے رشد و ہدایت اور فیضان عام کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے پاکستان میں آپکے معتقدین اور مریدین موجود ہیں۔ صوفی صاحب کی آثار و تصانیف اور علمی و ادبی کارناموں کی فہرست طویل ہے۔ آپ نے ۸ جنوری ۱۹۹۴ء بروز شنبہ بعد از نماز فجر باوضو اس دنیا سے کوچ فرمایا اور آپکو اسی خانقاہ کے احاطے میں سپرد خاک کیا گیا جو مرجع خلائق ہے۔ (۱۲۹)

۱۹۔ پیر فتح دین چشتی:

پیر فتح دین چشتی مہر علی گولڑوی ابن الحاج پیر قمر الدینؒ (۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء) میں میانوالی میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تعلیم میانوالی سے حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء میں قرآن پاک حفظ کیا۔ سب سے پہلے دینی تعلیم کے لیے دیوبند مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے خیر المدارس میں پڑھتے رہے پھر ۱۹۴۵ء میں انوار العلوم ملتان میں حاضر ہوئے اور وہاں درسِ نظامی، منطق، فلسفہ، علمِ معانی، فقہ اور دورہ حدیث علامہ کاظمیؒ سے کیا۔ فراغت کے بعد علامہ کاظمیؒ نے آپکو میلسی جامعہ مسجد عیدگاہ بطور خطیب بھیج دیا۔ وہاں آپ نے فارسی کی کتابیں بھی پڑھائیں۔ پھر آپ کو علامہ کاظمیؒ نے ۱۹۶۰ء میں دوبارہ ملتان بلا لیا۔ یہاں آپ نے ۳۰ سال سے تک محکمہ اوقاف کی جامع مسجد جنازہ گاہ نشاط روڈ ملتان میں خطابت کی۔ یہاں سے آپ ۱۹۹۰ء میں ریٹائر ہو گئے۔ ۱۹۵۱ء میں آپکو علامہ کاظمیؒ سے خلافت ملی۔ ۱۹۴۵ء میں آپ نے پیر غلام محی الدین گولڑہ شریفؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپکی شادی ۱۹۵۱ء میں ہوئی۔ آپکے ۴ بیٹے اور ۴ بیٹاں ہیں۔ اسوقت آپ پیر کالونی ملتان جامع مسجد علی مرتضیٰ کے خطیب ہیں اور ایک مدرسہ ''جامع مہریہ غوثیہ فتح العلوم'' بھی چلا رہے ہیں۔ (۱۳۰)

۲۰۔علامہ عبدالعزیز سعیدی:

علامہ عبدالعزیز سعیدی ابنِ قادر بخش مرحوم (۱۸۸۲ھ/۱۹۶۲ء) تحصیل ضلع بہاری لڈن چک ۶۲ میں پیدا ہوئے آپ نے ۱۹۷۴ء میں قرآن پاک حفظ کیا اور دینی علوم کی طرف راغب ہوگئے۔آپ نے ۱۹۷۴ء میں ہی مدرسہ مصباح العلوم میلسی میں فارسی کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ ۱۹۷۷ء میں جامعہ انوار العلوم میں آگئے۔اور تیسری کلاس سے چھ سال تک تعلیم حاصل کی۔آپ نے انوار العلوم ملتان سے درسِ نظامی، فاضل عربی، تجوید وقراءت کی تعلیم اور سند حاصل کی۔پھر آپ نے تنظیم المدارس کے امتحان الشہادۃ العالیہ میں دوسری پوزیشن حاصل کی اور ۱۹۸۳ء میں سندِ اعزاز حاصل کی۔آپ نے دورہ بخاری اور ترمذی علامہ کاظمیؒ سے پڑھیں۔پھر آپ نے ۱۹۸۴ء میں زکریا یونیورسٹی سے بی اے کیا۔تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے علامہ کاظمیؒ کے مشورے سے ۱۹۸۳ء میں مدرسہ انوار العلوم میں تدریس شروع کی۔آپ نے مدرسہ انوار العلوم ملتان میں ۳۱ مارچ ۱۹۸۶ء تک پڑھایا۔پھر علامہ کاظمیؒ نے آپکو ۱۹۸۶ء میں ہی میلسی مدرسہ مصباح العلوم بھیج دیا وہاں آپ نے ۱۹۹۰ء تک صدر مدرس کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیے۔پھر آپ استعفیٰ دیکر وہاں سے دوبارہ انوار العلوم ملتان آگئے۔جب علامہ حامد سعید کاظمی صاحب MNA منتخب ہوئے تو آپ نے انکے سیکریٹری کی حیثیت سے ۱۹۹۰ء تا ۱۹۹۳ء کام کیا۔پھر ۱۹۹۳ء تا ۲۰۰۳ء آپ نے انوار العلوم ملتان میں تدریس بھی کی اور سیکریٹری کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔اسوقت آپ انوار العلوم میں ہی تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔آپ نے ۲۰۰۲ء میں مکتبہ مہریہ کاظمیہ ملتان بھی قائم فرمایا۔ ۱۹۷۵ء میں علامہ کاظمیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔مارچ ۱۹۹۶ء میں شادی ہوئی۔آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔(۱۳۱)

۲۱۔ مولانا حاجی نذیر احمد:

مولانا حاجی نذیر احمد ابنِ مولانا غلام رسولؒ (۱۳۶۳ھ/۱۹۴۳ء) میں بستی میاں پور لودھراں میں پیدا ہوئے۔آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔آپ نے ان سے فارسی پڑھی۔ ۱۹۵۵ء میں گھر پر ہی قرآن پاک حفظ کیا۔ ۱۹۵۸ء میں انوار العلوم ملتان حاضر ہوئے اور دورہ حدیث کیا۔انوار العلوم سے فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ بہاولپور تشریف لے گئے اور ۱۹۶۶ء میں وہاں سے پہلے میٹرک اور ۱۹۶۸ء میں تخصص تفسیر وحدیث کیا۔بہاولپور سے فراغت کے بعد آپ نے مدرسہ مظہر العلوم ملتان میں میں ۶ سال تک تدریس کی۔اسکے بعد مدرسہ ہدایت القرآن ملتان چلے گئے وہاں آپ نے ۲۲ سال تک تدریسی فرائض انجام دیے۔آپ نے ملتان میں دارالعلوم غوثیہ مہریہ قائم فرمایا اور ۲۰۰۰ء سے مہتمم اور صدر مدرس کی حیثیت سے اب تک وہاں اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔آپ صاحبِ تصنیف بھی ہیں۔آپ نے ۱۹۶۰ء میں سیّد امام علی شاہ صاحبؒ مہر آباد شریف کے ہاتھ پر بیعت کی۔شادی ۱۹۷۲ء میں ہوئی۔آپکے ۳ بیٹے اور ۴ بیٹیاں ہیں۔(۱۳۲)

۲۲۔ محمد مقصود احمد چشتی قادری: (خطیب داتا دربار)

محمد مقصود احمد چشتی قادری ولد الحاج محمد عبداللہ مرحوم (۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء) میں خان بیلہ ضلع رحیم یار خاں میں پیدا ہوئے۔ آپ نے میٹرک ۱۹۶۲ء میں خان بیلہ سے پاس کیا۔ ۱۹۶۳ء میں مدرسہ انوار العلوم سے دورہ حدیث کیا۔ آپ نے اسکے علاوہ مدرسہ عربیہ سلطان المدارس خان بیلہ، مدرسہ محمدیہ ضلع گجرات، مدرسہ مظہریہ بندیال سے بھی تحصیلِ علم کی۔ آپ نے ۱۹۸۱ء میں تنظیم المدارس سے شہادت العالمیہ کا امتحان پاس کیا۔ پھر ۱۹۷۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے فاضلِ عربی کیا۔ دورہ تفسیر آپ نے علامہ عبدالغفور ہزارویؒ سے کیا۔ حصولِ علم سے فراغت کے بعد آپ نے مختلف مدارس میں تدریس فرمائی۔ مثلاً جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور، جامع غوثیہ لاہور، جامعہ نعمانیہ لاہور، جامعہ نعیمیہ لاہور اور جامعہ محمدیہ شکر گڑھ۔ پھر ۴ سال کے لیے حکومتِ پاکستان کی جانب سے (۱۹۷۸ء تا ۱۹۸۲ء) الفلاح عربک کالج سری لنکا چلے گئے۔ ۱۹۶۹ء میں محکمہ اوقاف سے وابستہ ہوگئے اور بطور خطیب امام جامع مسجد حنفیہ محلہ کشمیری ساد دواں لاہور (۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۲ء) امامت کی۔ ۱۹۸۶ء میں ۱۷ گریڈ ایگزیکٹو آفیسر مرکز معارف داتا دربار بنائے گئے۔ دسمبر ۱۹۸۶ء میں مولانا محمد سعید خطیب داتا دربار کا وصال ہوگیا تو آپکو خطیب داتا دربار بنادیا گیا۔ ۱۹۸۸ء میں خطیب داتا دربار کے ساتھ ساتھ صوبائی خطیب اوقاف پنجاب بھی بنادیا گیا۔ پھر آپ نے اگست ۲۰۰۶ء میں صوبائی خطیب اوقاف پنجاب کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ ۱۹۹۸ء میں آپکو ۱۸ گریڈ میں ترقی دی گئی اور ۲۰۰۵ء میں ۱۹ گریڈ میں۔ اگست ۲۰۰۶ء میں ریٹائرمنٹ ہوگئی مگر مزید ۴ سال کے لیے ۲۰۱۰ء تک بطور خطیب داتا دربار آپکو extension دے دی گئی۔ آپ نے خواجہ در محمد گڑھی خدا بخش کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپکو چاروں سلسلوں میں ۱۹۶۳ء میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے خلافت ملی۔ آپ صاحبِ تصنیف اور مفسر بھی ہیں آپ نے پہلے پارے کی تفسیر الفیضان ''عطاء الغفور فی تفسیر شفاء لما فی الصدور'' کے نام کی۔ اسکے علاوہ داتا صاحب کی سوانح پر مختصر کتابچہ لکھا ہے۔ فیوض الشیخ عقائد اہلسنت پر، مسلک داتا گنج بخشؒ، فضائل روزہ اور اعتکاف چھپ چکی ہیں۔ آپ کی شادی ۱۹۷۴ء میں ہوئی۔ آپکے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ اسوقت آپ بطور خطیب داتا دربار اپنے فرائض انجام دے رہے اور بعد نمازِ فجر درس قرآن دیتے ہیں۔ (۱۳۳)

۲۳۔ مفتی غلام مصطفیٰ رضوی:

مفتی غلام مصطفیٰ رضوی ولد محمد بخش مرحوم لودھراں میں پیدا ہوئے۔ سنِ پیدائش آپکو یاد نہیں۔ آپ نے مدرسہ انوار العلوم میں داخل ہوکر تمام علوم کی تکمیل اسی مدرسے سے کی اور (۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء) میں علمِ حدیث پڑھ کر سندِ فراغت حاصل کی۔ آپ نے بہاء الدین زکریا یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔ جامعہ اسلامیہ بہاولپور سے ''تخصص فقہ قانون'' کیا۔ آپ علامہ کاظمیؒ کے شاگردانِ خاص میں شمار ہوتے ہیں آپ عالم مدرس اور شعلہ بیان مقرر ہیں۔ آپکو علامہ کاظمیؒ کے ساتھ طویل رفاقت کا شرف حاصل

رہا ہے۔آپ نے مولانا احمد رضاؒ کے پوتے ابراہیم رضا خاںؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔آپ آجکل جامعہ انوار العلوم میں شعبہ افتاء کے انچارج ہیں۔ (۱۳۴)

۲۴۔ محمد اقبال سعیدی:

شیخ الحدیث محمد اقبال سعیدی ولد محمد عبداللہ مرحوم (۱۳۶۵ھ/۱۹۴۵ء) میں ضلع بہاولپور میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم ۱۹۶۵ء میں مولانا منظور احمد فیضی سے حاصل کی۔اسکے بعد ۱۹۶۵ء میں مدرسہ عربیہ انوار العلوم آگئے اور دورہ حدیث کی اور اسی سال فارغ التحصیل ہوئے۔آپ نے زکریا یونیورسٹی ملتان سے تنظیم المدارس کی ڈگری ''شہادت العالمیہ'' کی بنیاد پر ''بی اے'' کیا۔تحصیل علوم وفنون کے بعد آپ تدریس کی طرف راغب ہوئے۔آپ نے منظور احمد فیضیؒ کے مدرسے مدینۃ العلوم اوچ شریف کے باہر ایک بستی میں واقع، جامعہ فیضیہ رضویہ، مدرسہ ظاہر پیر، مدرسہ کاظمیہ اور مدرسہ محمدیہ دار القرآن میں تدریسی فرائض انجام دیے۔۱۹۸۶ء میں مدرسہ انوار العلوم ملتان میں تدریس شروع کی اور ابتک وہیں شیخ الحدیث کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔آپ نے ۶۲۔۱۹۶۱ء میں علامہ کاظمیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔۱۹۸۵ء میں علامہ کاظمیؒ نے آپکو چاروں سلسلوں میں خلافت عطا فرمائی۔آپ علامہ کاظمیؒ کے ترجمہ قرآن ''البیان'' میں معاون کہ حیثیت سے بھی مصروف رہے۔ (۱۳۵)

۲۵۔ مولانا محمد حسن حقانی:

مولانا محمد حسن حقانی ابنِ مولانا محمد عبدالحفیظ حقانیؒ ۱۹۳۰ء میں ڈسٹرکٹ فیض آباد ٹانڈا (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔آپ نے میٹرک ۱۹۵۲ء میں الہ آباد اور انٹر ۱۹۵۴ء میں الہ آباد سے کیا۔اسکے بعد مولوی کا امتحان ۱۹۵۱ء میں الہ آباد بورڈ سے پاس کیا پھر عالم کا امتحان ۱۹۵۳ء میں الہ آباد بورڈ سے پاس کیا۔دورہ حدیث علامہ عبدالمصطفیٰ از ہریؒ صاحب سے ۱۹۵۹ء میں کیا۔۱۹۵۹ء میں ہی علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی شاگردی اختیار کی۔ دستار بندی ۱۹۵۹ء میں مولانا سردار احمدؒ نے فرمائی۔پھر ۱۹۵۹ء میں دار العلوم امجدیہ کراچی میں تدریس شروع کردی۔۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۴ء دینیات اور عربی کے ٹیچر کی حیثیت سے انجمن اسلامیہ سیکنڈری اسکول کراچی میں پڑھایا۔اسکے بعد ۱۹۶۴ء میں گلشن اقبال کراچی آگئے۔جماعتِ اہلسنت کے بانیوں میں شامل ہیں ۱۹۶۶ء میں اسکے نائب ناظم بھی رہے۔۱۹۷۰ء میں جمعیت علماء پاکستان سے وابستہ ہوئے اور ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۶ء ایم پی اے رہے۔پھر ۱۹۷۷ء میں ایم این اے منتخب ہوئے مگر وہ اسمبلی ٹوٹ گئی۔MNA,MPA ہونے کے باوجود تدریس فرماتے رہے۔ ۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۲ء تنظیم المدارس کے صوبائی ناظم رہے، مرکزی مجلس عاملہ کے رکن رہے۔اسوقت جامعہ انور القرآن گلشن اقبال کراچی کے بانی اور پرنسپل ہیں۔ (۱۳۶)

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۱۔	سیرتِ کاظمی	داؤد احمد خان	۳۰،۲۳،۲۲
۲۔	سیرتِ کاظمی	داؤد احمد خان	۴۳
۳۔	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۴۳،۴۲
۴۔	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۴۲
۵۔	تاثرات	ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی	۱۰۲
۶۔	السّعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۶۳
۷۔	ہفت روزہ اذان ملتان شمارہ ۱۶ یکم تا ۸ جولائی		۳
	ضیائے حرم لاہور اکتوبر ۱۹۷۹ء		۶۸،۶۷
	دیدہ ور	محمد صدیق فانی، خلیل احمد رانا	۶۴
	مقالاتِ کاظمی جلد اول	(مرتبہ) مولانا غلام رسول سعیدی	۴۳
	ماہنامہ انوار الفرید (ساہیوال) جولائی ۱۹۸۶ء		۲۲
۸۔	السّعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۶۵
۹۔	السّعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۱۲۸
۱۰۔	السّعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۶۶
۱۱۔	السّعید ملتان مارچ ۱۹۹۵ء		۸۹
	سیرتِ کاظمی	داؤد احمد خان	۶۱
۱۲۔	السّعید ملتان فروری ۱۹۹۵ء		۲۶
	صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۱۲۹۲ پارہ ۱۹	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہور الباری اعظمیؒ	۱۲۶،۱۰۰۹
۱۳۔	السّعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۵۵
۱۴۔	سیرتِ کاظمی	داؤد احمد خان	۱۰۳
۱۵۔	صحیح بخاری (مترجم) جلد دوم حدیث ۱۵۵۶	محمد اسمٰعیلِ بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہور الباری اعظمیؒ	۸۱۰

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۱۶۔	جامع ترمذی (مترجم) جلددوم حدیث ۱۶۱۶	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۶۹۶
۱۷۔	السّعید ملتان فروری ۱۹۹۷ء		۶۶،۵۳
۱۸۔	صحیح مسلم (عربی) جلداول	امام مسلم بن حجاج قشیریؒ	۱۱۹
۱۹۔	مسلم (عربی) شرح الکامل للنووی	امام محی الدین شافعی نویؒ	۷
	خصائص کبریٰ (مترجم) جلددوم	علامہ جلال الدین سیوطیؒ: (مترجم)، راجہ رشید محمود	۲۴۶
۲۰۔	صحیح بخاری (مترجم) جلددوم حدیث ۱۲۵۱	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہورالباری اعظمیؒ	۶۵۲
۲۱۔	صحیح بخاری (مترجم) جلددوم حدیث ۷۹۶	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہورالباری اعظمیؒ	۴۲۷
	جامع ترمذی (مترجم) جلددوم	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۶۷۵
۲۲۔	مدارج النبوت (مترجم) جلددوم	شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ (مترجم: مولانا غلام معین الدین نعیمیؒ	۷۵۱
۲۳۔	خطبات کاظمی جلداول	(خطبات) علامہ سیّد احمد سعید کاظمی	۱۴۹،۱۳۹
۲۴۔	خطبات کاظمی جلددوم	(خطبات) علامہ سیّد احمد سعید کاظمی	۱۵۵،۱۵۴
۲۵۔	السّعید ملتان فروری ۱۹۹۷ء		۶۶
	صحیح بخاری (مترجم) جلدسوم حدیث ۱۹	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہورالباری اعظمیؒ	۲۹
۲۶۔	السّعید ملتان نومبر ۲۰۰۵ء		۸۹
۲۷۔	السّعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۲۳،۲۲
۲۸۔	السّعید ملتان نومبر ۲۰۰۵ء		۹۵
۲۹۔	السّعید ملتان نومبر ۲۰۰۵ء		۹۶
۳۰۔	مناقب کاظمی	مولانا خدا بخش اظہرؒ	۱۷۴،۱۶۹
۳۱۔	الانتباہ فی سلاسل اولیاء	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	۳۷
۳۲۔	مناقب کاظمی	مولانا خدا بخش اظہرؒ	۱۰۹،۱۰۸
۳۳۔	السّعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۸۴

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۳۴۔	السّعید ملتان جنوری ۱۹۹۹ء		۱۱۴
۳۵۔	المفردات فی غریب القرآن	امام راغب اصفہانیؒ	۳۸۴
۳۶۔	البحرالرائق جلداول	علامہ زین الدین ابنِ نجیمؒ	۳
۳۷۔	صحیح بخاری (مترجم) جلداول حدیث ۱۷	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہور الباری اعظمیؒ	۹۶
	جامع ترمذی (مترجم) جلددوم حدیث ۵۴۷	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۲۲۷
۳۸۔	مشکوٰۃ کتاب العلم جلداول (مترجم)		۶۴
	جامع ترمذی (مترجم) جلددوم حدیث ۵۴۷	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۲۲۹
۳۹۔	السّعید ملتان فروی ۱۹۹۷ء		۳۹ تا ۴۵
	تحفہ کاظمیہ	علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۱ تا ۱۶
۴۰۔	سنن الکبریٰ جلد ۸ (عربی، طبع جدید)	امام ابوبکر احمد بن علی بیہقیؒ	۹۵
۴۱۔	جامع ترمذی (مترجم) جلداول حدیث ۱۴۰۶	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۲۱۴
	ابنِ ماجہ (عربی، اردو)	امام عبداللہ محمد بن یزید ابنِ ماجہؒ (مترجم) اختر شاہ جہانپوریؒ	۶۲۴
	سنن الکبریٰ جلد ۸ (عربی، طبع جدید)	امام ابوبکر احمد بن علی بیہقیؒ	۷۳
۴۲۔	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (عربی) جلد ۷	علی بن سلطان القاریؒ	۵۹
۴۳۔	تفسیر ابن جریر (عربی) جلد ۵	ابی جعفر محمد ابنِ جریر طبریؒ	۲۰۹، ۲۱۰
۴۴۔	تفسیر مظہری (عربی) جلددوم	قاضی محمد ثناء اللہ العثمانیؒ	۱۹۰
	تفسیر خازن (عربی) جلداول	علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادیؒ	۴۱۰
۴۵۔	تفسیر قرطبی (عربی) جلد ۵	عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبیؒ	۲۰۹
۴۶۔	موطا امام مالک (مترجم)	امام مالکؒ (مترجم) اختر شاہ جہانپوریؒ	۶۸۸
۴۷۔	کتاب الام (عربی) جلد ۵	امام محمد بن ادریس شافعیؒ	۱۰۶
۴۸۔	الانصاف (عربی) جلد ۱۰	علامہ ابوالحسن علی بن سلیمان مرداویؒ	۶۳

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۴۹۔	کتاب الحجہ (عربی) جلد۴	امام محمد بن حسن شیبانیؒ	۲۶۸،۲۶۷
۵۰۔	مقالات کاظمی جلد سوم	(مرتبہ) حافظ نعمت علی چشتیؒ	۳۹۰،۳۲۹
۵۱۔	تفسیر ابنِ کثیر (عربی) جلد۳	امام فخر الدین رازیؒ	۴۰۸
۵۲۔	صحیح بخاری (مترجم) جلد دوم	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہور الباری اعظمیؒ	۸۷۲
۵۳۔	المحلی ابن حزم (عربی) جلد۱۱	محمد علی بن احمد بن سعید بن حزمؒ	۲۳۳
۵۴۔	صحیح بخاری (مترجم) جلد سوم	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہور الباری اعظمیؒ	۶۷۸
۵۵۔	مقالات کاظمی جلد سوم	(مرتبہ) حافظ نعمت علی چشتیؒ	۴۸۲،۳۹۱
۵۶۔	بلغۃ الحیران	مولوی حسین علیؒ	۴۳
۵۷۔	منجد جدید (عربی،اردو)		۶۰۸
۵۸۔	دستور العلماء جلد دوم	القاضی عبدالنبی بن عبدالرسول الاحمد نگری	۲۰۰
۵۹۔	مجمع البحار الانوار جلد سوم	محمد طاہر صدیقیؒ	۴۵۳
۶۰۔	منجد جدید (عربی) (اردو)		۶۰۸
۶۱۔	تفسیر خازن (عربی) جلد اول	علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادیؒ	۱۹۱
۶۲۔	تفسیر خازن (عربی) جلد اول	علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادیؒ	۱۹۱
۶۳۔	مقالات کاظمی جلد دوم	(مرتبہ) مولانا غلام رسول سعیدی	۴۴۰،۴۱۹
۶۴۔	صحیح بخاری (مترجم) جلد اول باب قتل الخنزیر	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہور الباری اعظمیؒ	۹۹۳
۶۵۔	تفسیر مظہری (عربی) جلد اول	القاضی محمد ثناء اللہ العثمانی پانی پتیؒ	۱۷۰
۶۶۔	تفسیر کبیر جلد دوم (عربی) (طبع جدید)	علامہ فخر الدین رازیؒ	۲۰۰
۶۷۔	ھدایہ (عربی) جلد۳	شیخ الاسلام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی	۵۵
۶۸۔	السّعید ملتان فروری ۱۹۹۸ء		۹۵،۸۹
۶۹۔	حیات کاظمی	ابوالرضا محمد طارق عطاری	۲۲،۲۱

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
	خطبات کاظمی جلد اول	(خطبات) علامہ سیّد احمد سعید کاظمی	۲۰،۱۹
	انوار الفرید (ساہیوال) جولائی ۱۹۸۶ء		۲۰،۱۹
۷۰۔	حیات کاظمی	ابوالرضا محمد طارق عطاری	۲۵
۷۱۔	صحیح بخاری (مترجم) جلد دوم	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہور الباری اعظمیؒ	۲۴۶
۷۲۔	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد دوم کتاب المساجد	مولانا سعید احمد نقشبندیؒ	۱۲۰
	مسند احمد (عربی) جلد ۴	امام احمد بن حنبلؒ	۳۶۸
۷۳۔	شرح فقہ اکبر (عربی)	ملا علی قاریؒ	۱۵۱
۷۴۔	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد دوم کتاب المساجد	مولانا سعید احمد نقشبندیؒ	۱۳۸
	مسند احمد (عربی) جلد ۴	امام احمد بن حنبلؒ	۶۶
	جامع ترمذی (عربی) جلد ۴ سورہ ص کی تفسیر	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ	۲۱۲
۷۵۔	دیدہ ور	محمد صدیق فانی۔ خلیل احمد رانا	۴۱،۳۷
	انوار الفرید (ساہیوال) جولائی ۱۹۸۶ء		۲۱،۲۰
	ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۸۴ء		۱۵
	ضیائے حرم لاہور اکتوبر ۱۹۷۸ء		۶۵
	خطبات کاظمی جلد اول	(خطبات) علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۱۳
	حیات کاظمی	ابوالرضا محمد طارق عطاری	۲۳
۷۶۔	تفسیر روح المعانی (عربی) پ ۱۵	علامہ شہاب الدین سیّد محمود آلوسی بغدادیؒ	۱۸
۷۷۔	السّعید ملتان دسمبر ۲۰۰۱ء		۸۱،۷۹
	خطبات کاظمی جلد اول	(خطبات) علامہ سیّد احمد سعید کاظمی	۷۵،۶۸
۷۸۔	خطبات کاظمی جلد اول	(خطبات) علامہ سیّد احمد سعید کاظمی	۳۶،۲۹
	دیدہ ور	محمد صدیق فانی۔ خلیل احمد رانا	۵۸،۵۲

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
	السعید ملتان فروری ۱۹۹۸ء		۱۱۰
۷۹۔	درود تاج پر اعتراضات کے جوابات	علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۱۴، ۱۹
۸۰۔	صحیح بخاری (عربی) جلد اول	امام اسمٰعیل بخاریؒ	۷۷
	صحیح مسلم (عربی) جلد دوم	امام مسلم بن حجاج قشیریؒ	۲۶۳
۸۱۔	درود تاج پر اعتراضات کے جوابات	علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۲۱
۸۲۔	درود تاج پر اعتراضات کے جوابات	علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۳۶، ۳۸
۸۳۔	تفسیر روح البیان (عربی) جلد اول	شیخ اسماعیل حقیؒ	۱۵۱
۸۴۔	درود تاج پر اعتراضات کے جوابات	علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۱۹، ۲۰
۸۵۔	صحیح بخاری (عربی) جلد دوم	امام اسمٰعیل بخاریؒ	۱۱۲۰
۸۶۔	درود تاج پر اعتراضات کے جوابات	علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۲۲، ۲۳
۸۷۔	مسند امام احمد (عربی) جلد ۳	امام احمد بن حنبلؒ	۲۴۵
۸۸۔	جامع ترمذی (مترجم) جلد اول حدیث ۲	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۷۹
۸۹۔	شرح مسلم شریف جلد ۷	(شارح) علامہ غلام رسول سعیدی	۴۷۲
۹۰۔	صحیح بخاری (مترجم) جلد دوم حدیث ۷۳۹	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہور الباری اعظمیؒ	۴۰۵
۹۱۔	درود تاج پر اعتراضات کے جوابات	علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۴۰، ۴۳
۹۲۔	لسان العرب جلد اول (طبع جدید)	امام ابی فضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی المصری	۱۴۱
۹۳۔	تفسیر بیضاوی (عربی) جلد اول	قاضی ناصر الدین ابو سعید عبداللہ بن عمر بن محمد الشیر ازی البیضاوی	۲۱، ۲۲
۹۴۔	درود تاج پر اعتراضات کے جوابات	علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۶۱ تا ۶۴
۹۵۔	ابن ماجہ (عربی)	امام محمد بن عبداللہ بن یزیدؒ	۹۹
	جامع ترمذی (مترجم) جلد دوم	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۶۵۳
۹۶۔	صحیح بخاری (مترجم) جلد دوم	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہور الباری اعظمیؒ	۹۵۰
	جامع ترمذی (مترجم) جلد دوم	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۱۴۰

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
	شرح مسلم شریف جلد اول	علامہ غلام رسول سعیدی	۳۴۶
۹۷۔	جامع ترمذی جلد دوم (مترجم) باب تفسیر القرآن حدیث ۱۱۶۲	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۴۹۹
۹۸۔	درود تاج پر اعتراضات کے جوابات	علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۶۸،۶۷
۹۹۔	جامع ترمذی (مترجم) جلد اول حدیث ۴۶۷	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۲۹۵
۱۰۰۔	درود تاج پر اعتراضات کے جوابات	علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۹۳،۸۸
۱۰۱۔	السعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۱۲۴
۱۰۲۔	السعید ملتان اکتوبر ۲۰۰۰ء		۴۷
۱۰۳۔	ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۳۹
۱۰۴۔	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۸۳
۱۰۵۔	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۸۷،۸۶
۱۰۶۔	صحیح بخاری (مترجم) جلد دوم حدیث ۲۰۶۴	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہور الباری اعظمیؒ	۱۱۱۳
	صحیح بخاری (مترجم) جلد دوم کتاب التفسیر حدیث ۱۷۷۹	محمد اسمٰعیل بخاریؒ (مترجم) مولانا ظہور الباری اعظمیؒ	۹۲۰
۱۰۷۔	ماہنامہ انوار الفرید (ساہیوال) جولائی ۱۹۸۶ء		۲۳
	دیدہ ور	محمد صدیق فانی۔ خلیل احمد رانا	۶۳،۶۲
۱۰۸۔	جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۱۵۳۹	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (مترجم) علامہ صدیق سعیدی ہزاروی	۶۶۵
	شرح صحیح مسلم جلد ۳ حدیث ۵۸۹۴	علامہ غلام رسول سعیدی	۲۱۹
۱۰۹۔	دیدہ ور	محمد صدیق فانی۔ خلیل احمد رانا	۴۵،۴۴
	ضیائے حرم لاہور اکتوبر ۱۹۷۸ء		۶۷
	السعید ملتان فروری ۲۰۰۲ء		۴۷
	السعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۸۸
	خطبات کاظمی جلد اول	(خطبات) علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۲۱،۲۰
۱۱۰۔	شرح صحیح مسلم جلد اول حدیث ۹۹۷	علامہ غلام رسول سعیدی	۶۷۷

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۱۱۱۔	التعید ملتان مارچ ۱۹۹۵ء		۲۱،۲۲
۱۱۲۔	تعارف علمائے اہلسنت	مولانا محمد صدیق ہزارویؒ	۳۷۳
۱۱۳۔	تعارف علمائے اہلسنت	مولانا محمد صدیق ہزارویؒ	۲۳۶تا۲۳۸
۱۱۴۔	تعارف علمائے اہلسنت	مولانا محمد صدیق ہزارویؒ	۲۴۳تا۲۴۸
۱۱۵۔	تعارف علمائے اہلسنت	مولانا محمد صدیق ہزارویؒ	۴۱۴تا۴۱۷
۱۱۶۔	بزرگانِ کراچی	پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین	۱۲۴تا۱۲۷
۱۱۷۔	تعارف علمائے اہلسنت	مولانا محمد صدیق ہزارویؒ	۱۰۴،۱۰۵
۱۱۸۔	تعارف علمائے اہلسنت	مولانا محمد صدیق ہزارویؒ	۹۱،۹۲
۱۱۹۔	التعید ملتان فروری ۲۰۰۳ء		۵۲،۵۳
۱۲۰۔	انٹرویو بذریعہ موبائل کراچی ٹو ملتان، بتاریخ: ۵نومبر۲۰۰۷ء، بروز پیر، بوقت: دن ۳:۳۰		
۱۲۱۔	انٹرویو بذریعہ موبائل کراچی ٹو ملتان، بتاریخ: ۵نومبر۲۰۰۷ء، بروز پیر، بوقت: صبح ۱۲بجے		
۱۲۲۔	با کمال سیرت لاجواب کردار	محمد مجیب الرحمٰن نورانی سیفی وزیر آبادی	۱۰۳
۱۲۳۔	انٹرویو بذریعہ موبائل کراچی ٹو ملتان، بتاریخ: ۵نومبر۲۰۰۷ء، بروز پیر، بوقت: صبح ۱۱:۲۰		
۱۲۴۔	انٹرویو بذریعہ موبائل کراچی ٹو ملتان، بتاریخ: ۵نومبر۲۰۰۷ء، بروز پیر، بوقت: دوپہر ۲بجے		
۱۲۵۔	مدینۃ الرسول	منظور احمد شاہ صاحب	۱۹تا۲۶
۱۲۶۔	تعارف علمائے اہلسنت	مولانا محمد صدیق ہزارویؒ	۹۸تا۱۰۰
۱۲۷۔	التعید ملتان نومبر ۲۰۰۵ء		۱۰۷تا۱۱۱
۱۲۸۔	تعارف علمائے اہلسنت	مولانا محمد صدیق ہزارویؒ	۶۲تا۶۸
۱۲۹۔	التعید ملتان فروری ۱۹۹۸ء		۴۹تا۵۴
۱۳۰۔	انٹرویو بذریعہ موبائل کراچی ٹو ملتان، بتاریخ: ۲۰نومبر۲۰۰۷ء، بروز منگل، بوقت: صبح ۹:۴۵		
۱۳۱۔	انٹرویو بذریعہ موبائل کراچی ٹو ملتان، بتاریخ: ۱۹نومبر۲۰۰۷ء، بروز پیر، بوقت: صبح ۱۱:۴۰		
۱۳۲۔	انٹرویو بذریعہ موبائل کراچی ٹو ملتان، بتاریخ: ۱۹نومبر۲۰۰۷ء، بروز پیر، بوقت: صبح ۱۱:۰۵بجے		
۱۳۳۔	انٹرویو بذریعہ موبائل کراچی ٹو ملتان، بتاریخ: ۲۲جنوری ۲۰۰۸ء، بروز بدھ، بوقت: رات ۸:۲۰		
۱۳۴۔	انٹرویو بذریعہ موبائل کراچی ٹو ملتان، بتاریخ: ۲۳ جنوری ۲۰۰۸ء، بروز جمعرات، بوقت: صبح ۱۲:۴۰		
۱۳۵۔	انٹرویو بذریعہ موبائل کراچی ٹو ملتان، بتاریخ: ۲۳جنوری ۲۰۰۸ء، بروز بدھ، بوقت: دوپہر ۲ بجے		
۱۳۶۔	انٹرویو بذریعہ موبائل نیو کراچی ٹو گلشن اقبال کراچی، بتاریخ: ۲۶/۱/۲۰۰۸ بروز ہفتہ صبح ۱۲:۱۰		

باب چہارم

ملّی خدمات

باب چہارم
ملّی خدمات

تحریک آزادی اور تحریک پاکستان:

برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی گیارہ سو سال حکمرانی رہی۔ پھر انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی کے لیبل کے ساتھ تجارت کی غرض سے ہندوستان میں گھس آیا اور قابض ہوگیا۔ لیکن علماء و مشائخ نے اس یلغار کا مقابلہ کیا۔ سلطان ٹیپو انکے راستے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہوا مگر انگریز بڑا شاطر تھا اس نے مسلمانوں میں غدار پیدا کیے اور غداری کے ذریعے سلطان ٹیپو کو ۱۷۹۹ء میں شکست دی اور اسکے بعد خاندانِ مغلیہ کو اقتدار سے محروم کرنا اسکے لیے کوئی مسئلہ نہ رہا ۱۷۹۹ء کے بعد مسلم اقتدار کا خاتمہ کر کے انگریز پورے ہندوستان پر قابض ہوگیا۔

برصغیر میں مسلمانوں کی ملّی وحدت کو فنا کرنے کی ایک کوشش آل انڈیا کانگریس کے تعاون سے چلائی جانے والی تحریکِ ترکِ موالات اور مسلمانوں کے تعاون سے چلائی جانے والی تحریک ترکِ گاؤکشی اور تحریک ہندو مسلم اتحاد کے ذریعے کی گئی۔ ہندو مسلم اتحاد کا ڈھونگ رچا کر ایک قومی نظریہ کا پرچار کیا گیا اور پروپیگنڈا کیا گیا کہ مختلف مذاہب کے پیروکار ہونے کے باوجود سب اہلِ ہند ایک قوم یعنی ہندوستانی ہیں۔ یعنی کہ قومیت کی بنیاد وطنیت کو قرار دیا گیا۔ اسوقت سب سے پہلے مولانا احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تھے جنھوں نے مسلمانوں کے خلاف اس سازش کو بھانپ لیا۔ آپ نے متحدہ قومیت کی مخالفت کی اور مختلف دلائل سے ان تمام تحریکوں کو اسلام دشمن ثابت کر کے علمائے حق کی رہنمائی فرمائی آپ نے ۱۸۹۷ء میں پٹنہ سنّی کانفرنس میں دوقومی نظریہ پیش کیا۔ آپ نے ایک قومی نظریہ کے رد میں ''المحجۃ المؤتمنہ'' کے عنوان سے ایک تاریخی فتویٰ شائع کیا۔ چنانچہ آپکے فتوے کی اشاعت کے بعد مولانا عبدالباری فرنگی (م ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۶ء)، مولانا محمد علی جوہر (م ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۱ء)، مولانا شوکت علی (م ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء) اور دوسرے مسلم سیاستدانوں کی آنکھیں کھل گئیں اور انھوں نے اپنے سیاسی طرزِ عمل کا جائزہ لیا۔ ہندوؤں کے عزائم اور دوقومی نظریہ کی روشنی میں ان تحریکوں سے علیحدگی اختیار کر لی۔ رفتہ رفتہ یہ جذباتی تحریکیں بھی ختم ہوگئیں اور مسلمانوں میں

جداگانہ قومیت کا احساس ابھرنے لگا۔ مسلمانوں نے ۱۹۰۶ء میں اپنی ایک علیحدہ سیاسی جماعت ''مسلم لیگ'' کی بنیاد رکھی۔ برصغیر کی تقسیم اور جداگانہ تشخص اور علیحدہ مملکت کا احساس پروان چڑھنے لگا۔ اور بعد میں ہمہ گیر تحریک کی صورت اختیار کرگیا اور ایسے نامساعد حالات میں علمائے حق نے مسلم امہ کی قیادت کا بیڑہ اٹھایا۔ کیونکہ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں کی کوئی بھی تحریک اسوقت تک کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک اسکو مذہبی تائید حاصل نہ ہو۔ (۱)

مشائخ عظام اور علمائے کرام جنھوں نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔ ان علماء کرام میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ پیر محمد امین الحسنات مانکی شریفؒ (م ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۶۰ء)
۲۔ امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (م ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۱ء)
۳۔ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلویؒ (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء)
۴۔ مولانا مفتی صاحب داد خاںؒ (م ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء)
۵۔ مولانا عبدالحامد بدایونی قادریؒ (م ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء)
۶۔ مولانا پیر عبدالرحمٰن بھرچونڈی شریفؒ (م ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء)
۷۔ مولانا عبدالسلام باندویؒ (م ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۸۶ء) (خلیفہ امام احمد رضاؒ)
۸۔ مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھیؒ (م ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۴ء) (خلیفہ امام احمد رضاؒ)
۹۔ پیر سیّد غلام محی الدین گولڑویؒ (م ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء)
۱۰۔ مولانا فضل الحسن حسرت موہانیؒ (م ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۱ء)
۱۱۔ مولانا سیّد محمد اشرف محدث کچھوچھویؒ (م ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء) (تلمیذ امام احمد رضاؒ)
۱۲۔ مولانا ابوالحسنات سیّد احمد قادریؒ (م ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء) (ابنِ خلیفہ امام احمد رضاؒ)
۱۳۔ مولانا امجد علی اعظمیؒ (م ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء) (خلیفہ امام احمد رضاؒ)
۱۴۔ مولانا محمد سردار احمد قادریؒ (م ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء)
۱۵۔ مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ (م ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء)

۱۶۔ مولانا مفتی محمد عمر نعیمیؒ (م ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۶ء)
۱۷۔ پیر سیّد محمد فضل شاہ جلال پوریؒ (م ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء)
۱۸۔ شاہ مظہر اللہ دہلویؒ (م ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء)
۱۹۔ مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) تلمیذ امام احمد رضاؒ
۲۰۔ ابوالبرکات سیّد احمد قادری (۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۸ء) (خلیفہ امام احمد رضاؒ)
۲۱۔ مولانا سیّد احمد سعید کاظمیؒ (ملتان) (م ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء)
۲۲۔ مولانا محمد برہان عبدالباقی جبل پوریؒ (م ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۴ء) (خلیفہ امام احمد رضاؒ)
۲۳۔ مولانا عبدالستار خان نیازیؒ (م ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء)
۲۴۔ مولانا محمد عارف اللہ شاہ قادری (م ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء)
۲۵۔ مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلویؒ (م ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء) (ابن امام احمد رضاؒ)
۲۶۔ پیر محمد قمر الدین سجادہ نشین سیال شریف (م ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء)
۲۷۔ صاحبزادہ سیّد محمود شاہ گجراتی وغیرہ مدظلہم الاقدس۔ (م ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء) (۲)

قیام پاکستان کے لیے سنی کانفرنسوں میں شرکت:

مسلمانانِ برِصغیر منتشر اور غیر منظّم تھے غفلت و جمود کا شکار تھے۔ مساجد اور قرآن پاک کی بے حرمتی کی جارہی تھی اور متحدہ قومیت کے نام پر مسلمانوں کے ملیّ تشخص کو ختم کرنے کی سازشیں کی جارہی تھیں۔ چنانچہ سنی علماء و مشائخ نے اس نازک دور میں ملتِ اسلامیہ کی رہنمائی کے لیے ایک پرچم تلے جمع ہونے کی ضرورت کو محسوس کیا اور باہمی اتفاق اتحاد کے لیے ایک مرکز کی اہمیت پر زور دیا۔ اس مقصد کے لیے مفتی سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) اور دیگر سنّی علماء و مشائخ نے ملک گیر تنظیم ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' قائم کی اور اسکا پہلا اجلاس ۲۰ شعبان تا ۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۶ مارچ ۱۹۲۵ء کو منعقد کیا تاکہ برصغیر کے مسلمانوں کو انتشار سے بچایا جائے اور انکو متحدہ قوت بنایا جائے۔ تبلیغی کام کو منظّم اور وسیع کیا جائے اور مسلمانوں کو مذہبی تعلیم سے باخبر کیا جائے، مسلم معاشرے کی اصلاح کی جائے۔ قیام پاکستان کے لیے مسلم لیگ کے درمیان تعاون

اور یکجہتی کو مضبوط کیا جائے۔ اس اجلاس میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اور انکے اکابرین نے شرکت فرمائی تھی۔ سب نے مسلم لیگ کی تائید و حمایت کا اظہار کیا تھا۔ اور مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ (۳)

۱۹۴٦ء کے صوبائی اور مرکزی انتخابات میں کانگریس اور نیشنلسٹ علماء کے امیدواروں کو شکست ہوئی اور مسلم لیگ کو شاندار کامیابی ملی۔ اس واضح کامیابی کے باوجود ہندو رہنماؤں اور پاکستان مخالف عناصر نے تحریک حصول پاکستان میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوششیں کیں تو علماء و مشائخ نے بھرپور مسلم قوت کے مظاہرے کیے اور انگریز اور ہندوؤں کو یہ باور کروانے کے لیے کہ پاکستان کا مطالبہ اٹل ہے عین وسط ہندوستان میں بمقام با فاطماں بنارس (برِصغیر پاک و ہند کی سطح پر) ایک تاریخی کانفرنس ۲۴ تا ۲۷ جمادی الاول ۱۳٦۵ھ بمطابق ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴٦ء میں منعقد کی۔ اس کانفرنس کے چار روزہ اجلاس کی صدارت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ (م ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء) نے کی تھی۔ صدرِ مجلس استقبالیہ علامہ سیّد محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۸۱ھ / ۱۹٦۱ء) تھے۔ اور زیرِ انتظام و انصرام مفتی سیّد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ (م ۱۳٦۷ھ / ۱۹٦۱ء) تھا۔ اس کانفرنس میں مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء)، مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (م ۱۳٦٦ھ / ۱۹۴۸ء)، مولانا سیّد ابوالحسنات قادری (م ۱۳۸۰ھ / ۱۹٦۱ء)، مولانا سیّد احمد ابوالبرکات قادری (م ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۸ء)، مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ (م ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۴ء)، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہریؒ (م ۱۴۱۰ھ / ۱۹۸۹ء)، مولانا سیّد غلام معین الدین نعیمی علیہ الرحمہ (م ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱)، پیر آف بھرچونڈی شریف علیہ الرحمہ (م ۱۳۸۰ھ / ۱۹٦۰ء)، پیر صاحب مانکی شریف علیہ الرحمہ (م ۱۳۷۹ھ / ۱۹٦۰ء)، دیوان آلِ رسول اجمیری علیہ الرحمہ (م ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء)، شاہ عارف اللہ قادری علیہ الرحمہ (م ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۴ء)، مولانا شاہ برہان الحق علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۴ء) اور علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ (م ۱۴۰٦ھ / ۱۹۸٦ء) وغیرہ نے شرکت کی تھی۔

اس کانفرنس میں مطالبہ پاکستان کے حمایت میں یہ قراردادیں پیش کی گئیں تھیں ۔

۱۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء ومشائخ اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار رہیں اور یہ اپنا فرض سمجھیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور احادیث نبوی کی روشنی میں فقہی اصولوں کے مطابق ہو۔

۲۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لیے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے علماء حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔

۳۔ یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسبِ ضرورت ومصلحت اضافہ کرے یہ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام صوبہ جات کے نمائندے لیے جائیں۔

یہ قرارداد اتفاق رائے سے منظور کر لی گئی تھی۔اس کانفرنس میں علماء ومشائخ نے اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ اگر خدانخواسطہ قائداعظم مطالبہ پاکستان سے دستبردار ہو جاتے ہیں تو پھر بھی ہم قیام پاکستان کے لیے اسکے حصول تک کوششیں جاری رکھیں گے۔

تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے ان سنّی کانفرنسوں (خصوصاً پٹنہ کانفرنس منعقدہ ۱۸۹۷ء، بنارس کانفرنس منعقدہ اپریل ۱۹۴۶ اور اجمیر کانفرنس منعقدہ جون ۱۹۴۶ء) نہایت اہم کردار ادا کیا تھا۔

ان کانفرنسوں کا مقصد مسلم قومیت کے تشخص کو ابھارنا اور مسلمانوں کو ہندو لیڈروں کے متعصّبانہ رویوں سے آگاہ کرنا تھا۔ان کانفرنسوں کو ہم بلاشبہ تحریکِ پاکستان کا اہم سنگ میل قرار دے سکتے ہیں۔ان کانفرنسوں کی بدولت کاروانِ آزادی میں جان پڑ گئی اور عام مسلمانوں کے دلوں میں ان کانفرنسوں نے حصول پاکستان کی آگ کو بھڑکا دیا تھا۔قائداعظم مرحوم ان کانفرنسوں سے بہت خوش تھے۔ (۴)

مولانا غلام قادر اشرفی بنارس سنی کانفرنس کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''بنارس سنی کانفرنس کے اجتماع میں مقررین نے بار بار یہ الفاظ دہرائے کہ نیندیں حرام کر کے اور پیٹ پر پتھر باندھ کر گلی گلی اور کوچے کوچے جا کر تحریک پاکستان کو کامیاب بنائیں گے۔اور پھر مقررین

نے یہ الفاظ کہے'' کہ اگر پاکستان بن گیا تو ہماری زندگی ہے اور نہ بن سکا تو ہماری موت ہے اور اگر مسلم لیگ بھی پاکستان کے مطالبہ سے دستبردار ہو جائے تو پھر بھی ہم پاکستان بنا کر دم لیں گے۔ اور بار بار یہ نعرے لگائے جا رہے تھے لے کے رہیں گے پاکستان۔ دینا پڑے گا پاکستان آنکھوں کا نور پاکستان۔ دل کا سرور پاکستان۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔

مولانا محمد عبدالحامد بدایونی (متوفی ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) اس اجلاس میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کو مسلم لیگ میں مدغم کر دیا جائے لیکن یہ تجویز اس وجہ سے منظور نہ ہو سکی کہ اگر کسی وقت مسلم لیگ بھی مطالبہ پاکستان کو ترک کر دے تو اس پلیٹ فارم سے جدو جہد کو جاری رکھا جا سکے۔ (۵)

جمعیت الابرار ہند کا قیام:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے سیاستِ ہند کا جائزہ لینے کے بعد جب یہ دیکھا کہ ہندو انگریزی اقتدار کے خاتمے کے بعد ہندو راج کے قیام کا خواب دیکھ رہے تھے اور ہر طریقے سے مسلمانوں کے استحصال میں مشغول تھے چنانچہ مسلمانوں میں مسلم قومیت کا شعور بیدار کرنے کے لیے اور مستقبل کے لیے متحد و منظم کرنے کے لیے جمعیت الابرار ہند کی بنیاد رکھی۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اسکے پہلے امیر منتخب ہوئے۔ ابتدائی طور پر جمعیۃ الابرار ہند کی شاخیں ملتان اور اسکے نواحی شہروں میں قائم کی گئیں۔

مدرسہ انوار العلوم کے پہلے سالانہ جلسے کی تیسری نشست میں جمعیۃ الابرار ہند کے اغرض و مقاصد اور کارکردگی کے بارے میں تفصیلی رپورٹ علامہ کاظمیؒ نے پڑھکر سنائی تھی۔ اس تاریخی جلسے میں جمعیۃ الابرار کی جانب سے ہندؤں کی مفسدانہ کاروائیوں کی مذمت اور قرآن حکیم کی غیر مسلموں کے لیے طباعت اور خرید وفروخت کو ممنوع قرار دینے کا مطالبہ شامل تھا۔ (۶)

مسلمانوں کے حقوق کے لیے قراردادیں:

مدرسہ انوار العلوم کے دوسرے سالانہ جلسہ منعقدہ نومبر ۱۹۴۵ء میں علامہ کاظمیؒ نے مسلمانوں کے سیاسی، مذہبی حقوق اور مسلمانان عالم اسلام کے حقوق اور مسائل کے حل کے لیے درج ذیل قراردادیں پیش کی تھیں۔

۱۔ مسلمانوں کے سیاسی حقوق کے تحفظ کے لیے عظیم اجتماع میں حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ

مقامی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے میونسپل کمیٹی کی مسلم نشستوں میں اضافہ کرے اسمیں دو اور مسلم ممبران کی تعداد دس دس یعنی برابر تھی لیکن آبادی کے تناسب کے لحاظ سے دس ہندو ممبران کے مقابلے میں مسلمانوں کے چودہ ممبران ہونے چاہیے تھے چنانچہ حکومتِ پنجاب سے حقوق و انصاف پر مبنی مطالبے کے منظوری پر زور دیا گیا۔

۲۔ مدرسہ انوارلعلوم ملتان کے اس عظیم اجتماع میں حکومتِ ہند سے پرزور مطالبہ کیا گیا کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح نہ کیا جائے۔

۳۔ اس قرارداد میں صوبہ سندھ کی مسلم وزارت کی ایک توہین آمیز آریہ سماجی کتاب ''ستیارتھ پرکاش'' کے چودھویں باب کی اشاعت کو ممنوع قرار دینے کے اقدامات کی تعریف کی۔ اس قرارداد میں حکومتِ ہند سے ایک عام حکم کے ذریعے پورے ہندوستان میں اسکی اشاعت کو ممنوع قرار دینے پر زور دیا گیا۔

۴۔ مدرسہ انوارالعلوم کے اس جلسے میں پرزور مطالبہ کیا گیا کہ قبلہ اول بیت المقدس اور ارض فلسطین کو اتحادی طاقتیں یہودی ریاست بنانے کے عزائم سے باز رہیں۔ برطانوی اور امریکی حکومتوں کو خبردار کیا کہ وہ سازشوں اور یہودنواز پالیسیوں سے باز نہ آئے تو نتائج کی ذمہ دار خود ہونگی۔

۵۔ مدرسہ انوارالعلوم کے اس سالانہ جلسے میں مطالبہ پاکستان کی حمایت میں درج ذیل قرارداد منظور کی گئی جو ہندوستان میں مسلم لیگ کی کامیابی میں اہم سنگ میل ثابت ہوئی۔

''مسلمانانِ ملتان کا یہ لاجواب اجتماع ہندوستان میں مسلمانوں کو ایک مستقل اور جداگانہ ملت سمجھتا ہے اور قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی اساسِ جمہوریت پر انکی تنظیم کو اپنا فرضِ ملّی تصور کرتے ہوئے ملت وشریعت اسلامیہ کی بقا وتحفظ کے لیے صحیح معنوں میں پاکستان کے مطالبہ وقیام کو ضروری سمجھتا ہے لہذا اس سلسلہ میں تمام مسلمانان سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ باہمی تصادم ومناقشہ سے اپنا دامن پاک رکھتے ہوئے آئندہ الیکشن (۱۹۴۶ء) میں مسلم لیگی امیدواروں کو ووٹ دیکر اپنا قومی و ملّی فریضہ ادا کریں۔ (۷)

علامہ کاظمیؒ کی مسلم لیگ میں شمولیت اور قیام پاکستان کیلیے جلسے:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے ۱۹۳۵ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار فرمائی۔
آپ نے مسلم لیگ کے ایک اہم رکن کی حیثیت سے تحریکِ پاکستان میں قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔
علامہ کاظمی علیہ الرحمہ مسلم لیگ کے اسٹیج سے قیام پاکستان کے جلسے کرتے رہے اور برِصغیر کے لوگوں تک مسلم لیگ کا پیغام پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے مسلم لیگ کے ایک ترجمان کی حیثیت سے ولولہ انگیز خطابات کیے اور لوگوں میں بیداری کی روح پھونک دی ملتان میں آپ کی کوششوں سے مخالف جماعتوں کا زور ٹوٹ گیا۔ آپ نے مسلم لیگ کی وکالت کرتے ہوئے مخالفین پاکستان کانگریسی اور احراری مقررین کے اعتراضات کے منہ توڑ جوابات دیے۔
آپ نے اپنے اکابرین کے ساتھ ملکر ایک علیحدہ قومیت اور آزاد مسلم ریاست کے حصول کی جدوجہد کو جاری رکھا۔ (۸)

لاہور ملتان اور دوسرے ملحقہ علاقوں میں مسلم لیگ کے لیے کام:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ ۱۹۳۵ء میں ملتان تشریف لائے۔
علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے لاہور، ملتان، اور دوسرے ملحقہ علاقوں میں تحریکِ پاکستان کے لیے کام کیا۔ آپ نے مسلم لیگ کو ملتان میں فعال بنانے کے لیے دورے کیے۔
آپ نے برکت علی اسلامیہ ہال بیرون موچی دروازہ لاہور میں ہونے والے مسلم لیگ کے جلسوں میں شرکت فرمائی۔ آپ نے ''پاکستان کی ضرورت کیوں'' کے عنوان سے سندھ کے مختلف شہروں میں تقاریر کیں۔ آپ نے پنجاب اور سندھ کی تمام خانقاہوں اور روحانی پیشواؤں سے رابطہ کیا اور انھیں ایک سنی ہونے کا احساس دلاتے ہوئے تحریکِ پاکستان کے لیے کام کرنے پر آمادہ کیا۔ آپ نے سیّد صدرالدین شاہ گیلانیؒ (م ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۳ء) کے ساتھ ملکر تحریک پاکستان کے لیے کام شروع کیا اور اپنی انتھک جدوجہد سے جلد ہی مسلم لیگ کو اس علاقے کی ایک بڑی مسلم نمائندہ سیاسی جماعت بنا دیا۔ آپ کی سیاسی جدوجہد نے مخالف سیاسی جماعتوں کے سحر کو توڑ دیا اور پاکستان کا نام اتنا مقبول بنا دیا کہ ملتان میں بہت سے نوجوانوں نے اپنا نام پاکستان رکھ لیا۔ آپکی پر جوش اور ولولہ انگیز تقریر

نے چند برسوں میں وہ کچھ کر دکھایا کہ کانگریسی رہنماؤں کی برسوں کی جدو جہد دھری رہ گئی۔

جب کانگریسی علماء اور مسلم لیگ مخالف عناصر نے پاکستان کی مخالفت کی تو علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مسلم لیگ کی ترجمانی کا بیڑہ اٹھایا اور اپنے پر جوش انداز سے مسلم لیگ مخالفین کی حسرتوں پر پانی پھیر دیا۔(۹)

نظریہ پاکستان کی ترویج واشاعت:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے دیگر علماء و مشائخ کے ساتھ ملکر نظریہ پاکستان کی ترویج واشاعت اور مسلم لیگ کے پیغام کو عام کرنے لیے تاریخ ساز کردار ادا کیا۔آپ نے مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۶۱ء)، سیّد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء)، پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری (م ۱۳۷۰/ ۱۹۸۱ء) پیر صاحب مانکی شریف علیہ الرحمہ (۱۹۲۲ء/ ۱۹۶۰ء)، مولانا عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ (۱۸۹۲ء/ ۱۹۵۴ء)، علامہ ابوالحسنات قادری علیہ الرحمہ (۱۸۷۶ء/ ۱۹۶۱ء)، مولانا محمد عبدالحامد بدایونی (۱۸۹۸ء/ ۱۹۷۰ء)، علامہ عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمہ (۱۹۱۰ء/ ۱۹۷۰ء) جیسے علماء و مشائخ کے ساتھ برِصغیر کے مختلف علاقوں کے دورے کیے اور برِصغیر کے مسلمانوں کے اجتماعات سے خطابات کیے اور نظریہ پاکستان کی اہمیت کو روشناس کروانے کے لیے اخبارات میں مضامین چھپوائے۔عوام میں سیاسی شعور بیدار کیا اور رائے عامہ کو ہموار کیا۔ پاکستان کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور جب آپ حج پر گئے تو وہاں بھی اجتماعات سے خطابات کیے۔

علامہ کاظمیؒ اور انکے رفقاء نے مسلم لیگ کے لیے رائے عامہ ہموار کی اور پاکستان کی حمایت میں شرعی فتوے جاری کیے اور مسلم لیگ کی حمایت کا نہ صرف اعلان کیا بلکہ اپنے معتقدین اور عام مسلمانوں کو مسلم لیگ کی حمایت پر آمادہ کیا۔مولانا سیّد نعیم الدین مرادآبادیؒ نے مسلم لیگ کی حمایت کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

'' مسلمانوں کو اپنے قیمتی ووٹ کانگریس کو دینا حرام ہے اور احرار خاکسار وغیرہ بھی مسلمان اکثریت سے کٹ کر گاندھی نہرو کے زرخرید غلام ہیں انھیں مسلمانوں کی نمائندگی کوئی حق نہیں ہے مسلمانوں کے ووٹ حاصل کرنے کا حق صرف اسی سنّی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو ہے جو کونسلوں میں جاکر

مسلمانوں کے جائز حقوق کی نگہداشت کریں اور احکام شریعت کے مطابق جد جہد کریں''

مولانا خواجہ قمرالدین سیالویؒ:

''ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جنگِ پاکستان میں مسلم لیگ کا ساتھ دے''

پیر صاحبؒ سجادہ نشین دربار پاک پٹن:

''مسلمانوں کے ووٹ کے حقدار صرف مسلم لیگی نمائندے ہیں''

دیوان آلِ رسولؒ زیب آستانہ عالیہ اجمیر شریف:

''مسلم لیگ نے حصول پاکستان کے لیے انتخاب لڑنے کا اعلان کر دیا ہے اسلیے ہر مسلمان دل و جان کے ساتھ مسلم لیگ کا ساتھ دے''

مولانا سیّد غلام محی الدینؒ صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف:

''مسلمانو! اس معرکہ حق و باطل میں مسلم لیگ کا ساتھ دیں''

پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ:

''محمد علی جناح ہمارا بہترین وکیل ہے اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے''

پیر سیّد فضل شاہ سجادہ نشین جلال پور شریف (جہلم)

''مسلمانو! وحدتِ ملت قائم رکھو اور مسلم لیگ کا ساتھ دو'' (۱۰)

قائدِ اعظم سے خط و کتابت:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اگرچہ براہ راست قائد اعظم بہ نفس نفیس خود تو ملاقات نہیں کی البتہ ان سے خط و کتابت ضرور فرماتے رہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے خود فرمایا تھا۔

''قائدِ اعظم سے میری کوئی ملاقات نہیں ہوئی البتہ خطوط کے ذریعے میں انکی خدمت میں اپنی گزارشات ضرور بھجوا دیتا تھا۔ یہ نصف ملاقاتیں کئی بار ہوئیں'' آپ قائد اعظم سے متعلق ہمیشہ حسن ظن رکھتے تھے اور ان پر ہونے والے اسلامی نظام کے نفاذ سے متعلق اعتراضات کے جواب میں فرماتے ''قائدِ اعظم اسلام کے بارے میں قطعی مخلص تھے

اور مرحوم لیاقت علی خان نے بھی جو قرارداد منظور کی تھی وہ اسلامی نظام کے سلسلے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر قائدِ اعظم اور قائد ملت لیاقت علی خان زندہ ہوتے تو میرا حسنِ ظن یہی ہے کہ وہ اسلامی نظام کو نافذ کرنے کے سلسلے میں کسی حیل وحجت سے کام نہ لیتے۔لیکن افسوس انکی وفات کے بعد مسلم لیگ پر وہ لوگ قابض ہو گئے جو مغرب زدہ تھے ان لوگوں نے اسلام کا نام تو لیا لیکن عملاً اسکے لیے کچھ نہ کیا۔ اگر یہ لوگ مخلص ہوتے اور پر خلوص ہو کر اس مقصد کی جانب توجہ دیتے تو یقیناً ابتک وطن عزیز میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ نافذ ہو چکا ہوتا'' آپ نے ایک انٹرویو میں اس خیال کو رد کر دیا کہ قائدِ اعظم پاکستان کو ایک سیکولر اسٹیٹ بنانا چاہتے تھے۔آپ نے کہا۔ '' قائدِ اعظم مرحوم کے ذہن میں اس بنیادی نقطہ کی وہی تشریح تھی جسکو امتِ مسلمہ پہلے دن سے پیش کر رہی تھی یعنی ہماری قومیت عین اسلام ہے اگر قائدِ اعظم آج زندہ ہوتے تو اس حقیقت سے ہرگز انکار نہ کرتے کیونکہ انھوں نے ساری قوم کو اسلام کے نام پر ہی پاکستان بنانے کے لیے متحد کیا تھا'' (۱۱)

علامہ اقبال سے ملاقات:

ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی (لاہور) نے علامہ کاظمی علی الرحمہ سے لیے گئے انٹرویو کے مطابق علامہ کاظمیؒ کی علامہ اقبال (م ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء) سے ملاقات کے بارے میں بتایا کہ:

۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۳۰ء میں موچی دروازہ لاہور میں میلاد النبی ﷺ کے ایک جلسہ میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کو تقریر کی دعوت دی گئی، اس جلسہ کی صدارت علامہ اقبال مرحوم فرمارہے تھے۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اسم محمد ﷺ پر تقریر فرمارہے تھے علامہ اقبال مرحوم علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی تبحر علمی سے بہت زیادہ متاثر ہوئے اور تقریر ختم ہوتے ہی کاظمی علیہ الرحمہ کو گلے لگا لیا اور فرمایا کہ آپکی تقریر نے میرا ایمان تازہ کر دیا۔

علامہ کاظمیؒ نے علامہ اقبال کے بارے میں فرمایا کہ'' علامہ اقبال نے عمر بھر دو قومی نظریے کی حمایت و تبلیغ کی۔جس زمانے میں کانگریسی علماء نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے یہ کہنا شروع کیا کہ قومیں وطن سے بنتی ہیں علامہ اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے وضاحت کی کہ:

؎ قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں

جذبِ باہم جو نہیں محفلِ انجم بھی نہیں (۱۲)

مسلم لیگ سے علیحدگی :

وہ تمام موقعہ پرست اور موقعہ شناس جو نظریہ پاکستان اور قیام پاکستان کی مخالفت کرتے رہے تھے جب انھیں یہ یقین ہوگیا کہ پاکستان بن کر رہے گا تو انھوں نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی۔

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان قائم ہوگیا اور علماء کرام جنھوں نے تحریک پاکستان میں نہایت اہم کردار ادا کیا تھا اپنے اپنے حجروں اور آستانوں میں واپس چلے گئے۔ قیام پاکستان کے بعد مسلم لیگ پر جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور موقعہ پرست عناصر کا قبضہ ہوگیا۔

؎ نیرنگئی سیاستِ دوراں تو دیکھیے
منزل انھیں ملی جو شریک سفر نہ تھے۔ (محسن بھوپالی)

کے مصداق مسلم لیگ پر قابض مفاد پرست عناصر نے مخالفینِ پاکستان کو سرکاری عہدے اور ذمہ داریاں تفویض کیں اور تحریک پاکستان کے لیے قربانیاں دینے والے افراد کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ چنانچہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جب دیکھا کہ مسلم لیگ اپنے مقصد سے ہٹ گئی ہے تو آپ نے مسلم لیگ سے علیحدگی اختیار کر لی۔

اس سلسلے میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنے ایک انٹرویو میں فرمایا تھا۔

''قیام پاکستان کے بعد ہم نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا لیکن جب قائد اعظم کی وفات کے بعد ہم نے دیکھا کہ جس بنیادی نظریے پر پاکستان حاصل کیا گیا تھا مسلم لیگ اسے تسلیم کرنے کے باوجود عملی جامہ پہنانا نہیں چاہتی تو ہم مجبور ہو گئے کہ ایک علیحدہ تنظیم قائم کریں۔ (۱۳)

مولانا ستار نیازیؒ کا علامہ کاظمیؒ کی ملّی خدمات پر خراجِ تحسین :

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی ملّی خدمات کا اظہار اسطرح فرماتے ہیں :

'' علامہ کاظمیؒ کا عرصہ حیات ملتِ اسلامیہ کی تاریخ کا ایک انتہائی پر آشوب اور ہنگامہ خیز دور ہے ۱۹۱۹ء میں پہلی جنگِ عظیم ختم ہوئی ۔ اسکے بعد تحریک خلافت اور تحریک ہجرت کی شہرہ آفاق تحریکیں اٹھیں ۔ شدھی اور سنگھٹن کے ذریعے ہندوؤں نے مسلمانوں کو اپنے اندر جذب کرنے کی خطرناک سازشیں ، کیں سیاسی طور پر سائمن کمیشن اور نہرو رپورٹ مسلمانوں کے جداگانہ وجود پر کاری ضربیں تھیں ۔ اسکے بعد قرطاس ابیض آتا ہے اور ۱۹۳۵ء میں انڈیا ایکٹ کی بنیاد پر برصغیر میں نئی اصلاحات نافذ ہوئیں ۔ حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ ۱۹۳۲ء میں مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے میدان عمل میں آتے ہیں اور اپنی عظیم جدوجہد کی تکمیل کے سلسلے میں ملتان میں ایک دینی مرکز قائم فرماتے ہیں جو انکا ایک عظیم دینی کارنامہ ہے ۔ قیام پاکستان سے قبل اہل اسلام سوادِ اعظم اہلسنت و جماعت کا سیاسی تعارف سنی کانفرنس کے نام سے ہوتا تھا ۔ یہ کانفرنسیں ۱۹۲۴ء سے لیکر ۱۹۴۶ء تک مختلف ادوار میں مرادآباد ، اجمیر شریف اور دیگر مقامات پر منعقد ہوتی رہیں ۔ اکابر علماء ومشائخ کے علاوہ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ جیسی نابغہ روزگار شخصیات اس کانفرنس میں شریک ہوئیں '' (۱۴)

پروفیسر محمد اکرم رضا کا خراجِ تحسین :

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی ملّی خدمات کا اظہار اسطرح فرماتے ہیں :

'' حضرت علامہ کاظمیؒ کا شمار تحریک پاکستان کے نامور مجاہدین میں ہوتا ہے ۔ حضرت علامہ کاظمیؒ نے دوسرے شیوخ کے ہمراہ مسلم لیگ کے پیغام کو عام کرنے اور نظریہ پاکستان کے حقیقی مفہوم کو برصغیر کے مسلمانوں تک پہنچانے کے لیے تاریخ ساز کردار ادا کیا ۔ آپ نے نہ صرف اسلام دشمن قوتوں کی ریشہ دوانیوں کا بھرپور جواب دیا بلکہ کانگریسی مسلم علماء کے پاکستان مخالف پروپیگنڈے کا بھی دندان شکن جواب دیتے رہے ۔ آپ نے پاکستان کے مقاصدِ عظیم کی اہمیت کو عام کرنے کے لیے مختلف وقفوں سے ہونے والی سنّی کانفرنسوں میں شرکت کی ۔ ۱۹۴۶ء میں بنارس میں منعقد ہونے والی سنّی کانفرنس میں آپ نہ صرف شریک ہوئے بلکہ اسکی قراردادوں کو موثر بنانے اور کاروانِ آزادی کی رفتار کو تیز تر

کرنے کے لیے کام کرتے رہے۔ مولانا سیّد نعیم الدین مرادآبادیؒ، حضرت محدث کچھوچھویؒ، حضرت امیر ملت محدث علی پوریؒ، پیر صاحب مانکی شریفؒ، شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا ابوالحسنات قادریؒ، شیخ القرآن عبدالغفور ہزارویؒ جیسے علماء ومشائخ اہلسنت کے ہمراہ آپ نے برصغیر کے طول وعرض میں دورے کیے اور بے شمار اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے قیامِ پاکستان کو اسلامیان پاکستان کا مقدر قرار دیا۔

آپ جب ۱۹۴۵ء میں حج کے لیے تشریف لے گئے تو وہاں بھی علماء کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ قائداعظم محمد علی جناح کو متوجہ کر کے انھیں مسلمانانِ برصغیر کے جذبات سے آگاہ کیا اور نظریہ پاکستان کے اسلامی اہمیت کو روشناس کرانے کے لیے اخبارات میں متعدد مضامین رقم فرمائے۔ انگریز اور ہندوؤں کی مشترکہ قوت نے آپکا راستہ روکنا چاہا مگر آپ ثابت قدمی سے اپنے موقف پر ڈٹے رہے بالآخر آپ اور دوسرے علماء ومشائخ کی قربانیوں کا ثمر قیام پاکستان کی صورت میں صبح آزادی کی تنویر بن گیا'' (۱۵)

قرآن کی عظمت کے لیے قرارداد:

پاکستابن کے قیام سے قبل قرآن مجید کی طباعت غیر مسلموں کے ہاتھ میں تھی اور غیر مسلموں کی ایک کمیٹی اینٹی قرآن کے نام سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیل رہی تھی۔ چنانچہ مدرسہ انوارالعلوم کے تاریخی جلسہ میں قرآن کی عظمت کے تحفظ کے لیے قرارداد منظور کی گئی اور درج ذیل مطالبات کیے گئے۔

۱۔ گورنمنٹ پنجاب مسلمانوں کی مقدس اور الہامی کتاب قرآن مجید کی طباعت اور فروخت غیر مسلموں کے لیے قانوناً ممنوع قرار دے۔

۲۔ اینٹی قرآن کمیٹی کی مذمت کی گئی۔

۳۔ حجاز مقدس کے قحط زدگان کی امداد کے لیے فنڈ جمع کروانے میں تعاون کی اپیل کی گئی۔ (۱۶)

جمعیت علماء پاکستان کا قیام:

مولانا عبدالستار نیازیؒ لکھتے ہیں'' قیام پاکستان کے بعد سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت کے علماء ومشائخ چونکہ تحریک پاکستان میں شامل تھے اور مسلم لیگ کی تائید وحمایت

کرر ہے تھے اسلیے علیحدہ سیاسی پلیٹ فارم نہ تھا۔جمیعت علماء ہند نیشنلسٹ مسلمانوں کی ترجمان اور گاندھیانہ ذہنیت کی حامل اور متحدہ قومیت کی ہمنوا تھی۔اسکے مقابلہ میں ۱۹۴۳ء میں جمیعت علماء پر قبضہ کر کے اسے بھی اپنی اغراض کا آلہ کار بنالیا۔اس آزمائش کی گھڑی میں سوادِاعظم اہلسنت و جماعت بالکل بے سہارا و بے آسرا تھے۔اس خلا کو پر کرنے کے لیے غازی کشمیر مولانا ابوالحسنات قادریؒ اور علامہ کاظمیؒ نے ۱۹۴۸ء میں علماء ومشائخ کا ایک عظیم کنونشن منعقد کر کے جمیعت علماء پاکستان کی بنیاد ڈالی۔جسکے بعد اہلسنت کا تشخص سنی کانفرنس کے بجائے جمیعت علماء پاکستان کے ذریعے ہونے لگا۔اس لحاظ سے علامہ کاظمیؒ نے برصغیر کے مسلمانوں بالخصوص پاکستان کے اہلسنت و جماعت کے لیے ایک زبردست مرکز قائم کیا۔

مسلم لیگ مفاد پرست ٹولے کے غاصبانہ قبضے کے بعد کچھ عرصے کی مایوسی اور انتشار کے بعد یہ احساس شدت اختیار کر گیا کہ اہلسنت کو سیاسی شیرازہ بندی سے بچا جائے۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اتحاد اور یکجا رہنے کے پیش نظر اس مقصد کے لیے سیاسی تنظیم کی غرض سے علماء ومشائخ سے مشورہ کیا۔ آپ نے اس سلسلے میں سب پہلے علامہ سید ابوالحسنات قادری علیہ الرحمہ (م ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء) کو ایک خط ۴ مارچ ۱۹۴۸ء کو لکھا جسمیں انھیں تمام حالات سے آگاہ کیا اور ایک امیر کی قیادت میں منظم ومتحد ہونے پر زور دیا۔آپ نے لکھا:۔

''سیدی ومولائی مستشار العلماء المشائخ الاعلام واد امکم اللہ بالعز والاکرام

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ!

یہ امر آپ جیسے اہلِ بصیرت سے مخفی نہیں ہے کہ دنیا کے گوشے میں بیداری کی لہر دوڑگئی ہے مگر ہم خواب غفلت میں مدہوش ہیں اسکے برعکس اغیار نے ہمیشہ موقع شناسی سے کام لیا حالات کا گہری نظر سے جائزہ لیا اور جو قدم اٹھایا برمحل اور مقتضائے حال کے مطابق اٹھایا۔چنانچہ انکی وہ مشہور شخصیتیں اور جماعتیں جواب سے قریباً دو سال قبل تک نظریہ پاکستان اور اسکے قیام کی شدید ترین مخالفت کرتی رہیں آج قیام پاکستان کے بعد بھی ان جماعتوں کے بیشتر افراد پاکستان کی مخالفت ہی کیے جاتے ہیں۔انکی دورخی پالیسی اور موقع شناسی برابر کارفرما ہے جب انھیں قیام پاکستان کا یقین ہو چلا تو انھوں نے حیرت انگیز طور پر مسلم لیگ میں شمولیت اختیار اختیار کر لی اور کچھ ایسا رسوخ پیدا کیا

کہ ان کا ایک فرد ایک ہی جست میں منصب دستور سازی پر فائز ہوکر پاکستان کی اسمبلی پر چھا گیا۔
ادھر یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم نے ہمیشہ مسلم لیگ کی حمایت کی اسکی پالیسیوں کا ساتھ دیا اور قیام پاکستان کے سلسلہ میں اپنی تمام کوششیں صرف کر دیں، جانی و مالی قربانی میں کوئی دریغ نہیں کیا۔ اللہ کے کرم سے اپنے اور بیگانوں کی شدید مخالفتوں کے باوجود پاکستان قائم ہوگیا مگر ہماری عدم تنظیم نے ہمیں یہ وقت دکھایا کہ آج اس حکومت پاکستان میں جس کا قیام ہماری قربانیوں کا نتیجہ ہے ہمیں کوئی امتیاز و وقار حاصل نہیں نہ ہماری خدمات کا کوئی نتیجہ ہے۔ ہمارا مستقبل شدید ترین خطرات میں گھرا ہوا ہے مستقبل قریب میں جو طوفانی انقلاب رونما ہوتا نظر آرہا ہے اسکی تہہ میں ہمارے مخالفین کی طاغوتی طاقتیں ہمیں کچلنے اور حرف غلط کی طرح مٹا دینے کے درپے نظر آتی ہیں۔ ہم اسی طرح غیر منظم و منتشر رہے تو اسکا انجام ظاہر ہے۔ ہر جماعت کا وجود اسکے کارہائے کی بنیاد پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ انفرادی کام کی کوئی وقعت نہیں ہوتی اور نہ انفرادی زندگی وعزت کوئی عزت وزندگی ہے اسلیے ابتک جو ہوا سو ہوا اسپر افسوس کا وقت نہیں رہا۔ اگر ہم عزت و وقار کے ساتھ رہنے اور اپنے صحیح مذہب و مسلک کی بقاء کے خواہشمند ہیں تو ہمیں فی الفور ایک مرکز پر ایسی وسیع اور مستحکم تنظیم کے ساتھ منظم ہونا پڑے گا کہ ہمارا ایک فرد بھی ہم سے جدا نہ رہے۔ آفتاب امید کی شعاعیں چمکتی نظر آتی ہیں خدا کی رحمت ہماری حرکت کی منتظر ہے۔ ہمیں کسی کو گرانا نہیں بلکہ اپنے گرے ہوؤں کو اٹھانا ہے ہمارا مقصد کسی سے برسرِ پیکار ہونا نہیں نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ کسی مذہبی اور سیاسی جماعت سے متصادم ہوں ہم اہلسنت کے تسبیح کے بکھرے ہوئے دانوں کو وسیع تنظیم کے مضبوط رشتے میں پرونا اور ایک امیر اہلسنت کی قیادت میں منظم و مجتمع کر کے یہ چاہتے ہیں کہ مملکت خداداد پاکستان کی ایسی صحیح دینی اور ملی خدمت کریں کہ وہ آئین شریعت کے مکمل نفاذ کے ساتھ صحیح معنوں میں اسلامی سلطنت بن جائے۔
علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ نے افتتاحی اجلاس کے شرکاء کو جو دعوت نامے ارسال کیے اسمیں جمعیت علماء پاکستان کی ضرورت واہمیت کو ان الفاظ میں بیان کیا۔
'' یہ امر جناب سے مخفی نہیں کہ علماء اور جمہور علماء اہل سنت ابتداء سے قیام پاکستان کی حمایت اور اسکے حصول کے لیے پوری جد وجہد کرتے رہے ہیں قیام پاکستان میں جو لوگ حائل رہے وہ صرف غیر مسلم ہی نہ تھے بلکہ بدقسمتی سے کچھ مسلمان بھی تھے جو ہندوؤں کی ہمنوائی اور ہماری مخالفت کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمام مخالفین کی کوششوں کے ناکام فرما کر محض اپنے فضل وکرم سے امت مسلمہ کو پاکستان

کی دولت عطا فرمائی۔

یہ حقیقت بھی روزِ روشن کی طرح آشکارا ہے کہ عامۃ المسلمین نے حصول پاکستان کے لیے جسقدر جدو جہد کہ وہ صرف اس مقصد کے پیش نظر تھی کہ پاکستان میں خالص اسلامی حکومت ہوگی۔ اسکا دستور و نظام صحیح دستور و نظام ہوگا۔ مسلمانوں نے اس مقصدِ عظیم کے لیے جو قربانیاں پیش کیں اور اس راہ میں انکو جس قدر آلام و مصائب اور قیامت خیز خونی انقلاب سے دوچار ہونا پڑا دنیا کی تاریخ اسکی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لیکن اب وہ مقصدِ حقیقی حاصل نہ ہوا تو یہ ملتِ اسلامیہ کی انتہائی بدقسمتی بلکہ موت ہوگی اور یہ سب قربانیاں خاک میں مل جائیں گی۔ اسوقت ہر ایک جماعت اپنے مقاصد کے پیش نظر میدان عمل میں گامزن ہے۔ ہمارا مقصد اعظم صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ لاکھوں مسلمانوں کی یہ جانی قربانیاں ضائع نہ ہوں پاکستان صحیح معنوں میں اسلامی مملکت قرار پائے اسمیں اسلامی قوانین و آئین کا پوری طرح نفاذ ہو'

اس مبارک مقصدِ اعظم کے لیے کافی غور و خوض کے بعد جمعیۃ العلماء پاکستان کی تشکیل کی گئی ہے موجودہ تشکیل عارضی اور اسوقت کے لیے ہے جبتک جمعیت کا مرکزی افتتاحی اجلاس منعقد ہو مرکزی اجلاس میں جدید انتخاب ہوکر باضابطہ مرکزی جمعیت قائم کی جائیگی یہ اجلاس بتواریخ ۲۶ ۔ ۲۷ ۔ ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار ملتان میں منعقد ہو رہا ہے جسکے لیے پاکستان کے جمہور علماء و مشائخ اہلسنت کو دعوت دی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کا سالانہ جلسہ بھی منعقد ہوگا خدا کے لیے اس موقعہ پر ضرور بالضرور تشریف لائیں اور امت مسلمہ و حکومت اسلامیہ پاکستان کو صحیح راہِ عمل پر گامزن ہونے کی تبلیغ و ہدایت فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہونے کی کوشش فرمائیے۔ جناب کی شرکت خاص طور پر نہایت ضروری ہے ازراہ کرم جواب باصواب سے جلد از جلد مشرف فرمایے تاکہ زادِ راہ حاضر خدمت کیا جائے والسلام مع الاکرام۔

فقیر سیّد احمد سعید کاظمی امروہی غفرلہ

مہتمم مدرسہ عربیہ انوار العلوم

ملتان شہر کچہری روڈ

۴ مارچ ۱۹۴۸ء

چنانچہ آپ کی کوششوں سے تمام اکابرین ملتان میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوارلعلوم میں جمع ہوئے اور ۲۶، ۲۷، ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء کو بلائے گئے اجلاسوں میں طویل بحث ومباحثات کے بعد مرکزی جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد رکھدی گئی۔ اسطرح جمعیت علماء پاکستان کے قیام کے لیے منعقدہ اجلاس کی میزبانی کا شرف جامعہ اسلامیہ انوارلعلوم کو حاصل ہوا۔ (۱۷)

مرکزی قیادت کا انتخاب:

جمعیت علماء پاکستان کے امیر علامہ ابوالحسنات قادری علیہ الرحمہ (۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء)، علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ (۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء) اسکے ناظم اعلیٰ مقرّر کیے گئے۔ جبکہ دیوان آلِ رسول اجمیری علیہ الرحمہ (م ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء)، مولانا عبدالحامد بدایونی (۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء)، مفتی صاحب داد علیہ الرحمہ (۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء)، خواجہ قمرالدین سیالوی علیہ الرحمہ (۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء) اور علامہ عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمہ (۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) نائب مقرر کیے گئے علامہ غلام معین الدین نعیمی علیہ الرحمہ (م ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء) اور مرتضیٰ احمد خاں میکش علیہ الرحمہ (م ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء) نائب ناظم اور مولانا قلندرعلی خاں علیہ الرحمہ (۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء) ناظمِ اطلاعات مقررّ ہوئے۔ کچھ عرصے بعد خواجہ قمرالدین سیالوی علیہ الرحمہ نے خرابی صحت کے باعث اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا اور پھر مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ (م ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء) قائداہلسنت قرار پائے تھے۔ وجود میں آتے ہی جمعیت علماء پاکستان نے اپنی سرگرمیاں شروع کردیں۔ (۱۸)

یوم شریعت:

اپنے قیام کے فوراً بعد ے مئی ۱۹۴۸ء بروز جمعہ جمعیت نے پورے ملک میں یوم شریعت منایا اور پہلا مظاہرہ کیا۔ اسمیں مطالبہ کیا گیا کہ ملک میں شریعتِ مصطفیٰ ﷺ نافذ کیا جائے۔ اسمیں سجادہ نشین جلالپور شریف پیر محمد فضل شاہ نے خصوصی تعاون فرمایا۔ قراردادیں اور مطالبات کی کاپیاں گورنر جنرل نوزائیدہ مملکت قائداعظم محمد علی جناح مرحوم اور وزیرِ اعظم شہید ملت لیاقت علی خان کو بھیجی گئیں۔ نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کے مطالبے کے لیے جمعیت علماء پاکستان کے اس پہلے مظاہرے کی قیادت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے فرمائی تھی۔ (۱۹)

دستور سازی کے سلسلے میں جدو جہد:

جمعیت علماء پاکستان کے قیام کے فوراً بعد دستورِ پاکستان ۱۹۵۶ء کی تدوین وترتیب کا کام شروع ہوگیا۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے حکمرانوں کو بتایا کہ پاکستان کے لیے کس قسم کے دستور کی ضرورت ہے۔ آپ نے دستور پاکستان کے متعلق فرمایا تھا :۔

''کسی ملک کا دستور وہی ہوسکتا ہے جو اس سے متعلق تمام اندرونی و بیرونی معاملات و امور کو حاوی ہو ملکی قوت واستحکام کا دارومدار قانون کی طاقت پر ہوتا کوئی قانون اسوقت تک قوت نہیں پکڑ سکتا جبتک کہ وہ رفتارِ زمانہ اور ملکی ماحول کے مطابق ہوتے ہوئے عام باشندوں کے حسب حال نہ ہو''

حکومت کی گرفت قانون کے ذریعے ہوتی ہے اسلیے قانون کا ناقص یا ضعیف ہونا حکومت کی گرفت کو ڈھیلا کردے گا اور ملک میں لاقانونیت پھیل جائے گی۔ اسمیں شک نہیں کہ لادینی یا بد مذہبی بنیادوں پر بنایا ہوا دستور ہر حال میں خطرناک اور مضر ہی ہوتا ہے۔ مگر خصوصیت کے ساتھ ایسی ملکی حکومت میں جہاں جمہوری اقتدار کسی اقلیت کے زیرِ اثر نہ ہو اور وہاں کے جمہور باشندے پاکیزہ مذہبی معاشرہ رکھتے ہوں۔ لادینی قوانین نافذ کرنا ملک اور حکومت دونوں کو تباہی اور بربادی کے گڑھے میں ڈالدینے کے مترادف ہوگا اور اگر جبر وتشدد سے کام لیکر لادینی دستور لوگوں پر مسلط کردیا جائے تو اسکے خوفناک نتائج کا خطرہ ہر وقت محسوس ہوتا رہے گا۔ جسکا دور ہونا سوائے مذہبی دستور نافذ ہونے کے کسی طرح ممکن نہیں۔

کسی ملک کا دستور اسکی تعمیر کا پہلا مرحلہ ہے لہٰذا نفاذِ دستور سے پہلے ان مقاصد ونظریات کو سامنے رکھنا اشد ضروری ہے جو حصول آزادی اور قیام ملک کے لیے بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں ورنہ یہ اقدام بالکل ایسا ہوگا کہ گویا کسی معمار نے اصل بنیاد سے ہٹ کر تعمیر شروع کردی۔ (۲۰)

دستور اسلامی پر زور:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے دستور اسلامی پر زور دیتے ہوئے فرمایا تھا:۔

''ان چمکتی دلیلوں اور ناقابل انکار حقیقتوں کی روشنی میں قوم کا یہ مطالبہ بالکل صحیح و درست ہے کہ دستور پاکستان وہی ہونا چاہیے جو کتاب وسنت کی رو سے خالص اسلامی دستور ہو''۔

آپ نے مزید فرمایا تھا کہ: 'سب سے بڑا مسئلہ جس پر جمعیت کو سب زیادہ توجہ مبذول کرنے کی ضرورت تھی وہ دستور سازی کا مسئلہ تھا۔ بقول انکے تدوین دستور پر ہی مملکتِ پاکستان کی موت و حیات کا دارومدار تھا''۔ آپ نے فرمایا تھا کہ: '' حکومت کا نفاذِ دستور اسلامی کے لیے سرد مہری اور لاابالی پن دعوت دیتا ہے کہ ہم اور آپ سب ملکر پوری مضبوطی اور منظم انداز میں حکومت پر زور دیں کہ یہاں دستورِ اسلامی کو جلد از جلد نافذ کیا جائے'' (۲۱)

پروفیسر اکرم رضا لکھتے ہیں کہ: '' آپ نے ہمیشہ اس امر پر زور دیا کہ اس مملکت کا نظریاتی تشخص اسی صورت برقرار رہ سکتا ہے کہ یہاں نظام مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں اسلامی نظام بلا تاخیر رائج کیا جائے پاکستان دنیائے اسلام کا قلعہ اور عالم انسانیت کی امیدوں کا مرکز ہے۔ اسلام اس ملک کا افتخار بھی ہے اور اسکی پہچان بھی ہے۔ (۲۲)

علامہ کاظمیؒ نے دستورِ پاکستان کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار اسطرح کیا تھا:

''سنتِ نبوی کتاب اللہ کی صحیح تفسیر ہے اور فقہ ائمہ کتاب وسنت کی بہترین تعبیر، اسلیے ہر صحیح اسلامی ریاست کے لیے ضروری ہے کہ وہ کتاب وسنت اور فقہ ائمہ کی قید سے آزاد ہونے کے بجائے ریاستی امور میں اس متعین امام کی تقلید اور اس متعین فقہ کی پابند ہو جو اس اسلامی ریاست کے جمہور باشندوں کی اکثریت عظیمہ کا مسلک ہے تاکہ جمہور عوام کے مذہبی رجحانات اور ریاستی امور میں تصادم واقع نہ ہو'' (۲۳)

دستور آئین اسلامی کا مسودہ پیش کیا:

مبلغِ اسلام شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ (م ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۴ء) قائد اعظم محمد علی جناحؒ (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) کے وصال سے کچھ عرصہ پہلے جب بیرونی دورے سے پاکستان تشریف لائے تو کراچی میں آپکی صدارت میں علماء کی ایک اہم میٹنگ ہوئی جسمیں علامہ ابوالحسنات قادری علیہ الرحمہ (م ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۶۱ء)، مولانا عبدالحامد بدایونی (م ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء)، مفتی صاحب داد علیہ الرحمہ (م ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء)، خواجہ قمرالدین سیالوی علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء)، مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۶۱ء) ،سیّد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء)، مولانا محمد عمر نعیمی علیہ الرحمہ (م ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۶ء)،

مولانا غلام معین الدین علیہ الرحمہ (م ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء) اور علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ (۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء) شریک تھے۔

اس اجلاس میں پاکستان کے لیے ایک جامع دستور آئین اسلامی کا مسودہ تیار کیا گیا اس پر علماء تائیدی نوٹ لکھے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی (م ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) اور مولانا مخدوم سیّد ناصر جلالی علیہ الرحمہ (م ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۶ء) پر مشتمل ایک وفد نے قائداعظم کی خدمت میں حاضر ہوکر مسودہ آئین اسلامی پیش کیا اور تین گھنٹے کی گفتگو کے بعد قائداظم نے یقین دہانی کروائی کہ میں یہ مسودہ اسمبلی میں پیش کرونگا اور پھر اسے نافذ کردیا جائے گا۔ مگر قائداعظم کی زندگی نے وفانہ کی اور وہ مسودہ اسمبلی میں پیش کرنے سے پہلے ہی ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو انتقال فرماگئے۔ اور یہ مسودہ اسمبلی میں پیش ہونے سے رہ گیا۔ اسکے بعد مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۶۱ء) نے علماء و مشائخ سے مشورے کئے اور اس مسودے کو آئینی زبان میں تحریر کرنے کی ذمہ داری قبول کرلی مگر ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو آپ مرادآباد تشریف لے گئے اور وہیں انتقال کرگئے۔ اسطرح ایک مرتبہ پھر یہ کام پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو جب اسمبلی میں قراردادِ مقاصد پیش کی گئی تو جمعیت علماء پاکستان کے رہنما حکیم احمد علی پیلی بھیتی (م ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء) بھی اسمبلی کے اجلاس میں ایک مبصر کی حیثیت سے شریک تھے۔ آپ نے قراردادِ مقاصد کی حمایت میں رائے دی۔ اسکے بعد جمعیت علماء پاکستان کے قائد علامہ ابوالحسنات قادری علیہ الرحمہ (م ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء) نے ایک وفد کے ساتھ وزیراعظم لیاقت علی خان شہید (م ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۱ء) سے کراچی میں ملاقات کی اور انھیں اسلامی دستور سے متعلق قرارداد کے اعلان پر راضی کیا اور بالآخر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء ومشائخ کی کوششوں سے ۱۹۵۰ء میں قراردادِ مقاصد کا اعلان کردیا گیا۔ پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان تجویز کیا گیا۔ (۲۴)

اسلامی قانون کے نفاذ کے لیے دباؤ:

علماء کا خیال تھا اسلامی نظام کی بنیاد پاکستان کا دستور ہی فراہم کرے گا۔ جون ۱۹۵۵ء کو نئی اسمبلی کے قیام پر اسکے ایک اجلاس جو جولائی میں ہوا تھا علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے اسمبلی پر دباؤ ڈالا کہ ملک میں اسلامی قانون کے نفاذ کا اعلان کیا جائے۔

اسی سال کے آخر میں ۱۰، ۱۱، ۱۲ دسمبر ۱۹۵۵ء کو موچی دروازہ لاہور میں مرکزی جمعیت علماء پاکستان نے ایک سنّی کانفرنس کا انعقاد کیا جسمیں جمعیت علماء پاکستان کے صدر علامہ ابوالحسنات قادری علیہ الرحمہ (م ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء) اور جنرل سیکریٹری علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء) اور دیگر رہنماؤں نے اسلامی قانون کے نفاذ کے لیے جدوجہد مسلسل کرنے کا اعلان کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملک میں اسلامی قوانین کو نافذ کیا جائے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے کانفرنس میں ایک قرارداد پیش کی اور کہا کہ مرکزی جمعیت علماء پاکستان کا یہ عظیم الشان اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ فوری طور پر قرآن وسنت کے مطابق قانون بنایا جائے اور قانون سازی میں فقہ حنفی کے مطابق اقدامات کیے جائیں۔ کیونکہ پاکستان کی اکثریت حنفی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ (۲۵)

کتاب وسنت کی شرعی حیثیت منوائی:

۱۹۵۶ء کے آئین کی تدوین کے موقعہ پر دستور میں کتاب وسنت کا لفظ زیر بحث آیا۔ مرزا غلام احمد پرویز (۱۹۰۳ء-۱۹۸۵ء) نے ۱۹۵۶ء کے آئین کی تدوین کے موقعہ پر صرف کتاب پر زور دیا۔ مرزا غلام احمد پرویز سنت کو ضروری نہیں سمجھتے تھے۔

☆ (مرزا غلام احمد پرویز ولد چوہدری فضل دین، منکرین حدیث شمار کیے جاتے ہیں متحدہ ہندوستان کے معروف شہر بٹالہ ضلع گورداسپور کے ایک سنّی گھر میں چوہدری فضل دین کے گھر ۹ جنوری ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے دادا اور والد سے حاصل کی تھی۔ ۱۹۲۱ء میں ایک انگریزی اسکول (A lady of England) سے میٹرک پاس کیا۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ۱۹۳۴ء میں BA کیا۔ گورنمنٹ آف انڈیا کے مرکزی سیکریٹریٹ میں ۱۹۲۹ء ملازمت اختیار کی۔ حافظ اسلم جیراجپوری (۱۸۸۲ء-۱۹۵۵ء) منکرِ حدیث کی صحبت اختیار کی اور وہی سوچ ونظریات اپناتے چلے گئے تنکیر حدیث سے لوگوں کے ذہنوں کو بگاڑنا شروع کردیا۔ غلام احمد پرویز درس قرآن اپنی رہائش گاہ ۲۵ ڈی گلبرگ۔۲ لاہور میں دیا کرتے تھے اور کراچی میں انکے فرقے کا مرکزی دفتر بھایانی سینٹر نارتھ ناظم آباد میں ہے) ☆

☆ ا۔ (تاریخ حفاظت حدیث واصول حدیث۔ پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد۔ ص ۱۹۶-۱۹۷ مطبوعہ کفایت اکیڈمی کراچی لاہور ۱۹۹۷ء)

انکے نزدیک اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے صرف قرآن کافی تھا اور سنت معاذ اللہ واجب الاتباع نہیں ۔ مرزا غلام احمد پرویز بہترین مقررّ تھے ۔لفظوں کے ذخائر کے مالک تھے اور پڑھے لکھے لوگوں میں بہت مقبول تھے ۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مرزا غلام احمد پرویز کا محاسبہ کیا اور سنت کی شرعی حیثیت پر دلائل کے انبار لگادیے ۔ اور مرزا غلام احمد پرویز کو گنگ کر کے رکھدیا ۔ چنانچہ چوھدری محمد علی مرحوم کو ۱۹۵۶ء کے آئین میں کتاب کے ساتھ سنت کا لفظ بھی شامل کرنا پڑا ۔ (۲۶)

۱۹۵۶ء کے آئینِ اسلامی کا نفاذ :

حکومتِ پاکستان کی طرف سے آئینی بل اسمبلی میں ۹ جنوری ۱۹۵۶ء میں پیش کیا گیا ۔ جمعیت علماء پاکستان نے اس کا بھرپور خیر مقدم کیا ۔حکومت نے اس بل کے جائزے کے لیے سب کمیٹی تشکیل دی اس کمیٹی نے اپنی سفارشات کے ذریعے مضبوط مرکز کی تشکیل پر اور انسانی حقوق کے ضامن قوانین فقہ حنفی کے مطابق بنانے پر زور دیا ۔ ۸ فروری ۱۹۵۶ء آل پارٹیز اسلامی کمیٹی نے علماء ومشائخ کا ایک کنونشن ڈھاکہ میں بلایا جسمیں دیگر تنظیموں کے علاوہ جمعیت علماء پاکستان بھی شریک تھی ۔ اس کنونشن میں تمام تنظیموں بشمول جے یو پی کی تجاویز پر غور کیا گیا ۔ اور علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ اور دیگر اکابرین ورہنما جمعیت علماء پاکستان کی کوششوں سے اور انکی اکثر تجاویز کو تسلیم کرتے ہوئے ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء کو نیا دستور بن گیا ۔ (۲۷)

اس آئین پر علماء قدرے اطمینان کے حامل نظر آئے اور اس پہلے آئین کی ابتداء سے ملک کے اسلامی نظام کی طرف پیش قدمی کے آثار نظر آئے اور جس اسلامی نظام کے لیے پاکستان معرض وجود میں آیا اس کی تکمیل کی جانب یہ پہلا قدم گردانا گیا ۔ مولانا عبدالحامد بدایونی کی زیرِ صدارت جمعیت علماء پاکستان کراچی کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس ہوا جسمیں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے پہلے دستور پر مبارکباد دی گئی ۔

علامہ ابوالحسنات قادری نے اس دستور پر اسطرح تبصرہ فرمایا ۔ ''دستور کے متعلق میں یہ ستم ضرور محسوس کرتا ہوں کہ من کل الوجوہ وہ اسلامی نہیں مگر مسترد کرنے کے قابل بھی نہیں آج آٹھ سال کے بعد دستورِ پاکستان کی صورت دکھائی دی اور ماحول کی فضاؤں سے جتنی مایوسی تھی اتنی امید افزا صوررت نظر آئی اگرچہ دستور وہ دستور نہیں جسکو خالص اسلامی کہا جاسکے مگر اسمیں وزیر اعظم

چودھری محمد علی صاحب کا وجود قابل تحسین ہے کہ ان کی مساعی جمیلہ کے ماتحت کچھ اسلامی خدوخال پر یہ دستور آ گیا جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کا نام جتنا بعض افراد کو ناگوار تھا آج جذباتِ مسلمین کے ماتحت اتنا ہی خوشگوار ہو گیا۔ (۲۸)

جمعیت علماء پاکستان کی تنظیم نو کے بعد ناظمِ اعلیٰ:

۱۹۵۶ء کا آئین تقریباً ملک میں ڈھائی سال نافذ رہا۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء جو صدر اسکندر مرزا نے صدارتی حکم کے ذریعے آئین منسوخ کر دیا اور اسمبلی توڑ دی حکومت برطرف کر دی، سیاسی جماعتوں پر پابندی لگا دی اور مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ مارشل لاء اٹھنے کے بعد ۱۰ دسمبر ۱۹۶۲ء کو لاہور میں صاحبزادہ فیض الحسن کی صدارت میں جمعیت علماء پاکستان کا اجلاس ہوا اور جمعیت کی تنظیم نو کی گئی اور عہدیداروں کا اعلان کیا گیا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی (م ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) صدر منتخب ہوئے اور علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء) ناظمِ اعلیٰ منتخب کیے گئے۔ جبکہ غلام جہانیاں نائب صدر اور مغربی پاکستان کا صدر صاحبزادہ فیض الحسن کو بنایا گیا۔ ۱۹۶۳ء میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور تشریف لے گئے اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہو گئے آپ کے جانے کے بعد جے یو پی میں خلا پیدا ہو گیا اور یہ تنظیمی طور پر ٹکڑوں میں بٹ گئی۔ (۲۹)

ماہنامہ قائد کا اجراء:

قائدِ اعظم سے محبت اور انکی پاکستان کے لیے عظیم خدمات پر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے قیام پاکستان کے بعد جولائی ۱۹۴۹ء میں قائدِ اعظم کے نام پر ماہنامہ قائد کا اجراء کیا تھا جسمیں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے چچا سیّد حبیب احمد کاظمی علیہ الرحمہ نے قائدِ اعظم مرحوم کی تعریف و توصیف میں ایک مضمون لکھا جسکی کچھ سطور درج ذیل ہیں۔

''وہ دبلا پتلا مگر کوہ وقار انسان جو مسٹر محمد علی جناح کے نام سے دنیا بھر میں مشہور تھا اور اب دنیا اسکو قائداعظم اور بابائے پاکستان کے نام سے یاد کرتی ہے وہ آج ہم میں مادی جسم کی حیثیت سے موجود نہیں ہے مگر اسکی روح آج بھی ہمارے اندر کارفرما ہے اسکا نام رہتی دنیا تک زندہ رہے گا اور اسکی

یاد ہمارے دلوں میں قیامت تک باقی رہے گی۔ اسی کی یاد تازہ رکھنے کے لیے ہم ماہنامہ قائد کا اجراء کرر ہے ہیں''۔ اسی طرح علامہ کاظمیؒ جب کراچی آتے تو بانی پاکستان سے اپنی محبت کے اظہار کے طور پر مزارِ قائد پر حاضری دیتے اور سرہانے کھڑے ہو کر فاتحہ خوانی فرماتے۔ (۳۰)

جہادِ کشمیر اور علامہ کاظمی علیہ الرحمہ:

ابھی پاکستان کو قائم ہوئے ایک سال ہی ہوا تھا کہ ۱۹۴۸ء میں بھارت کے کشمیر پر غاصبانہ قبضے کے خلاف جہاد کا آغاز ہو گیا۔ پاکستان نے ہر طرح سے کشمیری بھائیوں کا ساتھ دیا۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مسئلہ کشمیر پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک تقریر میں فرمایا تھا۔

''باقی تمام تفصیلات سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف مسئلہ کشمیر کو سامنے رکھ لینے سے یہ حقیقت آشکار ہو جاتی ہے کہ اگر شیخ عبداللہ، غلام محمد بخشی اور ان ہی جیسے اللہ اکبر کے نعروں سے گھبرا کر بندے ماترم کے گیت گانے والے ہندوؤں کے نمک خوار بھارتی ایجنٹ ملت اسلامیہ کے ساتھ غداری نہ کرتے تو کیا ممکن تھا کہ آج وادیٔ کشمیر کے کسی گوشہ میں کوئی مسلمان ہندوؤں کا غلام ہوتا''۔ بھارت کی کشمیریوں پر مظالم کا تذکرہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اسطرح کیا کہ:

''بھارت کی نوخیز لادین حکومت کے برسرِ اقتدار آتے ہی لادینی کے پردے میں مسلمانوں پر اسکے ہاتھوں بے پناہ مظالم کا وہ طوفان آیا کہ اس نے اسکی منافقت کے پردے چاک کر کے رکھدیے اور ہندوستان کے اندر ہی نہیں ہندوستان کے باہر پاکستان کی سرحدوں پر اور خطہ کشمیر کی خالص مسلم آبادی میں قیامت برپا ہو گئی۔ وہ منظر دیکھنے کے قابل نہیں تھا لیکن مغموم دلوں اور اشکبار آنکھوں کو بدقسمتی سے یہ سب کچھ دیکھنا پڑا۔ جمعیت علماء پاکستان اسپر خاموش نہیں رہی اللہ کا نام لیکر اٹھی اور مظلوم کشمیریوں کے زخموں پر مرہم رکھا۔ (۳۱)

کشمیریوں کے لیے امداد:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جہاد کشمیر کے دوران مجاہدین کشمیر کی مالی امداد کے ہر ممکن کوشش کی۔ آپ کی کوششوں سے کشمیری مسلمانوں کے لیے فنڈ جمع کیا گیا۔ آپ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۴۸ء کے جلسے میں آزاد کشمیر کے کیپٹن کی صدارت میں چھ جیپ کاریں اور لاکھوں روپیہ بطور امداد پیش کیا۔

اسکے علاوہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مجاہدین کشمیر کے جلسے منعقد کیے اور جہاد کی اہمیت وفضیلت پر روشنی ڈالی ۔ آپ نے مخیّر حضرات میں جذبہ جہاد پیدا کر کے گرم کپڑے، کمبل، صابن، ڈبل روٹی اور دیگر سامان کافی مقدار میں جمع کر کے علامہ ابوالحسنات قادری علیہ الرحمہ (م ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء) اور دیگر رفقاء کے ساتھ مجاہدین کشمیر میں تقسیم فرمایا۔ اسکے علاوہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مختلف اشیاء مہیا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ (۳۲)

قیام پاکستان کے بعد انتقالِ آبادی:

۱۹۴۷ء میں جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو پنجاب کے عوام کو انتقال آبادی کا مسئلہ درپیش آیا۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مہاجرین کے دادرسی ودلجوئی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی ۔ آپ نے ان بے گھر لوگوں کی بحالی کے لیے بے لوث کام کیا۔ (۳۳)

سقوط مشرقی پاکستان کے مہاجرین کی امداد:

۱۹۷۱ء میں جب اقتدار کی ہوس کے باعث پاکستان ٹوٹ گیا اور مشرقی پاکستان علیحدہ ہوگیا تو جو پاکستانی مشرقی پاکستان سے ہجرت کر کے بے سروسامانی کی حالت میں مغربی پاکستان آئے ۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اور انکی جمعیت علماء پاکستان نے ان لوگوں کے رہائش اور ذریعہ معاش کے لیے ہر ممکن کوششیں کیں ۔ (۳۴)

سیلاب زدگان کی خدمات:

۱۹۵۵ء میں سیلاب کی تباہ کاریں قیامت خیز تھیں ۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اور جمعیت علماء پاکستان نے انسانی ہمدردی اور سماجی خدمات کی ایک مثال قائم کی ۔ سیلاب زدہ علاقوں میں پہنچ کر متاثرین کی دادرسی کی ۔ ملتان میں جمعیت علماء پاکستان اور مدرسہ انوار العلوم کی طرف سے غلہ، کپڑے اور تباہ شدہ مکانات کی تعمیر کے لیے مالی امداد دی ۔ اسی طرح ۱۹۷۳ء میں جب سیلاب آیا تو جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اور دیگر قائدین نے سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے دورے کیے اور جمعیت علماء پاکستان کے کارکنان نے سیلاب سے متاثرین کی طبی امداد کی اور

خوردونوش اوردیگر روزمرّہ استعمال کی ضروری اشیاء لوگوں میں تقسیم کیں۔ اور قدرتی آفات زدہ علاقوں میں امدادی کیمپ لگائے۔

۱۹۷۵ء میں سوات میں جب زلزلہ آیا تو جمعیت علماء پاکستان نے متاثرین زلزلہ کے لیے دشوار گذار برف پوش پہاڑوں میں جا کر ضروری اشیاء اور روپیہ فراہم کیا۔ (۳۵)

الجزائر ریلیف فنڈ:

۱۹۵۷ء میں مجاھدین الجزائر کے نمائندے الشیخ علامہ بشیر الابراہیمی اور احمد بودا جب ملتان تشریف لائے تو شہر کی مختلف سیاسی و دینی جماعتوں اور اداروں نے الجزائر ریلیف فنڈ کمیٹی قائم کی۔ کمیٹی کا صدر متفقہ طور پر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کو منتخب کیا۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنی پر جوش تقریروں سے شہر بھر میں مسلمانوں کو اس مالی جہاد میں شریک ہو کر رضائے الٰہی حاصل کرنے کی طرف راغب کیا۔ آپ نے ایک عظیم الشان جلسے میں بحیثیت صدر الجزائر ریلیف فنڈ نمائندگان الجزائر کی خدمت میں عربی زبان میں سپاس نامہ پیش کیا اور اہلیان ملتان کی جانب سے دس ہزار روپے پیش کئے جو اس زمانے میں ایک خطیر رقم تھی۔ (۳۶)

بے حیائی اور رقص وسرور کے خاتمے کے لیے کوششیں:

۱۹۵۷ء میں ملتان میں رقص وسرور کی نمائش کے نام پر بے حیائی کا طوفان آیا تو اس نمائش کو روکنے کے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی ہدایت پر جامعہ انوار العلوم نے پرامن کوششیں کیں اور اس نمائش کو ناکام بنایا۔ اسی طرح ایوب خان کے دورِ اقتدار میں ملتان میں جشنِ ملتان کے نام سے طوفانِ بدتمیزی کے سیلاب کے آگے بند باندھنے اور روکنے کے لیے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں انوار العلوم کے اساتذہ اور طلباء نے جلوس نکالے اور اولیاء کی سرزمین ملتان سے بیہودگی وفحاشی کو پھیلنے سے روکنے میں اہم کردار ادا کیا۔ (۳۷)

انجمن طلباء اسلام کی سرپرستی:

انجمن طلباء اسلام طلباء کی غیر سیاسی اور خالص مذہبی تنظیم ہے۔ ہ اہلسنت و جماعت کی ایک ذیلی تنظیم ہے جسکا مقصد طلباء میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع کو فروزاں کرنا ہے۔ یہ تنظیم

پاکستان کے ہر کالج ہو یو نیورسٹی میں موجود ہے۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اس طلباء تنظیم کی ہمیشہ سرپرستی فرمائی۔اوراسکے منعقدہ اجتماعات سے خطابات کیے۔آپ کے بہت سے خطابات کوتحریری شکل میں شائع کیا گیا۔انجمن طلباء اسلام کومنظّم کرنے اورقوت دینے میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی شفقتوں کا تذکرہ حاجی حنیف طیب (سابق وفاقی وزیر) کی زبانی سنیے:۔

''دورطالب علمی میں جوشفقت،محبت،سرپرستی اورتقویت مجھے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی ذات سے ملی ہے وہ ضبطِ تحریر میں نہیں لائی جاسکتیں، جب بھی علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی انجمن کا حال دریافت کیا۔ڈھیرساری دعاؤں سے نوازا۔حوصلوں کوجلا بخشی۔اپنے سینے سے لگا کر پیار دیا۔بغیرکسی درخواست کے ہمیشہ انجمن کے لیے اوراسکے سپاہیوں کے لیے دعائیں کیں اورملتّ کے ارباب حل وعقدکوانجمن کی اہمیت سے واقف کیا۔ (۳۸)

تحریک نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پشاورتا کراچی عوام کا صرف ایک ہی مطالبہ تھا کہ پاکستان میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ ہو۔شہرکراچی سے جمعیت علماء پاکستان کے تحت زورشور سے اٹھنے والی تحریکِ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اور ''جمعیت علماء پاکستان نے'' بھرپورحصہ لیا۔اس تحریک کے روحِ رواں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اور آپکے رفقاء تھے۔ اس تحریک میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کا کردارنا قابل فراموش ہے۔آپ نے بڑی جدوجہد کی۔علماء ومشائخ کوجمع کیا۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے تقاریراورمظاہروں کے ذریعے جدجہد کوآگے بڑھایا۔ ۱۵،اپریل کے مظاہرے پرفائرنگ ہوئی لیکن تحریک نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کارکنوں کا جوش وخروش کم نہ ہوا۔۱۹اپریل ۱۹۷۷ءکولاہورمیں تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس پرپولیس تشدّد اورفائرنگ سے ۱۴،افرادشہید ہوئے۔کراچی اورحیدرآباد میں احتجاج پرفائرنگ سے ۱۷افرادشہید ہوئے۔تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر مذہبی جوش وخروش پیدا کرنے کے لیے علامہ سیّداحمدسعید کاظمی علیہ الرحمہ کی زیرِصدارت لاہورمیں ہونے والے ایک اجلاس میں اس نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک میں جاں بحق ہونے والوں کے لیے آپ نے شہید کا فتویٰ دیا کہ :''تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جان کی قربانی دینا شہادت کا منصب حاصل کرنا ہے۔فاسق وفاجرحکمرانوں کے خلاف جوبھی جان کا نذرانہ دےگا وہ شہید ہوگا''

اس فتوے نے نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی اس تحریک کو اور آگے بڑھایا۔شہداء کے خون سے تحریک میں ایک نیا جذبہ پیدا ہوا اور اس میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا، مظاہرے روز کا معمول بن گئے۔

اس تحریک کے نتیجے میں پاکستان میں جمعتہ المبارک کی سرکاری تعطیل منظور ہوئی۔شراب نوشی پر پابندی لگائی گئی، جوئے اور ریس کورس کے اڈے بند کردیے گئے۔

نفاذِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی منزل نہایت قریب تھی کہ کراچی میں ۱۹، افراد کی شہادت کے باعث فوج طلب کرنا پڑی اور کرفیو لگادیا گیا اور سیکولر جماعت کے قائد اور ملک کے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے تاخیری حربے اور اس وقت کے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق کے ملک میں مارشل لاء کے نفاذ سے یہ ممکن نہ ہوسکا۔ (۳۹)

سوشلزم اور کسان کانفرنس ملتان ۱۹۷۰ء: (ٹوبہ ٹیک سنگھ)

۱۹۷۰ء کے انتخابات کے موقعہ پر یحیٰ خاں کے ایماء پر کمیونسٹوں سوشلسٹوں اور ملک دشمن عناصر نے نظامِ مصطفیٰ ﷺ اور مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے خلاف کھلے عام ہرزہ سرائی شروع کردی اور پاکستان کو ایک سیکولر اسٹیٹ بنانے کا منصوبہ بنایا اور سیکولر اسٹیٹ کے حامی لوگوں نے پروپیگنڈا کیا کہ قائداعظم بھی پاکستان کو ایک سیکولر اسٹیٹ بنانا چاہتے تھے۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے ایسے لوگوں کا تعاقب کیا اور اس پروپیگنڈے کا رد کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ قائداعظم مرحوم کے ذہن میں اس بنیادی نکتہ کی وہی تشریح تھی جسکو پہلے دن سے جمہوریت مسلمہ پیش کررہی ہے یعنی ہماری قومیت عین اسلام ہے اور اسلام عین قومیت۔لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ پاکستان کی بنیاد صرف اسلام ہے اور اس کا خالص نظام۔اگر قائداعظم مرحوم آج زندہ ہوتے تو اس حقیقت سے ہرگز انکار نہیں کرسکتے تھے کیونکہ انھوں نے مطالبہ پاکستان پر ساری قوم کو اسلام ہی کے نام پر متفق کیا تھا۔اور قائد ملت مرحوم کی زندگی میں ۲۱ ستمبر ۱۹۴۹ء کو سابق مجلس دستور ساز پاکستان نے قراردادِ مقاصد کو منظور کرتے ہوئے میرے اس دعوے پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ (۴۰)

اسلام دشمن طاقتوں اور کانگریسی ذہن رکھنے والوں نے ملک میں انارکی پھیلادی۔اس تحریک کے علمبرداروں نے اپنے پیشرؤں کی طرح مزدوروں کی حمایت، مظلوموں کی دادرسی مساواتِ انسانی

کے نعروں سے ہر سادہ لوح انسان کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی اور پروپیگنڈا کیا جانے لگا کہ اشتراکیت فی الحقیقت اسلامی تعلیم کا نچوڑ ہے۔ چنانچہ ۲۳ مارچ ۱۹۷۰ء کو سوشلسٹ عناصر سمیت مولانا عبدالحمید بھاشانی (م ۱۸۸۰ھ/ ۱۹۷۶ء) نے اپنی جماعت نیشنل پارٹی کے زیر اہتمام ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ۲۳ مارچ کو کسان کانفرنس منعقد کر ڈالی اور اعلان کیا کہ ملک میں سوشلزم لائیں گے۔ اس کانفرنس میں تمام سوشلسٹ لیڈرز اور مشرقی پاکستان سے مولانا بھاشانی آئے تھے۔ نیشنل پارٹی کے مولانا بھاشانی نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ: ''سوشلزم اس ملک میں آ کر رہے گا اور یقین کا اظہار کیا کہ بالآخر کسانوں کی حکومت قائم ہو کر رہے گی''۔

مولانا بھاشانی نے ملک میں سرخ انقلاب لانے اور جلاؤ گھیراؤ کی تحریک چلانے کی دھمکی دی اور اسلامی سوشلزم کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے گمراہ کن پروپیگنڈا کیا۔ (۴۱)

قابل اعتراض تقریر پر سزا:

ٹوبہ ٹیک سنگھ کسان کانفرنس میں نیشنل عوامی پارٹی بھاشانی گروپ کے لیڈر مسٹر مسیح الرحمٰن کو سات سال قید بامشقت کی سزا سنائی گئی انھوں نے اپنی تقریر میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور مارشل لاء کے خلاف توہین آمیز اور نفرت انگیز زبان استعمال کی تھی انھیں کانفرنس کے چند روز بعد گرفتار کر لیا گیا تھا۔ (۴۲)

سنی کانفرنس (۱۹۷۰ء) کا انعقاد: (ٹوبہ ٹیک سنگھ)

اس سوشلسٹ کانفرنس کو دیکھنے کے بعد اکبر علی حر صاحب کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اسکے مضر اثرات زائل کرنے کے لیے اسی مقام پر سنی کانفرنس کا انعقاد کیا جائے چنانچہ وہ اپنے دوست محمد ایوب شاہ صاحب کے ساتھ علامہ کاظمی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے تھوڑی سی پس و پیش کے بعد رضا مندی ظاہر کی اور جناب اکبر علی حر صاحب سے کہا کہ ۱۸ اپریل کو لاہور میں مدرسہ حزب الاحناف میں پاکستان کے بیشتر علماء کرام تشریف لا رہے ہیں وہیں اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔ علمائے اہلسنت نے حالات کی سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے اور سوشلزم کے فتنے کو کچلنے کے لیے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سنی کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ ۱۳، ۱۴ جون ۱۹۷۰ء کو ملک کی یہ تاریخی کانفرنس منعقد ہوئی۔ (۴۳)

کراچی سے وفود: روزنامہ جنگ کراچی اسٹاف رپورٹر کے مطابق:

دوروزہ سنّی کانفرنس دارالسلام (ٹوبہ ٹیک سنگھ) منعقدہ ۱۳۔۱۴ جون ۱۹۷۰ء کے لیے کراچی سے ۹۰ افراد پر مشتمل علماء۔ ائمہ اور اہلسنت کارکنوں کا ایک وفد چناب ایکسپریس کے ذریعے سٹی اسٹیشن سے روانہ ہوا۔ جماعت اہلسنت اور جمعیت علماء پاکستان کے وفد میں علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری (م ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء)، مولانا شاہ احمد نورانی (م ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء)، مولانا سیّد سعادت علی قادری، مولانا جمیل احمد نعیمی، مولانا محمد حسن حقانی اور دیگر ۵۵ افراد شامل تھے۔ انجمن طلباء اسلام کا ایک وفد صدر انجمن محمد حنیف صاحب کی قیادت میں گیا تھا۔ انجمن طلباء اسلام کے وفد میں مولانا منیب الرحمٰن اور جناب پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین نوری (موجودہ رئیس کلیہ علومِ اسلامیہ جامعہ کراچی) اور دیگر طلباء شامل تھے۔ (۴۴)

کانفرنس میں ملک کے جید علماء کی شرکت:

سنّی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جنگ نیوز کے مطابق ۳۳ کے قریب ملک کے جیّد علماء نے شرکت کی جسمیں علامہ ابوالبرکات لاہور، دیوان آلِ رسول اجمیریؒ، حضرت مخدوم شوکت حسین گیلانی سجادہ نشین موسیٰ پاک شہید (ملتان)، علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ (ملتان)، پیر صاحب شاہ پور شریف، پیر محمد قاسم صاحب مشوری (لاڑکانہ)، خواجہ فخر الدین، پیر صاحب فیض پور شریف، پیر صاحب پگاڑو، پیر سیّد نادر علی شاہ، پیر بھرچونڈی شریف، مفتی محمد حسین صاحب سکھر، پیر سیّد طاہر علاؤالدین گیلانی (کوئٹہ) میاں غلام احمد سجادہ نشین شرقپور شریف، سجادہ نشین گولڑہ شریف پیر سیّد غلام محی الدین، پیر صاحب موہڑہ شریف راولپنڈی، مولانا محمد عارف اللہ قادری (راولپنڈی)، صاحبزادہ نذر دیوان سجادہ نشین حسن ابدال، علامہ احمد یار خاں صاحب (گجرات)، مولانا فیض الحسن صاحب، مولانا عبدالغفور صاحب ہزاروی (گوجرانوالہ)، سجادہ نشین پاک پٹن شریف اور دیگر مقتدر علماء کرام شامل تھے۔ (۴۵)

سنّی کانفرنس کی صدارت:

جنگ نیوز کے مطابق سعودی عرب کے ممتاز عالم دین مولانا فضل الرحمٰن مدنیؒ نے

سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ کی صدارت کی تھی۔ وہ سعودی عرب ائیرلائنز کے طیارہ سے پہلے کراچی پہنچے اور پھر جمعیت علماء پاکستان کراچی کی مجلس عاملہ کے کنوینر شاہ احمد نورانیؒ کے ہمراہ پی آئی اے کے طیارے سے لائل پور روانہ ہوئے تھے۔ (۴۶)

علماء کا عزم:

سٹی اسٹیشن پر رخصت کرنے والوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی جماعت اہلسنت کے صدر علامہ عبدالمصطفیٰ الازہریؒ (م ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء) نے کہا کہ ٹوبہ ٹیک کانفرنس کے ذریعہ پاکستانی عوام ثابت کردیں گے کہ اسلام کے لیے بننے والی اس سرزمین میں صرف اور صرف محمد عربی ﷺ کے قانون کا نفاذ ہوگا اور سوشلزم اور کمیونزم ودیگر لادینی تحریکیں اپنی موت آپ مرجائیں گی۔

مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے کہا تھا کہ ہم اس ملک میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پرچم سربلند کرنے کے لیے نکلے ہیں اور پاکستان میں اسلامی آئین نافذ کیے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

مولانا جمیل احمد نعیمی نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ: ''جسطرح ۱۹۴۶ء کی بنارس کانفرنس قیام پاکستان کی راہ میں سنگِ میل ثابت ہوئی تھی اسی طرح ٹوبہ کانفرنس اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے سنگ میل ثابت ہوگی''

انھوں نے زور دے کر کہا کہ ہم اس ملک کو ناکام تجربوں کی تجربہ گاہ نہیں بننے دیں گے اور اسے سوشلزم کے فتنے سے ہر قیمت پر بچائیں گے''۔ (۴۷)

کانفرنس کے اجلاسوں کی تفصیل:

اس کانفرنس کے مختلف اجلاسوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ ۱۳ جون کو سہ پہر چار بجے پہلا اجلاس حضرت مولانا پیر محمد قاسم مشوری (لاڑکانہ) کی زیرِ صدارت شروع ہوا۔ مہمانِ خصوصی حضرت سلطان بالادین بہاولپوری اور سرپرستِ حضرت پیر فضل عثمان مجددی علیہم الرحمہ تھے۔ خطبہ استقبالیہ علامہ سیّد محمود احمد رضوی نے پیش کیا اور اعلان کیا کہ پاکستان میں اسلام کے سوا کوئی اور نظام قبول نہیں کیا جائے گا۔

خطبہ استقبالیہ کے بعد مولانا غلام علی اوکاڑوی اور علامہ خدا بخش اظہر شجاع آبادی نے اس عزم کا اظہار کیا کہ جمیعت علماء پاکستان اس ملک پاکستان میں اسلامی نظام قائم کرے گی اور یہ ملک سوشلزم کا مدفن ثابت ہوگا۔ دوسرا اجلاس رات ۱۰ بجے علامہ سید ابوالبرکات کی صدارت میں شروع ہوا اس اجلاس میں علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ، میاں غلام قادر، مولانا ابوداؤد، محمد صادق، پیر مطیع الرحمٰن (ڈھاکہ) اور دیگر علماء کرام نے اسلام اور اشتراکیت کے بنیادی نظریاتی اختلاف پر روشنی ڈالی اور لادینی نظام لانے والی قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا عزم کیا۔

۲۔ ۱۴ جون کے اجلاسوں سے علامہ سیّد محمود احمد رضوی، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، شاہ عارف اللہ میرٹھی، مولانا مختار الحق صدیقی، پیر صاحب دیول شریف پیر قاسم مشوری، مولانا فضل الرحمٰن مدنی و دیگر علماء کرام نے خطاب کیا اور سوشلزم کو کفر قرار دیا اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کو دارالسلام کے نام سے تعبیر کیا۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے ٹوبہ ٹیک سنگھ سنی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے سوشلزم کے خلاف کہا کہ:

خدا کے وجود کا انکار انتشار و تصادم کا سبب بنتا ہے جبکہ وجودِ باری تعالیٰ کا اقرار نظم وضبط کا سبب ہے۔ سوشلزم کے پرستار دعویٰ کرتے ہیں کہ اس نظام میں مزدوروں کی بھلائی مضمر ہے۔ آپ نے غریبوں کی حمایت کے نام پر دھوکہ دینے والے علماء کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ غریبوں اور کسانوں کے سب سے بڑے حامی محمد عربی ﷺ ہیں اور نظام مصطفیٰ ﷺ میں مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرنے کا حکم ہے۔ نظام مصطفیٰ ﷺ مزدوروں کے حقوق کا صحیح محافظ ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اس کانفرنس میں ''ان الدین عندالله الاسلام'' کو عنوان بنا کر اقتصادی، سیاسی اور معاشرتی غرض ہر اعتبار سے دینِ اسلام کی وضاحت فرمائی''۔

مشرقی پاکستان کے مولانا عبدالحمید بھاشانی (م ۱۸۸۰ھ/ ۱۹۷۶ء) پرچار کرتے پھر رہے تھے کہ ہم پاکستان میں سوشلزم لائیں گے کیونکہ سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ دنیا میں سوشلزم لائے تھے علامہ کاظمیؒ نے ان تمام باتوں کا رد فرمایا۔ آپ نے اسلام اور اشتراکیت نامی ایک کتابچہ تحریر فرمایا جو سوشلزم کے منہ پر ایک تماچہ ثابت ہوا۔ آپ نے اپنی تقریر میں واضح طور پر کہا کہ ہماری زندگی میں اس ملک میں سوشلزم نہیں آسکتا۔ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے اور اس میں صرف اور

صرف نظام مصطفیٰ علیہ وسلم ہی نافذ ہوگا کیونکہ نظامِ مصطفیٰ علیہ وسلم ہی ایسا نظام ہے جسمیں بیواؤں، یتامیٰ، مساکین اور فقیروں کو جینے کا موقعہ ملتا ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے سیکولرازم اور سوشلزم کے سیلاب کے آگے اسلام کا بند باندھنے پر زور دیا۔ (۴۸)

کانفرنس میں قراردادیں منظور کی گئیں:

اس کانفرنس میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ کانفرنس نے بھارت میں مسلمانوں کے قتل پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومتِ پاکستان پر زور دیا کہ وہ مظلوم مسلمانوں کے جان و مال کے تحفظ کے لیے موثر کاروائی کرے۔ بھارتی حکومت اگر اس سلسلے میں کوئی مناسب رویہ اختیار نہیں کرتی تو اس سے سفارتی تعلقات ختم کر لیے جائیں۔ مزید برآں بھارت کے مظلوم مسلمانوں کو پناہ دینے کے لیے ان پر پاکستان کی سرحدیں کھول دی جائیں اور انکے مستقبل کے تحفظ کے لیے مشرقی پنجاب، مغربی بنگال اور آسام کے علاقے بھارت سے حاصل کیے جائیں۔ اگر یہ مقصد پرامن ذرائع سے حل نہ ہوتو حکومتِ پاکستان بھارت کے خلاف اعلان جہاد کرے۔

۲۔ کشمیریوں کے حقِ خودارادیت کی حمایت کی گئی اور حکومتِ پاکستان کے مطالبہ کیا گیا کہ وہ کشمیر کے سلسلے مین اپنی ذمہ داریاں پوری کرے اور کشمیریوں کو یقین دلایا گیا کہ پاکستانی عوام ان کے دوش بدوش بھارتی جبر واستبداد کے خلاف جنگ لڑیں گے۔

۳۔ کانفرنس نے یہودیوں کی جارحانہ کاروائیوں اور بیت المقدس پر اسرائیل کے غاصبانہ قبضہ پر انتہائی غم وغصہ کا اظہار کیا اور اعلان کیا کہ قبلہ اول کی آزادی کے لیے عوام اپنے عرب بھائیوں کے ساتھ ہر قربانی دیں گے۔

۴۔ کانفرنس نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ اسلام اور نظریہ پاکستان کی مخالف جماعتوں کو خلاف قانون قرار دیا جائے مزید براں ایسی سیاسی جماعتوں کو جنھیں بیرونی ممالک سے امداد ملتی ہے ان کا پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ ۱۹۶۲ء کے تحت محاسبہ کیا جائے۔

۵۔ کانفرنس نے واشگاف انداز میں یہ اعلان کیا کہ سواد اعظم، اسلام اور نظریہ پاکستان کے خلاف ایک لفظ بھی برداشت نہیں کریں گے۔

۶۔ اجلاس نے حکومت پر زور دیا کہ امریکی سفیر متعینہ پاکستان کو واپس بھیج دیا جائے۔ انھوں نے مشرقی پاکستان میں پمفلٹ تقسیم کیے ہیں جن میں مشرقی ومغربی پاکستان سے علیحدگی کے لیے جذبات کو ابھارا گیا ہے۔ اجلاس نے امریکی سفیر کی سرگرمیوں کو ملکی سالمیت کے خلاف ایک چیلنج قرار دیا۔

۷۔ کانفرنس نے مطالبہ کیا کہ عائلی قوانین، خاندانی منصوبہ بندی اور دیگر خلافِ اسلام قوانین کومنسوخ کیا جائے۔

۸۔ اجلاس نے وزیر اطلاعات نوابزادہ شیرعلی خاں سے مطالبہ کیا کہ ریڈیو، ٹی وی پر فحش اور عریاں پروگراموں کی اصلاح کی جائے۔ دینی، اخلاقی اور قومی پروگراموں کی ترویج کی جائے۔

۹۔ محکمہ اوقاف کی مساجد سے جن سنّی علماء کو علیحدہ کیا گیا ہے انکو بحال کیا جائے۔ اور فوجی یونٹوں میں سنی علماء کا تقرر کیا جائے۔

۱۰۔ مشرقی پاکستان میں جلاؤ اور گھیراؤ کے پرچار کی مذمت کی گئی اور اسکے مرتکب افراد کے خلاف سخت اقدامات کا مطالبہ کیا گیا اور حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ ملکی امن کے دشمنوں سے کوئی نرمی روانہ رکھے اور انکے خلاف مارشل لاء کی مشینری کو حرکت میں لایا جائے جمیعت نے امن و امان کی بحالی کے لیے ایک رضا کار کور قائم کرنے کا فیصلہ کیا جو ملکی سالمیت کے سلسلے میں حکومت کے ساتھ پورا تعاون کرے گی۔ (۴۹)

مولانا بھاشانی کی خراب حالت:

سوشلزم کا نعرہ لگانے والے مولانا بھاشانی ٹوبہ ٹیک سنگھ کانفرنس سے پہلے بیمار ہو گئے تھے۔ روزنامہ جنگ نیوز کے مطابق نیشنل عوامی پارٹی کے سربراہ مولانا عبدالحمید بھاشانی (م ۱۸۸۰ھ/ ۱۹۷۶ء) کی حالت میں کوئی بہتری نہیں ہوئی تھی مولانا بھاشانی حلق کی سوجن کی تکلیف میں مبتلا ہو گئے تھے اور ڈھاکہ میڈیکل کالج اسپتال میں زیر علاج تھے۔ (۵۰)

اسقدر بڑی سنّی کانفرنس:

روز نامہ جنگ نیوز کے مطابق ٹوبہ ٹیک سنگھ سنّی کانفرنس میں مشرقی اور مغربی پاکستان، ایران، عراق، مصر، فلسطین، سعودی عرب اور الجزائر کے تین ہزار علماء کرام شریک ہو رہے ہیں باہر سے آئے ہوئے ڈیڑھ لاکھ شرکاء کی رہائش اور کھانے کا انتظام کیا جائے گا۔ یہ کانفرنس ملک سے لادینی قوتوں سامراجی ایجنٹوں پر ضرب کاری ثابت ہوگی قیام پاکستان کے بعد سے اسقدر بڑی سنّی کانفرنس ابتک منعقد نہیں ہوئی تھی۔ (۵۱)

ٹوبہ ٹیک سنگھ سنّی کانفرنس کے پاکستان کی سیاست پر اثرات:

روز نامہ جنگ ظہور الحسن بھوپالی نے ''دار السلام کا اجتماع اور اسکی افادیت'' کے عنوان سے اپنے مضمون میں اس بات کا جائزہ پیش کیا کہ موجودہ سنّی کانفرنس کس حد تک پاکستانی سیاست پر اثر انداز ہوسکتی ہے۔

بھوپالی صاحب لکھتے ہیں کہ: ''اسمیں شک نہیں قیام پاکستان کے بعد پہلی بار علماء اور مشائخ کسی ایک جگہ جمع ہوئے اور انھوں نے اپنے سیاسی عزائم کا اعلان کیا اور اسلامی نظام کے لیے خانقاہوں اور مسجدوں سے نکلنے پر زور دیا اس کانفرنس نے سنی بنارس کانفرنس ۱۹۴۶ء کی یاد تازہ کردی۔
دار السلام میں ہونے والی اس حالیہ کانفرنس کے بعد ملک کے سیاسی افق پر علماء و مشائخ اہلسنت کی ایک اور طاقت ابھر کر سامنے آئی ہے جو غیر منظم ہونے کے باعث پس منظر میں چلی گئی تھی۔ دار السلام (ٹوبہ) میں لوگوں نے علماء و مشائخ سے عوامی عقیدت کا وہ مظاہرہ دیکھا جو نا قابل بیان ہے۔ صوبے کے کونے کونے سے آئے ہوئے کوئی دو لاکھ افراد نے ان علماء و مشائخ کے لیے دیدہ و دل فراش راہ کردیے۔ دار السلام کانفرنس یقیناً مجلس عمل جمعیت علماء پاکستان کا ایک تاریخی کارنامہ ہے پاکستان کی سیاست پر اسکے دوررس اثرات مرتب ہونگے''۔ (۵۲)

سنّی کانفرنس ملتان ۱۹۷۸ء : (قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان)

سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی حکومت کے خاتمے کے بعد مارشل لاء نافذ ہوگیا اور ۱۹۷۸ء میں تمام تنظیموں پر پابندی لگا دی گئی ۔ چنانچہ جماعت اہلسنت کی جانب سے سنّی کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا ۔ امیر جماعت اہلسنت حضرت علامہ سیّد سعید احمد کاظمی علیہ الرحمہ کی سربراہی میں سنّی کانفرنس کی تیاریاں شروع کردی گئیں ۔ ملتان سنی کانفرنس کی تیاریاں اگست ۱۹۷۸ء سے شروع ہوگئیں تھیں ۔ شروع میں علماء و مشائخ کی ایک کمیٹی بنائی گئی تھی ۔ اس کمیٹی کے کئی اجلاس ہوئے تھے جن میں علامہ احمد سعید کاظمیؒ ، مولانا حامد علی خانؒ ، مولانا محمد طفیلؒ ، مولانا ، غلام رسول رضوی ، مولانا منظور الحق ، مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی ، صاحبزادہ حاجی فضل کریم ، مولانا محمد شریف ، مولانا مفتی ہدایت اللہ پسروری اور دیگر علماء شامل تھے ۔ اہلسنت کو مایوسی سے نکالنے اور سنیوں کو متحد کرنے کی غرض سے ملتان کے قلعہ کہنہ قاسم باغ میں کل پاکستان سنّی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا ۔

فوجی حکمرانوں اور بعض وزراء نے اس کانفرنس میں رکاوٹیں ڈالنے اور اسے روکنے کی بھرپور کوششیں کیں ۔ ملتان کے کمشنر سنّی کانفرنس کی اجازت دینے کے لیے تیار نہ تھے ۔ اور یہ کہا گیا کہ یہ کانفرنس امن وامان کی صورتحال کے لیے خطرہ بن جائے گی ۔ امیر جماعت اہلسنت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کو اس صورتحال سے آگاہ کیا گیا ۔ علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ نے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم سے فون پر بات کی ۔ کہ ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے ہاں اگر آپ یہی چاہتے ہیں تو ہماری آپ سے کھلی جنگ شروع ہو جائے گی ۔ اور بالآخر علامہ نورانی علیہ الرحمہ کمشنر سے اس کانفرنس کے لیے اجازت نامہ لیکر ہی لوٹے ۔ یہ کانفرنس ۱۶ ، ۱۷ ، اکتوبر ۱۹۷۸ء کو منعقد ہوئی ۔ اس کانفرنس کے مقاصد علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے یوں بیان کیے : ۔ ’’سنّی کانفرنس کے انعقاد کے دو بنیادی مقاصد ہیں ۔ ایک تو یہ کہ ملک بھر کے اہلسنت مسلمان جن کی ملک میں اکثریت ہے اور جنھیں سوادِ اعظم کہا جاسکتا ہے انکی بکھری ہوئی قوت کو مستحکم بنیادوں پر منظم کرنے کی سبیل کی جائے ۔ دوسرا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اہلسنت کو انکے عقائد اور اعمالِ صالحہ کی طرف توجہ دلائی جائے کیونکہ اسکے بغیر یہ ممکن نہیں کہ وہ ملک وملت کی صحیح طور خدمت کرسکیں ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ سوادِ اعظم کے ذہنی رجحانات

خالص مذہبی جذبات کے ساتھ بیدار رہوں تاکہ وہ ملک وقوم کی صحیح خدمت کرسکیں اور پاکستان کے بنیادی نظریے کو اسکے مخالفین کے دستبرد سے محفوظ رکھ سکیں ہمارا مقصد نہ تو سیاسی ہے نہ فرقہ بندی پیدا کرنا ہے ہم تو اپنے مسلک کا تحفظ اور اپنی جماعت کی تنظیم کرنا چاہتے ہیں اسی لیے کسی سیاسی مقصد کے لیے سنّی کانفرنس منعقد نہیں کرر ہے ہیں''۔ (۵۳)

اس کانفرنس میں اہلسنت نے بھرپور قوت کا مظاہرہ کیا۔ امیر جماعت اہلسنت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں کہا تھا:۔

''متحد ہوکر اسلامی دستور کی نفاذ کے لیے اپنی آواز بلند کریں۔ دستور اسلام کی عمارت کی بنیاد ہے اور جب بنیاد ہی نہ ہوگی تو عمارت کیسے قائم ہوگی اسلیے ضروری ہے کہ اس مملکت خداداد میں جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا۔ اسلامی دستور نافذ کیا جائے کیونکہ یہ دستور ہی مسلمانوں کی عظمت اور امتیاز کا علامتی نشان ہے اور جو اسکی آواز پر لبیک کہتا ہے وہ اس دنیا کا خوش نصیب انسان ہے۔آپ نے اسلام اور نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی جامعیت، عدل، ظلم، انتظامیہ، حقوق نسواں، معاشیات، سوشلزم اور مساوات، تجارت، زراعت مزدوری، تعلیم، علماء سوء، پسندیدہ حاکم، نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا فوری نفاذ، سنت کا مفہوم، جماعت کا مفہوم، تشخص اہلسنت، نظریہ پاکستان اور اسکا استحکام، علماء اہلسنت کا کردار تحریک نظام مصطفیٰ، تحریک ختمِ نبوت، وقت کے تقاضے اور عہدِ واثق پر روشنی ڈالی'۔ (۵۴)

سنی کانفرنس ملتان کیلیے قافلوں کی روانگی:

جماعت اہلسنت کے اعلامیہ کے مطابق کراچی سے کل پاکستان سنی کانفرنس ملتان میں شرکت کے لیے ہزاروں افراد علماء اہلسنت اور جماعت اہلسنت کے رہنماؤں کی قیادت میں قافلے روانہ ہونا شروع ہوگئے تھے۔۱۳، اکتوبر کو پی آئی بی کالونی کے حاجی محمد حسین جمالی کی قیادت میں روانا ہوا تھا،۱۴اکتوبر ہفتے کو ایک قافلہ مولانا مفتی وقارالدینؒ (م ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء) کی قیادت میں روانہ ہوا تھا اور اسی روز ایک قافلہ مولانا طفیل کی قیادت میں بذریعہ طیارہ ملتان روانہ ہوا تھا۔ جنگ کے مطابق سنی کانفرنس میں شرکت کے لیے قافلوں کی آمد کا سلسلہ جاری تھا اندرون سندھ سے ہزاروں لوگ ملتان پہنچے جبکہ صوبہ سرحد، پنجاب اور بلوچستان سے بھی بسوں اور ٹرینوں کے ذریعے مندوبین کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ (۵۵)

جمیعت کے وفد کی روانگی:

سنی کانفرنس میں شرکت کے لیے کراچی سے جمیعت علماء پاکستان کا وفد جسمیں پروفیسر شاہ فریدالحق، صوفی ایاز خان نیازی، محمد صدیق راٹھور، سیّد احد یوسف ایڈوکیٹ، مرزا فخرالدین بیگ، محمد رمضان آرائیں اور حاجی زاہد علی شامل تھے، ۱۴، اکتوبر کو بذریعہ تیز گام ملتان روانہ ہوا۔ جمیعت کے رہنما محمد صدیق راٹھور کے مطابق جمیعت علماء پاکستان کے سربرا علامہ شاہ احمد نورانیؒ (م ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء) ملتان پہنچ چکے تھے اور جمیعت کے وفد نے سنی کانفرنس میں شرکت کے بعد جمیعت کے مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کرنا تھی۔ اجلاس میں ملک کے اہم مسائل پر غور کیا گیا (۵۶)

انتظامات:

کانفرنس کے ایک ترجمان نے اخباری نمائندوں کو بتایا تھا کہ ابنِ قاسم باغ میں دو لاکھ افراد کے قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔ چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر کے وفود کے لے سات سو کیمپ قائم کیے گئے تھے جبکہ ابنِ قاسم باغ کے قرب وجوار کی بعض عمارتوں کو بھی خالی کروالیا گیا تھا۔ (۵۷)

اعلامیہ ملتان:

ملتان میں کل پاکستان سنی کانفرنس کے موقعہ پر کانفرنس کی جانب سے ایک اعلامیہ پیش کیا گیا جسے ''ملتان ڈیکلریشن'' کا نام دیا گیا تھا۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں اس اعلامیہ کو آخری شکل دی گئی اور ۱۷ اکتوبر کو مرکزی اہلسنت و جماعت کے خصوصی اجلاس میں یہ اعلامیہ منظوری کے لیے پیش کیا گیا۔

کل پاکستان کی سنی کانفرنس کی جانب سے اعلان ملتان کی منظوری دی گئی یہ اعلان جماعتِ اہلسنت کے نومنتخب ناظمِ اعلیٰ صاحبزادہ فضل کریم نے پیش کیا تھا اور اجتماع کے شرکاء نے ہاتھ اٹھا کر اسکی منظوری دی تھی۔ اس اعلان میں واضح طور پر کہا گیا تھا کہ یہ ملک نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے قائم کیا گیا ہے اور اسی کے ذریعے ترقی اور خوشحالی کا ضامن ہے۔ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ ہماری زندگیوں کا مقصد ہے صاحبزادہ فضل کریم نے کہا تھا کہ جماعتِ اہلسنت سے وابستہ لوگوں کا فرض ہے کہ وہ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے اپنا قائدانہ کردار ادا کریں اور سوشلزم، کمیونزم اور سیکولرازم، علاقائی عصبیت اور فرقہ وارانہ منافرت کی ملک دشمن سازشوں کو ناکام بنانے میں اپنی ذمہ داریاں پوری

کریں۔ انھوں نے کہا تھا کہ: ہم عزم کرتے ہیں کہ نعرہ توحید اور نعرہ رسالت پر زندہ رہیں گے اور عظمتِ مصطفیٰ علیہ السلام کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ (۵۸)

صدارت:

نمائندہ جنگ کے مطابق ملتان سنی کانفرنس میں پورے ملک اور آزاد کشمیر سے تقریباً ۱۲ لاکھ افراد شریک ہوئے۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت تاجدارِ اہلسنت حضرت مولانا حامد علی خانؒ (م ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء) نے کی جبکہ مہمانِ خصوصی پیر قاسم مشوری تھے۔ سنی کانفرنس کی آخری نشست کی صدارت جماعت اہلسنت کے نومنتخب صدر علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ نے کی تھی جبکہ مولانا شاہ احمد نورانیؒ مہمانِ خصوصی تھے۔ (۵۹)

خطبہ استقبالیہ:

اہلسنت و جماعت کی ایڈ ہاک کمیٹی کے صدر مولانا احمد سعید کاظمیؒ نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا تھا۔ انھوں نے علمائے کرام و مشائخ عظام و مندوبین کو خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا تھا کہ: ''اس نازک دور میں کمیونزم اور سوشلزم جیسے لادینی فتنوں کا سیلاب امنڈتا چلا آرہا ہے جماعتِ اہلسنت اور مسلک اہلسنت کے خلاف خوفناک سازشیں کی جارہی ہیں، یہی نہیں بلکہ پاکستان کے خلاف بھی منصوبے بنائے جارہے ہیں۔ وقت کا تقاضا ہے کہ سارے ملک کے سنّی اسلاف کی سابقہ روایات کے مطابق دین و مذہب اور ملک وملت کے تحفظ سلامتی اور نظام مصطفیٰ علیہ السلام کی ترویج کے لیے پوری طرح منظّم اور مستحکم ہوں اور ان تمام فتنوں کو ناکام بنادیں۔

پ نے واضح طور پر کہا تھا کہ سنیوں کی یہ عظیم اور تاریخی کانفرنس صرف مذہبی بنیادوں پر ہورہی ہے سیاست سے اسکا کوئی تعلق نہیں۔ نہ اسکی بنیاد فرقہ واریت پر ہے۔ جماعت اہلسنت جسکے پلیٹ فارم پر یہ کانفرنس منعقد ہورہی ہے خالصتاً مذہبی جماعت ہے اسکے اغراض و مقاصد اور منشور کا خلاصہ صرف اسلام کی سربلندی، مسلک اہلسنت کا تحفظ اور مذہبی بنیادوں پر سنّیوں کی تنظیم و تبلیغ ہے نظریہ پاکستان کی حفاظت اور پاکستان میں نظام مصطفیٰ علیہ السلام کے نفاذ کی جدوجہد اور اسی بنیاد پر پاکستان کا استحکام جماعت جماعت اہلسنت کا نصب العین ہے۔ انھوں نے حاضرین سے کہا کہ آپ سب اقامت صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ کا نظام اپنے اوپر جاری کرنے کا پکا عہد کریں اور حسنِ اخلاق کو اپنائیں۔ اپنے مسلک اور ملک

وملت کی فلاح کے لیے کسی قسم کی قربانی اور ایثار سے دریغ نہ کریں۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے سنی کانفرنس کو فرقہ واریت سے تعبیر کرنے والوں پر نکتہ چینی کی اور کہا کہ وہی لوگ سنی کانفرنس کو فرقہ وارنہ قرار دیتے ہیں جوخود فرقہ ہیں ہم تو سوادِ اعظم ہیں''۔ (۶۰)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی پریس کانفرنس:

سنی کانفرنس کے انعقاد کے بعد اعلیٰ حکام کی ہدایت پر ملتان پولیس نے مولانا شاہ احمد نورانیؒ (م ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء) اور مفتی محمد حسین نعیمیؒ (م ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء) کے خلاف مارشل لاء کے تحت مقدمات درج کیے۔ بعد میں انتظامیہ نے یہ وضاحت کی کہ مولانا شاہ احمد نورانیؒ کے خلاف مقدمہ درج نہیں کیا گیا بلکہ مفتی محمد حسین نعیمیؒ کے خلاف تحفظ امن عامہ کی دفعہ ۱۶ کے تحت مقدمہ درج کیا گیا تھا۔ مفتی محمد حسین نعیمیؒ نے اپنی تقریر میں الزام لگایا تھا کہ: ''ارباب اقتدار میں نہ تو قوتِ فیصلہ ہے اور نہ جراءت ہے وہ جو کچھ کہتے ہیں کرتے نہیں یہی وجہ ہے کہ ابھی تک نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ نہیں ہوا'' علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے پریس کانفرنس بلائی انھوں نے وضاحت کی کہ مفتی محمد حسین نعیمیؒ کی طرف سے اربابِ اقتدار پر نکتہ چینی سیاسی نقطہ نظر سے نہیں بلکہ محض مذہبی بنیاد پر کی گئی تھی۔ انھوں نے تمام تر باتیں محض نظام مصطفیٰ ﷺ کے ضمن میں کہی تھیں۔ انکا مقصد صرف یہ تھا کہ نظامِ مصطفیٰ ﷺ فوری طور پر نافذ کیا جائے۔ (۶۱)

بے مثال اجتماع:

سنّی کانفرنس ملتان پر اخبار جہاں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''ملتان کے تاریخی شہر میں اولیائے کرام کے مزارات کے زیرِ سایہ مرکزی جماعت اہلسنت کے زیرِ اہتمام ۱۶ اور ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو جو کل پاکستان سنی کانفرنس منعقد ہوئی اسے بلا شبہ ملک بھر کے سنی علماء و مشائخ و مندوبین کا ایک بے مثال اور روح پرور اجتماع کہا جا سکتا ہے۔ اس کانفرنس میں ملک کے گوشہ گوشہ سے لاکھوں عاشقان رسول نے شرکت کی۔ لوگ ٹرینوں، بسوں اور موٹر سائیکلوں پر قافلوں کی شکل میں درود و سلام کا ورد کرتے اور نظم ونسق کی پابندی کے ساتھ ملتان پہنچے۔ مرکزی جماعت اہلسنت کے صدر علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ ہی نہیں بلکہ جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانیؒ بھی اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ ان کی دعوت اور اپیل پر ملک بھر سے لاکھوں افراد ملتان میں جمع ہوئے

تھے۔اگر چہ دعوت مذہبی بنیادوں پر تھی لیکن لاکھوں افراد کے اس اجتماع کی سیاسی اہمیت کونظر انداز کرنا مشکل ہے اور اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اس سنی کانفرنس کے ذریعے جمعیت علماء پاکستان نے اپنی بھرپور سیاسی قوت کا مظاہرہ کیا۔اور سیاسی نقطہ نظر سے یہ مظاہرہ کافی کامیاب رہا۔ (۶۲)

جماعت اہلسنت :

۱۹۶۶ء میں کراچی میں مسجد قصاباں صدر میں جماعت اہلسنت کا قیام عمل میں آچکا تھا مگر یہ صرف کراچی تک محدود تھی۔مولانا شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء) اسکے پہلے امیر تھے اور مفتی سعادت علی قادری اسکے پہلے ناظم اعلیٰ نامزد کیے گئے۔اسکے دیگر اکابرین میں علامہ شاہ احمد نورانیؒ (م ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء)، مفتی ظفر علی نعمانیؒ (م ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء)، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہریؒ (م ۱۴۱۰ھ/۱۹۸۹ء)، مفتی جمیل احمد نعیمی، مولانا محمد حسن حقانی، قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی، قاری مصلح الدین صدیقیؒ (م ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء)، اور مفتی شجاعت علی قادریؒ (م ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء) شامل تھے۔ جماعت اہلسنت، جمعیت علماء پاکستان کے قیام کے بعد پس منظر میں چلی گئی تھی۔۱۹۷۰ء کا انتخاب جمعیت علماء پاکستان نے کراچی کی حد تک جماعت اہلسنت کی مدد سے جیتا تھا۔اور پھر جمعیت علماء پاکستان چھا گئی۔۱۹۷۸ء میں فوجی حکمرانوں نے جب جماعتوں پر پابندی لگائی تو علامہ کاظمی، مولانا حامد علی خانؒ، مولانا تقدس علی خانؒ، جسٹس کرم شاہ ازہریؒ، مولانا غلام علی اوکاڑویؒ، علامہ شاہ احمد نورانیؒ، عبدالستار خان نیازیؒ اور دیگر اکابرین نے جماعت اہلسنت کو دوبارہ فعال بنانے کا سوچا۔اس مقصد کے تحت ملتان میں ۱۹۷۸ء میں سنّی کانفرنس منعقد کی گئی تھی۔یہ کانفرنس جماعت اہلسنت پاکستان کے زیر اہتمام ہوئی تھی۔اس کانفرنس میں اہلسنت ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگئے اور ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء کی اس کانفرنس میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کو جماعت اہلسنت کا صدر منتخب کیا گیا۔۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۳ء تک جماعت ہلسنت متحد رہی لیکن پھر اچانک علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اور جماعت اہلسنت کے ناظمِ اعلیٰ صاحبزادہ فضل کریم کے درمیان اختلافات ہوگئے اور ۱۹۸۳ء میں صاحبزادہ فضل کریم جماعت اہلسنت سے علیحدہ ہوگئے۔علامہ کاظمی علیہ الرحمہ پر الزامات لگائے گئے اور اسطرح جماعت اہلسنت دودھڑوں میں بٹ گئی۔۲۷ نومبر ۱۹۸۴ء کو لاہور میں پھر جماعت اہلسنت کی تنظیم نو کی گئی اور نیا انتخاب عمل میں آیا جس میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ دوبارہ

اتفاقِ رائے سے صدر منتخب کیے گئے۔ علامہ سیّد محمود احمد رضوی کی کوششوں سے دونوں گروپ پھر متحد ہو گئے مگر یہ اتحاد صرف جولائی ۱۹۸۷ء تک چلا۔ (۶۳)

اتحادِ اہلسنت :

حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اہلسنت کو ہر شعبہ زندگی میں منظم کرنے کے لیے جس محنت، لگن اور کاوش اور جد و جہد سے کام کیا وہ ایک عظیم کارنامہ ہے آپ نے ایک میر کارواں کی حیثیت سے قافلے کو منزل تک پہچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ آپ اہلسنت کے انتشار پر رنجیدہ اور مغموم رہتے تھے۔ جب نمائندہ ترجمانِ اہلسنت نے ایک انٹرویو میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے جماعت اہلسنت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ اسکے متعلق مجھ سے کچھ نہ پوچھا جائے۔ اس لیے مجھے بہت دکھ اور تکلیف ہوتی ہے اور بار بار اصرار پر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اتنا کہا کہ مجھے جماعت اہلسنت کے کسی کام سے کوئی دلچسپی نہیں رہی اسلیے کہ جن امیدوں کی بنیاد پر جماعت اہلسنت کا قیام عمل میں آیا تھا وہ سب خاک میں مل گئی ہیں۔ ہم میں یک جہتی، اتفاق و اتحاد کا خاتمہ ہو چکا ہے آپ یقین جانیے کہ میرے دل پر پہاڑوں سے زیادہ بوجھ ہے اور خون کے آنسو رونے کو میرا بے اختیار جی چاہتا ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ ذی شعور رہنما، ذی اثر علماء آج علیٰحدہ علیٰحدہ حصوں میں کیوں تقسیم ہو چکے ہیں؟ جسکی وجہ سے اہلسنت کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے یہ شیرازہ اسی صورت میں اکھٹا کیا جا سکتا ہے جب تمام اکابرین اہلسنت خصوصاً علامہ پیر کرم شاہ ازہریؒ جیسی شخصیت جو کہ ہمارے لیے نہایت ہی محترم ہے ہماری قیادت کرے، کاش ایسے حضرات ہماری قیادت کریں اور ان احباب کی سرپرستی میں ہم ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اپنی عظمتِ رفتہ کو پاسکیں۔ آپ نے کہا علامہ پیر کرم شاہ ازہریؒ، مفتی مولانا محمد حسین نعیمیؒ جیسے ذی شعور، باصلاحیت اور صاحب اثر علماء کو اس کام کا بیڑا اٹھانا چاہیے تاکہ ہم سب ملکر انکے دوش بدوش چل سکیں اور ہم میں اجتماعیت کی روح پیدا ہو۔ اور مزید کہا کہ خدا اہلسنت کو توفیق دے کہ وہ متحد ہو جائیں اسلیے کہ سنیت کا وقار بالکل ختم ہو چکا ہے۔ آپ نے کہا مجھے آپس کی رنجشوں کا گہرا دکھ اور افسوس ہے۔ اہلسنت و جماعت اتنی عظیم قوت ہے لیکن منتشر ہونے کی وجہ سے کوئی بات بنتی نظر نہیں آتی۔ آپ نے کہا مجھ سے اگر اہلسنت کے لیئے کوئی خدمت ہو سکتی ہے تو مجھے اس سے انتہائی خوشی ہو گی لیکن افسوس ہے کہ اہلسنت کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ

کی دلی خواہش تھی کہ اہلسنت متحد ہو جائیں آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر ملک میں صرف اہلسنت باہم متحد ہو جائیں تو کسی اور اتحاد کی ضرورت نہیں ہے چنانچہ اہلسنت کے اتحاد کے لیے آپ نے ساری زندگی جدو جہد کی اور اسکے اتحاد کے لیے ہر ممکن کوشش کی ۔ (۶۴)

اہلسنت کو منظم کرنے کے لیے آپ کس قدر دل گرفتہ رہتے تھے اسکا اندازہ ۱۹۵۸ء میں ''پاک سنی تنظیم کا پیغام'' کے عنوان سے اس پیغام سے لگایا جا سکتا ہے جسمیں آپ نے اہلسنت کے اتحاد اور منظم ہونے پر زور دیتے ہوئے فرمایا تھا:۔

برادرانِ اہلسنت السلام علیکم !۔

اسوقت تک جن مصائب و آلام میں آپ مبتلا ہیں آپ پر یہ امر بخوبی روشن اور واضح ہو چکا ہوگا کہ غفلت اور جمود و خمود کا نتیجہ کیا ہوتا ہے ۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ملک بھر میں ہر مسلکِ خیال کے لوگ اپنے اپنے مسلک کی حفاظت کے لیے ہر قسم کی قربانی دے رہے ہیں ایک ہم ہیں سستی غفلت اور انتشار و افتراق کے عالم میں پڑے ہوئے ہیں ۔ نہ اپنے مسلک و مذہب کو محفوظ رکھنے کی قوت رکھتے ہیں اور نہ اپنے ملک وملت کی کوئی ٹھوس خدمت انجام دینے کے قابل ہیں ۔ خدارا ہوش میں آیئے اور اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کیجیے کہ اتحاد ہماری اجتماعی قوت و وقار کے لیے ریڑھ کی ہڈی کا حکم رکھتا ہے ۔ یقین کیجیے ہم آپکو فلاح ونجات کی طرف بلا رہے ہیں ہمارا دردبھرا پیغام سینے اور ملک کے گوشے گوشے میں ایک ایک سنی تک پہنچا دیجیے'' ۔ (۶۵)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ مسلک اہلسنت کے سچے بہی خواہ تھے آپ نے اہلسنت کو مجتمع ومنظم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ۔ آپ نے علماء کو انکی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے پیغام دیا تھا۔

'' ملت کی تعمیر اور قوم کی فلاح و بہبود کے ضمن میں موجودہ دور کے تغیرات ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم پوری علمی بصیرت سے حالات کا تجزیہ کریں حال و مستقبل کے تقاضوں کو سمجھیں اور انکو پورا کرنے کی کامیاب جدو جہد کریں ، علماء سلف کی سیرت کو سامنے رکھیں ۔ وہ دیکھیں کہ کس طرح علماء سابقین نے دنیوی شہرت اور مال ومتاع کی طمع سے بالاتر ہوکر علمِ دین کی خدمت انجام دی ۔ کسی نے تجارت کر کے روزی کمائی ، کسی نے کمبل اور پوستین بنا کر ، کسی نے مٹی کے برتن تیار کر کے ، کسی نے سرکہ بیچ کر اور بعض نے جوتے سی کر اپنا پیٹ پالا اور بے لوث ہوکر علم کو پھیلایا اور اسکی نشر و اشاعت کی ۔ اس دور میں ان حضرات کی مثال نہیں ملتی تاہم یہ ضروری ہے کہ ہر عالمِ دین اپنے دل میں خوف اور خشیت

الہیہ پیدا کرے اور ذاتی اور دنیاوی مفادات سے بے نیاز ہوکر تعلیمِ دین کے فرائض انجام دے ۔سورہ فاطر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

''انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء'' (فاطر: آیت ۲۸)

ترجمہ: بے شک اللہ سے صرف اسکے علم والے بندے ہی ڈرتے ہیں۔

حسد اور منافرت علماء کے طبقے میں سب سے زیادہ پائی جاتی ہے۔ یہی افتراق امت کا سب سے بڑا سبب ہے جسکی بنیاد انانیت ہے۔ سنّی علماء ان اولیاء کرام کے مشن کو قوم کے سامنے رکھنے کے مدعی ہیں جنھوں نے انانیت کو فنا کر دیا تھا ایسی صورت میں انھیں لازم ہے کہ وہ اپنی انانیت کو فنا کر کے آپسمیں کمال محبت واخلاص کا جذبہ پیدا کریں۔ (۶۶)

جماعت اہلسنت سے دستبرداری:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اپریل ۱۹۸۶ء میں جماعت کی سرگرمیوں کو خیر باد کہہ دیا۔ علامہ کاظمیؒ آخری وقت تک پیرانہ سالی اور علالت کے باوجود اہل سنت وجماعت کے لیے قائدانہ ذمہ داریاں ادا کرتے رہے اور مرکزی جماعت اہلسنت کے صدر کی حیثیت سے سنیوں کو متحد و منظم کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ آپ نے ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی (لاہور) سے فرمایا تھا کہ:

قبلہ حضرت پیر محمد کرم شاہ ازہری صاحب تک میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ میں اب بوڑھا ہوگیا ہوں اپنے اندر یہ سکت نہیں پاتا کہ جماعت اہلسنت کی صدارتی ذمہ داریاں نبھا سکوں میں چاروں طرف نگاہ ڈالتا ہوں تو مجھے حضرت قبلہ پیر محمد کرم شاہ ازہری صاحب سے بہتر اور موزوں آدمی نظر نہیں آتا، میری طرف سے انکی خدمت میں عرض کر دیجیے کہ وہ اس ذمہ داری کو قبول فرمائیں''۔ (۶۷)

سنّی مجلس عمل کا قیام:

سنّی مجلس عمل کے صدر کے مطابق سنّی مجلس عمل ایک غیر سیاسی تنظیم کے طور پر جماعت اہلسنت کے مذہبی معاملات طے کرنے کے لیے قائم کی گئی تھی۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے کہا: جماعتِ اہلسنت چونکہ اب تک کوئی موثر کردار ادا نہیں کرسکی تھی اسلیے سنّی مجلس عمل کا قیام ضروری تھا تاکہ یہ تنظیم جماعتِ اہلسنت کو پیش آنے والے مذہبی امور سے متعلق مسائل کو موثر طریقے سے حل کرنے کے لیے جدوجہد کرے۔ (۶۸)

دعوتِ اسلامی کے بانی:

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ کی رہائش گاہ پر ۱۹۸۱ء میں علماء کرام کا ایک اجلاس بلایا جو آپ کی صدارت میں ہوا۔ اس اجلاس میں مفتی وقار الدینؒ (م۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء)، عبد المصطفیٰ الازہریؒ (م۱۴۱۰ھ/۱۹۸۹ء)، علامہ ارشد القادریؒ (م۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء) اور علامہ شاہ احمد نورانیؒ (م۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء) شریک تھے۔ اس اجلاس میں اہلسنت کے مذہبی استحکام، تبلیغ اور اصلاح کی غرض سے اور حضور اکرم ﷺ سنت سے دوری کے رجحان کو ختم کرنے کے لیے ایک غیر سیاسی اور خالصتاً دینی جماعت کی بنیاد رکھی۔ اس تنظیم کا نام دعوتِ اسلامی رکھا گیا۔ اس کام کے آغاز کی ذمہ داری مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ کو سونپی گئی اور یہ ذمہ داری بھی کہ اس کام کے لیے جو بہتر نوجوان نظر آئے پھر یہ کام اسکے سپرد کیا جائے۔

مولانا الیاس قادری (امیر دعوت اسلامی) اس وقت مفتی وقار الدینؒ کے پاس زیرِ تعلیم تھے۔ انھوں نے علماء کے مشورے سے مولانا الیاس قادری کو دعوت اسلامی کا امیر بنا دیا۔ آج علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی صدارت میں شروع ہونے والی یہ اصلاحی تحریک پورے ملک میں پھیل چکی ہے اور ملک کے ہر شہر میں اسکے مدارس ''مدرستہ المدینہ و مرکز فیضان مدینہ'' کے نام سے علم و سنت کی ترویج و اشاعت کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ جب ۱۹۸۲ء میں دعوتِ اسلامی کا دوروزہ سالانہ تبلیغی اجتماع ٹکری گراؤنڈ کراچی میں منعقد ہوا تو علامہ کاظمیؒ اسمیں شرکت کے لیے کراچی آئے اور اجتماع کے دوسرے دن ۲۶ نومبر ۱۹۸۲ء کو بروز جمعہ دوپہر بارہ بجے سے پاکستان بھر سے آئے ہوئے علماء کرام کی تقاریر ہوئیں اور ٹھیک ڈیڑھ بجے علامہ کاظمیؒ کا خطاب ہوا اور ڈھائی بجے آپ نے نمازِ جمعہ کا خطبہ دیا اور نمازِ جمعہ کی امامت کرائی۔ (۶۹)

اتحادِ اُمت کے داعی:

علامہ کاظمیؒ فرقہ وارانہ کشیدگی کے سخت مخالف تھے اور اسے ملک وملت کے لیے خطرہ سمجھتے تھے آپ نے ملکی بقا اور ترقی وخوشحالی کے لیے تمام مکاتب فکر کے اتحاد پر زور دیا۔

اتحاد ملت کے ضمن میں آپ کا بیان اس بات کا ثبوت ہے: ''تاریخ کے طالب علم جانتے ہیں کہ مسلمانوں کے باہمی خلفشار، طبقہ جاتی منافرت اور فرقہ وارانہ کشیدگی نے ملتِ مرحومہ کو کتنے شدید نقصانات پہنچائے ہیں۔ ان کشیدگیوں کو ہوا دینے میں ہمیشہ مسلمان دشمن عناصر کا ہاتھ رہا ہے اور انھوں نے علماء کی سادہ منشی اور بھولے پن سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کے مختلف طاقتور اور بااثر گروہوں کو باہم لڑا کر ہمیشہ انکی قوت کو توڑنے اور ان کا شیرازہ بکھیرنے کی کوشش کی ہے۔ آج مملکت خداداد پاکستان کی بقا واستحکام اور سلمیت کے لیے ہمیں یہاں بسنے والے مختلف اسلامی فرقوں میں ہمہ گیر اخوت اور ہم آہنگی کے جذبات پیدا کر کے انھیں ایکدوسرے کے قریب لانے کی شدت سے ضرورت محسوس ہورہی ہے اسی شدت کے ساتھ غیر ملکی مفادات کے محافظ اپنی حکومتوں کے اشارے پر ہمیں ایکدوسرے سے لڑانے کے لیے انتہائی رازداری اور عیاری کے ساتھ اپنے خوفناک ہتھکنڈے استعمال کررہے ہیں''۔

۱۹۶۳ء میں جب بعض شرپسند عناصر نے ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کی آگ بھڑکائی اور اس سارے فساد کی جڑ شورش کاشمیری مرحوم تھے جنھوں نے ایک منظم سازش کے تحت لاہور سے ایک ہفت روزہ پرچے چٹان میں اہلسنت کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈہ شروع کیا۔ چنانچہ اسکے خلاف جوشخصیت میدان میں اتری وہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی تھی۔

آپ نے ۱۶ جولائی ۱۹۶۳ء کو ملتان میں مدرسہ انوار العلوم میں ایک پریس کانفرنس بلائی۔ آپ اُسوقت انوار العلوم کے مہتمم اور جمعیت علماء پاکستان کے ناظمِ اعلیٰ تھے۔ آپ نے اس کانفرنس میں ملک میں فرقہ وارانہ فسادات اور مذہبی اختلافات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور کہا کہ اس آگ کو جتنی جلدی ٹھنڈا کردیا جائے بہتر ہے۔ اس بھیانک سازش کو بھانپتے ہوئے آپ نے ملک وملت کے مفاد میں غیر جانبدارانہ حیثیت سے دیوبندی اور بریلوی مکاتب فکر کے علماء سے اس آگ کو مزید پھیلنے سے روکنے کی اپیل کی۔ اور ان اختلافات پر باہمی متفقہ فیصلہ کرنے کے لیے کہا۔ اُسوقت کے ملتان

کے دو بڑے دیوبندی مکتبہ فکر کے علماء بانی و مہتمم خیر المدارس مولانا خیر محمد جالندھریؒ (م ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) اور بانی و مہتمم مدرسہ قاسم العلوم مولانا محمد شفیعؒ (م ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۷ء) نے ایک مشترکہ بیان میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی اس کانفرنس کا خیر مقدم کیا تھا اور علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی تجاویز کو قابل عمل اور فسادات کے حل کا ذریعہ قرار دیا تھا۔ (۷۰)

معاصر علماء سے محبت و احترام:

علامہ کاظمیؒ اپنے معاصر علماء اہلسنت کا ہر طرح اکرام فرماتے، جب کبھی کسی نے انکے متعلق بدگوئی کی آپ نے انکا محاسبہ فرمایا۔ صاحبزادہ سردار احمد رضا مشرف القادری (لاہور) لکھتے ہیں کہ: ''میں نے ایک مرتبہ علامہ کاظمیؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ مخالفینِ اہلسنت اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا سردار احمد صاحبؒ (م ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء) نے علم حدیث اور فنون حدیث میں تو کوئی کتاب نہیں لکھی پھر انھیں محدث اعظم پاکستان کیوں کہا جاتا ہے؟ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے برجستہ جواب دیا ''حضرت محدث اعظم پاکستانؒ نے علماء و محدثین کی جماعتیں تیار فرمائیں انکے تلامذہ میں کافی حضرات محدث ہیں سیدنا امامِ اعظم ابوحنیفہؒ نے علمِ حدیث میں کتابیں نہیں لکھیں مگر وہ محدثین کے استاذ ہیں اسی طرح حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحبؒ محدث اعظم پاکستان ہیں۔ اسی طرح مولانا سردار احمدؒ کے متعلق اپنی محبت و عقیدت کا اسطرح اظہار فرمایا:۔

''آپ نے اپنے ایک اہم اور خصوصی مکتوب میں جماعت اہلسنت کی مجلس عاملہ کے نام پیغام میں تحریر فرمایا'' حضرت علامہ قبلہ ابوالفضل احمد صاحب محدث اعظم پاکستان کی ذاتِ مقدسہ علم و عمل، تقویٰ و طہارت، پاکیزگی اور اخلاق میں اپنی مثال آپ تھے۔ جب انکا تصور آتا ہے تو ادب و احترام سے گردنیں جھک جاتی ہیں، باوجود یہ کہ بعض مہربانوں نے فقیر کو سیدی حضرت علامہ ابوالبرکاتؒ اور حضرت اقدس محدث اعظم پاکستان سے دور رکھنے کی ناکام کوششیں کیں مگر الحمدللہ فقیر ان سے دور نہیں ہوا، انکی عظمت و محبت آج بھی فقیر کے دل کی گہرائیوں میں موجود ہے اور فقیر چمکتے ہوئے نقوش کو لوح قلب پر لے کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو جائے گا''۔

سیّد احمد سعید غفراللہ ۱۵ اگست ۱۹۷۳ء (۷۱)

مدرسہ انوار العلوم کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر حکیم الامت مفتی احمد یار خاں (م ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء) کے خطاب کا اعلان کیا گیا۔ مفتی صاحب خطاب کے لیے کرسی پر بیٹھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو علامہ کاظمیؒ بھی کھڑے ہو گئے اور ہزاروں حاضرین کے سامنے مفتی احمد یار خاںؒ کی دست بوسی فرمائی جو اپنے ہم عصر علماء کے ساتھ نیازمندی اور محبت و احترام کے اظہار کا اعلیٰ نمونہ تھا۔

۱۹۷۹ء میں جب مخالفین نے افواہیں اڑائیں کہ آپکے اور مولانا نورانیؒ کے درمیان اختلافات ہو گئے ہیں تو آپ نے قصور میں ایک جلسے میں اپنی تقریر کی ابتداء میں اس افواہ کی تردید اسطرح کی کہ: ''مولانا شاہ احمد نورانیؒ کو میں اللہ کا ولی سمجھتا ہوں انکی قیادت کو اللہ کی رحمت سمجھتا ہوں وہ میرے قائد ہیں۔ جو ایسی افواہیں پھیلا رہے ہیں وہ اہلسنت کے دشمن ہیں۔

ان ہی خیالات کا اظہار آپ نے آزاد کشمیر میں ہونے والی سنی کانفرنس میں علماء و مشائخ و عوام کے اجتماع میں علامہ شاہ احمد نورانیؒ سے اپنی محبت اور خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ مولانا شاہ احمد نورانیؒ اسلام کے قائد ہیں ان کا وجود اللہ کی رحمت ہے وہ متقی پرہیزگار، جید عالمِ دین ہیں انکی قیادت میں اہلسنت کو متحد رہنا چاہیے''۔ (۷۲)

غرض یہ کہ آپ نے اپنی فطری محبت و احترام کی اعلیٰ صفات سے نفرتوں اور عداوتوں کو علماء اور عوامِ اہلسنت میں کبھی پنپنے نہ دیا اور ہر طرف محبت کی معطر خوشبو بکھیرتے گئے۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ سے عقیدت و احترام:

علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ کو مولانا احمد رضا فاضل بریلوی سے گہری محبت و عقیدت تھی اور آپکے دل میں انکا کمال ادب و احترام تھا۔ ایک مرتبہ مفتی غلام سرور قادری نے علامہ کاظمیؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک صاحب نے اعلحضرت بریلویؒ کے بارے میں کہا کہ وہ تو ظاہری علم کے ایک عالم تھے یہ سنتے ہی علامہ سعید کاظمیؒ نے فرمایا ''مولانا جس نے یہ بات کی ہے وہ اعلحضرت کے مقام سے بے خبر ہے، پھر فرمایا مولانا احمد رضاؒ اپنے زمانے کے مجدّد برحق تھے اور فرمایا مجھ سمیت اس دور کے تمام سنّی علماء مولانا احمد رضاؒ کے چشمۂ علم وعرفان سے مستفید ہونے والے ہیں۔ ایک مرتبہ تقریر فرماتے ہوئے جوش میں آ گئے اور فرمایا ''جو مسلک اعلحضرت بریلویؒ سے روگردانی کرے گا وہ نہ میرا شاگرد ہے نہ مرید۔ جب آپ تقریر سے فارغ ہو کر کمرے میں تشریف لے گئے تو مولانا محمد خدا بخش اظہرؒ (م ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء) نے پوچھا کہ حضور ہم اعلحضرت کے غلام ہیں مقلد تو نہیں ہیں۔ آپ

نے فرمایا مولانا اس پرفتن دور میں ہم ادب وعشق کی دنیا میں اعلحضرت کے مقلد ہی ہیں۔ آپ نے ہمیشہ امام احمد رضاؒ کی تحقیقات کو ترجیح دی اور اپنی رائے پر انکی رائے کو اہمیت دی۔ مولانا احمد رضاؒ نے سواد (سیاہ خضاب) کو حرام قرار دیا ہے علامہ کاظمیؒ نے سیاہ خضاب سے متعلق فرمایا میں مولانا احمد رضا فاضل بریلویؒ کی تحقیق پر متفق ہوں اور جن اہل علم اور اہل فضل حضرات نے سیاہ خضاب استعمال کیا ہے میں انکے بارے میں کچھ نہیں کہوں گا۔ آپ نے کہا میرے نزدیک مولانا احمد رضاؒ کا مسلک برحق ہے، جن علماء اور اہل فضل نے تحقیق کے بعد اسکو جائز سمجھا میں انکے حق میں کلمہ خیر کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتا''۔

ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ حضور اکرم ﷺ نے نابینا صحابی کو جو دعائے حاجت تلقین فرمائی تھی اس دعا کے الفاظ میں یا محمد ﷺ کی جگہ مولانا احمد رضاؒ نے ''تجلی الیقین'' میں یارسول اللہ پڑھنے کے لیے لکھا ہے مولانا کاظمیؒ نے فرمایا رسول اکرم ﷺ نے دعا میں جو کلمات فرمائے ہیں انھیں بدلنا نہیں چاہیے کیونکہ بخاری شریف میں ہے کہ جب حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے ''نبیک الذی ارسلت'' کی جگہ 'برسولك ارسلت'' کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں ''نبیک الذی ارسلت'' کہو۔ پھر علامہ کاظمیؒ نے فرمایا بہر حال اعلحضرت نے نام کے احترام اور تعظیم رسول ﷺ کے تحت ایسا فرمایا۔ مولانا احمد رضاؒ زمین و آسمان کے سکون اور عدم حرکت کے قائل تھے اور مولانا کاظمیؒ زمین کی حرکت کے قائل تھے۔ ایک مرتبہ مولانا کاظمیؒ سے پوچھا گیا کہ مولانا احمد رضاؒ قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کرتے تھے۔

''ان اللہ یمسك السموٰت و الارض ان تزولا'' (فاطر۔ ۴۱)

ترجمہ: بے شک اللہ روکے ہوئے ہے آسمان اور زمین کو کہ جنبش نہ کرے (کنز الایمان)

مولانا کاظمیؒ نے فرمایا میرا خیال ہے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کو انکے محور میں رکھے ہوئے ہے اور انکو اپنے محور سے ہٹنے نہیں دیتا۔ پھر مولانا کاظمیؒ نے نہایت محبت اور کمال ادب و احترام، تواضع و انکساری کے تحت فرمایا میں اعلحضرت مولانا احمد رضاؒ کے استدلال کی گہرائی کو نہیں پہنچ سکا ممکن ہے حق وہی ہو جو اعلحضرت نے فرمایا ہے۔

الغرض یہ کہ علامہ کاظمیؒ نے ہمیشہ اکابرین کا احترام ملحوظ رکھا۔ اور مسلک اعلحضرت امام احمد رضاؒ کا پاس ولحاظ رکھا اور ہمیشہ اعلحضرت کی تحقیقات کو ترجیح دی۔ اگر کہیں فقہی مسائل میں کہیں اختلافِ

رائے کی صورت پیدا ہوئی تو امام احمد رضاؒ کی تحقیق کے مقابلے میں اپنی رائے کو رد کر دیا۔

" علامہ کاظمیؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ نعت گوشعراء کو اعلحضرت کی حدائق بخشش بار بار پڑھنی چاہیے اعلحضرت کی نعتوں میں بارگاہ رسالت کا جو ادب و احترام ہمیں ملتا ہے اور جو احتیاطیں نظر آتی ہیں وہ دوسرے شاعروں کے ہاں بہت کم نظر آتی ہیں۔ اعلحضرت مقامِ نبوت اور نبوی جلالت شان کے شناسا ہیں۔ اس شناسائی اور معرفت کے بغیر نعت لکھنی ممکن نہیں ہے۔

علامہ کاظمیؒ، صاحبزادگان احمد رضا بریلویؒ سے بھی بڑی محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ مولانا احمد رضاؒ کے دو صاحبزادے مولانا حامد رضاؒ (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) اور مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضاؒ کے بارے میں فرماتے کہ یہ دونوں بزرگ ہستیاں بھی اپنی جگہ بے مثل ہیں اور انکے پائے کی علمی اور ربانی شخصیتیں نظر نہیں آئیں۔ علامہ کاظمیؒ کو شہزادہ امام احمد رضاؒ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاںؒ (م ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء) سے بھی سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں اجازت وخلافت حاصل ہے۔ علامہ کاظمیؒ کی خانوادہ امام احمد رضاؒ سے محبت کا عالم یہ تھا کہ مفتی اختر رضا (نبیرہ امام احمد رضاؒ) جب بھی ملتان آتے، آپ کے ہاں ٹھہرتے تھے۔ جنوری ۱۹۸۶ء میں جب آپ پاکستان تشریف لائے علامہ کاظمیؒ نے مولانا غلام مصطفیٰ رضوی (جنھیں علامہ کاظمیؒ کے ساتھ طویل رفاقت حاصل رہی) کو تحریری طور پر ہدایت فرمائی کہ حضرت مولانا اختر رضا صاحب بریلوی اسلام آباد سے آج پونے پانچ بجے شام کی فلائیٹ سے ملتان تشریف لا رہے ہیں میرے پاس قیام ہوگا چند احباب کا انکے استقبال کے لیے ایئرپورٹ جانا ضروری ہے آپ اس کا انتظام کر دیں۔ ضروری ہے، کسی کی گاڑی مل جائے تو بہتر ہے ورنہ ٹیکسی کا انتظام کرنا پڑے گا'' (۷۳)

ہفت روزہ طوفان کا اجراء:

شورش کاشمیری لاہور کے ایک صحافی تھے انھوں نے اپنے ''ہفت روزہ چٹان'' میں اہلسنت کے خلاف محاذ بنایا اور اسلاف اہلسنت کے خلاف لکھنا شروع کیا۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے دفاع اہلسنت میں اپنے ذاتی خرچ سے ''چٹان'' کے جواب میں 'ہفت روزہ طوفان'' نکالا اور اہلسنت کا بھرپور دفاع کرتے ہوئے مخالف کا منہ بند کر دیا۔ (۷۴)

حجاز کانفرنس:

علامہ عبدالحکیم شرف قادریؒ (م ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء) نے لکھا کہ: ''حجاز کانفرنس سے پہلے ایک وزیر علامہ کاظمیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ یہ کانفرنس ملتوی کر دی جائے اور اگر ملتوی نہیں کی جا سکتی تو اسمیں آپ شرکت نہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اب تو ضرور جاؤں گا اب نہ جانے کا مطلب ہوگا کہ میں نے حکومت کے ایماء پر کانفرنس میں شرکت نہیں کی۔ آپ تشریف لائے اور کئی گھنٹے تشریف فرما رہے اور خطاب بھی کیا''۔ سعودی عرب اور دوسری عرب ریاستوں میں اہلسنت کے خلاف مہم اور امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے ترجمہ قرآن ''کنز الایمان'' پر پابندی لگا دی گئی تھی۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے جماعتِ اہلسنت کے پلیٹ فارم سے داتا دربار لاہور میں ۱۴ نومبر ۱۹۸۵ء میں تاریخ ساز حجاز کانفرنس منعقد کی اور اعلان کیا کہ ہم اہلسنت کے حقوق پر ڈاکہ نہیں ڈالنے دیں گے۔ علامہ کاظمیؒ نے کنز الایمان پر پابندی کے حوالے سے کہا کہ کنز الایمان پر پابندی میں ضرور کوئی ایسا ہاتھ کارفرما ہے جو عرب ممالک اور پاکستان کے عوام کے درمیان باہمی اعتماد اور یکجہتی کو نقصان پہنچا کر اتحادِ عالمِ اسلام کو پارہ پارہ کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے جماعت اہلسنت اور سنّی مجلس عمل کے صدر کی حیثیت سے کہا کہ کنز الایمان پر پابندی ختم کرانے کے لیے تقریری اور تحریری طور پر سنّی اجتماعات میں کثرت سے قراردادیں پاس کی گئیں اور ان قراردادوں کے ذریعے حکومت پاکستان سے یہ مطالبات کیے گئے کہ وہ سعودی عرب سے کنز الایمان پر پابندی اٹھانے کے لیے اپنا اثر ورسوخ استعمال کرے لیکن حکومت نے اس سلسلے میں کوئی حوصلہ افزا کوشش نہیں کی۔ آپ نے کہا کہ اب سنّی مجلس عمل غور وخوض کے بعد اس سلسلے میں کوئی مناسب طریقہ اختیار کرے گی۔ آپ نے کہا کہ سنّی مجلس عمل متحدہ عرب امارات میں کنز الایمان پر پابندی کی خبروں کے بعد ایران میں بھی پابندی کی خبریں شائع ہونے پر خانہ فرہنگ ایران کے ذریعے ایران سے رابطہ کیا لیکن خانہ فرہنگ ایران نے سفارتِ ایران اور اپنی وزارت مذہبی امور سے رابطہ کر کے بتایا کہ ایران میں کنز الایمان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں لگائی۔ اس کانفرنس کے بعد علامہ کاظمی علیہ الرحمہ اور دیگر قائدین پر حج وزیارتِ بیت اللہ پر پابندی عائد کر دی گئی تھی اور یہ پابندی علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے وصال تک برقرار رہی۔ (۷۵)

سعودی عرب میں قید افراد کی رہائی کا مطالبہ:

انجمن طلباء اسلام کے ایک جلسہ میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے مولانا اللہ بخش نیرا اور دیگر پاکستانی بے گناہ قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا اور اس سلسلے میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم سے سعودی سفارت خانے سے رابطہ قائم کر کے قیدیوں کی رہائی دلانے پر زور دیا۔ جلسے میں موجود عوام نے آپ کی پُر زور تائید کی۔ (۷۶)

عورت کی سربراہی کے خلاف رائے عامہ ہموار کی:

۱۹۶۴ء میں سابق صدر ایوب خان (م ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۴ء) کے دور میں عورت کی سربراہی کے مسئلہ پر بحث ومباحثہ شروع ہوا۔ کیونکہ محترمہ فاطمہ جناح صدر ایوب خان مرحوم کے خلاف صدارتی الیکشن لڑ رہی تھیں۔ اسوقت اہلسنت کے تمام علماء نے عورت کی سربراہی کے خلاف رائے عامہ ھموار کی۔

مولانا مودودی صاحب کا ایک بیان روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۲، اکتوبر ۱۹۶۴ء میں چھپا جسمیں انھوں نے چیلنج کیا کہ کوئی شخص یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ ازروئے شریعت عورت کی سربراہ مملکت ہونا حرام ہے۔ دلیل کے طور پر مولانا مودودی صاحب نے قرآنِ مجید سے ملکہ سبا کا حوالہ دیتے ہوئے کہا جس وقت وہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر ایمان لے آئیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو وحی نازل نہیں ہوئی کہ عورت کو سربراہِ مملکت نہیں رہنا چاہیے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کو سربراہِ مملکت بننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ عورت کی سربراہی میں جہاد کرنا یا حج کرنا جائز نہیں۔ علماء دیوبند سے مولوی شاہ عبدالعزیز گمتھلوی رائے پوری نے محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت کی۔ مولوی سراج احمد دین پوری، مولوی ارشادالحق تھانوی اور مفتی وقت دارالعلوم دیوبند نے محترمہ فاطمہ کی حمایت میں فتوے دیے۔ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے عورت کی سربراہی کی شدید مخالفت کی اور اسے نظریہ اسلامی کے منافی قرار دیا۔ آپ نے ایوب خان کے دور میں عورت کی سربراہی کیخلاف عوام الناس میں شعور و آگاہی پیدا کرنے کی غرض سے لاہور میں ایک کانفرنس کی جسمیں علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ اور دیگر سنّی علماء ومشائخ نے شرکت کی۔ (۷۷)

عورت کی سربراہی قرآن وسنت کی روشنی میں :

''کوئی بھی قوم فلاح اور کامیابی کی منزل نہیں پاسکتی جسکی حکمران عورت ہوگی''۔ ابوبکرۃ سے روایت ہے چنانچہ ہمارے آقا و مولا نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''لن یفلح قوم و لو ا امرھم امراۃ'' (۷۸)

ترجمہ: وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہوگی جس نے عورت کو اپنا حکمران بنالیا۔

اسی طرح ترمذی میں حدیث موجود ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

'' و اذ کانت امراء کم خیار کم و اغنیاء کم سمحاء کم و امور کم شوریٰ بینکم قطھر الارض خیر لکم من بطنھا۔ و اذ کانت امراء کم شراء کم و اغنیاء کم بخلاء کم امور کم انی نساء کم۔ فبطن الارض خیر لکم من ظھرھا'' (۷۹)

ترجمہ: جب تمہارے حکمران تم میں سے اچھے لوگ ہوں۔ تمہارے مالدار سخی ہوں تمہارے معاملات باہم مشاورت سے طے پائیں تو تمہارے لیے زمین کی پشت اسکے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے حکمران تم میں سے برے لوگ ہوں۔ تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لیے بہتر ہے اسکی پشت (سطح) سے۔

اسی طرح مسند امام احمد میں احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں۔

'' لا یفلح قوم تملکھم امراۃ'' (۸۰)

ترجمہ: وقوم ہرگز کامیاب نہیں ہوگی جسکی حکمران عورت ہو۔

امام ابوبکر العربیؒ لکھتے ہیں بخاری شریف میں ابوبکرۃ والی حدیث '' لن یفلح قوم ولو ا امرھم امراۃ'' کے بارے میں فرماتے ہیں۔

'' ان المراۃ لا تکون خلیفۃ و لا خلاف فیہ '' (۸۱)

ترجمہ: ''عورت خلیفہ نہیں بن سکتی اور اسمیں کسی کا اختلاف نہیں ہے''۔

اسی طرح وہ قوم بھی کامیاب نہیں ہوگی جسکی رائے کی مالک عورت ہوگی امام طبرانی حضرت جابر بن سمرہ سے نقل کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"لن یفلح قوم یملك رایهم امراة" (۸۲)

ترجمہ: وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہوگی جنکی رائے کی مالک عورت ہو۔

اسی طرح جس قوم کی منتظم عورت ہو وہ بھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔ابن اثیر کی روایت ہے۔

" ما افلح قوم قیمهم امراة" (۸۳)

ترجمہ: وہ قوم کامیاب نہیں ہوگی جسکی منتظم عورت ہو۔

ملکہ بلقیس کے واقعے سے عورت کی سربراہی کے جواز پر جو استدلال کیا گیا یہ صحیح نہیں کیوں کہ وہ جس زمانے میں ملک سبا کی ملکہ تھی اسوقت وہ کافرہ تھی۔ قرآن مجید میں ہے۔

" وجد تها و قومها یسجدون للشمس من دون الله و زین لهم الشیطان اعمالهم فصدهم عن السبیل فهم لا یهتدون " (نمل:۲۴)

ترجمہ: ''میں نے دیکھا کہ وہ عورت (ملکہ سبا) اوراسکی قوم اللہ کے بجائے سورج کوسجدہ کرتی ہے شیطان نے انکے اعمال کوانکے لیے خوشنما بنادیا ہے اورانکوسیدھے راستے سے روک دیا ہے اس وجہ سے وہ ہدایت نہیں پاتے''۔

اس آیت سے واضح ہوجاتا ہے کہ ملکہ بلقیس کافروں کی حکمران تھی اسلیے اسکی حکمرانی مسلمانوں کے لیے حجت نہیں۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسکی حکومت کوتسلیم نہیں کیا تھا اورقرآن کہتا ہے سلیمان علیہ السلام نے جو خط اسے بھیجا تھا اسکے الفاظ تھے۔''الا تعلوا علی و اتونی مسلمین''(نمل:۳۱)

ترجمہ: ''تم میرے مقابلے میں سرنہ اٹھاؤ اور میرے فرماں بردار بن کر میرے پاس آجاؤ''۔

عورت کی سربراہی کے بارے میں قرآن وحدیث اوراجماع امت کی روشنی میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے اسکی شدید مخالفت کی اورقوم کوگمراہی سے بچانے کے لیے اسکے خلاف رائے عامہ کوشعور اورآگاہی دی۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے محترمہ فاطمہ جناح اور ایوب خان کے مابین انتخاب کے موقعہ پرعورت کی صدارت پر شرعی مسئلہ بیان کیا اورمفتی اعظم پاکستان علامہ سیّد ابوالبرکاتؒ کے فتوے کی پرزور تائید کی۔

امامِ مسجد اورخطیب حرم کعبہ نے بھی کہا تھا کہ اسلام عورت کوسربراہ مملکت بنانے کی اجازت نہیں دیتا۔(۸۴)

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۱۔	پاکستان بنانے والے علماء ومشائخ (ایک تاریخی دستاویز) (اردو)	مولانا محمد جلال الدین	۲۳
	تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم	پروفیسر محمد مسعود	۳۲ تا ۳۴
۲۔	پاکستان بنانے والے علماء ومشائخ (ایک تاریخی دستاویز) (اردو)	مولانا محمد جلال الدین	۳۵۔۳۶
۳۔	ماہنامہ فیضان (فیصل آباد) ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۸ء		۱۷، ۱۸
۴۔	ماہنامہ فیضان (فیصل آباد) ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۸ء		۱۴
	نوائے انجمن لاہور مارچ، اپریل ۱۹۹۳ء		۲۲
	سنی کانفرنس	مولانا محمد نسیم احمد صدیقی نوری	۱۰
	التعید اپریل ۲۰۰۰ء		۳۲
	التعید جنوری ۱۹۹۹ء		۶۲، ۶۳
	تحریک پاکستان اور علماء کرام	محمد صادق قصوری	۱۴۶
۵۔	ماہنامہ فیضان (فیصل آباد) ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۸ء		۲۷، ۲۸
۶۔	نوائے انجمن لاہور مارچ، اپریل ۱۹۹۳ء		۱۹، ۲۰
۷۔	نوائے انجمن لاہور مارچ، اپریل ۱۹۹۳ء		۲۱، ۲۲
۸۔	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۵۷
	التعید امام اہلسنت نمبر ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۶۳
	تحریک پاکستان اور علماء کرام	محمد صادق قصوری	۴۲۰
۹۔	التعید امام اہلسنت نمبر ملتان مارچ ۱۹۹۵ء		۱۵۶
	التعید امام اہلسنت نمبر ملتان جنوری ۱۹۹۹ء		۶۱
۱۰۔	پاکستان بنانے والے علماء ومشائخ (ایک تاریخی دستاویز) (اردو)	مولانا محمد جلال الدین	۴۰، ۴۱
	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۵۶
	التعید امام اہلسنت نمبر ملتان جنوری ۱۹۹۹ء		۵۹
۱۱۔	ماہنامہ ضیائے حرم لاہور جولائی ۱۹۸۶ء		۵۷
	ماہنامہ ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۸۴ء		۲۰

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
	السعید امام اہلسنت نمبر ملتان نومبر ۲۰۰۴ء		۵۸
	السعید امام اہلسنت نمبر ملتان جنوری ۲۰۰۱ء		۴۷
۱۲۔	ضیائے حرم لاہور اگست ۱۹۸۴ء (انٹرویو)		۱۸
	السعید ملتان مارچ ۱۹۹۵ء		۹۳
	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۳۵
۱۳۔	السعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۶۴،۶۳
۱۴۔	ضیائے حرم جولائی ۱۹۸۶ء		۴۳،۴۲
۱۵۔	ضیائے حرم جولائی ۱۹۸۶ء		۳۰
۱۶۔	السعید ملتان اکتوبر ۱۹۹۴ء		۶۵،۶۴
۱۷۔	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۱ء		۱۱۳،۱۱۲
	روزنامہ جنگ کراچی ۱۳ اپریل ۱۹۹۰ء		۱۴
	روزنامہ جنگ کراچی ۵ مئی ۱۹۸۹ء		۶
	السعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۱۲۶
	ضیائے حرم جولائی ۱۹۸۶ء		۴۳
	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۶۰
	خطباتِ کاظمی	(خطبات) علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	۱۸
۱۸۔	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۱ء		۱۱۳
	نور نور چہرے	عبدالحکیم شرف قادریؒ	۱۷
۱۹۔	السعید ملتان جنوری ۲۰۰۱ء		۶۴
۲۰۔	السعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۶۸
۲۱۔	السعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۶۹
۲۲۔	ضیائے حرم جولائی ۱۹۸۶ء		۳۲
۲۳۔	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۷۰

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۲۴۔	السعید ملتان جنوری ۲۰۰۱ء		۶۴
	تحریکِ پاکستان اور علماء کا کردار	محمد صادق قصوری	۲۳۹،۲۴۰
۲۵۔	السعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۶۹
	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۷۶،۷۷
۲۶۔	السعید ملتان مارچ ۱۹۹۵ء		۹۶
۲۷۔	السعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۶۹،۷۰
	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۷۸
۲۸۔	روزنامہ جنگ کراچی ۲۴ مارچ ۱۹۵۶ء		
	علامہ ابوالحسنات قادری بیان درر سالہ دستور اسلامی اور جمہوریہ		۱۸،۱۹
	اسلامیہ پاکستان کے سلسلے میں مرکزی جمعیت علماء پاکستان کی جدوجہد		
۲۹۔	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۷۸
۳۰۔	ماہنامہ قائد جولائی ۱۹۴۹ء		۳۰
	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۶۵
۳۱۔	السعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۶۵
۳۲۔	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۶۲
	السعید اکتوبر ۱۹۹۴ء		۱۸،۱۹
۳۳۔	السعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۶۶
۳۴۔	السعید ملتان جنوری ۲۰۰۰ء		۶۶
۳۵۔	السعید ملتان اکتوبر ۱۹۹۴ء		۲۰
۳۶۔	السعید ملتان اکتوبر ۱۹۹۴ء		۱۹
۳۷۔	السعید ملتان اکتوبر ۱۹۹۴ء		۱۹،۲۰
۳۸۔	السعید ملتان فروری ۱۹۹۸ء		۸۶
۳۹۔	ایک عالم ایک سیاستدان	سید محمد حفیظ قیصر	۲۱،۱۵۷،۱۵۸،۱۵۹،۱۶۰

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۶۸
	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۱ء		۱۱۵
۴۰۔	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۶۹
۴۱۔	روزنامہ جنگ کراچی یکم مئی ۱۹۷۰ء کالم ۶		۱
۴۲۔	روزنامہ جنگ کراچی ۱۱ مئی ۱۹۷۰ء کالم ۱		۱
۴۳۔	السعید ملتان اپریل ۲۰۰۰ء		۶۲
۴۴۔	روزنامہ جنگ کراچی ۱۳ جون ۱۹۷۰ء کالم ۵		۴
۴۵۔	روزنامہ جنگ کراچی ۱۳ جون ۱۹۷۰ء کالم ۵۔۶		۴
۴۶۔	روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ جون ۱۹۷۰ء کالم ۳۔۴		۱
۴۷۔	روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ جون ۱۹۷۰ء کالم ۳۔۴۔۸		۱، ۸
۴۸	روزنامہ نوائے وقت۔امروز لاہور ۱۴۔۱۵ جون ۱۹۷۰ء		
	السعید ملتان اپریل ۲۰۰۰ء		۶۲
۴۹۔	روزنامہ نوائے وقت۔امروز لاہور ۱۴۔۱۵ جون ۱۹۷۰ء		
۵۰۔	روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ جون ۱۹۷۰ء کالم ۴		۱
۵۱۔	روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ جون ۱۹۷۰ء کالم ۸		۷
۵۲۔	روزنامہ جنگ کراچی ۲۱ جون ۱۹۷۰ء کالم ۴۔۵		۳
۵۳۔	ایک عالم ایک سیاستدان	سید محمد حفیظ قیصر	۱۸۰، ۱۸۵
	السعید ملتان دسمبر ۲۰۰۱ء		۱۱۵
	السعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۹۰
	ماہنامہ فیضان فیصل آباد ستمبر/اکتوبر ۱۹۷۸ء		۶
۵۴۔	ایک عالم ایک سیاستدان	سید محمد حفیظ قیصر	۸۲
۵۵۔	روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۸ء کالم ۱		۲
	روزنامہ جنگ کراچی ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء کالم ۱		۱

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتاب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
۵۶۔	روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۸ء کالم ۲		۲
۵۷۔	روزنامہ جنگ کراچی ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۸ء کالم ۳		۱
۵۸۔	روزنامہ جنگ کراچی ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۸ء کالم ۳		۱
	روزنامہ جنگ کراچی ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۸ء کالم ۴		۸
	اخبارِ جہاں کراچی ۲۳ تا ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۸ء		۹
۵۹۔	روزنامہ جنگ کراچی ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۸ء کالم ۲۔۳		۶،۸
۶۰۔	روزنامہ جنگ کراچی ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۸ء کالم ۲		۶
	اخبارِ جہاں کراچی ۲۳ تا ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۸ء		۹
۶۱۔	اخبارِ جہاں کراچی ۳۰ اکتوبر تا ۵ نومبر ۱۹۷۸ء		۷
۶۲۔	اخبارِ جہاں کراچی ۲۳ تا ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۸ء		۹
	اخبارِ جہاں کراچی ۳۰ اکتوبر تا ۵ نومبر ۱۹۷۸ء		۷
۶۳۔	السعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۹۰
۶۴۔	ترجمان اہلسنت کراچی فروری ۱۹۸۳ء انٹرویو		۸،۹
۶۵۔	السعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۱۲۹
۶۶۔	السعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۱۲۸
۶۷۔	السعید ملتان جنوری ۲۰۰۱ء		۵۹
	ضیائے حرم جولائی ۱۹۸۶ء		۵۸
۶۸۔	ترجمان اہلسنت کراچی فروری ۱۹۸۳ء		۷
۶۹۔	حیات غزالی زماں	حافظ امانت علی سعیدی	۸۳
	ایک عالم ایک سیاستدان	سید محمد حفیظ قیصر	۱۹
	روزنامہ جنگ کراچی ۲۵ نومبر ۱۹۸۲ء کالم ۳		۲

حوالہ جات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	صفحہ نمبر
	روزنامہ جنگ کراچی ۲۶ نومبر ۱۹۸۲ء کالم ۵		۲
۷۰۔	التعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۷۲
	ہفت روزہ طوفان ملتان ۷ اپریل ۱۹۶۳ء		۴
۷۱۔	التعید ملتان نومبر ۲۰۰۳ء		۸۱
	التعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۱۰۹
۷۲۔	التعید ملتان فروری ۱۹۹۶ء		۸۶،۶۴
۷۳۔	التعید ملتان مارچ ۱۹۹۵ء		۸۵
	التعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۸۶
	سیرتِ کاظمی	داؤد احمد خان	۵۴،۵۳،۱۱۵
	مناقبِ کاظمی	محمد خدا بخش اظہرؒ	۱۳۴
۷۴۔	التعید ملتان مارچ ۱۹۹۵ء		۸۵
۷۵۔	التعید ملتان دسمبر ۲۰۰۱ء		۱۱۶
	ضیائے حرم جولائی ۱۹۸۶ء		۵۴
۷۶۔	التعید ملتان دسمبر ۲۰۰۲ء		۲۴
۷۷۔	التعید ملتان مارچ ۲۰۰۰ء		۳۵
۷۸۔	بخاری کتاب المغازی جلد دوم (مترجم) باب ۵۴۹ حدیث ۱۵۵۰	مولانا ظہور الباری اعظمیؒ	۷۷
	جامع ترمذی جلد دوم (مترجم) باب ۸۰ حدیث ۱۴۴	محمد صدیق سعیدی ہزاروی	۷۶
۷۹۔	جامع ترمذی جلد دوم (مترجم) باب ۸۰ حدیث ۱۴۸	محمد صدیق سعیدی ہزاروی	۵۲
۸۰۔	مسند احمد (عربی) جلد ۶	امام احمد بن حنبل ابی عبداللہ شیبانیؒ	۲۵
۸۱۔	الجامع الاحکام القرآن جلد ۱۳	علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبیؒ	۱۸۳
۸۲۔	مجمع الزوائد (عربی) جلد ۵	حافظ نور الدین علی بن ابی بکرؒ	۲۱۲
۸۳۔	النہایہ (عربی) جلد ۴	امام مجد الدین ابی السعادات المبارک الجزریؒ	۱۳۵
۸۴۔	البدایہ والنہایہ (عربی) جلد ۲،۱	حافظ ابن کثیرؒ	۲۳
	انوار الفرید ساہیوال جولائی ۱۹۸۶ء		۳
	انٹرویو حرمت جسارت کراچی ۱۰ جولائی ۱۹۸۴ء		۱

اختتامیہ:

اس مقالے میں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی دینی ،علمی اور ملّی خدمات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔تاریخ شاہد ہے ہمیشہ پرآشوب دور میں ملت کی رہنمائی وقیادت کا فریضہ علمائے حق نے انجام دیا ہے۔تحریکِ آزادی ہو یا تحریکِ پاکستان ،فتنہ قادیانیت ہو یا فتنہ سوشلزم ،اسلامی شعار کی حفاظت ہو عقائدِ باطلہ کا رد ،انکا کردار مثالی اور اہم رہا ہے۔ایسے ہی مشاہیر میں سے ایک شخصیت علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ کی بھی ہے جنکی خدماتِ جلیلہ کا تذکرہ فراموش کردینا حقائق سے روگردانی اور تاریخ فراموشی سے عبارت ہوگا۔اس مقالے کے پہلے باب میں علامہ کاظمیؒ کی سوانح وشخصیت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔آپکی پیدائش ،آپکے آباءاجداد ،آپکا سلسلہ نسب اور سلاسلِ طریقت سلسلۂ چشتیہ ،قادریہ ،سہروردیہ اور نقشبندیہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔آپکی تعلیم وتربیت ،اساتذہ ،سندِ فراغت ودستارِ فضیلت وبیعت وخلافت کا تذکرہ ہے۔آپ کے پیرومرشد کا تعارف ہے۔آپکے اہل وعیال کا تعارف ہے۔آپکی ملتان آمد اور مخالفین کی طرف سے قاتلانہ حملے جیسی تکالیف اور آپکے عزم واستقلال کا بیان ہے۔آپکی بیماری ،آپریشن ، عارضۂ قلب وصحتیابی اور وفات ومدفن کا تذکرہ ہے۔دوسرا باب دینی خدمات پر مشتمل ہے جسمیں آپکی درس وتدریس مدارس سے مساجد کا تذکرہ ہے۔مدرسہ انوارالعلوم کا قیام اور علم کے فروغ میں اسکا کردار اسکے ابتدائی اور موجودہ مدرسین ،اس مدرسے سے فارغ التحصیل چند مشہور فضلاء اور انوارالعلوم کی علمی وفکری خدمات کا تذکرہ ہے اسکے علاوہ مدارسِ اہلسنت کے نمائندہ بورڈ تنظیم المدارس کے بانی وصدر ،بحیثیت خطیب ،مترجم و مفسر قرآن اور تحریکِ ختمِ نبوت میں آپکے کردار اور خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

تیسرے باب میں علامہ کاظمیؒ کی علمی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے اس باب میں آپکی تبحرِ علمی کے چند نمونے ، آپکی فقیہانہ شان ،مناظرے ،بحیثیت محدث اور آپکے بیان کردہ چند نکات اور معارفِ حدیث کے چند نمونے ہیں۔آپکی تصنیفات وتالیفات کا تذکرہ ہے جو آپکی تبحرِ علمی کے شاہکار ہیں۔آپکے تلامذہ وخلفاء کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

دینی علوم کے ساتھ ساتھ سیاسی میدان میں بھی آپکا کردار تاریخی اہمیت کا حامل رہا ہے۔چوتھے باب میں آپکی ملّی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

تحریکِ آزادی اور تحریکِ پاکستان میں آپکا کردار ،قیامِ پاکستان کے لیے سنّی کانفرنسوں میں شرکت ،مسلم

لیگ میں شمولیت اور قیامِ پاکستان کے لیے مسلم لیگ کے اسٹیج سے جلسے اور تقاریر، نظریہ پاکستان کی ترویج و اشاعت اور رائے عامہ ہموار کرنے میں کردار، قیامِ پاکستان کے بعد مسلم لیگ سے علیٰحدگی اور جمیعت علماء پاکستان کا قیام، دستور سازی کے سلسلے میں آپکی جدوجہد، مجاہدین کشمیر کی سرپرستی اور امداد، سیلاب زدگان کی معاونت، الجزائر ریلف فنڈ کی فراہمی، بے حیائی اور رقص وسرور کے خاتمے کے لیے کوششیں، انجمن طلباءِ اسلام کی سرپرستی، تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ اور سوشلزم کے خلاف کوششیں، تبلیغی و اصلاحی تحریک دعوتِ اسلامی کے قیام میں آپکے کردار کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

علامہ کاظمی کی پوری زندگی دینی، علمی اور ملّی خدمات کا نمونہ ہے۔ ملک وملت کی تعمیر و اصلاح کے لیے اور سماجی و اخلاقی خدمت کے لیے آپ نے ہر تحریک میں بھر پور حصہ لیا۔ ہر جگہ ابتدائی محرک، منتظم یا سرپرست آپ ہی کی ذات تھی۔ آپ تمام تحریکوں کے روحِ رواں تھے۔ آپکی زندگی کے شب و روز دینِ اسلام کی بالادستی اور علم کی ترویج و اشاعت کے لیے وقف تھے۔ آپ اہلسنت کی تاریخ ساز شخصیتوں میں ایک منفرد اور عظیم حیثیت کے حامل تھے۔ آپ ایک فردِ واحد کا نام نہیں بلکہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ انھوں نے نصف صدی سے زیادہ عرصہ دین کی خدمت کرنے کا اعزاز پایا۔ نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالمِ اسلام میں انھیں منفرد مقام حاصل تھا۔

علامہ کاظمیؒ کی دینی، علمی اور ملّی خدمات کا تذکرہ آنے والی نسلوں کے لیے اپنے اسلاف کے کارناموں سے روشناس کروانے کا ایک اہم ذریعہ ہوگا کیونکہ وقت کے تقاضوں کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ اپنے اسلاف کی خدمات کو منظرِ عام پر لایا جائے تاکہ نئی نسل انکی زندگیوں کو مشعلِ راہ بناتے ہوئے اپنی دینی وملّی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے ان سے عہدہ براں ہونے کی سعی وجستجو پیدا کرے۔

وما توفیقی الا باللہ ـ والحمد للہ رب العلمین

و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ اجمعین۔

کتابیات

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	مقام	مطبوعہ	سن
۱۔	آئینہ مودودیت	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ	لاہور	مرکزی جمعیت المشائخ پاکستان	س ن
۲۔	امام اہلسنت	محمد راشد نظامی، مفتی	ملتان	عالمی سنز پیر پٹھان روڈ	س ن
۳۔	التفسیر الکبیر (عربی) طبع جدید	رازی، فخر الدینؒ، امام	پشاور	المکتبہ الحقانیہ	س ن
۴۔	التفسیر الکبیر (عربی) طبع جدید	رازی، فخر الدینؒ، امام	بیروت	دار الفکر	۱۳۹۸ھ
۵۔	الشفاء (عربی)	قاضی عیاضؒ، علامہ	ملتان	عبد التواب اکیڈمی	س ن
۶۔	البدایہ والنہایہ (عربی)	ابن کثیر، عماد الدین، حافظ	بیروت	دار الکتب العلمیۃ	س ن
۷۔	المنجد (اردو/عربی)		کراچی	دار الاشاعت	۱۹۷۴ء
۸۔	المفردات فی غریب القرآن	اصفہانی، حسین محمد راغب، علامہ	ایران	مکتبہ مرتضویہ	۱۳۴۲ھ
۹۔	الفتوحات المکیہ (عربی)	ابن عربی، شیخ محی الدینؒ	ندارد	دار الکتب العربیہ الکبریٰ	س ن
۱۰۔	البیان ترجمہ قرآن	مترجم: کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ	ملتان	کاظمی پبلی کیشنز	س ن
۱۱۔	الاتقان	سیوطی، جلال الدینؒ، امام	لاہور	ادارہ اسلامیات	۱۹۸۲ء
۱۲۔	ازالہ اوہام	قادیانی، مرزا غلام احمد	ربوہ	الشرکۃ الاسلامیہ	۱۹۵۸ء
۱۳۔	المحلی ابن حزم	محمد علی بن احمد بن سعید بن حزمؒ	قاہرہ	مکتبہ دار التراث	س ن
۱۴۔	النہایہ	مجد الدین ابی السعادت المبارک الجزری، امام	ایران	موسسۃ اسماعیلیان	س ن
۱۵۔	الجامع الحکام القرآن	قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمدؒ، علامہ	ایران	انتشارات ناصر خسرو	۱۳۸۷ء
۱۶۔	الحق المبین	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ	ملتان	مکتبہ ضیاء السنہ	س ن
۱۷۔	التبشیر برد التحذیر	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ	ساہیوال	مکتبہ فریدیہ جناح روڈ	س ن
۱۸۔	اسلام میں عورت کی دیت	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالاتِ کاظمی دوم	لاہور	شرکتِ حنفیہ لمیٹڈ	۱۳۹۸ھ
۱۹۔	الاھداء	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالاتِ کاظمی اول	لاہور	شرکتِ حنفیہ لمیٹڈ	۱۳۹۷ھ
۲۰۔	اسلام اور اشتراکیت	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالاتِ کاظمی اول	لاہور	شرکتِ حنفیہ لمیٹڈ	۱۳۹۷ھ
۲۱۔	اسلامی معاشرے میں طلباء کا کردار	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالاتِ کاظمی سوم	ملتان	بزم سعید	۱۹۹۱ء
۲۲۔	انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالاتِ کاظمی سوم	ملتان	بزم سعید	۱۹۹۱ء
۲۳۔	احسن التحریر	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ	لاہور	دار العلوم جامعہ نعیمیہ	س ن
۲۴۔	اسلام اور عیسائیت	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالاتِ کاظمی سوم	لاہور	شرکتِ حنفیہ لمیٹڈ	۱۳۹۸ھ
۲۵۔	انوار العارفین	ممتاز احمد چشتی، حافظ	ملتان	الخطاط پرنٹرز	۱۹۹۰ء

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	مقام	مطبوعہ	سن
۲۶۔	اکابر تحریک پاکستان	محمد صادق، قصوری	گجرات	مکتبہ رضویہ	۱۹۷۶ء
۲۷۔	المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم	محمد فواد عبدالباقی	ندارد	منشورات	۱۹۸۸ء
۲۸۔	التصدیقات للدفع التلبیسات	سیّد، مظہر سعید، کاظمی	ملتان	کاظمی پبلی کیشنز انوار العلوم	۲۰۰۴ء
۲۹۔	الخصائص الکبریٰ (مترجم) (اردو)	سیوطی، جلال الدینؒ، علامہ: (مترجم) راجہ رشید محمود، سیّد حامد لطیف	لاہور	حامد اینڈ کمپنی	۱۹۸۹ء
۳۰۔	المنہاج السوی من الحدیث النبوی	محمد طاہر القادری، ڈاکٹر	لاہور	منہاج القرآن پبلی کیشنز	۲۰۰۵ء
۳۱۔	القرآن الحکیم	محمود الحسنؒ، مولانا	لاہور	تاج کمپنی لمیٹڈ	۱۹۸۹ء
۳۲۔	القرآن الکریم	دہلوی، شاہ رفیع الدین محدثؒ	کراچی	تاج کمپنی لمیٹڈ	س ن
۳۳۔	القرآن الحکیم مع ترجمہ وتفسیر بیان القرآن	تھانوی، اشرف علیؒ	کراچی	تاج کمپنی لمیٹڈ	۱۹۹۸
۳۴۔	التبیان مع البیان پارہ اول	کاظمی، سیّد، احمد سعیدؒ، علامہ	ملتان	کاظمی پبلی کیشنز انوار العلوم	۱۹۹۳ء
۳۵۔	المستدرک (عربی)	نیشاپوری، عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکمؒ، امام	مکہ مکرمہ	دار الباز للنشر والتوزیع	س ن
۳۶۔	المصنف (عربی)	ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہؒ، حافظ	کراچی	ادارۃ القرآن	۱۴۰۶ھ
۳۷۔	اقرب الموارد (عربی)	لبنانی، سعید شرتونیؒ، علامہ	ایران	منشورات آیت العظمیٰ	۱۴۰۳ھ
۳۸۔	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ	دہلوی، شاہ، عبدالحق محدثؒ: (مترجم) محمد سعید احمد نقشبندیؒ، مولانا	لاہور	فرید بکسٹال	۱۹۸۳ء س ن
۳۹۔	انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ	دہلوی، شاہ، عبدالحق محدث	لائلپور	علویہ رضویہ	س ن
۴۰۔	البحر الرائق (عربی)	زین الدین ابن نجیمؒ، امام	مصر	مطبعۃ علمیہ	۱۳۱۱ھ
۴۱۔	الانصاف (عربی)	مرداوی، ابوالحسن علی بن سلیمان، علامہ	بیروت	داراحیاء التراث العربی	۱۳۷۶ھ
۴۲۔	ایک عالم ایک سیاستدان	سیّد، محمد حفیظ قیصر	لاہور	النور پبلی کیشنز	۲۰۰۱ء
۴۳۔	انوار البیان	ممتاز احمد، چشتی، حافظ	ملتان	مکتبہ مہریہ کاظمیہ	۲۰۰۵ء
۴۴۔	الاحسان صحیح ابن حبان	امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی، علامہ	بیروت	دار الکتب العلمیہ	۱۴۰۷ھ
۴۵۔	بلغۃ الحیر ان	حسین علی، مولوی	پنجاب	مکتبہ حقانیہ	س ن
۴۶۔	بزرگانِ کراچی	ڈاکٹر ناصر الدین	کراچی	اسلامک فاؤنڈیشن آف پاکستان	۲۰۰۴ء
۴۷۔	پاکستان بنانے والے علماء ومشائخ	محمد جلال الدین، مولانا	لاہور	عالمی دعوتِ اسلامیہ	۱۹۷۸ء
۴۸۔	تحریک پاکستان اور علماء کرام	محمد صادق، قصوری	لاہور	مکتبہ زاویہ	۱۹۹۹ء
۴۹۔	تاثرات	محمد تسلیم قریشی، ڈاکٹر	ملتان	مرکزِ تعلیماتِ اسلامیہ	۱۹۸۸ء
۵۰۔	تذکرہ اکابرینِ اہلسنت	عبدالحکیم شرف، قادری، مولانا	لاہور	فرید بکسٹال	۲۰۰۰ء

نمبرشمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	مقام	مطبوعہ	سن
۵۱۔	تذکرہ اولیائے سندھ	محمد اقبال حسین نعیمیؒ، قاضی، مولانا	کراچی	علمی کتاب گھر اردو بازار	۱۹۹۷ء
۵۲۔	تدبر القرآن	اصلاحی، امین احسنؒ	ندارد	مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن	۱۳۹۳ھ
۵۳۔	تفسیر روح المعانی (عربی)	آلوسی، شہاب الدین سیّد محمودؒ، علامہ	بیروت	داراحیاء التراث العربی	۲۰۰۰ء
۵۴۔	تفسیر خازن (عربی)	البغدادی، علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیمؒ	بیروت	دارالکتب العلمیۃ	۱۹۹۵ء
۵۵۔	تاج العروس	زبیدی، سیّد محمد مرتضی حسینیؒ، علامہ	مصر	المطبعۃ الخیریہ	۱۳۰۶ھ
۵۶۔	تفسیر روح البیان (عربی)	حقی، شیخ اسمعیلؒ	بیروت	داراحیاء التراث العربی	۲۰۰۱ء
۵۷۔	تفسیر البغوی (عربی)	البغوی، محمد الحسین بن مسعودؒ، امام	بیروت	داراحیاء التراث العربی	۲۰۰۰ء
۵۸۔	تفسیر قادری (اردو ترجمہ تفسیر حسینی)	فخر الدینؒ، قادری، مولوی	لکھنو	فیضی منبع منشی نول کشور	۱۸۸۳ء
۵۹۔	تفسیر جلالین (عربی)	سیوطی، جلال الدینؒ، علامہ	لاہور	المیزان اردو بازار	۱۴۲۵ھ
۶۰۔	تفسیر صاوی (عربی)	مالکی، صاوی، علامہ	پشاور	مکتبہ روضۃ القرآن	س ن
۶۱۔	تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان	نیشاپوری، نظام الدینؒ، علامہ	بیروت	دارالمعرفہ	۱۴۰۷ھ
۶۲۔	تفسیر صدیقی	عبدالقدیر صدیقیؒ، قادری	کراچی	ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی	۱۹۹۵ء
۶۳۔	تفسیر قرطبی (عربی)	القرطبی، عبداللہ محمد بن احمدؒ، الانصاری	بیروت	دارالکتب العلمیۃ	س ن
۶۴۔	تفسیر قرطبی (عربی)	القرطبی، عبداللہ محمد بن احمدؒ، الانصاری	ایران	ناصر خسرو	س ن
۶۵۔	التفسیر ابی السعود علی ھامش التفسیر الکبیر	ابوالسعود محمد بن محمد عمادیؒ، علامہ	بیروت	دارالفکر	۱۳۹۸ھ
۶۶۔	تعلیقاتِ رضا	احمد رضاؒ، امام: مترجم ہزاروی، محمد صدیق	لاہور	مرکزی مجلسِ رضا	۱۹۸۲ء
۶۷۔	تفسیر مدارک (عربی)	النسفی، عبداللہ بن احمدؒ	کراچی	قدیمی کتب خانہ	س ن
۶۸۔	تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی	المبارکفوری، عبدالرحمٰنؒ، الحافظ، امام	کراچی	قدیمی کتب خانہ	س ن
۶۹۔	تاریخ تفسیر ومفسرین	حریری، غلام احمدؒ، پروفیسر	ندارد	ملک سنز ناشران وتاجران کتب	۲۰۰۴ء
۷۰۔	تاریخ ساز شخصیات	ہزاروی، محمد صدیق	لاہور	جامعہ نظامیہ رضویہ	۱۹۹۲ء
۷۱۔	تعارف علمائے اہلسنت	ہزاروی، محمد صدیق، مولانا	لاہور	مکتبہ قادریہ	۱۹۷۹ء
۷۲۔	تفسیر ابنِ جریر (عربی)	الطبری، ابی جعفر محمد ابنِ جریرؒ	مصر	مصطفی البابی الحلبی	س ن
۷۳۔	تفسیر مظہری (عربی)	ثناء اللہ العثمانیؒ، قاضی	کوئٹہ	مکتبہ رشیدیہ	س ن
۷۴۔	تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم	محمد مسعود، پروفیسر	لاہور	رضا پبلی کیشنز	۱۹۷۹ء
۷۵۔	تفہیم المسائل	منیب الرحمٰن، مفتی	کراچی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز	۲۰۰۳ء
۷۶۔	تقریر منیر	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ	ملتان	کتب خانہ حاجی مشتاق	س ن

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	مقام	مطبوعہ	سن
۱۰۳۔	خطباتِ کاظمی	(خطابات) علامہ کاظمیؒ	مظفر گڑھ	مکتبہ انوارِ صوفیہ ٹرسٹ	س ن
۱۰۴۔	ختمِ نبوت	احمد رضا، امام	لاہور	مکتبہ نبویہ	۱۹۸۸ء
۱۰۵۔	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس ۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء	محمد جلال الدین قادریؒ	گجرات	مکتبہ رضویہ	۱۹۷۸ء
۱۰۶۔	ختمِ نبوت	کاظمی، سیّد، احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالات کاظمی اول	لاہور	شرکت حنفیہ	۱۳۹۷ھ
۱۰۷۔	خیر و شر	کاظمی، سیّد، احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالاتِ کاظمی سوم	ملتان	بزمِ سعید	۱۹۹۱ء
۱۰۸۔	خصائص الکبریٰ (مترجم) (اردو)	سیوطی، جلال الدین، علامہ (مترجم) راجہ رشید محمود، حامد لطیف، سید	لاہور	حامد اینڈ کمپنی	۱۹۸۹ء
۱۰۹۔	دیکھ لیا ملتان	زاہد علی واسطی، ڈاکٹر	ملتان	بیکن بکس گلگت	س ن
۱۱۰۔	دیدہ ور	فانی محمد صدیق، رانا خلیل احمد	خانیوال	انجمن اصلاح المسلمین	س ن
۱۱۱۔	دستور العلماء	عبدالنبی بن عبدالرسول الاحمد، القاضی نگری	بیروت	دارالکتب العلمیۃ	س ن
۱۱۲۔	درود تاج پر اعتراضات کے جوابات	کاظمی، سیّد، احمد سعیدؒ، علامہ	ملتان	کاظمی پبلی کیشنز	۱۹۸۶ء
۱۱۳۔	دستور اسلامی اور جمہوریہ پاکستان کے سلسلے میں بیان	ابوالحسنات قادری، علامہ	لاہور	مقبول عام پریس	س ن
	دلائل النبوۃ (مترجم) (اردو)	اصفہانی، ابونعیم احمد بن عبداللہ، حافظ، امام (مترجم) محمد طیب نقشبندی، قاری	لاہور	ضیاء القرآن پبلی کیشنز	۱۹۹۹ء
۱۱۴۔	دستورِ پاکستان	کاظمی، سیّد، احمد سعیدؒ، علامہ	کراچی	انجمن اشاعت اہلسنت	۱۹۸۴ء
۱۱۵۔	ردالمحتار (عربی)	شامی، ابن عابدین، علامہ	بیروت	داراحیاء التراث	س ن
۱۱۶۔	رجم اسلامی سزا ہے	کاظمی، سیّد، احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالاتِ کاظمی سوم	ملتان	بزمِ سعید	۱۹۹۱ء
۱۱۷۔	روشنی تو دیے کے اندر ہے	بھوپالی، محسن	لاہور	ایوانِ ادب	۱۹۹۶ء
۱۱۸۔	سنن ابوداؤد شریف (عربی)	ابوداؤد سلیمان بن اشعث، امام	بیروت	داراحیاء التراث	۲۰۰۰ء
۱۱۹۔	سنن ابوداؤد شریف (عربی)	ابوداؤد سلیمان بن اشعث، امام	لاہور	مجتبائی پاکستان	۱۴۰۵ھ
	سنن ابوداؤد شریف (مترجم) (اردو)	ابوداؤد سلیمان بن اشعث، امام (مترجم) وحید الزماں	لاہور	اسلامی اکیڈمی	۱۹۸۳ء
۱۲۰۔	سیرتِ کاظمی	داؤد احمد خان	ملتان	حسن اکیڈمی	۱۹۸۸ء
۱۲۱۔	سیرتِ حلبیہ (عربی)	الحلبی، علی بن برہان الدین، الشافعی	مصر	مصطفیٰ البابی	۱۳۸۴ھ
۱۲۲۔	سنن ابنِ ماجہ (عربی)	عبداللہ محمد بن یزید ابنِ ماجہ، امام	کراچی	نور محمد کارخانہ تجارت کتب	س ن

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	مقام	مطبوعہ	سن
۱۲۳۔	سنن ابنِ ماجہ (مترجم) (اردو)	عبداللہ محمد بن یزید ابنِ ماجہ، امام (مترجم) شاجہانپوری، اختر، مولانا	لاہور	فرید بکسٹال	۱۹۸۳ء
۱۲۴۔	سنّی کانفرنس (ایک تاریخی تسلسل)	محمد نسیم احمد صدیقی نوری	کراچی	مجلسِ خدام رضا ٹرسٹ	س ن
۱۲۵۔	سنن الکبریٰ (عربی)	بیہقی، ابوبکر بن احمد علی، امام	بیروت	دارالکتب العلمیۃ	۱۹۹۹ء
۱۲۶۔	سائنس و مذہب	کاظمی، سیّد، احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالات کاظمی اول	لاہور	شرکتِ حنفیہ	۱۳۹۷ھ
۱۲۷۔	سنّی کانفرنس	سیّد عالم	کراچی	انجمن تاجدارِ حرم	س ن
۱۲۸۔	سنن الکبریٰ (عربی)	بیہقی، ابوبکر بن احمد علی، امام	ملتان	نشر السنہ	س ن
۱۲۹۔	سنن الکبریٰ (عربی)	بیہقی، ابوبکر بن احمد علی، امام	بیروت	دارالمعرفہ	س ن
۱۳۰۔	شواہد النبوت (مترجم) (اردو)	جامی، نورالدین عبدالرحمٰن (مترجم) بشیر حسین ناظم	لاہور	مکتبہ نبویہ گنج بخش	س ن
۱۳۱۔	شرح مسلم شریف (اردو)	قشیری، مسلم بن حجاج، امام (مترجم) غلام رسول سعیدی، علامہ	لاہور	فرید بکسٹال	۲۰۰۶ء
۱۳۲۔	شرح مسلم شریف (عربی)	نووی، محی الدین شافعی، علامہ	کراچی	قدیمی کتب خانہ کراچی	۱۹۵۶ء
۱۳۳۔	شرح فقہ اکبر (مترجم عربی)	ابوحنیفہ، امام اعظم شارح ملا علی قاری	کراچی	قدیمی کتب خانہ کراچی	س ن
۱۳۴۔	شہری زندگی	کاظمی، سیّد، احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالات کاظمی اول	لاہور	شرکتِ حنفیہ	۱۳۹۷ھ
۱۳۵۔	شجرہ طیبہ علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ	مظہر سعید، کاظمی، پروفیسر	ملتان	ندارد	س ن
۱۳۶۔	صحیح بخاری (عربی)	بخاری، اسمٰعیل، امام	کراچی	قدیمی کتب خانہ	۱۹۶۱ء
۱۳۷۔	شرح المقاصد	تفتازانی، سعدالدین مسعود بن عمر، علامہ	لاہور	دارالمعارف نعمانیہ	۱۴۰۱ھ
۱۳۸۔	صحیح بخاری (عربی)	بخاری، اسمٰعیل، امام	کراچی	نور محمد اصح المطابع	۱۳۸۱ھ
۱۳۹۔	صحیح بخاری (مترجم) (اردو)	بخاری، اسمٰعیل، امام (مترجم) ظہور الباری اعظمی، مولانا	لاہور	مکتبہ مدنیہ المصباح	س ن
۱۴۰۔	صحیح بخاری (مترجم) (اردو)	بخاری، اسمٰعیل، امام (مترجم) اختر شاجہانپوری، مولانا	لاہور	حامد اینڈ کمپنی	۱۹۸۲ء
۱۴۱۔	صحیح مسلم شریف (عربی)	قشیری، مسلم بن حجاج، امام	کراچی	نور محمد اصح المطابع	۱۳۷۵ھ
۱۴۲۔	صحیح مسلم شریف (عربی)	قشیری، مسلم بن حجاج، امام	بیروت	احیاء التراث العربی	۱۹۷۲ء
۱۴۳۔	صحیح مسلم شریف (عربی)	قشیری، مسلم بن حجاج، امام	کراچی	قدیمی کتب خانہ	۱۹۵۶ء

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	مقام	مطبوعہ	سن
۱۴۴۔	صمصام	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالاتِ کاظمی دوم	لاہور	شرکتِ حنفیہ لمیٹڈ	۱۳۹۸ھ
۱۴۵۔	ضیاء القرآن	الازہری، محمد کرم شاہ، پیر	لاہور	ضیاء القرآن پبلی کیشنز	۱۳۹۹ھ
۱۴۶۔	ظلِ نبی	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ	ملتان	جامعہ انوار القرآن	س ن
۱۴۷۔	علمِ غیب	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالاتِ کاظمی دوم	لاہور	شرکتِ حنفیہ لمیٹڈ	۱۳۹۸ھ
۱۴۸۔	عصمتِ انبیاء	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالاتِ کاظمی سوم	ملتان	بزمِ سعید	۱۹۹۱ء
۱۴۹۔	عبادات واستعانت	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ	کراچی	مجلس رضا	س ن
۱۵۰۔	عرفانِ ربانی کی ناطق دلیل	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ	لاہور	مجلس رضا	۱۴۰۳ھ
۱۵۱۔	غزالیِ وقت	محمد صغیر قریشی	ملتان	صمد رزاقی پرنٹرز	س ن
۱۵۲۔	فتاویٰ عالمگیری	مواہب الرحمٰن وعین الہدایہ (مترجم) امیر علی، سیّد، مولانا	لاہور	حامد اینڈ کمپنی	س ن
۱۵۳۔	فیروز اللغات	فیروز الدین، مولوی، الحاج	لاہور	فیروز سنز	س ن
۱۵۴۔	فتاویٰ رضویہ	بریلوی، احمد رضا، امام	کراچی	المجدد احمد رضا اکیڈمی	س ن
۱۵۵۔	فرید اللغات اردو (جدید)	فرید احمد، نجیب رامپوری، مخدوم صابری	لاہور	ملک بکڈپو اردو بازار	س ن
۱۵۶۔	فلسفہ نماز	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ	لاہور	ادارہ معارف نعمانیہ	۱۹۸۹ء
۱۵۷۔	فرہنگ عامرہ	محمد عبداللہ خان خویشگی	اسلام آباد	مقتدرہ قومی زبان	۱۹۸۹ء
۱۵۸۔	فلسفہ قربانی	سیّد احمد سعید کاظمیؒ، علامہ بحوالہ مقالاتِ کاظمی اول	لاہور	شرکتِ حنفیہ	۱۳۹۷ھ
۱۵۹۔	فضیلتِ حدیث	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالاتِ کاظمی اول	لاہور	شرکتِ حنفیہ	۱۳۹۷ھ
۱۶۰۔	فلسفہ شہادت	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ (بحوالہ مقالاتِ کاظمی سوم	ملتان	شرکتِ حنفیہ	۱۳۹۷ھ
۱۶۱۔	فتاویٰ عالمگیری کا پس منظر	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالاتِ کاظمی سوم	ملتان	بزمِ سعید	۱۹۹۱ء
۱۶۲۔	قرآنِ حکیم ترجمہ وحواشی	امین احسن اصلاحی	ندارد	فاران فاؤنڈیشن	۲۰۰۳ء
۱۶۳۔	قرآن اور آسمان	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالاتِ کاظمی اول	لاہور	شرکتِ حنفیہ	۱۳۹۷ھ
۱۶۴۔	قرآن مجید مع ترجمہ	دہلوی، شاہ عبدالقادر	لاہور	تاج کمپنی لمیٹڈ	س ن
۱۶۵۔	قرآن مجید مترجم	جالندھری، فتح محمد	کراچی	تاج کمپنی لمیٹڈ	س ن
۱۶۶۔	قرآن مجید مع ترجمہ وحواشی	دہلوی، شاہ رفیع الدین، محدث	کراچی	ادارہ اشاعت القرآن	س ن
۱۶۷۔	قرآن مجید (آسان اردو ترجمہ)	نذر احمد، حافظ	لاہور	مسلم اکادمی محمد نگر	۱۹۸۷ء
۱۶۸	قدم الشیخ عبدالقادر علی رقاب الاولیاء الاکابر	ممتاز احمد چشتی	ملتان	بزمِ سعید انوار العلوم	س ن

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	مقام	مطبوعہ	سن
۱۶۹۔	کتاب الام (عربی)	شافعی، محمد ادریس، امام	بیروت	دار المعرفہ	۱۳۹۳ھ
۱۷۰۔	کتاب الحجہ (عربی)	محمد بن حسن شیبانی، امام	لاہور	دار المعارف النعمانیہ	س ن
۱۷۱۔	کتاب التراویح	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالات کاظمی اول	لاہور	شرکت حنفیہ	۱۳۹۷ھ
۱۷۲۔	کلمہ طیبہ	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالات کاظمی سوم	ملتان	بزم سعید	۱۹۹۱ء
۱۷۳۔	کتاب الحدیث	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالات کاظمی سوم	ملتان	بزم سعید	۱۹۹۱ء
۱۷۴۔	کتاب التعریفات	جرجانی، میر سیّد شریف علی بن محمد	مصر	المطبعة الخیریہ	۱۳۰۶ھ
۱۷۵۔	کلیاتِ اقبال	اقبال، علامہ	لاہور	شیخ غلام علی اینڈ سنز	۱۹۷۳ء
۱۷۶۔	کنز الایمان ترجمہ قرآنِ پاک	بریلوی، احمد رضا، امام	کراچی	تاج کمپنی لمیٹڈ	س ن
۱۷۷۔	گلدستۂ ساداتِ امروہہ	نقوی، مستجاب احمد، نقوی امان علی	کراچی	شاہ ولایت اکیڈمی	س ن
۱۷۸۔	گستاخِ رسول کی سزا قتل	کاظمی، احمد سعیدؒ، علامہ، سیّد	لاہور	مرکزی مجلسِ رضا	۱۹۸۸ء
۱۷۹۔	لسان العرب (عربی) (جدید)	جمال الدین بن مکرم منظور افریقی، امام	بیروت	دار طاور	۲۰۰۳ء
۱۸۰۔	لسان العرب (عربی)	جمال الدین بن مکرم منظور افریقی، امام	ایران	نشر ادب الحوزہ	۱۴۰۵ھ
۱۸۱۔	لغات الحدعربی (اردو)	وحید الزماں، مولوی	کراچی	میر محمد کتب خانہ	س ن
۱۸۲۔	لفظ نبی کی تحقیق	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ بحوالہ مقالات کاظمی سوم	ملتان	بزم سعید	۱۹۹۱ء
۱۸۳۔	مناقب کاظمی	محمد خدا بخش اظہرؒ	شجاع آباد	مکتبہ اسلامیہ رضویہ نوری مسجد	۱۹۸۷ء
۱۸۴۔	مقالاتِ سعیدی	سعیدی، غلام رسول، علامہ	لاہور	فرید بکسٹال	۱۹۸۲ء
۱۸۵۔	مجمع الزوائد (عربی)	نور الدین علی بن ابی بکر، حافظ	بیروت	موسستہ المعارف	۱۹۸۶ء
۱۸۶۔	مضامین قرآن مجید	عالم فقری، علامہ	لاہور	شبیر برادرز اردو بازار	۱۹۹۵ء
۱۸۷۔	مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات (مترجم)	فاسی، محمد مہدی، امام، علامہ (مترجم) شرف، عبد الحکیم قادری	لاہور	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز	۲۰۰۰ء
۱۸۸۔	مصباح اللغات	عبد الحفیظ بلیاوی، مولانا	کراچی	محمد سعید اینڈ سنز	س ن
۱۸۹۔	مشکوٰۃ (مترجم) (اردو)		کراچی	محمد سعید اینڈ سنز	س ن
۱۹۰۔	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (عربی)	القاری، علی بن سلطان محمد، الحنفیؒ	کوئٹہ	مکتبہ الرشیدیہ	س ن
۱۹۱۔	مدارج النبوت (مترجم) (اردو)	دہلوی، شاہ عبد الحق، محدث (مترجم) نعیمی، غلام حسین، مفتی	کراچی	مدینہ پبلشنگ	۱۹۷۰ء
۱۹۲۔	محاسن کنز الایمان	ملک شیر محمد خان اعوان آف کالا باغ	لاہور	مرکزی مجلسِ رضا	۱۹۸۲ء

نمبر شمار	نام کتب	مصنفین/مولفین	مقام	مطبوعہ	سن
۱۹۳۔	موطا امام مالک	مالکؒ، امام (مترجم) شاہجہانپوری، عبدالحکیمؒ	لاہور	فرید بکسٹال	۱۹۸۵ء
۱۹۴۔	مقالاتِ کاظمی	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ (مرتب) سعیدی، غلام رسول	لاہور	شرکتِ حنفیہ	۱۳۹۷ھ
۱۹۵۔	مقالاتِ کاظمی	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ (مرتب) امانت علی چشتی، حافظ	ملتان	بزمِ سعید	۱۹۹۱ء
۱۹۶۔	مقالاتِ کاظمی	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ (مرتب) حاجی محمد امین	لاہور	شرکتِ حنفیہ	۱۳۹۸ھ
۱۹۷۔	مجمع البحار الانوار	محمد طاہر صدیقی	مدینہ	مکتبہ دار الایمان	۱۹۹۴ء
۱۹۸۔	معارف القرآن (مترجم)	کچھوچھوی، سیّد محمد محدث	لاہور	گلوبل اسلامک مشن ضیاء القرآن پبلیکیشنز	۲۰۰۲ء
۱۹۹۔	مزیلۃ النزاع اثبات السماع	کاظمی، احمد سعیدؒ، علامہ، سیّد	ملتان	مرکزی انجمن غلامانِ نظام	۱۳۹۳ھ
۲۰۰۔	مجموعہ صد احادیث	کاظمی، احمد سعیدؒ، (مترجم) کاظمی، ارشد سعید	ملتان	بزمِ سعید مدرسہ انوار العلوم	س ن
۲۰۱۔	میلاد النبی	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ	ساہیوال	مکتبہ فریدیہ ساہیوال	س ن
۲۰۲۔	معراج النبی	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ	ساہیوال	مکتبہ فریدیہ ساہیوال	س ن
۲۰۳۔	مقصود کائنات	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ (بحوالہ مقالات کاظمی سوم)	ملتان	بزمِ سعید	۱۹۹۱ء
۲۰۴۔	مکالمہ کاظمی و مودودی	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ	لاہور	شعبہ نشر و اشاعت	س ن
۲۰۵۔	مسند امام احمد (عربی)	احمد بن حنبلؒ، امام	بیروت	مکتب اسلامی	۱۳۹۸ھ
۲۰۶۔	مسند امام احمد (عربی) طبع جدید	احمد بن حنبلؒ، امام	بیروت	دار احیار التراث	۱۹۹۷ء
۲۰۷۔	نوائے انجمن	محمد اسلم الوری،	پنجاب	انجمن طلباء اسلام	س ن
۲۰۸۔	نور نور چہرے	شرف، عبدالحکیم قادری	لاہور	مکتبہ قادریہ	س ن
۲۰۹۔	نفی الظل والفی عمن استنار بنورہ کل شئی	کاظمی، سیّد احمد سعیدؒ، علامہ	ندارد	ندارد	س ن
۲۱۰۔	ھدایہ	الفرغانی، برہان الدین ابوالحسنؒ	ملتان	مکتبہ شرکتِ علمیہ	س ن

رسائل

نمبر شمار	نام رسائل	مقام	مہینہ	سن
۱۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	دسمبر	۲۰۰۲ء
۲۔	انوارالفرید (ماہنامہ)	ساہیوال	جولائی	۱۹۸۶ء
۳۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	فروری	۱۹۹۶ء
۴۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	نومبر	۲۰۰۵ء
۵۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	فروری	۱۹۹۷ء
۶۔	انوارِسعید (بیادِ غزالیِ دوراں زیرِ اہتمام المصطفیٰ ایجوکیشنل سوسائٹی)	کراچی	ندارد	س ن
۷۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	جنوری	۱۹۹۹ء
۸۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	جنوری	۲۰۰۰ء
۹۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	دسمبر	۲۰۰۲ء
۱۰۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	دسمبر	۲۰۰۱ء
۱۱۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	فروری	۲۰۰۰ء
۱۲۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	جنوری	۲۰۰۱ء
۱۳۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	مارچ	۱۹۹۵ء
۱۴۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	فروری	۱۹۹۷ء
۱۵۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	نومبر	۲۰۰۳ء
۱۶۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	فروری	۱۹۹۸ء
۱۷۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	نومبر	۲۰۰۵ء
۱۸۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	اکتوبر	۱۹۹۶ء
۱۹۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	اگست	۱۹۹۴ء
۲۰۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	اکتوبر	۱۹۹۵ء
۲۱۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	اکتوبر	۱۹۹۴ء
۲۲۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	مارچ	۱۹۹۳ء
۲۳۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	مارچ	۲۰۰۳ء
۲۴۔	اذان (ہفت روزہ)	ملتان	جولائی	س ن
۲۵۔	السّعید (ماہنامہ)	ملتان	نومبر	۲۰۰۴ء

نمبر شمار	نام رسائل	مقام	مہینہ	سن
۲۶۔	التعید (ماہنامہ)	ملتان	جون	۱۹۹۶ء
۲۷۔	التعید (ماہنامہ)	ملتان	اپریل	۲۰۰۰ء
۲۸۔	ترجمانِ اہلسنت (ماہنامہ)	کراچی	فروری	۱۹۸۳ء
۲۹۔	سیارہ (ماہنامہ)	لاہور	ستمبر۔اکتوبر	۱۹۸۶ء
۳۰۔	ضیائے حرم (ماہنامہ)	لاہور	جولائی	۱۹۸۶ء
۳۱۔	ضیائے حرم (ماہنامہ)	لاہور	جون	۱۹۸۴ء
۳۲۔	ضیائے حرم (ماہنامہ)	لاہور	مارچ	۲۰۰۰ء
۳۳۔	ضیائے حرم (ماہنامہ)	لاہور	جولائی	۲۰۰۱ء
۳۴۔	ضیائے حرم (ماہنامہ)	لاہور	اگست	۱۹۸۴ء
۳۵۔	طوفان (ماہنامہ)	ملتان	اپریل	۱۹۶۳ء
۳۶۔	فیضان (ماہنامہ)	فیصل	ستمبر۔اکتوبر	۱۹۷۸ء
۳۷۔	قائد (ماہنامہ)	آباد	جولائی	۱۹۴۹ء
۳۸۔	قومی ڈائجسٹ (ماہنامہ)	ندارد	جولائی	۱۹۸۴ء
۳۹۔	نوائے انجمن (ماہنامہ)	لاہور	مارچ۔اپریل	۱۹۹۳ء
۴۰۔	نوائے اہلسنت (ماہنامہ)	لاہور	نومبر	۱۹۹۵ء

اخبارات

نمبر شمار	نام اخبارات	مقام	تاریخ	سن
۱۔	اخبارِ جہاں (ہفت روزہ)	کراچی	۲۳ تا ۲۹ اکتوبر	۱۹۷۸ء
۲۔	اخبارِ جہاں (ہفت روزہ)	کراچی	۳۰ اکتوبر تا ۵ نومبر	۱۹۷۸ء
۳۔	اوصاف (روزنامہ)	اسلام آباد	۷ ستمبر	۲۰۰۶ء
۴۔	جنگ (روزنامہ)	کراچی	۱۳، اپریل	۱۹۹۰ء
۵۔	جنگ (روزنامہ)	کراچی	۵ مئی	۱۹۸۹ء
۶۔	جنگ (روزنامہ)	کراچی	۵، اپریل	۱۹۸۵ء
۷۔	جنگ (روزنامہ)	کراچی	۶، اپریل	۱۹۸۵ء

اخبارات

نمبر شمار	نام اخبارات	مقام	تاریخ	سن
۸۔	جنگ (روزنامہ)	کراچی	۵ جون	۱۹۸۶ء
۹۔	جنگ (روزنامہ)	کراچی	۶ جون	۱۹۸۶ء
۱۰۔	جنگ (روزنامہ)	کراچی	۷ جون	۱۹۸۶ء
۱۱۔	جسارت (روزنامہ)	کراچی	۱۴ دسمبر	۱۹۸۴ء
۱۲۔	جسارت (روزنامہ)	کراچی	۲۹، اپریل	۱۹۸۴ء
۱۳۔	جسارت (روزنامہ)	کراچی	۲۹، اپریل	۱۹۸۴ء
۱۴۔	جسارت (روزنامہ)	کراچی	۲۹، اکتوبر	۱۹۸۴ء
۱۵۔	جسارت (روزنامہ)	کراچی	۸ جنوری	۱۹۸۶ء
۱۶۔	جنگ (روزنامہ)	کراچی	۱۵، اپریل	۱۹۸۴ء
۱۷۔	جنگ (روزنامہ)	کراچی	۲۴ مارچ	۱۹۵۶ء
۱۸۔	جنگ (روزنامہ)	کراچی	یکم مئی	۱۹۷۰ء
۱۹۔	جنگ (روزنامہ)	کراچی	۱۱ مئی	۱۹۷۰ء
۲۰۔	جنگ (روزنامہ)	کراچی	۱۳ جون	۱۹۷۰ء
۲۱۔	جنگ (روزنامہ)	کراچی	۱۴ جون	۱۹۷۰ء
۲۲۔	جنگ (روزنامہ)	کراچی	۲۱ جون	۱۹۷۰ء
۲۳۔	جنگ (روزنامہ)	پشاور	۱۴ اکتوبر	۱۹۷۸ء
۲۴۔	جنگ (روزنامہ)	کراچی	۱۶، اکتوبر	۱۹۷۸ء
۲۵۔	جنگ (روزنامہ)	لاہور	۱۵، اکتوبر	۱۹۷۸ء
۲۶۔	جنگ (روزنامہ)	کراچی	۱۸، اکتوبر	۱۹۷۸ء
۲۷۔	جنگ (روزنامہ)	کراچی	۲۵ نومبر	۱۹۸۲ء
۲۸۔	جنگ (روزنامہ)	کراچی	۲۶ نومبر	۱۹۸۲ء
۲۹۔	حرمت جسارت (روزنامہ)	کراچی	۱۰ جولائی	۱۹۸۴ء
۳۰۔	ڈان (روزنامہ)	کراچی	۲۳ فروری	۱۹۸۵ء
۳۱۔	سنگِ میل (روزنامہ)	ملتان	۷ جون	۱۹۸۶ء
۳۲۔	فرنٹیر (روزنامہ)	پشاور	۲۳ اگست	۱۹۸۵ء
۳۳۔	مشرق (روزنامہ)	کراچی	۶ مئی	۱۹۸۴ء
۳۴۔	مشرق (روزنامہ)	کراچی	۲۹ اپریل	۱۹۸۴ء
۳۵۔	نوائے وقت۔ امروز (روزنامہ)	لاہور	۹ مارچ	۱۹۸۵ء

نمبر شمار	انٹرویوز
۱۔	انٹرویوارشدسعید کاظمی (بذریعہ موبائل) کراچی تاملتان بتاریخ ۲۳/۱/۲۰۰۸ بروزبدھ بوقت صبح ۱۲:۴۰
۲۔	انٹرویوعلامہ کاظمیؒ بحوالہ السّعید ملتان اکتوبر ۲۰۰۷ء صفحہ ۵۱تا۵۶
۳۔	انٹرویومظہرسعید کاظمی (بذریعہ موبائل) کراچی تاملتان بتاریخ ۹/۹/۲۰۰۷ بروزاتور بوقت شام ۵:۲۰
۴۔	انٹرویوسجادسعید کاظمی (بذریعہ موبائل) کراچی تاملتان بتاریخ ۹/۹/۲۰۰۷ بروزاتور بوقت شام ۶
۵۔	انٹرویوحامدسعید کاظمی (بذریعہ موبائل) کراچی تاملتان بتاریخ ۹/۹/۲۰۰۷ بروزاتور بوقت شام ۵:۴۰
۶۔	انٹرویوراشدسعید کاظمی (بذریعہ موبائل) کراچی تابرطانیہ آکسفورڈ بتاریخ ۱۸/۱۱/۲۰۰۷ بروزاتوار بوقت پاکستان صبح ۹:۳۰
۷۔	انٹرویوطاہرسعید کاظمی (بذریعہ موبائل) کراچی تاملتان بتاریخ ۱۰/۹/۲۰۰۷ بروزپیر بوقت صبح ۹:۳۰
۸۔	انٹرویومولانامشتاق احمد چشتی بذریعہ موبائل کراچی ٹوملتان، بتاریخ: ۵نومبر ۲۰۰۷ء، بروزپیر، بوقت: دوپہر ۳:۳۰
۹۔	انٹرویومولاناممتازاحمد چشتی بذریعہ موبائل کراچی ٹوملتان، بتاریخ: ۵نومبر ۲۰۰۷ء، بروزپیر، بوقت: صبح ۱۲بجے
۱۰۔	انٹرویومفتی ہدایت اللہ پسروری (بذریعہ موبائل) کراچی ٹوملتان، بتاریخ: ۵نومبر ۲۰۰۷ء، بروزپیر، بوقت: صبح ۱۱:۲۰
۱۱۔	انٹرویوپروفیسراللہ یارفریدی بذریعہ موبائل کراچی ٹوملتان، بتاریخ: ۲۰نومبر ۲۰۰۷ء، بروزمنگل، بوقت: دوپہر ۳:۲۵
۱۲۔	انٹرویو پیرفتح دین چشتی بذریعہ موبائل کراچی ٹوملتان، بتاریخ: ۱۹نومبر ۲۰۰۷ء، بروزپیر، بوقت: صبح ۱۱:۰۵ بجے
۱۳۔	انٹرویو علامہ عبدالعزیزسعیدی بذریعہ موبائل کراچی ٹوملتان، بتاریخ: ۱۹/۱۱/۲۰۰۷، بروز پیر، بوقت: صبح ۱۱:۴۰
۱۴۔	انٹرویومولاناحاجی نذیراحمد بذریعہ موبائل کراچی ٹوملتان، بتاریخ: ۱۹/۱۱/۲۰۰۷ بروزپیر، بوقت: رات ۱۱:۰۵
۱۵۔	انٹرویومولانامحمد مقصوراحمد چشتی (خطیب داتادربار) بذریعہ موبائل کراچی ٹولاہور، بتاریخ: ۲۲/۱/۲۰۰۸، بروزبدھ، بوقت: دوپہر ۲بجے
۱۶۔	انٹرویو محمداقبال سعیدی (بذریعہ موبائل) کراچی ٹوملتان، بتاریخ: ۲۳/۱/۲۰۰۸ بروزمنگل بوقت: دوپہر ۲بجے
۱۷۔	انٹرویومفتی غلام مصطفیٰ رضوی بذریعہ موبائل کراچی تاملتان بتاریخ ۰۳/۱۱/۲۰۰۷ بروز ہفتہ بوقت صبح ۱۱ بجے
۱۸۔	انٹرویومولاناعبدالحکیم شجاع آبادی بذریعہ موبائل کراچی تاملتان بتاریخ ۰۵/۱۱/۲۰۰۷ بروز پیر بوقت صبح ۱۱:۳۰
۱۹۔	انٹریو مولاناحسن حقانی (بذریعہ موبائل) نیوکراچی ٹوگلشن اقبال کراچی، بتاریخ: ۲۶/۱/۲۰۰۸ بروزہفتہ صبح ۱۲:۱۰